تمہید

جرجی زیدان نے اپنے مقبول عام ناول "اسیر المتمہدی" مین جس کا ترجمہ مین نے "انقلاب سیاسی" کے نام سے کیا ہی مصر اور سوڈان کے تاریخی واقعات اور سیاسی حوادثات اپنے خاص رنگ مین بیان کیے ہین اثنائے ترجمہ مین جی چاہتا تھا کہ بعض واقعات کی تشریح یا حقیقت نفس الامری کا بیان کیا جائے لیکن بعض وجوہ موانع نے اس ارادہ کو عمل مین لانے سے باز رکھا ترجمہ کے تیار ہو جانے پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ چونکہ انقلاب سیاسی مین واقعات کا آخری حصہ رہگیا ہے جس سے ناول کا تاریخی لطف جاتا رہا ہی اس لیے مناسب ہے کہ بطور ضمیمہ آخری واقعات قلمبند کر دیے جائین یہ مشورہ معقول تھا اور مین نے اس مین اتنا اضافہ اور کیا کہ حوادثات مصر و سوڈان کے تمام واقعات جو ناول مین متفرق ٹکڑون کی صورت مین بیان کیے گئے ہین مختصر طور پر اس ضمیمہ مین مسلسل بیان کر دیے جائین تاکہ اس ضمیمہ کے مطالعہ کے بعد ناول کا پورا لطف حاصل ہو۔

ضمیمہ کے دو حصے کیے گیے ہین پہلے حصہ مین حوادثات مصر اور دوسرے مین سوڈان کے واقعات لکھے گئے ہین اور ان حصون کو دو بابون پر تقسیم کر کے متفرق عنوانون کے ماتحت مختصر طور پر تمام واقعات تحریر کیے گیے ہین۔

آغا رفیق بلند شہری

۲۵ - فروری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ضمیمہ)

انقلاب سیاسی

پہلا باب (۱)

(حوادثات مصر)

(۱) ابتدائی حالات

مصر اسلامی اقتدار مین آنے سے پہلے مسیحی حکمرانون کے ماتحت تھا۔ ترکی حکومت کے مشہور
فرمانروا سلطان سلیم کے زمانہ مین مصر پر ترکون کا قبضہ ہوا اور اس کے بعد ہی ترکون نے مصر کے
ملحقہ مقامات حلب، حمص، دمشق، اور شام پر قبضہ کیا ۱۸۳۱ء؁ یعنی سلطان محمود خان ثانی کے عہد
مین محمد علی پاشا گورنر مصر نے ترکی حکومت سے منحرف ہو کر خود مختار ہونے کی کوشش کی سلطان
اس وقت اندرونی انتظامات مین مصروف تھے اور روم و روس کی عظیم الشان جنگ کی وجہ
سے ترکی حکومت مین ضعف ہو چلا تھا اس وجہ سے سلطان محمد علی پاشا کی بغاوت کا فوراً کوئی
انتظام نہ کر سکے اور محمد علی پاشا نے ایک جرار فوج اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی ماتحتی مین دے
عکہ، صیدا اور حمص کی طرف روانہ کیا ابتداءً ابراہیم پاشا بغیر کسی مقابلہ کے ترکی مقبوضات
ہو کر قبضہ کرتا رہا اور جب سلطان محمود خان نے مقابلہ کے لیے فوج بھیجی تو شدید مقابلہ پیش
آیا آخر ان معرکون مین ابراہیم پاشا کو غلبہ حاصل ہوا اسی اثنا مین سلطان محمود خان نے وفات
سلطان عبد المجید خان تخت حکومت پہ بیٹھے جنھون نے ترکی شکست کی خبرین پا کر کمشنر فوبرا

پاشا کے مقابلہ مین روانہ کی ابھی مقابلہ پیش نہ آیا تھا کہ محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول کی۔"

"آتش فساد فرو ہو گئی لیکن محمد علی پاشا نے اپنی دانشمندی سے ایک ایسی صورت پیدا کردی کہ اگرچہ مصر ٹرکی کا باجگذار صوبہ رہا لیکن اس مین خودمختاری کی شان پیدا ہو گئی اور پھر کچھ عرصہ بعد شاہان یورپ کی کوشش سے مصر ایک جداگانہ سلطنت قرار پائی جس کا انتظام نسلاً بعد نسلٍ ابراہیم پاشا کے سپرد کیا گیا اور اسی وقت سے حکمرانان مصر کا خطاب خدیو مصر قرار پایا۔

خدیو اسمعیل پاشا کا عہد حکومت

اسمعیل پاشا کے عہد حکومت مین مصر کی انتظامی حالت روز بروز خراب ہونے لگی جب ملک کی حالت بہت خراب ہو گئی اور رعایا پر جبر و تعدد انتہا کو پہونچ گیا تو شہزادہ حلیم (محمد علی پاشا کے بیٹے) نے خدیو اسمعیل پاشا کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجکر ظاہر کیا کہ آپکا عہد حکومت سراسر بدگمانی بغاوت اور ناراضگی کا عہد ہے ملک تباہ اور رعایا پریشان ہو گئی ہے حکومت قرضہ کے بار مین دبی ہوئی ہے کیا یہی وہ انتظام اور اصلاح ہے جس کا آپ نے ملک اور سلاطین یورپ سے وعدہ کیا تھا خدیو اسمعیل پاشا نے اس عرضداشت سے ناراض ہو کر شہزادہ حلیم کو جلاوطن کر دیا دس برس بعد شہزادہ حلیم نے پھر ایک عرضداشت بھیجی جس مین پانچ تجاویز اصلاح ملک کے لیے پیش کین اسمعیل پاشا نے ان پر غور کیا اور اصلاح کا وعدہ کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا آخر کچھ عرصہ بعد جب ملک کی حالت بہت ابتر ہو گئی تو تحقیقات معاملہ کے واسطے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس کا پریسیڈنٹ (صدر) مسٹر ریورز ولسن تھے کمیٹی نے تحقیقات کے بعد رپورٹ کی کہ خدیو مصر کی ناقابلیت سے ملک کی حالت ابتر ہو رہی ہے۔

اسمعیل پاشا نے چونکہ انگلستان اور فرانس کی ضمانت سے ایک معقول قرضہ لیا تھا اس لیے ملک کی انتظامی حالت خراب ہو جانے پر انگلستان اور فرانس کو محاصل کی نگرانی کا موقع ملا اور دونون سلطنتون نے اپنے آدمی وزیر مال مقرر کر کے مصر مین مداخلت شروع کی یہ پہلا موقع تھا کہ مصر مین یورپین مداخلت کا اثر شروع ہوا اسمعیل پاشا نے انگلستان اور فرانس کے مقرر کیے ہوے وزرا مال کو موقوف کر دیا اور انگلستان و فرانس کی سخت اہانت کی آخر یہ سوال پیش ہوا کہ مصر پر قبضہ ضروری ہے یا نہین اور اس کا فیصلہ اس طرح ہوا کہ انگلستان نے سلطان ٹرکی سے اسمعیل پاشا کی معزولی کی درخواست کی اور وہ تخت سے اتار کر جزیرہ نیپلز بھیج دیے گئے اور ان کا بڑا بیٹا توفیق

پاشا تخت مصر پر جلوہ گر ہوا۔
نہر سویز۔ نہر سویز جو ۹۰ میل لمبی اور بحر روم کو بحیرۂ قلزم سے ملاتی ہے مصر کے علاقہ مین واقع ہے اور مصر کے امن پر اور اس کے اندر آمد و رفت موقوف ہے مصر کے معاملات کی پیچیدگی نے فرانس اور انگلستان کو نہر سویز کی طرف متوجہ کر دیا اس لیے کہ ایشیا مین تجارت کا ذریعہ یہی نہر سویز تھی نہر سویز ابتدا اگر فرانس اور مصر نے اپنے سرمایہ سے تیار کی تھی نہر کے تیار ہو جانے پر انگلستان کی توجہ مصر کی طرف ہوئی اور ایشیائی تجارت کے لیے انگلستان کو نہر سویز کے کھلے رہنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔
اسی اثنا مین خدیو مصر کو مالی مشکلات کی وجہ سے نہر سویز کے حصے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی اور فرانس نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر نہر پر کامل اقتدار حاصل کرنے کے لیے نہر کے مصری حصون کا مصر سے خفیہ طور پر معاملہ کر لیا جس کا علم معاملہ کے طے ہو جانے سے پہلے انگلستان کو بھی ہو گیا اور پھر اس نے کوشش کر کے مصری حصون کو چالیس لاکھ پونڈ مین خرید کر لیا
خدیو توفیق پاشا۔ توفیق پاشا ناتجربہ کار اور کمزور طبیعت کے آدمی تھے جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو اس سے جان بچاتے تھے اس لیے ملک کا کوئی فریق ان پر اعتماد نہ رکھتا تھا اور ہر شخص ان کے عزل کا خواہشمند تھا توفیق پاشا کی کمزوری سے شاہان یورپ نے خوب فائدہ اٹھایا اور مصر مین اپنے حقوق کو بڑھانے اور مداخلت کو زیادہ کرنے کی پوری کوشش سے کام لیا اور آخر توفیق پاشا انگلستان اور فرانس کے ہاتھون بالکل بے دست و پا ہو گئے۔

(۲) عرابی پاشا کی بغاوت

توفیق پاشا کی کمزوری اور شاہان یورپ کی مداخلت کا ملک پر بڑا اثر پڑا مصری فوج اور بیرونی مداخلت کو ناپسند کرنے والے محب وطن کے قلوب مین حمایت وطن کا جوش پیدا ہوا اس وقت تک سپاہ مین کرنیل کے عہدہ تک تمام افسر فلاحین مصریین سے تھے اور اس سے بڑے درجہ کے افسر ترکی سعید پاشا گنسٹر ترکی مقیم مصر نے جو فلاحین سے محبت رکھتا تھا اس تفریق کو جائز نہ رکھا اور دونون قومون کا مساوی درجہ قرار دیا اس مساوات نے فساد کی بنیاد رکھی اور دونون قومون کے قلوب مین کدورت پیدا ہو کر دشمنی کے درجہ تک پہنچ گئی احمد عرابی پاشا نے جس کے ہاتھ مین وقت تمام تھا بغاوت اختیار کی توفیق پاشا نے اپنی ناتجربہ کاری اور کمزوری سے بغاوت کی

آگ کو فرو کرنے کے بجائے اور بھڑکا دیا علی فہمی جو شاہی محلون کے کاروبار کا افسر تھا فلاحین سے مل گیا اور چونکہ خدیو کو اسپر اعتماد تھا اس لیے خدیو نے بھی اس کی طرفداری و اعانت کی عبدالعال بھی جو ایک ذی اثر افسر تھا ان کے ساتھ مل گیا اور عرابی پاشا علی فہمی اور عبد العال تینون نے ملکر فلاحون کے حقوق کی حفاظت کا بیڑا اُٹھایا تینون افسرون نے خدیو کی خدمت مین ایک مشترکہ عرضداشت اصلاح ملک کے مطالبہ پر مبنی تھی پیش کی خدیو کو بہت فکر ہوا اور آخر وزراء کے مشورہ سے یہ قرار دیا کہ ایک کورٹ مارشل قرار دیکر تینون افسرون کو سزا دیجائے اور کسی حیلہ سے انکو قید کرکے مخالفت و بغاوت کی آگ کو دبا دیا جائے محمد سمیع ایک وزیر نے اس قرارداد سے عرابی پاشا کو آگاہ کیا اور باہمی قرار پایا کہ جس وقت معاملات پیش ہون فوج زبردستی تینون افسرون کو کونسل سے چھڑا لے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور علی فہمی کے نائب عبید نامی نے کونسل کے کمرہ مین گھس کر تینون کو زبردستی چھڑا لیا اور پھر تینون افسر فوج کی ایک معقول تعداد لیکر شاہی محل پر جا پڑے اور مطالبہ کیا کہ ہماری شکایتون کا انتظام کیا جائے اور عثمان رفقی وزیر کو موقوف کر دیا جائے خدیو نے مجبور ہو کر یہ درخواست منظور کی اور جدید وزارت مین محمد سمیع جو بہوا خواہون سے ملا ہوا تھا وزیر جنگ مقرر ہوا اور ایک کمیشن اس امر پر غور کرنے کے لیے بٹھایا گیا کہ آیندہ فوج کس طرح ترتیب دیجائے کہ سپاہ کی شکایات رفع ہون

اب چونکہ سپاہ اور ملک پر تینون افسرون کو پورا اقتدار حاصل تھا اس لیے سات مہینہ کے عرصہ مین انھون نے معقول انتظامات کرکے علی الاعلان حکومت ٹرکی اور دول یورپ کی مخالفت شروع کی اور ملکی معاملات مین ان کی مداخلت کے دور کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

دسمبر ۱۸۸۱ء مین عرابی پاشا وغیرہ نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیم حریف سرکیشین ترکی افسرون کو مصر سے نکال دیا جائے انگلستان اور فرانس کے سفراء نے اس ارادہ کی مخالفت کی اور آخر ایک کمیشن تحقیقات مقرر کیا گیا لیکن بلوائی اپنے ارادہ سے باز نہ آئے اور ملک مین عام طور پر اس خیال کی اشاعت کی کہ غیر سلطنتون کی مداخلت سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے یہ خیال چونکہ مذہبی رنگ رکھتا تھا بہت جلد پھیل گیا اور تمام ملک حمایت اسلام کے لیے عرابی پاشا کی مدد پر آمادہ ہو گیا اور یہ جوش مذہبی اسقدر بڑھا کہ جون ۱۸۸۲ء مین اسکندریہ اور قرب و جوار کے مسلمانون نے اسکندریہ مین جہان سب سے زیادہ مسیحی آباد تھے قتل عام کیا اور شہر کو آگ لگا دی۔

جولائی ۱۸۸۲ء مین قسطنطنیہ مین معاملات مصر پر غور کرنے کے لیے ایک کانفرنس منعقد ہوئی

انگلستان کی خواہش تھی کہ ٹرکی اپنی فوج سے عرابی پاشا کی بغاوت کو رفع کرین فرانس چاہتا تھا کہ خود مداخلت کرے تاکہ شمالی افریقہ اور ٹیونس مین اس کا اقتدار بڑھ جائے آسٹریا اپنے فوائد کو پیش نظر رکھ کر صرف سلطانی مداخلت کو ترجیح دیتا تھا تاکہ اسٹریا اور ٹرکی کی ریل کا سلسلہ مل جائے اٹلی نے بھی انگلستان اور آسٹریا کی تائید کی آخر کثرت رائے سے قرار پایا کہ ٹرکی بطور خود فیصلہ کرے سلطان المعظم کو اس وقت بڑی دقت کا سامنا تھا اودھر دول یورپ چاہتی تھی کہ ٹرکی مصر کی بغاوت فرو کرے اور اودھر سلطان کو خیال تھا کہ عرابی پاشا کی بغاوت نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے خلاف فوج کشی کرنے پر فلاحین مصر کی دل آزاری ہو۔"

فساد کی ابتدا۔ بیان کیا جا چکا ہے کہ مصر پر انگلستان اور فرانس کا ایک معقول قرضہ تھا مصر کے معاملات کی نزاکت کو دیکھ کر ممالک غیر کے محاسب افسرون نے چاہا کہ مصر کے تمام محکمون کے حسابات کی جانچ کرین مجلس امرا اور قومی فریق نے محاسب افسرون کی اس خواہش کو رد کر دیا اس پر سفرا کی تحریک سے انگلستان اور فرانس کے بحری بیڑے اسکندریہ کے ساحل پر آ کر لنگر انداز ہوے تاکہ فوج مصر سے ہتھیار لے لئے جائین اور بلوائیون کو سزا دیجائے خدیو مصر نے سلطان سے مدد چاہی سلطان نے عرابی پاشا کو باب عالی مین طلب کیا لیکن عرابی پاشا نے حیلہ کر کے اس حکم کو ٹال دیا اور برابر جنگ کی تیاریان کرتا رہا اسکندریہ کے ساحلی مقامات اور مورچون کی درستی و مضبوطی مین پوری کوشش سے کام لیا انگریزی امیر البحر نے عرابی پاشا کو اس سے منع کیا اور ٹرکی نے بھی ہدایت کی لیکن عرابی پاشا نے کچھ خیال نہ کیا۔

اسی اثنا مین انگریزی امیر البحر کو اطلاع ملی کہ باغی نہر سویز کا دہانہ بند کرنے اور ڈائنامیٹ سے اس کو مسمار کرنے کی تجویز کر رہے ہین انگلستان مین اس خبر سے تشویش پھیل گئی اور عرابی پاشا سے جنگ کی تیاریان شروع کی گئین ۲۶ جون ۱۸۸۲ء کو ایک مہم کی روانگی قرار پائی۔ ۲۷ جون کو اسکندریہ کے انگریزی نائب قنصل نے مصر کے تمام غیر ممالک کے باشندون کو حکم دیا کہ وہ چلے جائین عرابی پاشا کی متواتر تیاریون کو دیکھ کر امیر البحر انگریزی نے ۹ جولائی ۱۸۸۲ء کو مجبور ہو کر عرابی پاشا کو اس مضمون کا الٹی میٹم (آخری پیام) بھیجدیا کہ اگر کل صبح تک قلعہ خالی نہ کر دیا جائے گا تو انگریزی بیڑہ سے گولہ باری شروع کر دیجائیگی اس اعلان کے بعد بیکار جہازات کو ساحل سے علحدہ کر دیا گیا اور چونکہ فرانس اس معاملہ مین انگلستان کے موافق نہ تھا اس لیے اس نے جنگ سے انکار کر دیا اور اس کا بیڑا بندر سعید کو چلا گیا۔"

۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء کی صبح کو چودہ جنگی جہازون سے گولہ باری شروع ہوئی جو شام کے چھ بجے تک جاری رہی ۱۲- جولائی کو اسکندریہ کے قلعے حوالہ کر دیے گئے انگریزی فوج کے ایک حصہ نے جہازون سے خشکی پر اترکر انگریزی مکانات کو لوٹ سے بچایا اور شہر کے جن حصون مین گولہ باری سے آگ لگی ہوئی تھی اس کو بجھایا عرابی پاشا اپنی سپاہ کو لیکر اسکندریہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر مقام کفر داور مین چلا گیا ،،

۵- اگست ۱۸۸۲ء کو انگریزی سپاہ کی ایک مہم اسکندریہ پہونچی اور کفرداور پر حملہ کرنے کے لیے بڑھی ۲۸- اگست ۱۸۸۲ء کو تل الکبیر کے قلعہ پر انگریزی فوج کا عرابی پاشا سے مقابلہ ہوا تمام دن میدان کارزار گرم رہا معرکہ بہت سخت تھا اور جانبین کا کثیر نقصان ہوا مگر جنگ کا فیصلہ کسی کے حق مین نہ ہوا دوسرے روز انگریزی سپاہ تل الکبیر کے دوسرے قلعہ کی جانب بڑھی جس کو عرابی پاشا نے نہایت مستحکم کیا تھا انگریزی جنرل نے قلعہ پر پہنچ کر تجویز کیا کہ دن کو قلعہ پر حملہ کرنے مین سخت نقصان ہے رات کو حملہ کیا جائے ۱۳- ستمبر کی رات کو قلعہ پر حملہ کیا گیا اور شدید مقابلہ کے بعد انگریزی سپاہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اس قلعہ پر قبضہ ہو جانے پر دوسرے روز پندرہ سو انگریزی سپاہ قاہرہ کی طرف روانہ ہوئی اس وقت قاہرہ مین ۲۷ ہزار فلاحین مصر اور دس ہزار سپاہ قلعہ مین موجود تھی کسی نے انگریزی سپاہ کی مزاحمت نہ کی اور ۱۵ ستمبر کو انگریزی فوج قاہرہ مین داخل ہو گئی ۲۵ ستمبر کو خدیو بھی قاہرہ پہنچ گئے عرابی پاشا پر کورٹ مارشل ہو کر سزائے موت کا حکم ہوا لیکن یہ سزا جلاوطنی سے بدل دی گئی اور ان کو جزیرہ سراندیپ بھیجدیا گیا ،،

دوسرا باب

محاربات سوڈان

(۱) ابتدائی حالات

مہدی سوڈانی- مہدی جس کا نام محمد احمد تھا ۱۸۴۳ء مین پیدا ہوا سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مہدی کے والدین جزیرہ سے نقل مکان کر کے جزیرہ ابا مین جو خرطوم کے قریب نیل ابیض پر واقع ہے مقیم ہوے جزیرہ ابا مین مہدی نے ہوش سنبھالا اور اپنی زندگی ایک غار مین یاد الٰہی مین بسر کرنی شروع کی چند روز مین اس کی خدا پرستی کا شہرہ پھیل گیا اور سوڈان کے مسلمان اسکے پاس آنے لگے

مئی ۱۸۸۳ء مین مسلمان سوڈان کی ایک معقول تعداد جزیرہ ابا مین جمع ہوگئی اور مہدی کے مرید کثرت سے نقل مکان کرکے مہدی کے پاس آرہے ابتدا اگر مہدی کی تبلیغ اور وعظ و ہدایت کا رنگ مذہبی رہا اور پھر کچھ عرصہ بعد سیاسی رنگ اختیار کرلیا گیا مذہبی جوش نے مہدی کے مریدون کو اسکایا اور انھون نے قرب وجوار کے علاقون پر حملہ کرکے مصری فوجون کو تباہ و برباد کردیا اور بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا خرطوم مین مصری طرف سے جو گورنر رہتے تھے انھون نے مہدی کی ترقی کو روکنے کے لیے بہت سی کوششین کین لاکھون روپیہ اس گروہ سے نجات پانے پر صرف کیا اور ہزارہا جانون کا نقصان اٹھایا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا"

عرابی پاشا کی بغاوت فرو ہونے سے ایک ماہ بعد خبر آئی کہ خرطوم کے گورنر علیہ لقادر پاشا نے جو فوج مہدی کے مقابلہ مین بھیجی تھی مہدی کے پرجوش مریدون نے اس کا خاتمہ کردیا اس ناکامی کے بعد اکتوبر ۱۸۸۲ء مین علیہ لقادر نے مصری حکومت کو رپورٹ کی کہ خرطوم کے علاقہ پر مہدی کا قبضہ ہوتا چلا جاتا ہے اگر جلد معقول انتظام نہ ہوا تو تمام علاقہ پر مہدی قابض ہوجائے گا اس رپورٹ نے مصر مین عام بےچینی پیدا کردی انگریزون نے جو مصر مین نووارد تھے مہدی کا نام نیا سنا تھا آخر مصری حکومت اور انگلستان نے باہمی مشورہ سے قرار دیا کہ مہدی سے مقابلہ کے لیے ایک مہم روانہ کی جائے۔

(۲) مہدی سے جنگ

پہلی مہم۔ اپریل ۱۸۸۳ء مین جنرل ہکس دس ہزار فوج لیکر خرطوم پہنچا تاکہ وہان سے العبید کو جس کا محاصرہ مہدی نے کررکھا تھا روانہ ہوا۔ ۵ نومبر ۱۸۸۳ء کو العبید سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر جنرل ہکس کی سپاہ کو مہدی سے مقابلہ پیش آیا مصری فوج کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر مہدی کی سپاہ اسپر اسطرح ٹوٹ پڑی جیسے شکاری جانور شکار پر گرتا ہے۔ مہدی کی سپاہ نے جنرل ہکس کو اور اسکی سپاہ مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑا جو زندہ بچے انکو گرفتار کرلیا۔ اس جنگ کے بعد مہدی کا اثر سوڈان مین بہت بڑھ گیا اور بہت سے لوگ اس خیال پر پختہ ہوگئے کہ مہدی موعود یہی ہے۔

مصر اور انگلستان مین جنرل ہکس کی سپاہ کی شکست اور تباہی سے ابھی تباہی مچی ہوئی تھی اسی اثنا مین خبر ملی کہ سواکن کے علاقہ مین جو بحر قلزم پر واقع ہے مہدی کے سپہ سالار عثمان دغنہ نے قبضہ کرلیا ہے اور سنکیات اور توکر کی بابت کی مصری فوجون کو شکست فاش دی اور بیکر پاشا ظاہر کی جو سپاہ عثمان دغنہ کے مقابلہ کو بھیجی گئی تھی عثمان دغنہ نے اس کو تباہ و برباد کرکے تمام علاقہ کو لوٹ لیا ہے۔

دوسری مہم - کردفان اور سواکن کی دردناک شکست نے قاہرہ اور انگلستان مین ایک ہیبت
پھیلا دی اور جنرل ویلنٹائن بیکر کی ماتحتی مین سوڈان پر دوسری مہم بھیجنے کی تجویز کی گئی۔ جنرل بیکر
۳۲۰۰ سپاہیون کو لیکر سوڈان روانہ ہوئے اور ۴ فروری ۱۸۸۴ء کو سواکن کے جنوب مین ترنکیٹ
پر اترکر الطیب کی طرف چلے جس وقت الطیب کے قریب جنرل بیکر کی سپاہ پہونچی مہدی کی سپاہ
نے اسپر ایک سخت حملہ کیا اور الا اللہ کا نعرہ لگاکر مصری فوج پر ٹوٹ پڑا جنرل بیکر نے ہرچند
مصری سپاہ کو باقاعدہ لڑانے کی کوشش کی لیکن مصری فوج کے دل مین ہیبت بیٹھ گئی تھی آخر
مہدی کی سپاہ نے مصری سپاہ کو آگے رکھ لیا اور ۲۳۰۰ آدمی مصری سپاہ کے کام آئے باقی
سپاہ پریشان حال بھاگ کر ترنکیٹ پہونچی اور وہان سے سواکن اس لڑائی مین تمام انگریزی
افسر مارے گئے اور عثمان دغنہ نے جس کے ساتھ ۱۲۰۰ آدمی تھے ۴ کروپ کی توپین پانچ لاکھ
کارتوس اور تین ہزار بندوقین مال غنیمت حاصل کین مذکورہ بالا دونون لڑائیون مین مہدی
کو کامل فتح حاصل ہوئی اور تقریباً چھ سو میل کے علاقہ پر خرطوم کے اطراف مین اسکا قبضہ تھا۔

تیسری مہم - جنرل بیکر کی ہزیمت سے انگلستان اور مصر مین انتشار پھیل گیا سواکن کی حالت
نازک تھی اور بحیرۂ قلزم اور وادی نیل بھی خطرہ مین تھے سوڈان کے مختلف مقامات مین مصری
فوج مہدی کے محاصرہ مین تھی ان خطرات کو پیش نظر رکھ کر انگلستان نے جنرل گارڈن کو جو
دوبارہ خرطوم کی گورنری پر فائز ہو چکے تھے - سوڈان مین امن و امان قائم کرنے اور محصور
مصری فوجون کو نکال لانے کے لیے سہ بارہ خرطوم بھیجنے کی تجویز کی انگلستان سوڈان کی حکومت
سے اکتا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ سوڈان کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ اسی اثنا مین ایک درد
ناک واقعہ یہ پیش آیا کہ سنکات مین جو مصری سپاہ محمد توفیق سپہ سالار کی ماتحتی مین تھی [illegible]
سے عثمان دغنہ کے محاصرہ مین پڑی ہوئی تھی ذخیرہ خوراک ختم ہو چکا تھا اور باوجود متواتر عرضداشت
کے اس وقت تک اس کے پاس کوئی مدد نہین پہونچی تھی مجبور ہوکر محمد توفیق نے محاصرہ سے
نکل کر عثمان دغنہ پر حملہ کیا اور شدید مقابلہ کے بعد محمد توفیق اور اس کی تمام سپاہ عثمان دغنہ کے ہاتھون
سے ماری گئے - اس واقعہ نے انگلستان کو مشتعل کر دیا اور اب کی مرتبہ مصری سپاہ کے بجائے جو درویشون
کے مقابلہ سے بددل ہو گئی تھی انگریزی فوجون کو مقابلہ کے لیے بھیجا جانا تجویز ہوا

غرض سر جیرالڈ گراہم کی ماتحتی مین چار ہزار گورون کی فوج سوڈان روانہ کی گئی۔ سر جیرالڈ گراہم سواکن
سے چند میل جانب جنوب بندرگاہ ترنکیٹ پر جہازون سے اترے اور وہان سے براہ خشکی [illegible]

کی طرف بڑھے راستہ مین مقام دو الطیب ،، کے قریب عثمان وغنہ سے مقابلہ پیش آیا آدہ گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج درویشون کے قلعہ تک پہنچ گئی اور جو توپین درویشون نے جنرل بیکر سے چھینی تھین ان سے واپس لیلین رات کو سپاہ نے تو کرین قیام کیا اور صبح کو مقام تمائی پر حملہ کیا جس کو عثمان وغنہ نے اپنا صدر مقام بنا رکھا تھا شدید مقابلہ کے بعد انگریزی فوج نے تمائی کو فتح کرلیا اور عثمان وغنہ کو شکست دی ،، تمائی کی فتح کے بعد خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے لیے جو اس وقت خرطوم مین تھے فوج بھیجی جائے لیکن یہ ارادہ پورا نہ کیا جا سکا کیونکہ راستہ مہدی کی سپاہ سے بھرا ہوا تھا اور فوج کا خرطوم تک پہونچنا نا ممکن تھا۔

خرطوم کا محاصرہ۔ جس وقت الطیب اور تمائی مین لڑائی ہو رہی تھی جنرل گارڈن خرطوم مین تھے اسی زمانہ مین خرطوم مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ انگریزی حکومت نے مصر کو لیکر خرطوم کو بالکل چھوڑ دیا ہے جنرل گارڈن اس خبر سے بہت پریشان ہوے اور مایوس ہو کر محاصرہ کی تیاری کی اور کئی مہینہ کا سامان جمع کر کے شہر کے مورچون کی درستی کرلی ،،

چند روز بعد جنرل گارڈن کے پاس مہدی کا ایک خط آیا جس مین اس نے لکھا تھا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالہ کر کے سچے مذہب کے پیرو بنجاؤ تاکہ دین و دنیا کی عزت ملے اور دائمی خوش نصیبی حاصل کرسکو جنرل گارڈن نے اس کا جواب یہ دیا کہ مین زیادہ خط وکتابت نہین کرسکتا۔

اپریل ۱۸۸۴ء مین جنرل گارڈن نے سر ایولن بیرنگ کو ایک خط لکھا جس مین ظاہر کیا کہ مین آخر دم تک خرطوم کو نچھوڑونگا اگر تم نے میری مدد نہ کی تو اس کا الزام تم پر رہے گا۔ کہ خرطوم ہاتھ سے نکل گیا کیونکہ باوجود مقابلہ کی قوت کے تم نے قلعہ جات سنار، کہالا، ٹونگولہ اور بربر کو خالی کردیا ہے۔

مئی ۱۸۸۴ء مین مہدی نے بربر کو فتح کیا اور جو سلسلہ تار برقی قاہرہ کو جاتا تھا اسے کاٹ ڈالا جنرل گارڈن اور ان کی فوج کے حالات پر اس سے ایک پردہ پڑگیا اور عرصہ تک جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ کے حالات کا انگلستان اور قاہرہ کو کچھ پتہ نہ چلا ۱۸۸۴ء کے موسم سرما مین جنرل گارڈن نے قاہرہ سے سلسلہ خط وکتابت قائم کرنے کے لیے کشتیون کو روانہ کیا لیکن نیل کی طغیانی اور جہاز کے ایک چٹان سے ٹکرا جانے اور ٹوٹ کر غرق ہو جانے سے اسمین بھی ناکامی ہوئی۔

چوتھی مہم جب انگلستان کو معلوم ہوا کہ جنرل گارڈن خرطوم مین گھرے ہوے ہین اور کرنل

اسٹورٹ مارے گئے تو ایک امدادی مہم کا بھیجا جانا قرار پایا لارڈ ولزلی کی ماتحتی مین یہ مہم براہ نیل روانہ ہوئی گورنمنٹ انگلستان نے لارڈ ولزلی کو حکم دیا کہ جنرل گارڈن کو خرطوم سے لے آئین اور مہدی سے کوئی تعرض نہ کرین کیونکہ یہ امر طے کر لیا گیا ہے کہ مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہیگی اور سوڈان کی قسمت درویشون کے ہاتھ مین چھوڑ دی جائے۔

۹ ستمبر ۱۸۸۴ء کو لارڈ ولزلی اسکندریہ پہونچے اور ۲۹ ستمبر کو قاہرہ سے روانہ ہو کر ۳ نومبر کو ڈنگولہ پہونچے اور وہان سے کورتی "کورتی تک پہنچنے مین لارڈ ولزلی کو بہت دیر ہوئی ادھر ایک خط ۱۳ جولائی کا لکھا ہوا جنرل گارڈن کا مصر پہونچا جس مین لکھا تھا کہ مین چار ماہ تک خرطوم کو قبضہ مین رکھ سکتا ہون چونکہ چار ماہ گذر چکے تھے اس وجہ سے مزید تشویش پیدا ہوئی اور لارڈ ولزلی نے اظہار افسوس کرتے ہوئے اپنی مراسلت مین انگلستان کو لکھا کہ نیل کی راہ سے سوڈان پہنچنے مین چودہ سو میل کا راستہ طے کرنا پڑا راستہ مین کافی سامان رسد جمع کرنے مین دیر ہوئی اور ہم وقت پر سوڈان نہ پہنچ سکے لیکن اصل یہ ہے کہ مہم کے انگلستان سے روانہ ہونے مین بہت دیر ہوئی اور اس کا تمام الزام مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت پر ہے جس نے غور و تامل مین وقت گذار دیا۔"

لارڈ ولزلی نے فوج کے دو حصے کر کے دو سمتون سے خرطوم کیطرف روانہ کئے ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء کو فوج کا ایک حصہ کورتی سے "غدکل" کو چلا ۱۴ جنوری ۱۸۸۵ء کو سپاہ ابوکلیہ روانہ ہوئی اور ابوکلیہ پہنچکر تین میل آگے بڑھکر قیام کیا خرطوم یہان سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر تھا اور درویشون کی فوج انگریزی فوج کے سامنے تقریبًا دو میل کے فاصلہ پر پڑی تھی۔ ۱۷ جنوری ۱۸۸۵ء کو انگریزی فوج درویشون پر حملہ کرنے کیلئے بڑھی اور کئی گھنٹہ کی شدید جنگ کے بعد انگریزی فوج نے مہدی کی سپاہ کو شکست دی۔ ۱۹ کو پھر درویشون نے حملہ کیا اور انگریزی افسر کو ہلاک کر دیا انگریزی فوج مقابلہ کرتی ہوئی آگے بڑھی اور غروب آفتاب کے قریب نیل کے کنارہ پر پہنچی رات کو فوج نے وہین قیام کیا اور دوسرے دن موضع غنیات پر قبضہ کیا ۱۲ جنوری ۱۸۸۵ء کو چار مصری دخانی جہاز رود نیل مین آتے ہوئے نظر پڑے اور ان کو آگاہ کیا گیا کہ خرطوم کی حالت نازک ہے جنرل گارڈن اور خرطوم کی سپاہ مدد سے مایوس ہو گئی ہے ۲۲ جنوری کو انگریزی جہازون نے غنیات کے سامنے والے درویشون کے کمپ پر گولہ باری کی ۲۴ جنوری کو دو جہاز خرطوم کی طرف روانہ ہوئے ۲۷ جنوری کو خرطوم کے قریب جہاز پہونچے اور انھین معلوم ہوا کہ جنرل گارڈن اور ان کی تمام

فوج پندرہ روز تک درویشون سے لڑنے کے بعد ہاری گئی اور خرطوم پر درویشون کا قبضہ ہوگیا
جب جہاز خرطوم کے سامنے پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ مہدی کے ہزارہا آدمی ریت کے ٹیلون پر کھڑے
ہین اور جہازون سے مصری و انگریزی فوج کے اترنے کا انتظار کر رہے ہین آخر جہاز مایوس ہوکر
واپس ہوئے اور صحیح وسلامت خرطوم سے نکل آئے۔

خرطوم کے ایک سوداگر بورونیی بے نے جنرل گارڈن اور ان کی فوج کے مارے جانے کی
حالات اس طرح بیان کئے ہین کہ جب جنرل موصوف کو مایوسی ہوگئی کہ اب مدد نہین پہونچے گی اور
ادھر درویشون نے خرطوم کا محاصرہ کرکے پوری تیاری کر لینے کے بعد خرطوم پر حملہ کیا تو مجبوراً
جنرل گارڈن نے سپاہیون کو آخری مرتبہ استقلال سے مقابلہ پر آمادہ کیا ۲۶ جنوری کو جب جنرل
گارڈن نے دیکھا کہ درویش خرطوم کی شہر پناہ کا دروازہ توڑ کر شہر مین گھس آئے ہین اور خونریز
جنگ جاری ہے اور عنقریب مہدی کی سپاہ گورنمنٹ ہاؤس مین داخل ہوجانے والی ہے تو
انھون نے سفید وردی پہنی تلوار کمر سے باندھی اور پستول لیکر باہر نکلے اور دفتر کے دروازہ کے سامنے
زینہ پر آئے اس عرصہ مین مہدی کے آدمی گورنمنٹ ہاؤس مین داخل ہوگئے اور انھون نے
گورنمنٹ ہوس کے آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا اتنے مین ایک شخص شاہین نامی جنرل گارڈن کو تلاش
کرتا ہوا ان کے پاس پہونچ گیا اور ایک نیزہ مارا جنرل گارڈن نے نیزے کے وار کو روکا لیکن
اس نے دوسرے وار مین جنرل گارڈن کو زخمی کردیا جنرل گارڈن زمین پر گر پڑے اور مہدی
کے لوگون نے انکو مار ڈالا اور انکا سر کاٹ کر ایک مقام پر رکھا اور خوشیان منانے لگے۔

مہم سواکن۔ جنرل گارڈن کے مارے جانے پر انگلستان مین ایک عام مایوسی چھاگئی اور رعایا نے
تمام خرابیون کا ذمہ دار گورنمنٹ کو قرار دیا۔ گورنمنٹ متردد تھی کہ ان خیالات کا رفع کیونکر ہو
امدادی فوج جو خرطوم سے واپس ہوئی تھی مقام کربکان پر اس سے درویشون کا مقابلہ ہوا اور اس
جنگ مین جنرل ارل مارے گئے لارڈ ولزلی نے ان شکستون کی خبر پاکر فوج کی واپسی کا حکم
بھیجا اور آیندہ موسم خزان تک جنگی کاروائیون کو ملتوی کردیا اس کے بعد لارڈ ولزلی اور
گورنمنٹ انگلستان مین عرصہ تک آیندہ جنگی کاروائیون پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا آخر یہ قرار
پایا کہ مہدی کی قوت کو روکنے کی مناسب صورت یہ ہے کہ بربر پر قبضہ کرلیا جائے ۶ فروری ۱۸۸۵ع
کو انگلستان نے سر ایولین بیرنگ کو خط لکھا کہ سوڈان کی مہم کو لارڈ ولزلی کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے
وہ جو طریقہ ضرور مناسب سمجھین اختیار کرین۔ ۸ فروری کو لارڈ ولزلی نے انگلستان کو لکھا کہ عثمان دقنہ

سے جلد تصفیہ کیا جائے تو بہتر ہے مناسب یہ ہے کہ جلد سے جلد ایک بریگیڈ ہندوستانی پلٹن اور ایک رجمنٹ پنجاب کے سوارون کی ہندوستان سے سواکن کو بھیجدی جائے تاکہ موسم گرما مین سواکن پر قابض رہے اور بربر کی سڑک کی حفاظت کرنے مین میری مدد کرے انگلستان نے اس تجویز کو پسند اور فوراً اسپر عملدرآمد کیا گیا بربر تک ریل بنانے کا ٹھیکہ دیا گیا اور ۱۲۰۰۰ سپاہی جنمین چار رجمنٹین ہندوستان کی بھی تھین جنرل گریہم کی ماتحتی مین سواکن کی طرف روانہ کیے گئے مارچ ۱۸۸۵ء مین فوجون کے جہاز سواکن کے قریب ایک چھوٹے سے بندرگاہ پر پہنچ گئے اور فوجین خشکی پر اترین ریل بنانے کا کام شروع ہو گیا تھا اور جزیرہ قرنتلیہ پر جو سواکن کے بندرگاہ مین واقع ہے ایک بڑا ورکشاپ بنایا گیا ۱۲ مارچ کو جنرل گریہم سواکن پہونچے لارڈ ہیرنگٹن نے جنرل گریہم کو ہدایت کی تھی کہ سب سے مقدم یہ ہے کہ اول عثمان دغنہ کا خاتمہ کیا جائے۔ اور پھر ریل کی تیاری ۲۰ مارچ کو جنرل گریہم دس ہزار فوج لیکر ہاشین کی طرف روانہ ہوئے جو سواکن کے شمال دمغرب مین واقع ہے یہان درویشون سے جنگ ہوئی جس مین انگریزی فوج کا زیادہ نقصان ہوا ۲۲ مارچ کو جنرل گریہم نے ہاشین مین ایک فوجی کیمپ قائم کیا ایک اور فوجی کیمپ سواکن اور تامائی کے درمیان مقام غفریبہ پر قائم کرنے کے ارادہ سے سرجان میک کی ماتحتی مین کچھ فوج روانہ کی گئی فوج نے مقام مذکور پر ابھی کیمپ کا احاطہ ہی بنایا تھا کہ معلوم ہوا درویش حملے کے لیے آرہے ہین انگریزی فوج گھبرا گئی اور درویشون کے آجانے پر ایک سخت مقابلہ پیش آیا۔ جس مین فریقین کا کثیر نقصان ہوا جو سپاہی بھاگ کر سواکن پہونچے انھون نے مشہور کردیا کہ تمام انگریزی فوج تباہ ہو گئی دوسرے روز جنرل گریہم خود فوج لیکر موقع پر پہونچے اور مقام کو خوب استحکام کرلیا۔"

۲۔ اپریل کو آٹھ ہزار فوج لیکر جنرل گریہم تامائی کی طرف بڑھے عثمان دغنہ نے دست بدست مقابلہ کیا لیکہ دور سے فریقین گولیان چلاتے رہے انگریزی فوج نے عثمان دغنہ کے کیمپ کو جلادیا اور واپس لوٹ آئی عثمان دغنہ کے خاتمہ کرنے کی جو تدبیرین اس وقت تک کی گئین سب مین ناکامی ہوئی ریل کی پٹری جو بنائی جاتی تھی درویش اس کو اکھاڑ ڈالتے تھے جنرل گریہم پشیمان اور نادم تھے ناکامی سے ان کا دل چھوٹ گیا تھا اور چاہتے تھے کہ ناکامی کا داغ پیشانی سے دور کرین کہ لارڈ ولزلی نے خود سواکن پہنچکر مہم کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیا سواکن کی مہم مین ناکامی کو دیکھکر انگلستان نے فیصلہ کیا کہ سواکن بربر ریلوے نہ بنائی جائے اس فیصلہ پر لارڈ ولزلی بہت

چراغ پا ہوئے اور ایک عرصہ تک اُسپر مکاتبت جاری رہی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ کے حکم سے ریلوے کے تمام سامان کو جہازون پر بار کر کے واپس بھیجدیا اور فوج نے سواکن کو چھوڑ دیا۔"

تخلیہ سوڈان - جون ۱۸۸۵ء مین مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت تبدیل ہونے پر کنسرویٹو پارٹی باختیار ہوئی اور وزارت کی باگ لارڈ سالسبری کے ہاتھ مین آئی مسٹر گلیڈسٹون کی متعصب طبیعت اور اسلام سے ان کی عداوت ومخالفت نے مصر اور سوڈان کے معاملہ کو اسقدر پیچیدہ کر دیا تھا کہ تمام ملک ان سے ناراض ہوگیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لبرل گورنمنٹ کو شکست ہوئی اور وزارت گلیڈسٹون کے ہاتھ سے نکل گئی لارڈ سالسبری کے پیش نظر اس وقت سوڈان اور مصر کا معاملہ تھا جو ان کے نزدیک سب سے اہم تھا چونکہ لارڈ ولزلی مصر وسوڈان کے معاملہ پر کافی تجربہ اور معلومات رکھتے تھے اس لیے لارڈ سالسبری نے اس مسئلہ پر ان سے رائے طلب کی لارڈ ولزلی نے ۲۷ جون ۱۸۸۵ء کو حسب ذیل رپورٹ کی - تخلیہ سوڈان کی کارروائی سے مہدی کا زور بڑھ جائے اور گورنمنٹ انگلستان کے رعب واقتدار کو صدمہ پہونچیگا اور اسی کے ساتھ مصر مین اپنا تسلط قائم رکھنے مین سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ مہدی مصر پر ضرور حملہ کرے گا اس لیے میری رائے یہ ہے کہ سوڈان پر پھر مہم روانہ کی جائے اور جس طرح ممکن ہو مہدی کا خاتمہ کر دیا جائے۔

لارڈ سالسبری صلح جو اور مآل اندیش شخص تھے رپورٹ پہنچنے پر انھون نے غور کیا اور آخر یہ قرار دیا کہ انگریزی فوج جس قدر سوڈان مین موجود ہو واپس چلی آئی اور سوڈان کو مہدی کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائے غرض اسپر عمل کیا گیا اور اب پورے سوڈان پر مہدی کا قبضہ ہوگیا بحر قلزم کے کنارہ پر چار سو میل تک مہدی کی حکومت تھی اور اندرون ملک مین اس کا علاقہ تخلیہ سوڈان کے بعد نیل اور سرحد حبش تک پہونچ گیا تھا یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصری حکومت کے قبضہ سے نکل کر اب مہدی کے قبضہ مین تھا انگلستان نے درویشون کی پریشان خوت اور غیر مسلح سپاہ کے مقابلہ مین ہر جگہ ناکامی اٹھائی اور مہدی ایک بے ضابطہ سپاہ سے انگلستان جیسی حکومت کے مقابلہ مین کامیاب ہو کر سوڈان کا خود مختار حکمران بنگیا یہ قدرت کا ایک کھیل تھا کہ ایک معمولی شخص اٹھا اور اپنے زور بازو سے اس نے ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ کیا اور اسکو شکست دیکر چند روز حکومت کا ایک نقش قائم کر گیا۔

مہدی کا عروج واقبال - فتح خرطوم کے بعد مہدی کو عروج ہوا اقبال نے اسکا ساتھ دیا اور پھر

صبح کی نماز مین مشغول تھے یکایک حملہ کرکے ضریبہ پر قبضہ کرلیا اور ایک موقع پر عثمان دغنہ کو بھی گھیر لیا
لیکن وہ اپنی حکمت عملی سے نکل گیا اور پھر اپنے آدمیون کو جمع کرکے کرنل کچنر کی سپاہ پر شدید حملہ کیا جسمین
کرنل کچنر کی پیشانی پر شدید زخم آیا اور وہ قاہرہ چلے گئے۔

محاصرۂ سواکن ۔ مارچ ۱۸۸۸ء مین مہدی کی فوج نے تمام سواکن کا محاصرہ کیا اور شہر کے
دروازہ سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچے قائم کرکے شہر پناہ پر گولہ باری شروع کردی کرنل کچنر حملہ
کی خبر سنکر قاہرہ سے سواکن واپس آئے مگر ستمبر مین پھر واپس چلے گئے اور کرنل ہالڈ اسمتھ سواکن کے
ر مقرر ہوئے درویشون نے چندروز کے لیے محاصرہ کو اٹھا لیا اور پھر دوبارہ پانچ ہزار درویشون
نے مورچے قائم کرکے سواکن کا محاصرہ کرلیا اور شہر پر گولہ باری شروع کی جس سے شہر والون کو
ت اذیت ہوئی اور وہ پریشان ہوگئے اسی اثنا پر معاملات سواکن پر غور کرکے جنرل گرنفل
ء یہ رائے دی کہ سواکن سے درویشون کا ہٹانا ضروری ہے ورنہ وہ شہر پر قبضہ کرلین گے اس
مین ایک دوسرے سے لڑ پڑنے تھے عرض مہدی کا یہ زمانہ ادبار کا تھا ، تعداد مین انکا زمانہ تھا لیکن باینہمہ
وہ مذہب کا سخت پابند اور عیش وعشرت سے نفور تھا مہدی کی عیش وعشرت کی نسبت غیر قومون نے
جو الزامات اُسپر لگائے ہین بالکل غلط ہین اور اس کی زندگی کے واقعات ہرگز انکی تصدیق نہین کرتے۔

مہدی کی وفات مہدی اندرمان مین مقیم تھا کہ ۲۲ جون ۱۸۸۵ء کو سفر آخرت اختیار کیا تمام شہر مین
اس خبر سے کہرام مچ گیا اور تمام شہر امنڈکر تجہیز وتکفین کے لیے چلا آیا مہدی کے عزیز احمد وادی سلیمان نے
اسی پلنگ کے نیچے جسپر اس کا انتقال ہوا تھا قبر کھدوائی اور تمام اسلامی رسوم کو ادا کرکے جنازہ کو دفن
کیا اور ایک نہایت عالیشان مقبرہ تیار کیا جس کو افسوس ہے کہ لارڈ کچنر نے کسی مصلحت سے توڑوا کر پھنکوا دیا

مہدی کا جانشین ۔ مہدی نے اپنی زندگی مین خلیفہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا اس لیے
مہدی کی وفات کے بعد خلیفہ عبداللہ مہدی کا جانشین قرار پایا خلیفہ عبداللہ نے عنان حکومت ہاتھ
مین لیکر سب سے پہلے مصر پر حملہ کی تیاری کی جس کی وصیت اسکو مہدی نے کی تھی مصر کی حکومت اس
وقت وادی حلفہ تک تھی خلیفہ عبداللہ نے وادی حلفہ مین داخل ہوکر اول قلعہ کوشیہ پر حملہ کیا
انگریزی فوج نے درویشون کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا اور انکو سخت نقصان پہونچا اس شکست سے
مہدی کی تجاویز کو بہت صدمہ پہونچا لیکن مصر پر حملہ آور ہونے کی تجویز بدستور قائم رہی۔

اپریل ۱۸۸۹ء مین عبداللہ کی فوج کے ایک بہادر افسر ودالنجومی نے مصر پر حملہ آور ہونے کی
تیاریاں کین اور قسم کھائی کہ جبتک مصر فتح نہ ہوگا وہ واپس نہ آئے گا گردار فور مین خلیفہ کے خلاف بغاوت

نکلا۔ اور سرحد مصر و سوڈان پر فساد کا ہم کرنجی ہوئی تھی اس پر امن داماں قائم ہوگیا اور درویشون
کو اس شکست سے سخت نقصان پہونچا اور ڈیڑھ سال تک انھون نے کوئی نئی کارروائی نہین
کی ڈیڑھ سال کے بعد عثمان دغنہ نے پھر سواکن کا رخ کیا فروری ۱۸۹۱ء مین ایک مصری فوج
کرنل ہالڈ اسمتھ کی ماتحتی مین الطیب کی طرف بڑھی اور اس پر قبضہ کرکے "توکر" کی طرف روانہ
ہوئی عثمان دغنہ نے "توکر" پر انگریزی فوج سے سخت مقابلہ کیا۔ درویش جان توڑ کر لڑے
لیکن آخر شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا اور "توکر" پر انگریزی سپاہ کا قبضہ ہوگیا۔ اس کے بعد
مصری فوج نے عثمان دغنہ کے کیمپ عفافیت پر قبضہ کیا ان علاقون کے نکل جانے سے خلیفہ
عبداللہ کو سخت نقصان پہنچا پانچ سال تک بالکل امن وامان رہا اور اس عرصہ مین
مصری فوج کو تیاریون کا خاصہ موقع مل گیا کرنل کچنر مصری فوج کے افسر مقرر ہوئے اور انھون
نے مصری فوج مین اضافہ کرکے اسے فوجی تربیت دی اور جنگ کے لیے انھین پوری محنت سے تیار کیا

سوڈان مین انگریزی فتوحات ۔مقام کسالا ابتدا ئر درویشون کے قبضہ مین تھا لیکن کچھ
عرصہ بعد وہ انکے ہاتھ سے نکل گیا اور اٹلی نے اسپر قبضہ کرلیا خلیفہ عبداللہ کا اسپر دانت تھا اسلیے اُسنے پہلے
حبش والون کو شکست دی اور پھر اٹلی سے کسالا چھین لینے کی تیاری کی انگلستان کو جب اس ارادہ
کا علم ہوا تو اس خیال سے کہ کسالا پر قبضہ کرکے درویش سواکن کا رخ نہ کرین اور اس سے بظاہر
اٹلی کی حمایت اور در پردہ اپنے حقوق کی حفاظت کیواسطے قرار دیا کہ درویشون کو کسالا پر قبضہ کرنے دیا جائے
پارلیمنٹ انگلستان مین یہ مسئلہ پیش ہوا اور قرار پایا کہ اٹلی انگلستان اور مصر کو خطرہ سے محفوظ
رکھنے کے لیے مصری فوج وادی حلفہ سے سو میل آگے بڑھ کر مقام اکاشیہ پر قبضہ کرلے چنانچہ
۱۵ مارچ کو مصری فوج کا پہلا حصہ آگے بڑھا اور اکاشیہ پر پہنچکر قبضہ کرلیا اسی اثنار مین عثمان
دغنہ نے پھر سواکن پر حملہ کیا اور سردار کچنر کو اُدھر متوجہ ہونا پڑا لیکن عثمان دغنہ خفیف لڑائی کے
بعد واپس چلا گیا اور مصری فوج کو آگے بڑھنے کا موقع ہم پہونچا"

جنگ فرکیٹ ۔ ۶ جون ۱۸۹۶ء کو سردار کچنر نے اکاشیہ سے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور مقام
فرکیٹ پر پہونچ کر طلوع آفتاب کے وقت درویشون پر حملہ کیا درویش مقابلہ کے لیے تیار نہ تھے
اس لیے ان کے پیر اکھڑ گئے اور میدان سے بھاگ نکلے اس فتح سے انگریزون کو بہت فائدہ پہونچا
اب نیل درویشون کے قبضہ سے نکل چکا تھا اور بہت سے جنگجو درویش اس لڑائی مین کام
آچکے تھے اس لیے انگریزی و مصری فوج کی ہمت بڑھ گئی اور جو بزدلی درویشون سے

مقابلہ کرنے مین ان کو روکتی تھی جاتی رہی فرکیٹ پر قبضہ کرکے سردار کچنر نے وادی حلفہ سے ابو حامد تک ریل تیار کی جس سے انگریزون کو بڑی مدد ملی اور ان کے لیے سودان کا راستہ کھل گیا اور مصری فوج نے ابو حامد پر قبضہ کرکے بغیر کسی مقابلہ کے بربر پر بھی قبضہ کیا اور آگے بڑھکر اس مقام پر چھاؤنی ڈالدی جہان دریاے نیل اور اتبارا ملتے ہین اور اب مصر پر درویشون کے حملہ آور ہونے کا خطرہ بالکل رفع ہوگیا۔

جنگ اتبارا - ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو مصری فوج اتبارا سے آگے بڑھی اور متمہ پر گولہ باری شروع کی متمہ کے قلعہ سے انگریزی سپاہ کی گولہ باری کا معقول جواب ملا مہدی کی سپاہ کا افسر محمود قلعہ مین موجود اور مقابلہ کے لیے تیار تھا اس لیے سردار کچنر کو یقین ہوگیا کہ یہان شدید مقابلہ پیش آئے گا کچنر کے پاس کافی فوج نہ تھی کہ فوراً جنگ شروع کرتا اس لیے اس نے مصر سے امداد طلب کی مصری امداد دیر سے پہونچی اس عرصہ مین امیر محمود منتخب درویشون کی سپاہ ہمراہ لیکر اور دریاے اتبارا کو عبور کرکے مقام نخیلا مین جو دریاے نیل اور اتبارا کے مقام القتال سے ۳۰ میل ہے پہونچ گیا اور مورچہ بندی کرکے مقامات کو مستحکم کرلیا کچنر نے فوراً فوج کو بڑھایا اور مقام راس الہدی مین جو اتبارا سے دس میل کے فاصلہ پر ہے فوج کو خیمہ زن کیا اور ایک رات کو حسب دستور سابق فوج کو جگا کر کوچ کا حکم دیا فوج نخیلا کی طرف بڑھی اور صبح کے چار بجے نہایت خاموشی کے ساتھ درویشون کے مورچون کی زد مین پہنچ گئی آفتاب طلوع ہونے پر انگریزی فوج نے درویشون کے مورچون پر مستحکم توپون سے گولہ باری شروع کی آٹھ بجے کچنر نے حملہ کا حکم دیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اور تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد درویشون کے پیر اکھڑ گئے اور میدان مصری فوج کے ہاتھ رہا اور امیر محمود گرفتار ہوگیا۔

اندرمان پر حملہ اتبارا کی جنگ کے بعد دریاے نیل مین طغیانی ہونے کی وجہ سے چونکہ کشتیون کی آمد و رفت بند ہوگئی تھی اس لیے مصری فوج کو آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا اس مہلت مین انگریزی سپاہ نے ریلوے مین وسعت کی اشبار شبلوقہ کے شمالی کنارہ پر مصری فوج خرطوم اور اندرمان پر حملہ کے لیے جمع ہونے لگی درویشون کی سپاہ یہان سے جنوب کے جانب ۱۰ میل کے فاصلہ پر تھی ۲۴ اگست کو مصری فوج جنرل ہنٹر کی ماتحتی مین اشبار شبلوقہ کو روانہ ہوئی جو اندرمان سے ۴ میل تھا چونکہ درویشون کی فوج بلا مقابلہ پیچھے ہٹ گئی تھی اس لیے مصری فوج کو آگے بڑھنے کا موقع ملا ستائیس ہزار سپاہ نے وادی حلبتی مین پہونچ آگے بڑھنا شروع کیا اور خلیفہ عبداللہ

سے مقابلہ کے لیے سردار کچنر نے اپنی فوج کو وادی العتبید مین جمع کیا لیکن خلیفہ عبداللہ مقابلہ کے لیے نہ نکلا اور مصری فوج اور آگے بڑھی یہان تک کہ اندرمان کے سامنے پہونچ گئی۔

اندرمان کی لڑائی۔ خلیفہ عبداللہ نے اندرمان سے باہر نکل کر اپنی فوج کو آراستہ کیا سردار کچنر کے اندازہ کے مطابق درویشون کی تعداد ۳۵ ہزار تھی سردار کچنر نے ایک کھلے میدان مین انگریزی اور مصری فوج کو نصف دائرہ کی شکل مین ترتیب دیا اور انگریزی جنگی کشتیون نے اندرمان کے قلعہ اور شہر پر گولہ باری شروع کی جس سے مہدی کے مقبرہ کا کلس اڑ گیا اور کئی جگہ سے مقبرہ منہدم ہوگیا ۲ ستمبر کو انگریزی فوج مقابلہ کے واسطے بڑھی اور درویشون نے انگریزی فوج کو روکا تمام دن نہایت سخت جنگ ہوتی رہی یہ ایک ایسا سخت معرکہ تھا جس کی نظیر مصری اور سوڈانی تاریخ مین نہین ملتی خلیفہ عبداللہ نے مختلف پہلوؤن پر فوج کو مقرر کرکے انگریزی فوج کا مقابلہ کیا لیکن جدید آلات حرب اور توپون کے سامنے درویشون کی فوج زیادہ نہ ٹھہر سکی درویشون نے جنگ مین اپنی بہادری اور استقلال کا پورا ثبوت دیا کئی بار انھون نے دھاوا کرکے توپون پر قبضہ کرلینا چاہا مگر ناکام رہے اور سخت نقصان اٹھایا سردار کچنر نے جب دیکھا کہ درویش پہلے حملہ مین ناکام رہے تو انھون نے اپنی فوج کو اندرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا خلیفہ عبداللہ نے اپنے بیٹے امیر یعقوب کو حکم دیا کہ وہ انگریزی فوج کو آگے بڑھنے سے روکے چنانچہ اسنے بڑے استقلال سے بڑھکر انگریزی فوج کو روکا اور برابر انگریزی فوج کو ڈھکیلتے ہوے آگے بڑھتا رہا سردار کچنر نے جو فوج سوڈانیون کی تیار کی تھی اس موقع پر اسنے بڑا کام دیا توپون کی شدید آتشباری اور سوڈانیون کی شجاعت نے آخر درویشون کا منھ پھیر دیا اور وہ سخت نقصان اٹھاکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے لیکن مقابلہ سے باز نہ آئے اور تمام درویش امیر یعقوب کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوکر آخری وقت تک برابر لڑتے رہے یہانتک کہ میدان مین کٹ مرے اور میدان سے جان بچاکر بھاگنے کی ذلت کو گوارا نہ کیا خلیفہ عبداللہ نے معاملہ دگرگون پاکر راہ فرار اختیار کی انگریزی فوج نے ہرچند اسکا تعاقب کیا لیکن خلیفہ عبداللہ ان کے ہاتھ نہ آیا اور کردوان کی طرف ریگستان مین چلا گیا۔

خرطوم اور اندرمان مین داخلہ خلیفہ کے بھاگ جانے پر اس کے ساتھی برابر مصری سپاہ سے مقابلہ کرتے رہے لیکن ان کی تعداد نہایت تھوڑی تھی آخر ان سے مقابلہ کرتی ہوئی انگریزی فوج اندرمان مین داخل ہوئی رات کو فوج نے اندرمان کے باہر میدان مین بسر کی اور صبح کو خرطوم مین داخل ہوئیں اندازہ کیا گیا ہے کہ اس جنگ مین دس ہزار سے زیادہ درویش مقتول ۱۶ ہزار زخمی اور چار ہزار گرفتار ہوے اور اسی پر سوڈان کی جنگ کا خاتمہ ہوا اور تمام سوڈان پر انگریزی قبضہ ہوگیا

انقلاب سیاسی

(۱)

قاہرہ

مصر کے دار الحکومت قاہرہ کو فاطمی خلفاء نے چوتھی صدی ہجری کے وسط مین آباد کیا۔ جامع ازہر اور محلہ جمالیہ اس وقت جس جگہ واقع ہین یہی وہ مقام تھا۔ جہان انھون نے سب سے پہلے قیام کیا تھا۔ اس وقت سے لیکر اب تک قاہرہ کو ہمیشہ یہ شرف حاصل رہا ہے کہ حکمران طبقہ برابر اس کو آراستہ کرنے وسعت دینے اور بہترین شہر بنانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ خصوصًا علوی خاندان اور خدیو اسمٰعیل پاشا نے تو قاہرہ کو دنیا کا بہترین شہر بنانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ خدیو مذکور کو مزین بنانے باغات لگانے اور شہر کی آراستگی کا اس درجہ شوق وشغف تھا کہ ان کے زمانہ تک کسی حکمران کو اتنا شوق نہین ہوا۔ اسمٰعیل پاشا نے قاہرہ کو اتنی وسعت دی کہ آبادی قدیم شہر پناہ سے باہر بہت دور تک پھیل گئی۔ سڑکون کو کشادہ کیا گیا۔ اور بجائے معمولی روشنی کے سڑکون باغون سرکاری عمارتون اور عام آبادی مین گیس کے لالٹین نصب کئے گیے۔ سرکاری قابل دید عمارات کے علاوہ روساء نے بھی حکمران کے شوق مین حصہ لینے کے لیے ذاتی عمارتین بہتر سے بہتر تعمیر کین۔ کشادہ سڑکون کو دھوپ کی تپش سے محفوظ رکھنے کے لیے سڑکون کے دونون جانب درخت لگائے۔ غرض اسمٰعیل پاشا نے قاہرہ کو اس درجہ آراستہ کیا کہ شہر دلہن بنگیا اور رعایا مین نئے تمدن کی لہر پیدا ہوگئی۔

خدیو مذکور کے عہد مین یون تو بہت سے باغات اور تفریح کے مقامات تھے لیکن ان سب مین باغ ازبکیہ سب مین ممتاز تھا جو وسط شہر مین ہونے کے علاوہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بھی تمام تفریحی مقامات سے بہتر اور دلچسپ جگہ تھی جہان رات ہو یا دن ہر وقت

لوگون کا مجمع رہتا تھا اس باغ کے چارون طرف لوہے کا جال دار کٹھرہ لگا ہوا تھا اور کثرت سے گیس کے لال ٹین نصب تھے۔ یہان شام کو عموماً ایک گول چبوترہ پر جو وسط باغ مین نہایت پُر فضا مقام پر واقع تھا فوجی باجہ بجتا تھا۔

قاہرہ مین چونکہ ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ آباد ہین اس لیے باغ مین تفریح کرنے والون کے مختلف قومی لباس خصوصاً ٹوپیان بہت بھلی معلوم ہوتی تھین۔ کسی کے سر پر عربی عمامہ ہے تو کوئی ترکی ٹوپی پہنے ہے کوئی انگریزی ٹوپی سر پر رکھے ہے تو کوئی ایرانی۔ اسی طرح کوئی پاجامہ پہنے ہے تو کوئی پتلون اور کوئی صرف عربی قمیص غرضیکہ مختلف ممالک و اقوام مختلف رنگ و اشکال اور مختلف زبان جاننے والون کا ایک عجیب و غریب مجمع ہوتا تھا جو بجز مصر کے دوسری جگہ نظر نہین آسکتا۔

باوجودیکہ قاہرہ خدیو اسمٰعیل پاشا کے زمانہ مین ایک ترقی یافتہ اور بہترین شہر بن گیا تھا لیکن اب بھی شہر کی قدیم آبادی کا بیشتر حصہ وضع قدیم پر قائم تھا۔ شہر کے اس حصہ مین بہت سے مقامات پر وہی تنگ و تاریک بازار پیچ در پیچ متعفن کوچے جہان دھوپ کا اثر تک نہ پہنچتا تھا اور چھوٹے چھوٹے مکانات تھے۔ جن مین اس دور ترقی مین بھی کچھ تبدیلی نہین ہوئی تھی۔

---

(۲)

شفیق

جس زمانہ کا واقعہ ہم لکھ رہے ہین۔ وہ ۱۸۷۸ء سے تعلق رکھتا ہے قاہرہ کی مشہور شاہراہ شارع عباسیہ پر ایک دومنزلہ عمارت ہے۔ عمارت گو زیادہ وسیع نہین۔ لیکن جائے وقوع اور تعمیر کے لحاظ سے ایک بہترین عمارت ہے۔ جس مین ایک چھوٹا سا پائین باغ اور بہت سے خوشنما کمرے ہین۔ شاہراہ کی طرف کے کمرون مین خوشنما کھڑکیان لگی ہوئی ہین۔ جن سے شارع عباسیہ کے مناظر کا پورا لطف حاصل ہوتا ہے۔ انھین کمرون مین سے دو کمرے ان قیمتی کتابون سے معمور ہین۔ کتب خانہ کے ایک کمرہ مین جس کا دروازہ بند ہے۔ میز کے سامنے کرسی پر ایک شخص تنہا بیٹھا۔ جس کا ایک ہاتھ میز پر رکھا ہے اور دوسرے مین کوئی کتاب ہے جس کو

وہ کبھی نہایت غور اور محویت کے ساتھ دیکھتا ہے اور کبھی کچھ غور کرنے لگتا ہے۔
اس شخص کی عمر چالیس اور پچاس کے درمیان ہے گندم گون رنگ سیاہ بال کشادہ پیشانی اور ڈاڑھی کھچڑی ہو۔ آنکھوں سے استقلال اور ذکاوت ٹپکتی ہے لیکن چہرہ سے غم والم کے آثار نمایاں ہین معلوم ہوتا ہو کہ کسی اہم فکر نے اس کو گھیر رکھا ہو غم والم کی یہ کیفیت اس پر تقریباً دو سال سے طاری ہو اور کسی کو معلوم نہین کہ کیون وہ رنجیدہ اور فکرمند رہتا ہے یہانتک کہ اس کی بیوی کو بھی جس نے اپنی زندگی کے بیس سال شوہر کی خدمت مین بسر کیے ہین بارہا اس نے اس غم والم کا سبب دریافت کیا لیکن اس نے ہمیشہ انکار ہی کیا اور کبھی دوسرے وقت پر اس کے اظہار کو اٹھا رکھا
بیوی کا اضطراب اور بے چینی یہ دیکھکر اور بڑھ گئی تھی کہ کتبخانہ مین ایک مقفل کبس رکھا تھا جو گذشتہ بیس سال کے عرصہ مین ایک دن بھی نہین کھولا گیا۔ بیوی اس صندوق کے مقفل ہنے اور اسکے راز سے آگاہ ہنو نیسے بہت مضطرب تھی اور طرح طرح کے خیالات صندوق کے متعلق اسکے ذہن مین پیدا ہوتے تھے کئی دفعہ اسنے اپنے شوہر سے صندوق کا راز اور اسکے نہ کھولے جانیکا سبب دریافت کیا لیکن اسنے ہر دفعہ یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ابھی اسکا وقت نہین آیا ہو لیکن وہ زمانہ اب قریب آگیا ہے جبکہ اسکا راز کھولا جائیگا۔ ان باتون سے بیوی کا اضطراب اور بڑھ گیا اور آخر اس کے بیحد اصرار سے شوہر نے وعدہ کیا کہ وہ اس شرط پر صندوق کھول کر دکھانے پر آمادہ ہے کہ اس سے اس کے متعلق کوئی بات دریافت نہ کی جائے۔
صندوق کے کھولے جانیکے لیے آدھی رات کا وقت قرار دیا گیا جبکہ مکان کے تمام آدمی سو جائین اور آج اس وعدہ کے ایفاء کا دن تھا اس وقت یہ شخص صندوق کے واقعات اور اسکے پراسرار حالات پر غور کر رہا تھا۔ چہرہ کے تغیرات سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اپنے خیال مین صندوق کے معاملہ کو بہت کچھ اہمیت دے رہا ہو اس کے قبل از وقت کھولے جانیسے خائف و لرزان ہے۔ بارہا وہ اس خوف آمیز خیال سے توجہ کو ہٹانے کے لیے کتاب کو دیکھتا ہے لیکن یہ خیال اس پر اس قدر غالب ہے کہ کتاب مین جی نہین لگتا۔
دیر تک یہی کیفیت طاری رہی آفتاب غروب ہو گیا اور تاریکی پھیلنے لگی وہ اٹھا کچھ دیر ٹہلا اور پھر گھڑی پر نظر ڈالی اور یہ معلوم کر کے کہ وقت بہت گزر گیا ہے اسنے خادم کو بلانے کے لیے گھنٹی بجائی۔ خادم ایک گندم گون شخص جو عمامہ باندھے اور عربی قمیص پہنے تھا کمرہ مین داخل ہوا۔ اور اسنے اس سے دریافت کیا کیا شفیق ابھی نہین آیا۔
خادم۔ حضور والا شام ہو گئی اور وہ ابھی تک نہین آئے۔
شخص تردد مین پڑ گیا اور تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہا۔
جاؤ شفیق کی ماں کو بلا لاؤ۔

خادم چلا گیا۔ اور کچھ لمحون کے بعد شفیق کی ماں کمرہ مین داخل ہوئی جس کے ہاتھ مین ترکی کا اہم رسالہ مقتطف تھا شفیق کی ماں جس کا نام سنیہ تھا خوبصورت اور دانشمند عورت تھی کمرہ مین داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا۔

کیا شفیق ابھی نہین آیا

شخص (گھبرا کر) ہائین کیا وہ تمھارے پاس نہین ہے۔ مین نے اس کو شام سے نہین دیکھا میرا خیال تھا کہ وہ حسب معمول مدرسہ سے واپس آکر تمھارے پاس رسائل و اخبارات یا کوئی کتاب دیکھ رہا ہوگا۔ آج اس کو کیونکر دیر ہوئی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے مدرسہ سے واپس آنے مین دیر کی ہے۔ سات بج گئے ہین اور اب تک اس کا پتہ نہین ہے۔

سنیہ۔ مدرسہ ساڑھے چار بجے بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ روزانہ ساڑھے پانچ بجے مکان پہنچ جاتا ہے، نہین معلوم آج کیونکر دیر ہوئی۔ اے میرے پاک پروردگار خیر کرنا۔

شخص مذکور جس کا نام ابراہیم ہے قاہرہ مین ایک مشہور علم دوست شخص تھا لیکن بدقسمتی سے قدرت نے عمر بھر مین صرف ایک لڑکا اسے عنایت فرمایا۔ جو ہونہار و ذکی ہونے کے علاوہ سعادتمند اور روشن خیال بھی تھا ماں باپ کو اس سے بیحد محبت تھی۔ ابراہیم نے شفیق کے مدرسے نہ آنے پر جب اپنی بیوی کو مضطرب الحال پایا تو اسے اپنے اضطراب قلب کے اظہار پر پشیمانی ہوئی اور اس کو تسکین دینے کے لئے اس نے اپنے چہرہ کو بشاش بنا کر کہا۔

بیگم اگر شفیق کو دیر ہو گئی ہے تو کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے شہر مین امن و امان ہے اور باشندے رات دن شہر مین پھرتے رہتے ہین۔ ممکن ہے وہ اسکول کے کسی ہم جماعت لڑکے یا کسی دوست کے یہان چلا گیا ہو۔ یا پارع ازبکیہ مین دوستون کے ساتھ تفریح کر رہا ہو بہر حال گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے وہ اب آتا ہی ہوگا۔

ہر چند کہ ابراہیم سنیہ کے اضطراب کو دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن خود اس کا دل نہایت بے چین تھا اور شدۃ اضطراب سے اس کا قلب دھڑک رہا تھا۔ ابراہیم کے تشفی آمیز الفاظ سنکر سنیہ نے کہا۔

ہم کو قیاس و گمان پر بھروسہ نہین کرنا چاہیے شفیق ہمارا اکلوتا بچہ ہے اور ہماری تمام امیدین اسی سے وابستہ ہین۔ ہماری کم نصیبی ہے کہ خدا نے اور کوئی بچہ ہمین عنایت نہین

فرمایا اور ہماری امیدون کا مرکز صرف شفیق ہی کو قرار دیا ہے۔ خلاف معمول آج اس کا ابتک
نہ آنا اندیشناک ہے۔ اس لیے ہمین غفلت نہ برتنی چاہیے۔ اور جلد سے جلد اس کو
تلاش کرنا چاہیے۔

ابراہیم۔ بیگم اضطراب وخوف کی کوئی بات نہین ہے خدا کا فضل وکرم اس کے شامل
حال ہے۔ کہین اتفاقی طور پر اس کو دیر ہوگئی ہے اور وہ اب آتا ہی ہوگا۔

سفیہ کا اضطراب ابراہیم کے الفاظ سے کسی قدر کم ہوا اور وہ کتب خانہ سے نکل کر
اپنے کمرہ مین چلی گئی۔ اور شارع عباسیہ کی کھڑکی کھول کر شفیق کا انتظار کرنے لگی۔ شفیق کے
خلاف معمول آج اب تک نہ آنے سے وہ اس قدر پریشان تھی کہ اسے ہندوق کے کوسے
جانے کا جو شوق تھا اور جس بے چینی سے وہ لفضت رات گذرنے کا انتظار کر رہی تھی۔
اس کا خیال بھی نہ رہا۔"

سفیہ کے چلے جانے کے بعد ابراہیم نے میز سے کتاب اٹھائی اور دیکھنے لگا لیکن اضطراب
اور بے چینی تھا۔ پلنے سے مجبور ہو کر اس نے کتاب کو پھر میز پر رکھدیا چونکہ شفیق کے غائب ہونے
اور مدرسہ سے اس وقت تک واپس نہ آنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لیے رہ رہ کے اسے
یہ خیال آتا تھا۔ کہ خلاف معمول آج وہ اب تک کیون نہین آیا۔ ضرور کوئی واقعہ پیش آیا ہے
ورنہ کبھی وہ نہ رکتا اور مدرسہ سے سیدھا گھر آتا۔

ابراہیم انھین پریشان کن خیالات مین تھا کہ گھڑی نے ۸ بجائے اور ابراہیم نے چونک کر
گھنٹی بجائی اور خادم کے حاضر ہونے پر اس سے کہا

احمد تم عزیز آفندی کا مکان جانتے ہو جو شفیق کا دوست اور ہم جماعت ہے

خادم۔ حضور والا شارع عابدین پر جو سب سے بلند عمارت ہے۔ غالبًا وہ عزیز آفندی
ہی کا مکان ہے۔

ابراہیم۔ ہان وہی تم فورًا وہان جاؤ اور شفیق کو دریافت کرو۔ اگر وہ وہان مل جائے
تو کہنا کہ تمہارے والدین تمہارے اب تک گھر نہ پہنچنے سے بہت پریشان ہین اور تمہارے
انتظار مین اس وقت تک انھون نے کھانا نہین کھایا ہے۔ اور تم کو فورًا بلایا ہے۔

خادم سر اطاعت خم کر کے چلا گیا اور معًا کمرہ مین سفیہ داخل ہوئی اور شفیق کو دریافت کیا
ابراہیم نے خادم کو عزیز آفندی کے یہان بھیجنے کا حال بیان کیا اور دونون خادم کے

واپس آنے کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد خادم تنہا واپس آیا۔ ابراہیم نے دریافت کیا، کیا شفیق وہاں نہیں ملا۔

خادم۔ حضور والا میں عزیز آفندی کے ہاں گیا معلوم ہوا کہ عزیز آفندی بھی آج اس وقت تک مکان نہیں پہنچے۔ لیکن ان کے ہاں اس تاخیر سے کوئی متردد نہیں اور بالکل مطمئن ہیں کیونکہ عزیز آفندی اکثر دیر سے گھر پہنچتے ہیں۔

ابراہیم۔ کیا واقعی شفیق عزیز آفندی کے ہاں نہیں ہے اور عزیز آفندی بھی اس وقت تک اپنے مکان پر نہیں پہونچے۔

خادم۔ جی ہاں میں نے خود ان کے خادموں سے دریافت کیا تھا اور راستہ میں ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں شفیق آفندی کو میں نے اس لیے نہیں تلاش کیا کہ وہ ایسے مقامات میں جانا اور بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔

ابراہیم یہ معلوم کرکے اور پریشان ہوگیا۔ لیکن اس نے اپنے اضطراب کو چھپایا اور سنّیہ پر ظاہر نہ ہونے دیا اور سنّیہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

بیگم پریشان نہ ہو معلوم ہوتا ہے کہ عزیز آفندی اور شفیق دونوں باغ ازبکیہ میں تفریح کرنے چلے گئے ہیں۔ میں خود جاکر تلاش کرتا ہوں اور جلد سے جلد اس کو ساتھ لیکر گھر پہنچتا ہوں تم مطمئن رہو اور کسی قسم کا تردد نہ کرو۔

سنّیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ابراہیم نے مسکرا کر کہا۔ بیگم رنجیدہ نہ ہو میں ابھی شفیق کو تلاش کرکے لاتا ہوں۔ اور آیندہ اس کو ہدایت کردوں گا کہ وہ اس طرح بغیر دریافت کئے کہیں نہ جایا کرے"

~~~
~~~

(۳)
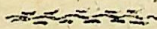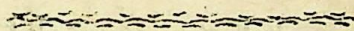
تلاش

ستیہ کتب خانہ کے کمرہ سے نکل کر اپنے کمرہ مین چلی گئی۔ اور ابراہیم کپڑے پہن کر اور لاٹھی ہاتھ مین لیکر گھر سے نکلا۔ سڑکین اور بازار گیس کی روشنی سے لبقعۂ نور بنے ہوے تھے اور درختون سے چھن چھن کر روشنی سڑک کے دونون کنارون پر پڑ رہی تھی۔ ابراہیم کے چلے جانے کے بعد ستیہ خاموش کمرے مین بیٹھی کھڑکی سے سڑک کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اور اسکا دل دھڑک رہا تھا۔ اسی حالت مین دس بج گئے۔ لیکن اس کا شوہر ابھی تک واپس نہین آیا اور نہ شفیق آیا۔ شام کا کھانا اس نے اس وقت تک نہین کھایا تھا۔ انھین خیالات اور تفکرات مین گیارہ بج گئے۔ دنیا اس کی آنکھون مین تاریک ہوگئی۔ اور میز پر دونون کہنیون کو ٹکا کر اور ہاتھون سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی وہ اسی طرح غم والم کی تصویر مجسم بنی بیٹھی تھی کہ کسی نے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا ستیہ نے آنکھون سے آنسو پونچھے اور دروازہ کھلا خادم کمرہ مین داخل ہوا اور نہایت ادب سے کہا۔

معزز خاتون اگر آپ اجازت دین تو مین جناب شفیق کو تلاش کرکے لے آؤن۔

ستیہ نے چونک کر کہا کیا تمھین معلوم ہے شفیق کہان ہے۔

خادم۔ ہان معزز خاتون مجھے معلوم ہے کئی روز ہوے مجھے خوب یاد ہے ان کے دوست عزیز آفندی نے ان سے کہا تھا کہ وہ ایک مقامی جلسہ مین شریک ہونے کے لیے ان کے ساتھ چلین۔ غالباً وہ وہین گئے ہونگے۔

ستیہ۔ وہ جلسہ کہان ہے

خادم۔ میرا خیال ہے کہ وہ عزیز آفندی کے ساتھ غالباً دہانۂ خلیج کے جلسہ مین گئے ہونگے جہان آج خوب روشنی کی گئی ہے اور باجہ بج رہا ہے۔ اس جلسہ مین شرکت کی تحریک عزیز آفندی کی تھی اور شفیق جانے پر راضی نہ تھے لیکن ان کے اصرار سے غالباً چلے گئے ہون۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ عزیز آفندی ایک لغو اور آوارہ مزاج آدمی ہین۔

ستیہ تعجب ہے کہ شفیق نے اپنے والد سے دریافت کئے بغیر کیونکر وہان جانے کی جرات کی خیر احمد تم فوراً جاؤ اور شفیق کو وہان سے لے کر جلد واپس آؤ۔

احمد اپنے آقا کا وفادار اور ایک خیر خواہ خادم تھا اور ابراہیم کے خاندان سے اسے خاص طور پر خلوص و ہمدردی تھی۔ وہ اس کو سخت نفرت کے ساتھ دیکھتا تھا کہ اس کے آقا کا بیٹا عزیز جیسے آوارہ مزاج لڑکے سے ملتا ہے لیکن وہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی اس نفرت کا اظہار کر کے آقا کے دل مین اپنی طرف سے کوئی شبہہ پیدا کرے"

احمد اجازت پا کر گھر سے نکلا۔ اور روانہ خلیج کی طرف چلا۔ سفینہ نے احمد کے چلے جانے پر تنہائی سے گھبرا کر ایک خادم کو بلا لیا اور اس سے باتین کرنے لگی۔

(۴)

عزیز و شفیق

شفیق ایک صالح نوجوان تھا جس کی عمر انیس [19] سال کی ہو گی۔ دراز مگر معتدل قد گندمی گون بڑی بڑی سیاہ آنکھین ۔ بھی پلکین اور کشادہ پیشانی۔ ابتدا سے اس کی تربیت باپ کے سایہ مین ہوئی۔ اس لیے وہ نہایت شریف نیک طبیعت اور صالح انسان تھا مگر وفریب سے واقف نہ تھا اس کا باپ ابراہیم چونکہ کوئی بڑا دولت مند نہ تھا اس لیے وہ کسی بڑی درسگاہ مین اس کی تعلیم کا انتظام نہ کر سکا اور سرکاری ہائی اسکول مین داخل کر دیا۔ جہان سے اسے تعلیمی وظیفہ بھی ملتا تھا اور مصارف تعلیم بھی حکومت سے ملتے تھے وہ اس زمانہ کا سادہ لباس پہنتا تھا۔ یعنی کوٹ پتلون اور عزیزیہ ٹوپی۔ باوجودیکہ اس کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی لیکن رعب اور ہیبت اس کے چہرہ سے عیان تھی کھیل کود کے جلسون مین بہت کم شریک ہوتا اور ہر شخص سے اکثر مرتبہ کے موافق ملتا تھا۔ پڑھنے لکھنے سے کبھی نہ تھکتا تھا ذکاوت و ذہانت مین مشہور تھا مدرسہ کے تمام استاد اور اس کے ساتھی طلبہ اس سے خوش تھے اور محبت کرتے تھے لیکن عزیز اس سے خوش نہ تھا وہ اگرچہ شفیق سے ملتا اور دوستی کا برتاؤ رکھتا تھا۔ لیکن اس کے دل مین عداوت بھری ہوئی تھی۔ جتنی خوبیان قدرت نے شفیق مین و دیعت کی تھی اس کے برخلاف عزیز مین اتنی ہی برائیان تھین اور اس لحاظ سے شفیق و عزیز ایک دوسرے کی بالکل ضد تھے شفیق کی عزت و حرمت اور قابلیت کو دیکھ دیکھ کر عزیز جلتا تھا۔

عزیز ایک دولتمند گھرانے کا بیٹا تھا۔ پستہ قد لمبی ناک گندم گون رنگ۔ گول چہرہ فرانسیسی

فیشن کا نہایت دلدادہ تھا گھر سے باہر نکلتا تھا تو سنہری کمانیون کا چشمہ آنکھون پر ہوتا اور اس کے ڈورے دونون جانب سینہ تک لٹکے ہوتے تھے۔ ترچھی ٹوپی پہنتا اور گردن اٹھا کر غرور و تکبر سے چلتا تھا ہاتھ مین ایک موٹی لاٹھی اور منھ مین یورپ کا قیمتی چرٹ ہوتا تھا۔

شفیق اگرچہ عزیز کی مصاحبت کو پسند نہ کرتا تھا۔ لیکن اسکول کا ہم جماعت ہونے کی وجہ سے مجبوراً اس سے ملتا تھا۔ عزیز بھی شفیق کے بے دلی سے ملنے کو جانتا تھا لیکن اسکے بددل ہو جانے کے خیال سے وہ اس سے اخلاق و مروت اور محبت کا برتاؤ کرتا اور اسے خوش رکھنا چاہتا تھا۔

اسمٰعیل پاشا ہر سال سرکاری اسکول سے کامیاب ہو کر نکلنے والے طلبہ مین سے بہترین دل و دماغ کے طلبہ کو انتخاب کر کے علوم و فنونِ ضروریہ کی تعلیم و تکمیل کے لیے حکومت کے مصارف سے یورپ بھیجا کرتے تھے شفیق کی تعلیم کا ہائی اسکول مین یہ آخری سال تھا مدرسے کے طلبہ شفیق کی ذہانت و قابلیت کو دیکھ کر رائے قائم کر چکے تھے کہ اس سال یورپ مین بھیجے جانے کے لیے یقیناً شفیق کا انتخاب ہوگا۔ عزیز جب شفیق کے انتخاب اور یوروپ بھیجے جانے کا خیال کرتا تو رشک و حسد سے غضبناک ہو جاتا اسے یہ خیال آ کر بہت بے چین کرتا تھا کہ افسوس وہ دولت مند ہے اور شفیق ایک متوسط الحال خاندان کا لڑکا۔ لیکن انتخاب کا فخر اس کے بجائے شفیق کو حاصل ہونے والا ہے شفیق کی یہ ترقی و منزلت ہر وقت اسکی آنکھون مین کھٹکتی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ شفیق آخری امتحان مین کامیاب نہ ہونے پائے چنانچہ اُس نے شفیق کو تماشون اور تفریحی جلسون مین شرکت پر آمادہ کر کے لکھنے پڑھنے سے اس کی توجہ ہٹانا شروع کیا۔

اتفاق سے انہین ایام مین دہانۂ خلیج کے افتتاح کا جلسہ تھا۔ جو ہر سال ہوا کرتا تھا۔ عزیز نے جلسہ سے کئی روز پہلے شفیق کو جلسہ مین شریک ہونے پر آمادہ کر لیا۔ اور عین جلسہ کے دن جبکہ شفیق نے چاہا کہ وہ اپنے والد سے شرکت جلسہ کی اجازت حاصل کر آئے۔ عزیز نے یہ کہکر اس کو روک لیا کہ تمہارے والد کے پاس مین خبر بھیجے دیتا ہون۔ گھر جانے کی ضرورت نہین ہے اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اس طرح شفیق کے والد کو شفیق سے بدظن کر دے وہ جانتا تھا کہ اگر شفیق کو گھر جانے دیا تو اس کے والد بھی اس کو جلسہ مین شرکت کی اجازت نہ دین گے اور اس کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ بلا اجازت جلسہ مین جانے سے اس کے والد

اس پر ناراض ہون اور بدظنی کا موقع ملے اور اس طرح باپ بیٹے کے درمیان ایک بدمزگی پیدا ہو جائے۔

اسکول سے نکلتے ہی عزیز نے شفیق سے کہا آؤ کچھ دیر جزیرہ کی سیر کرین آفتاب غروب ہو جانے کے بعد جلسہ افتتاح خلیج مین چلین گے شفیق نے عذر کیا لیکن عزیز نے آخر راضی کر لیا اسکول کے دروازہ پر عزیز کی گاڑی کھڑی تھی۔ جو روزانہ اس کو مدرسہ پہنچانے اور مدرسہ سے لے جانے کے لیے آتی تھی۔ دونون گاڑی پر سوار ہوئے۔ اور جزیرہ کی طرف چلے

(۵)

زبیدہ

غروب آفتاب تک شفیق و عزیز جزیرہ کی سیر کرتے اور ادھر سے ادھر پھرتے رہے گاڑی جزیرہ کی سڑکون پر پھر رہی تھی اور دونون سبزہ زار کے پُرلطف مناظر کا لطف اٹھا رہے تھے کہ گاڑی ایک پہاڑی کے قریب پہنچی شفیق نے دیکھا کہ پہاڑی کے قریب درختون کے ایک کنج کے دہانہ پر ایک بند گاڑی کھڑی ہے جس کی لالٹین باوجود تاریکی کے روشن نہین کی گئی ہے شفیق نے تعجب کے لہجہ مین عزیز سے دریافت کیا۔

عزیز آفندی اس سنسان اور تاریک مقام پر ایک بند گاڑی کا پایا جانا جس پر کسی قسم کی روشنی نہین اور نہ کوئی آدمی اس کے ساتھ ہے کیا تمھاری رائے مین مشتبہ نہین ہے عزیز نے سر کو حرکت دی مسکرایا اور خاموش رہا۔ شفیق نے پھر پوچھا جس کے جواب مین عزیز نے کہا شفیق آفندی اس گاڑی کا عجیب و غریب قصہ ہے جو مین کسی دوسرے وقت بیان کرون گا شفیق کا اشتیاق اور بڑھ گیا اور کچھ دور چل کر پھر اس نے عزیز سے دریافت کیا عزیز نے کہا کہ یہ گاڑی ایک بڑے رئیس کی ہے جو مور قوم سے تعلق رکھتا ہے ابراہیم پاشا کے زمانہ مین انھین کے ساتھ خاندان کے موجودہ رئیس کا باپ مصر مین آیا۔ جہان اس نے شادی کی اور مصر مین مستقل اقامت اختیار کی۔ خاندان کا موجودہ رئیس اس کا وہ بیٹا ہے جو مصری بیوی سے پیدا ہوا اور حکومت کی سرپرستی مین ترقی کرکے پاشا کے درجہ تک پہونچ گیا۔ اسکی ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے۔ جو اس گاڑی پر اکثر سیر و تفریح کے لیے آتی ہے۔ شہر کا

ایک نوجوان جو میرا دوست ہے اُس لڑکی سے محبت رکھتا ہے۔ کئی مرتبہ اس نے لڑکی کے باپ کو شادی کا پیام دیا لیکن اس نے یہ کہکر کہ اس کی بیٹی اسے پسند نہین کرتی درخواست کو رد کر دیا۔ آج ہی صبح مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے دوست کو اس کی درخواست رد کر دینے سے سخت صدمہ ہوا ہے اور وہ اس کی لڑکی سے بدلہ لینے کے لیے آج اس مقام پر آئے گا تاکہ جس وقت وہ تفریح کے لیے یہان پہونچے وہ انتقام لے کر اپنا جی ٹھنڈا کرے"

شفیق آفندی میری راے مین لڑکی کے باپ نے میرے دوست کی درخواست رد کرنے مین غلطی کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی میری رائے سے اتفاق کروگے۔ میرا دوست نہایت خوبصورت دوست نواز اور فیاض طبع انسان ہے۔ اس کو تیس پونڈ ماہوار گھر سے ملتے ہین جو وہ سب کے سب دوستون پر خرچ کر دیتا ہے۔

مذکورہ بالا قصہ سن کر شفیق غضبناک ہو گیا۔ اور عزیز کی طرف خشم آلود نگاہ سے دیکھ کر کہا عزیز آفندی کیا تمہارا وہ دوست جو لڑکی سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ اس وقت یہان موجود ہوگا۔ خداوند تعالی ایسے کمینہ خصلت لوگون کو غارت کرے۔

یہ کہکر اس نے عزیز کے جواب کا انتظار کئے بغیر کوچبین سے کہا گاڑی پہاڑی کی طرف پھیرو۔ عزیز نے ہرچند کوشش کی کہ شفیق کو اس ارادے سے باز رکھے لیکن وہ نہ مانا اور گاڑی کو پہاڑی کے قریب لیگیا شفیق گاڑی سے اُترنا ہی چاہتا تھا کہ اس کے کان مین کسی کے دردناک طور پر چلانے کی آواز آئی اور ساتھ ہی یہ الفاظ سنائی دیے۔

اے خدا کے بندے خدا سے ڈر کیا تو شریف نہین ہے جو کسی کی عزت و شرافت کا خیال تیرے دل مین نہین ہے۔ شفیق فوراً گاڑی سے کودا اور اس تاریک کنج مین جہان سے یہ آواز آئی تھی۔ داخل ہوا۔ موم بتی جو اس کی جیب مین تھی روشن کی دیکھا کہ دو آدمی جن مین سے ایک مرد اور ایک عورت ہے کنج مین کھڑے ہین عورت نے روشنی دیکھ کر گھبرائی ہوئی مگر بلند آواز مین کہا۔

خدا کے لیے۔ مجھے اس شیطان کے پنجہ سے بچاؤ۔

شفیق آگے بڑھا اور دوڑ کر اس شخص کو پکڑ لینا چاہا۔ لیکن وہ بھاگ کھڑا ہوا شفیق نے اس کو بھاگتے ہوے دیکھ کر بلند آواز مین کہا۔

او کمینہ، بزدل، کہان جاتا ہے۔ ٹھہر کہ تیرے انتقام کے جوش کو ٹھنڈا کیا جائے۔ لیکن

وہ شخص کنج سے نکل کر تاریکی مین غائب ہو گیا اور عورت نے نہایت عجز و شکر گذاری کے لہجہ مین کہا۔

اے شجاع نوجوان مین تیرا شکر ادا کرتی ہون۔ خدا نے تجھے میری مدد کے لیے فرشتہ بنا کر بھیجا ہے۔ خدا کے لیے بتا کہ تو کون ہے

شفیق نے عورت کے سوال کا کوئی جواب نہین دیا۔ کنج سے باہر نکلا اور گاڑی سے لالٹین لا کر پھر کنج مین داخل ہوا۔ شفیق نے روشنی مین دیکھا کہ عورت قیمتی ترکی لباس پہنے ہوے ہے۔ چاندی پیاری صورت مناسب اعضا اور چکدار سیاہ آنکھین اس وقت ان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے اور وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ شفیق کو دیکھکر وہ آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر شکر گذاری کے لہجہ مین کہا۔

اے فرشتۂ رحمت تو نے میری عزت و عصمت کو بچایا ہے۔ خداوند تعالےٰ تجھے اس کا بدلہ دے۔

یہ کہکر عورت نے ایک نگاہ غلط انداز سے شفیق کو دیکھا۔ شفیق کی نظر بھی اس کے چہرہ پر پڑی اور کچھ منٹ دونون خاموش کھڑے رہے۔ شفیق کا قلب دھڑک رہا تھا وہ جواب مین کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن رعب حسن نے زبان بند کردی۔ آخر کچھ وقفہ کے بعد شفیق نے دل کو قابو مین کر کے کہا۔

معزز خاتون گھبراؤ نہین۔ وہ نامراد و بدنصیب بھاگ گیا۔ اب تم ہر طرح محفوظ و مامون ہو اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر تمھاری عزت بچانے کے لیے مجھے یہان بھیج دیا آؤ اب تمھین تمھارے گھر پہنچا دون۔

عورت شفیق کا ہاتھ پکڑے ہوے کنج سے باہر نکلی اور اپنی گاڑی کے قریب پہونچی گاڑی کا کوچبین خوف سے بھاگ گیا تھا کیونکہ وہ بھی اس سازش مین شریک تھا۔ شفیق نے عرب کے کوچبین کو بلا کر کہا کہ وہ خاتون کی گاڑی کی لالٹین روشن کرے اور پھر خاتون کی گاڑی کو جہان وہ چاہے پہونچا دے۔ یہ حکم دے کر شفیق نے خاتون کو گاڑی مین سوار کرایا۔ اور پھر کہا۔

معزز خاتون اگر کسی چیز کی ضرورت ہو یا میری خدمات مطلوب ہون تو بے تکلف فرمائین۔ خاتون نے شفیق کا شکریہ ادا کیا اور شرمیلی نگاہون سے دیکھ کر خاموش ہو گئی۔“

شفیق عزیز کی گاڑی پر پہونچا۔ جو خاموش اپنی گاڑی مین بیٹھا ہوا تھا۔ شفیق کو واپس آتا دیکھ کر وہ گاڑی سے اترا اور ہمدردی کے لہجہ مین کہا۔

شفیق آفندی کیا کوئی خطرہ ہے جب سے تم گئے ہو مین برابر اسی خیال مین ہون خدا جانے تم کدھر چل دیے خدانخواستہ کوئی حادثہ تو نہین پیش آیا۔ کئی دفعہ مین نے ارادہ بھی کیا کہ تمھاری مدد کے لیے آؤن لیکن یہ خیال کر کے کہ تم خود شجاع اور جری ہو مجھ جیسے کمزور کی مدد کی تمھین کیا ضرورت ہوگی رک گیا۔ اور تمھاری واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ کیا واقعہ پیش آیا وہ بدنصیب کہان ہے جس کو تم پکڑنے گئے تھے۔

شفیق نے حقارت آمیز نظرون سے عزیز کو دیکھا اور کچھ جواب نہین دیا۔ عزیز شفیق کے خاموش رہنے سے کسی قدر ڈرا۔ اور سلسلہ گفتگو شروع کرنے کے اس نے پوچھا۔ ہارا کوچین کہان ہے۔

شفیق۔ مین نے اس کو خاتون کی گاڑی پر بھیجدیا ہے اور اپنی گاڑی کو مین خود لیچلون گا۔

عزیز نے ہنسکر کہا کیا تم گاڑی ہانکنا جانتے ہو۔

شفیق۔ (مسکراکر) عزیز آفندی اگرچہ گاڑی ہانکنا نہین جانتا۔ لیکن انسان کو چاہیے کہ ہر کام کے لیے مستعد رہے۔

خاتون کی گاڑی کو شفیق نے آگے کرلیا۔ اور اپنی گاڑی اس کے پیچھے پیچھے لیچلا دونون گاڑیان آگے پیچھے جا رہی تھین اور ان کے سوار خاموش اپنے اپنے خیال مین مستغرق تھے دریائے نیل کے پل سے گزر کر خاتون کی گاڑی ٹھہر گئی۔ شفیق یکایک گاڑی کے رک جانے سے مضطرب ہو کر اپنی گاڑی سے اترا اور خاتون کی گاڑی کے قریب پہنچکر دیکھا کہ خاتون گاڑی مین بیٹھی ہے۔ لیکن خوف اور اضطراب سے اس کا چہرہ زرد ہو رہا ہے شفیق کو کھڑکی کے قریب دیکھکر اس نے شفیق کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ مین لے لیا اور حیا آمیز آواز مین کہا۔

محترم نوجوان اگر آپ مدد کو نہ پہونچتے اور اپنی بے مثل شجاعت و شہامت سے کام نہ لیتے تو نہ صرف میرے عزت و شرف کا بلکہ میری زندگی کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ مین آپ کے اس احسان کا شکریہ ادا نہین کر سکتی۔ آپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے مین اس سے کبھی اور کسی طرح سبکدوش نہین ہو سکتی۔

شفیق خاتون کی اس لجاجت آمیز تقریر سے بیحد متاثر ہوا شرم سے اس کے رخسارے

سرخ ہو گئے پیشانی پر عرق آ گیا اور شدت تاثر سے خاتون کے جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔

خاتون بھی شفیق کے اس شریفانہ انداز سے بہت متاثر ہوئی اور خلوص آمیز انداز سے شفیق کی طرف دیکھ کر دریافت کیا۔

معزز نوجوان کیا آپ اپنے اسم گرامی سے واقف ہونے کی عزت مجھے عطا فرما سکتے ہیں تاکہ میں اپنے محترم باپ سے آپ کی شرافت و شہامت کا تذکرہ کر سکوں

شفیق نے نہایت نرم آواز میں جس سے محبت کا نغمہ پیدا ہوتا تھا خاتون کی طرف دیکھ کر کہا۔

محترم خاتون میں نے جو کچھ کیا ہے وہ تقاضائے انسانیت کیا ہے۔ میں نہ کسی صلہ کی تمنا رکھتا ہوں اور نہ میرا یہ فعل مستحق شکرگزاری ہے اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے کیا جائے۔ بہتر ہو کہ آپ اپنے والد سے بھی اس کا ذکر نہ کریں ممکن ہے اس سے انہیں سوء ظنی کا موقع ملے۔

خاتون نے شفیق کے الفاظ ختم ہوتے ہی جلدی سے کہا۔

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں جناب کے احسان کا کوئی بدلہ دونگی میں آپ کے احسان کا کیا بدلہ دے سکتی ہوں۔ آپ نے مجھے موت سے اور میری عزت و عفت کو تباہی سے بچایا ہے لیکن چونکہ احسانات کا تذکرہ انسان کا فرض ہے اس لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ نے جو احسان مجھ پر کیا ہے کم از کم اس کے اظہار سے اپنا فرض ادا کروں۔

شفیق۔ محترم خاتون میں نے کوئی ایسا اہم کام نہیں کیا جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کہ آپ فرما رہی ہیں۔ یہ صرف خدا ہی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ایک عصمت کی دیوی کی عفت کو محفوظ رکھنے اور موت سے بچانے کے لیے مجھے وہاں بھیجدیا اور یہ میری خوش بختی تھی

خاتون۔ یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ جناب کو خدا نے میری مدد کے لیے فرشتہ رحمت بنا کر بھیجا اور میری عزت کو دشمن دین و ایمان سے بچایا

دونوں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عزیز نے پکار کر کہا۔

شفیق بہت دیر ہو گئی آؤ کھانے کا وقت ہو گیا ہے

خاتون نے عزیز کی آواز سنکر دریافت کیا یہ کون آپکو بلا رہا ہے۔

شفیق۔ میرے ایک دوست ہیں جن کے ساتھ میں تفریح کے لیے جزیرہ کی طرف گیا تھا

خاتون ۔ مین بہت شکرگزار ہون گی ۔ اگر جناب میرے دو سوالون کا جواب تشریف لیجانے سے پہلے عطا فرمانے کی مجھے عزت بخشین گے۔
شفیق ۔ مین بڑی خوشی سے آپ کی خواہش پوری کرونگا فرمائین۔
خاتون ۔ اول تو آپ اپنے اسم گرامی سے مجھے آگاہ فرمائین تاکہ آپ کی شجاعت و شہامت کو جو آج کل کے نوجوانون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے ۔ آپ کے نام کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھون دوسرے یہ کہ اس کا نام بتلا دین جس نے میری عصمت پر حملہ کرنے کے ارتکاب کا ارادہ کیا تھا اگر جناب کو معلوم ہو۔
شفیق ۔ میرا نام شفیق ہے اور میرے لیے یہ فخر کا موقع ہے کہ آپ مجھ کو یاد رکھنا چاہتی ہین لیکن مجھے امید ہے کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرین اور اگر کسی موقع پر ذکر آجائے ۔ تو میرا نام اس مین شامل نہ کرین ۔ دوسرے سوال کے جواب مین امین یہ کہونگا کہ اس معاملہ پر خاک ڈالین اور انتقام کا خیال بھی دل مین پیدا نہ ہونے دین ۔ کمینہ خصلت اور رذیل لوگون سے مقابلہ شریف آدمیون کا کام نہین ہے ۔ کیا آپ بھی اپنے اسم گرامی سے عزت بخش کر مجھے شکریہ کا موقع دین گی لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہین میرا یہ سوال ناگوار خاطر نہ ہو۔
خاتون ۔ نہین نہین ۔ مین بڑی خوشی سے اپنا نام بتانے پر آمادہ ہون آپکی خادمہ کا نام زبیدہ ہے۔

رخصت ہونے سے پہلے شفیق نے محبت کی شوخی سے زبیدہ کا ہاتھ دبایا ۔ جس کا جواب اُسے محبت کے ساتھ دیا گیا ۔ آخر زبیدہ پر ایک آخری نظر ڈالتا ہوا شفیق اپنی گاڑی کی طرف چلا ۔ عزیز شفیق کے اس قدر دیر تک باتون مین مصروف رہنے سے سخت پیچ و تاب کھا رہا تھا ۔ رشک و حسد کی آگ اس کے دل مین بھڑک رہی تھی اور وہ غصہ سے دانت پیس کر رہ جاتا تھا ۔ شفیق کے پہونچنے پر اس نے اپنی حالت کو چھپایا اور مسکرا کر کہا ۔ شفیق تم نے بہت دیر لگائی شفیق نے عزیز کی بات کا کوئی جواب نہین دیا اور بدستور خاموش اور بحر محبت مین غوطے لگا رہا تھا ۔ عزیز شفیق کے استغراق کو دیکھ کر اور پریشان ہوا پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ عزیز زبیدہ سے نہ صرف واقف تھا بلکہ اس کی محبت کے مدعیون مین تھا اس کا جی چاہتا تھا ۔ کہ زبیدہ سے شادی کے لیے اس کے باپ کو اپنا پیام دے لیکن وہ ڈرتا تھا کہ کہین اس کے پیام کا بھی وہی حشر نہ ہو جو دوسرون کے پیامون کا ہوا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ زبیدہ کے

نزدیک دولت مند اور غریب سب یکسان ہین وہ اپنے لیے لایق وفایق اور شریف شوہر انتخاب کرنا چاہتی ہے اور متکبر ومغرور انسان سے نفرت رکھتی ہے گو نہ مایوسی کے بعد اس نے زبردستی سے کام لینا چاہا چنانچہ اس نے ایک شخص کو زبیدہ پر مقرر کردیا کہ وہ اس کو جزیرہ کے قریب روک لے اور زبردستی پر آمادہ کرے۔ آج کا واقعہ عزیز ہی کی تجویز سے پیش آیا تھا۔ جس مین اسے شفیق کی جرائت وشہامت سے ناکامیاب ہونا پڑا۔ عزیز اس وقت کی ناکامی اور شفیق کی مداخلت سے بہت پریشان تھا اور اس کی پریشانی یہ دیکھکر اور بڑھ گئی تھی کہ شفیق زبیدہ کی ملاقات سے بیحد متاثر ہو رہا ہے اور ممکن ہے زبیدہ پر بھی شفیق کا اثر پڑا ہو اور دونون مین محبت پیدا ہو گئی ہو۔ اس خیال کے قائم ہوتے ہی عزیز کو اب یہ فکر پیدا ہوا کہ جس طرح ممکن ہو شفیق کے خیال کو زبیدہ کی طرف سے پھیر دے اور ساتھ ہی باہم ملنے دینے کا موقع ہم نہ پہونچنے دے تاکہ جس طرح وہ خود زبیدہ کے حصول مین ناکام رہا ہے اسی طرح شفیق کو بھی کامیاب نہ ہونے دے۔

جب دونون گاڑی مین بیٹھ لیے تو گاڑی چلی۔ عزیز نے مسکراکر شفیق کی طرف دیکھا اور کہا۔ شفیق آج تم نے ایسا کام کیا ہے کہ اگر یہ لڑکی عمر بھر تمہارا احسان مانے تو بجا ہے۔

شفیق بدستور محو خیال تھا۔ اس نے عزیز کی بات سنی بھی نہین۔ عزیز اس سے اور متاثر ہوا لیکن اپنے جذبات کو چھپاکر اس نے پھر کہا۔

شفیق ایمان کی بات تو یہ ہے کہ یہ لڑکی ہر طرح تمہارے لایق ہے۔

شفیق عزیز کے آخری الفاظ سن کر چونکا اور اپنی حالت درست کر کے کہا۔

شفیق۔ عزیز بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہان وہ اور کہان مین وہ ایک دولتمند خاندان کی لڑکی ہے اور مین ایک غریب باپ کا بیٹا ہون۔ اس کا باپ شاہی تقرب رکھتا ہے اور مین ایک معمولی آدمی ہون۔ اس کا باپ مجھ جیسے معمولی آدمی کو بھلا کیونکر اپنی بیٹی کا شوہر بنانا پسند کرے گا

عزیز۔ نہین اس سے تم مطمئن رہو۔ خاتون کے باپ کو راضی کرلینا میرا کام ہے موجودہ زمانہ مین تو جوانون نے ملک مین جو عزت ووقعت حاصل کی ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بالکل ممکن ہے اور مجھے یقین ہے کہ شہر مین تم جس دولت مند خاندان کی لڑکی سے شادی کرنا چاہو۔ اس کا باپ یا رشتہ دار فوراً تمہاری درخواست کو منظور کرےگا اور اس طرح

شادی سے نہ صرف تم کو شہر مین عزت و حرمت حاصل ہو گی بلکہ معقول دولت بھی ملے گی تم ہر طرح اس اہل ہو اور مین خود اس کے باپ کے پاس جاکر تمہاری شرافت و شہامت کا تذکرہ کرونگا
شفیق نے بات کاٹکر کہا کہ عزیز آفندی خدا کے لیے اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا یہ ہرگز مناسب نہین ہے کہ کسی شریف عورت کی اس طرح بے حرمتی کی جائے رہی اہلیت اس کے لحاظ سے بھی تم ایک باعزت اور شریف خاندان کے فرد ہو اور دولتمندی کے اعتبار سے تو تم شہر مین کافی شہرت رکھتے ہو۔

عزیز و شفیق اسی طرح باتین کرتے چلے جا رہے تھے کہ زبیدہ کی گاڑی ایک خوشنما باغ کے سامنے رکی جس کے اندر ایک شاندار کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ شفیق نے قرینہ سے معلوم کر لیا کہ زبیدہ کا مکان یہی ہے اس نے بلند آواز سے کوچبین کو مخاطب کرکے کہا کہ خاتون کو مکان کے دروازہ تک پہونچا کر تم جلد واپس آؤ۔ تھوڑی دیر مین کوچبین خاتون کو پہونچا کر واپس آیا اور پھر گاڑی باغ ازبکیہ کی طرف روانہ ہوئی جہان دونون نے ایک ہوٹل مین جاکر جو باغ کے قریب تھا کھانا کھایا۔

(۶)

مصر کی نئی تہذیب اور فرانسیسی فیشن

ہوٹل سے نکل کر دونون گاڑی پر سوار ہوئے اور عذیوی "دھی ایٹر" کی طرف چلے تھی ایٹر کے قریب پہونچکر عزیز نے گھڑی دیکھی اور شفیق کی طرف دیکھا۔
ابھی نو بجے ہین اور افتتاح خلیج کا جلسہ گیارہ بجے ہو گا۔ اس لیے یہ دو گھنٹے اس تھیٹر مین گزارنے چاہئین۔ جو فرانسیسی زبان مین بہترین تماشہ کھیلتا ہے۔
شفیق نے اپنی عمر مین کبھی تھیٹر نہین دیکھا تھا اور نہ وہ اس قسم کے تماشون مین جانا پسند کرتا تھا اس لیے اس نے لطور عذر کہا
اگرچہ فرانسیسی زبان مین اچھی طرح سمجھ لیتا ہون لیکن مین اس کا بولنا پسند نہین کرتا عربی اپنی مادری زبان ہے مین اس کو پسند کرتا ہون۔ اور اسی مین بات چیت کرنا بہتر جانتا ہون۔
عزیز شفیق کی اس بات پر ہنسا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

شفیق مجھے تمہارے یہ الفاظ سن کر بہت تعجب ہوا تم عقلمند ذکی اور ماشاء اللہ لایق انسان ہو کر ایسا کہتے ہو یہ زمانہ تہذیب و تمدن کا ہے اور ہر ایک مہذب و متمدن شخص آج فرانسیسی زبان کا دلدادہ اور عربی سے نفرت رکھتا ہے آج کل عربی زبان صرف وہ لوگ بولتے اور بولنا پسند کرتے ہین جو جاہل اور معمولی طبقے کے ہین۔ عربی زبان کوئی غیر معمولی زبان نہین ہے اور نہ اس مین وہ سلاست و روانی ہے جو فرانسیسی زبان مین پائی جاتی ہے۔

شفیق عزیز کی باتون سے چونک پڑا اور حقارت و نفرت کی نظرون سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

تمہارے اس عجیب و غریب خیال اور اعتقاد کو سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا ہے۔ تم ایک مشرقی شخص ہو اور مشرقی تمدن و تہذیب مین تمہاری پرورش ہوئی ہے تمہاری مادری زبان عربی ہے اور جب سے مصر اسلامی مقبوضات مین داخل ہوا ہے اس وقت سے یہان عربی بولی جاتی اور ملکی زبان مانی جاتی ہے۔ افسوس ہے آج تم فرانسیسی تہذیب و تمدن کا شکار ہو کر ملکی زبان کو معمولی اقوام کی زبان کہتے ہو اور خود عربی ہو کر عجمی زبان کو مادری زبان پر ترجیح دیتے ہو یہ فرانسیسی تقلید کا اثر ہے۔

عزیز مسکرایا اور شفیق کی مدلل تقریر سے اسے اس وقت جو شرمندگی ہوئی تھی اسے دور کرنے کے لیے کہا۔

شفیق تمہاری باتین پرانے لوگون اور بڈھون کی سی باتین ہین جو فرانسیسی زبان کی سلاست و روانی اور فرانسیسی تہذیب و تمدن سے واقف نہین ہین۔ خیر اس جھگڑے کو ختم کرو اور بتلاؤ کہ تماشہ مین چلوگے یا نہین۔

شفیق مجھے تماشہ دیکھنے کا شوق نہین ہے لیکن صرف تمہاری وجہ سے چلا چلوں گا۔

عزیز۔ خیر تم تماشہ نہ دیکھنا تھیٹر کی عمارت اور اس کی آراستگی دیکھتے رہنا۔

(۷)

خدیوی تھیٹر

ٹکٹ گھر سے دونون نے ٹکٹ خریدے اور تھیٹر مین داخل ہوئے۔ شفیق تھیٹر مین پہنچکر اس کی شاندار۔ پرتکلف اور آراستہ عمارت کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ لیکن اس کی حیرت جلد ہی جاتی رہی۔ کیونکہ زبیدہ کے خیال نے اسے پھر اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ زبیدہ کی پیاری شکل اس کی آنکھون مین پھرنے لگی۔ اور اس کی وہ دل آویز باتین۔ جو اس نے رخصت ہوتے ہوئے شفیق سے کی تھین دل مین گدگدی پیدا کرنے لگین۔ شفیق ہرچند چاہتا تھا کہ اپنے جذبات کو آشکارا نہ ہونے دے۔ لیکن عزیز نے اس کی حالت کو دیکھ لیا اور رشک وحسد سے بے چین ہو کر رہ گیا۔

شفیق کو دیر تک محویت مین پاکر عزیز نے کہا۔

شفیق کس فکر مین ہو۔

شفیق۔ (دلی جذبات چھپاکر) مجھے اس تھیٹر کی شاندار عمارت اور آراستگی نے مبہوت بنا دیا ہے عجب ہے ایک تماشہ کی عمارت اور آراستگی مین کس قدر دولت صرف کی گئی ہے۔

عزیز۔ اور تم کو یہ سن کر اور حیرت ہوگی کہ خدیو اسمٰعیل پاشا نے صرف پانچ مہینہ مین اس عمارت کو تیار کرایا ہے اور بے شمار دولت صرف کر کے اس کو آراستہ کیا ہے۔

شفیق حقیقت مین یہ اور تعجب وحیرت کی بات ہے آخر خدیو نے اس قدر عجلت سے اس کو کیون تعمیر کیا کوئی نہ کوئی سبب اس کا ضرور ہوگا۔

عزیز۔ نہر سویز کے افتتاح کے جلسہ مین چونکہ یورپ کے اکثر بادشاہ یہان آنے والے تھے اس لیے خدیو نے ان کی تفریح کے لیے یہ تھیٹر تعمیر کیا۔ تاکہ حق میزبانی پورے طور پر ادا کیا جاسکے اور خدیو کے مہمان یہان سے خوش ہو کر واپس جائین۔

دونون اسی قسم کی باتون مین مصروف تھے کہ گھنٹی بجی۔ اور معاً ڈراپ کا پردہ اٹھا اور تماشہ شروع ہوا۔ تماشہ شروع ہوتے ہی عزیز نے زنانہ درجہ مین نظر ڈالی۔ اور عورتون کو غور سے دیکھنے لگا۔

شفیق عزیز کو ادھر مشغول پاکر پھر اپنے خیال مین محو ہوگیا اور زبیدہ کی بھولی بھولی

شکل کا تصور اسے بے چین کرنے لگا۔

شفیق محبت اور اس کے اثر سے بالکل ناواقف تھا اس لیے اسے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اس کے دل مین یہ خلش اور گدگدی کیون ہے۔ زبیدہ سے اس سے پہلے اُسے کبھی ملنے کا اتفاق نہین ہوا کہ سابق تعارف کا اثر کہا جائے۔ یہ آخر کیا ہے۔ کہ بار بار زبیدہ کا خیال اسے آتا ہے۔ اور دل مین میٹھا میٹھا سا درد ہوتا ہے اودھر شفیق زبیدہ کے تصور سے لطف اٹھا رہا تھا۔ اور اودھر عزیز تاک جھانک مین مصروف تھا کہ یکایک شفیق کی نظر عزیز پر پڑی جو کسی عورت کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ شفیق عزیز کی اس حرکت سے بہت ناخوش ہوا لیکن اپنے غصہ کو ضبط کرکے اس نے متانت وسنجیدگی سے عزیز کو مخاطب کرکے کہا۔

عزیز کس چیز کو دیکھکر مسکرا رہے ہو۔

عزیز۔ (بات بنانے کے لیے) دیکھو وہ زنانہ درجے کے دروازہ پر جو ایک بلوری تصویر لگی ہوئی ہے۔ کس قدر خوبصورت بنائی گئی ہے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا حور ہے جو میری طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر رہی ہے۔ مین اسی تصویر کو دیکھ دیکھ کرا مسکرا رہا ہون۔

شفیق نے تصویر پر نظر ڈالی اور کہا۔

زنانہ درجے کے دروازہ پر اس تصویر کے لگانے سے کیا غرض ہے

عزیز۔ دیکھو وہ جو ہاتھ سے اشارہ کر رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ زنانہ درجہ ہے۔ اس طرف مردون کو دیکھنا نہین چاہیے۔

شفیق۔ یہ کیون۔

عزیز۔ اس لیے کہ شرعاً اجنبی عورتون کو دیکھنا ممنوع ہے۔ دوسرے اخلاق وتہذیب کے بھی خلاف ہے

شفیق نے گوشہ چشم سے عزیز کی طرف دیکھا اور کہا۔

تو ہم کو ہرگز یہ مناسب نہین ہے کہ ہم زنانہ درجہ کی طرف دیکھین۔ اگر ہم ایسا کرین گے۔ تو گویا شرع کی حرمت کو تباہ اور برباد کردین گے۔

عزیز شفیق کی اس چوٹ پر مسکرایا اور کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔

شفیق آفندی معاف فرمایے گا۔ مین ایک ضرورت سے تھوڑی دیر کے لیے باہر جاتا ہون اور بہت جلد واپس آؤن گا۔

شفیق یون یکایک عزیز کے باہر جانے پر متعجب ہوا۔لیکن خاموش رہا۔عزیز چلا گیا اور دیر تک غائب رہا جب اس کو واپس آنے مین بہت دیر ہو گئی تو اُسے اندیشہ پیدا ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھکر تماشہ گاہ کے درجون مین تلاش کرنے لگا وہ دیر تک تھیٹر کے اندر باہر عزیز کو تلاش کرتا رہا۔جب وہ نہ ملا اور گیارہ بج گئے تو اُسے خیال آیا شاید کسی وجہ خاص سے وہ تھیٹر سے چلا گیا ہے۔یہ خیال کرکے وہ دیر تک حیران و پریشان رہا۔اور پھر بجز اس کے کوئی چارۂ کار نہ دیکھا کہ وہ بھی تھیٹر سے نکل کر گھر چلا جائے۔

(۸)

محبت بھری نظرین

شفیق حیران و پریشان تھیٹر سے باہر جانے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ تماشہ کا پہلا حصہ ختم ہوا اور ڈراپ گرایا گیا۔شفیق اٹھا اور درجہ سے باہر نکلا چند ہی قدم چلا ہوگا کہ ایک خواجہ سرا پر جو غلامون کے سے کپڑے پہنے تھا۔اس کی نظر پڑی جو راستہ مین کھڑا ہوا تھا۔غلام نے شفیق کی طرف دیکھکر سلام کیا اور نہایت ادب سے کہا۔

کیا حضور والا مجھے اپنے اسم گرامی سے آگاہ فرما سکتے ہین۔

شفیق۔میرا نام شفیق ہے۔

غلام۔آپ کے ایک دوست آپ سے باغ ازبکیہ کے سامنے ساڑھے گیارہ بجے (رات کو) ملنا چاہتے ہین۔کیا آپ ٹھیک وقت پر تکلیف گوارہ فرما کر وہان پہونچ سکتے ہین۔

شفیق (متعجب ہوکر) وہ کون صاحب ہین۔

خوجہ (آہستہ سے شفیق کے کان مین) محترمہ زبیدہ خاتون۔

زبیدہ کا نام سُن کر شفیق کا قلب دھڑکنے لگا جسم مین ایک پھریری آئی اور جو تصویر کچھ دیر سے عزیز کے یکایک گم ہو جانے سے تصور کی نگاہون سے چھپ گئی تھی۔پھر سامنے آگئی زبیدہ کا ترکی لباس اور سحر آگین آنکھین پھر اس کی نگاہ مین پھرنے لگین۔لیکن اس نے جلد اپنی حالت کو درست کیا غلام پر ایک گہری نظر ڈال کر کہا۔

مین انشاء اللہ ان کے حکم کی تعمیل کرون گا۔میرے ایک دوست تماشہ مین سے اُٹھ کر

ہیں چلے گئے ہیں پہلے میں ان کو تلاش کر لوں۔

غلام چلا گیا۔ اور شفیق نے دیکھا کہ عزیز کی گاڑی بدستور اپنی جگہ کھڑی ہے۔ گاڑی کی موجودگی سے اُسے اس امر کا اطمینان ہو گیا کہ عزیز تھیٹر سے باہر نہیں گیا ہے لیکن وہ اتنی دیر سے کہاں ہے۔ یہ سوال اس کے دل میں پیدا ہو لیکن معاً پھر زبیدہ کا خیال آگیا۔

اس وقت وہ نہایت پریشان تھا کبھی عزیز کے اچانک واپس نہ آنے اور اس کے تلاش کرنے کا خیال بندھتا اور کبھی زبیدہ سے ملنے کا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے عزیز کو تلاش کرے لیکن اس کے اس ارادہ پر زبیدہ سے ملاقات کا خیال غالب آجاتا تھا آخر اس نے فیصلہ کیا کہ پہلے زبیدہ سے ملے پھر عزیز کو تلاش کیا جائے۔

شفیق اسی فکر و تردد میں کھڑا تھا۔ اور غلام کچھ دور پر کھڑا تھا اس کا انتظار کر رہا تھا کہ ساڑھے گیارہ بجے اور شفیق تھیٹر کے احاطہ سے باہر نکلا اور غلام کو ساتھ لے کر باغ ازبکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ باغ کے صدر دروازہ کے قریب پہنچکر اس نے گیس کی روشنی میں دیکھا کہ زبیدہ کی گاڑی دروازہ سے کچھ فاصلہ پر باغ کے کٹہرے کے قریب کھڑی ہے گاڑی کے قریب ہو کر شفیق نے دیکھا کہ زبیدہ جو اس وقت نہایت قیمتی لباس پہنے تھی۔ کھڑکی سے جھانک رہی ہے۔ زبیدہ اس وقت دیکھنے کی چیز تھی گذشتہ واقعہ کے اثر نے جو تغیر اس کے رنگ میں پیدا کر دیا تھا وہ دور ہو گیا تھا۔ اس کے صاف و شفاف سفیدی میں سرخی ملے ہوئے رخسار سے اس کی سیاہ بڑی بڑی چمکدار آنکھیں اور خمدار ابرو قدرت کی بے نظیر صناعیوں کا ایک نمونہ تھا۔

شفیق کے پہونچنے پر زبیدہ نے محبت بھری نظروں سے شفیق کی طرف دیکھا۔ شفیق کی نگاہیں زبیدہ کی سحر آگین نگاہوں سے ملیں اور دونوں نے ایک ایسا عجیب غریب لطف اٹھایا جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ دونوں میں سے ہر ایک گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ لیکن نگاہوں میں جو پرمعنی گفتگو ہو رہی تھی وہ اس کا موقع ہی نہ دیتی تھی آخر زبیدہ نے جرأت کر کے مسکراتے ہوئے شفیق کو سلام کیا اور مصافحہ کیلیے اپنا نازک ہاتھ بڑھایا شفیق نے نہایت شوق سے ہاتھ ملایا یہ منظر دیکھنے کے قابل تھا۔ دونوں کے ہاتھ ملے ہوئے تھے جذبات محبت اس اتصال سے جوش پر تھے اور محبت کی قوت مقناطیسی دونوں کے جسم میں اپنا کام کر رہی تھی۔ شرم سے دونوں کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔ پیشانی عرق آلود اور

ہر ایک کا جسم رعب اور خوف سے کانپ رہا تھا زبیدہ سے باتھ ملانے کا اثر یہ ہوا کہ شفیق کی قوت ضبط و مقاومت جاتی رہی اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور قریب تھا کہ لڑکھڑا کر گر پڑے کھڑکی کا تختہ اس نے پکڑ لیا اور اپنی حالت کو درست کر کے پھر زبیدہ کی طرف دیکھکر گفتگو شروع کرنے کا ارادہ کیا لیکن رعب حسن نے منھ سے بات نہ نکلنے دی - دیر تک یہی حالت دونوں پر طاری رہی اور آخر شفیق نے پھر اپنی حالت کو درست کیا اور جرات سے کام لیکر کہا -

محترم خاتون معاف فرمایئے گا میں کچھ منٹ دیر سے پہونچا اور اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست جو میرے ساتھ تھے بیچ ایک تماشہ گاہ سے اٹھکر کہیں چلے گئے اور اس وقت تک واپس نہیں آئے میں تماشہ کا پہلا حصہ ختم ہونے پر تھیئٹر سے باہر نکل کر انکو تلاش کر رہا تھا افسوس ہے کہ وہ اس وقت تک نہیں ملے -

زبیدہ - اور شاید یہ دوست وہی ہونگے جو آج شام کے واقعہ کے وقت آپکے ساتھ تھے -

شفیق - جی ہاں وہی -

زبیدہ کے چہرہ پر عزیز کا ذکر سن کر نفرت وحقارت کے آثار پیدا ہوئے اور اس ذکر کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لیے کچھ کہنا چاہا لیکن شرم سے کچھ نہ کہہ سکی - شفیق نے زبیدہ کی اس حالت کو دیکھکر محسوس کیا کہ وہ عزیز کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن شرم سے نہیں کہہ سکتی اسلئے اس نے زبیدہ کی طرف دیکھا اور دریافت کیا -

کیا آپ میرے دوست کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہیں لیکن زبیدہ نے کوئی جواب نہیں دیا - اور خاموش گاڑی میں گردن جھکائے بیٹھی رہی - اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور اضطراب و پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے شفیق اس تاثر سے مضطرب ہو گیا اور اسے افسوس ہوا کہ اسنے کیوں عزیز کا ذکر نکالا جس سے زبیدہ کو تکلیف واذیت ہوئی -

کچھ دیر بعد زبیدہ نے گردن اٹھائی اور شفیق کو مخاطب کر کے کہا -

آپ کو میرے اس طرح یکایک بلانے اور کسی قسم کا تعارف سابقہ نہ ہونے اور تنہا ملنے پر ضرور تعجب ہوگا - اور خصوصاً اس صورت میں کہ اسلام میں پردہ کا رواج مذہبی طور پر ہے اور ہم اسکو ضروری سمجھتے ہیں - میرا آپ سے اس طرح بے حجابانہ گفتگو کرنا مزید تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا - اور غالباً آپ میری اس جرات کو کمزوری پر محمول کریں گے -

شفیق - معاذ اللہ آپ کیا فرماتی ہین - ہر چند کہ آپ کا یہ فعل ضرور شرعاً ناز یبا ہے لیکن مین آپ کی نسبت کوئی برا خیال قائم نہین کر سکتا - کیونکہ آپ کی ذات کو خداوند تعالےٰ نے جامع اوصافِ کمال پیدا کیا ہے - اور عصمت و عفت کے لحاظ سے تو آپ کا وجود قابل فخر و نازش ہے -

زبیدہ نے شفیق کے الفاظ سن کر ایک محبت بھری نگاہ اس پر ڈالی اور نہایت آہستہ سے کہا - دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے اس کے بعد کہا -

مین نے اس وقت یہان تشریف لانے کی آپکو اس لیے تکلیف دی ہے کہ مکرر آپکے احسان کا شکر ادا کرون - جو آپ نے میری عزت و حرمت بچا کر مجھ پر کیا ہے - اگرچہ میری زبان یارا نہین دیتی کہ آپ کی شہامت و جرأت کا شکر ادا کر سکون - اگر مین یہ کہون کہ مین آپ کے اس احسان کا کچھ معاوضہ کر سکتی ہون - تو کفران نعمت ہوگا - کیونکہ یہ احسان ایسا نہین ہے جس کا معاوضہ کسی صورت سے کیا جا سکے - اگر مین اپنی جان کو آپ کے قدمون پر بھی نثار کر دون تب بھی اس احسان سے سبکدوش نہین ہو سکتی - لیکن باین ہمہ میری آرزو ہے کہ آپ مجھے اپنی کسی تمنا کے اظہار اور اس کے برلانے کا شرف بخشین تا کہ مسرت کی وہ کیفیت مجھے حاصل ہو جو اس وقت تک مجھے اپنی عمر مین نصیب نہین ہوئی -

شفیق - محترم خاتون یہ آپ کیا فرماتی ہین - مین نے جو کچھ کیا ہے - وہ ایک انسانی فرض تھا اور اس پر مین کسی معاوضہ یا خدمت کا متمنی نہین - اگر میری کوئی تمنا ہو سکتی ہے تو صرف یہی کہ آپ کی خوشنودی کی عزت حاصل کرون اور بس ،،

زبیدہ - کیا آپ کے دل مین صرف یہی ایک تمنا ہے - اور کیا اس کو تمنا کہا جا سکتا ہے

شفیق نے گردن شرم سے جھکا لی اور آہستہ سے کہا -

محترم خاتون یہی میری تمنا اور آرزو ہے کہ آپ میری اس خدمت پر اگر اس کو خدمت کہا جا سکتا ہے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمائین - اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا آرزو ہو سکتی ہے -

زبیدہ - ممکن ہے یہ آرزو بھی آپ کے دل مین ہو لیکن میری غرض کچھ اور ہے اور مجھے یقین ہے کہ کوئی اور تمنا بھی آپ کے دل مین ہوگی -

شفیق - محترم خاتون اگرچہ یہ صحیح ہے کہ کوئی اور آرزو بھی میرے دل مین ہے لیکن یہ

کیا ضرور ہے کہ انسان کی تمام آرزوئین پوری بھی ہو جائین
مذکورہ بالا الفاظ ادا کرتے ہوے شفیق کی پیشانی پر پسینہ آگیا۔ دیر تک دونون سرنگون خاموش رہے اور پھر شفیق نے جرأت کر کے کہا۔

محترم خاتون اظہار تمنا نہ کرنے سے تو آپ کی حالت اور نفرت کی یہ کیفیت ہے اگر اظہار تمنا کیا جائے تو خدا جانے کیا ہو۔"

زبیدہ نے کھڑکی سے سر باہر نکالا اور لطف و مہربانی کی نظرون سے شفیق پر نظر ڈالی ہاتھ بڑھا کر شفیق کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیلیا۔

چوٹ کھائے ہوے دل سے پوچھیے کہ محبوب سے ہاتھ ملانے مین کیا لطف ہے اور محبت کے کتنے راز پنہان اس سے آشکار ہوتے ہین جن کو زبان و قلم کسی طرح ادا و بیان نہین کر سکتے شفیق اظہار محبت کے اس خاموش طرز ادا سے بہت متاثر ہوا اور اپنی تمنا کے اظہار سے اسے جو خوف تھا وہ جاتا رہا۔

کچھ دیر کی طرفین کی خاموشی کے بعد سکوت کو توڑنے اور گفتگو کے رُخ کو بدلنے کے لیے زبیدہ نے کہا۔

آپ کو اس بات پر تعجب ہوگا کہ مجھے آپ کی یہان موجودگی کا کیونکر علم ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ مین آپ سے رخصت ہو کر مکان پہونچی اور کھانے سے فارغ ہو کر والد کے ساتھ تھیٹر تماشہ دیکھنے کے لیے آئی زنانہ درجہ مین پہونچکر اتفاق سے میری نظر اس درجہ پر پڑی جس مین آپ تشریف رکھتے تھے آپ خاموش کسی خیال مین محو تھے اور آپ کے دوست زنانہ درجہ کی ایک عورت سے اشارون مین باتین کر رہے تھے۔ آپ کو یہان پا کر میرے دل مین یکایک یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ سے ملون اور مکرر آپ کے احسان کا شکر ادا کرون چنانچہ اس خیال سے مین اپنے درجہ سے نکلی اور اپنے خادم بختیار کو آپ کے پاس بھیج کر آپ کو یہان تشریف لانے کی تکلیف دی۔ میرا یہ خادم نہایت نیک دیانت دار اور شجاع ہے مین نے اس سے اس واقعہ کا جو آج شام کو پیش آیا تھا۔ اور آپ کی شجاعت دلیری اور شرافت نفس کا ذکر کیا تو آپ کی جرأت اور شہامت پر وہ عش عش کر گیا اور خود بخود اس کے دل مین آپکی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔

فقرہ ختم کر کے زبیدہ نے پھر نگاہ غلط انداز سے شفیق کو دیکھا اور کہا۔

اچھا اب آپ مجھے اجازت دین - میرے والد میرا انتظار کر رہے ہون گے اور ممکن ہے کہ تاخیر موجب سوء ظنی ہو -

شفیق - بہت بہتر ہے - مین بھی اپنے دوست عزیز کو تلاش کرنے جا رہا ہون

مذکورہ بالا الفاظ کہہ کر شفیق نے زبیدہ کے چہرہ پر نظر ڈالی تاکہ ان علامات کو دیکھ سکے جو اس نام کو سن کر اس کے چہرہ پر پیدا ہون - زبیدہ عزیز کا نام سن کر چونکی - اور کچھ کہنا چاہا - لیکن شرم سے نہ کہہ سکی - شفیق نے کہا -

خاتون مین کچھ ایسے آثار آپ کے چہرہ پر پاتا ہون گویا آپ عزیز کے متعلق مجھ سے کچھ کہنے کا ارادہ رکھتی ہین لیکن شرم سے نہین کہتین - اگر میرا خیال صحیح ہے تو بے تکلف فرمایئے اور مجھ سے چھپانے کی کوشش نہ کیجیے مین آپ کا نیازمند ہون -

زبیدہ - کوئی ایسی خاص بات تو نہین ہے جس کو چھپایا جائے - لیکن مین اس وقت اس ذکر کو کچھ مناسب نہین سمجھتی البتہ صرف اتنا کہون گی کہ عزیز آپ جیسا شریف اور نیک نفس انسان نہین ہے -

شفیق - کیا آپ عزیز کو پہلے سے جانتی ہین -

زبیدہ - نہین عزیز کو مین نے آج سے پہلے نہین دیکھا - ایک مرتبہ آج غروب آفتاب کے بعد اور پھر اس وقت تھیٹر مین جبکہ وہ باہر جا رہا تھا - اس سے زیادہ مین اسوقت کچھ نہین کہہ سکتی اگر آپ کو عزیز کے مزید حالات معلوم کرنا ہون تو میرے غلام بختیار سے دریافت کیجیے جس نے ان کی آج کی تمام کیفیت اور حرکات کو دیکھا ہے ،، مین معافی چاہتی ہون کہ اب زیادہ نہین ٹھہر سکتی اور وعدہ کرتی ہون کہ انشاء اللہ پھر کسی وقت آپ سے ملونگی ،،

شفیق - مین آپ کی اس عنایت کا مشکور ہون مجھے آپ اپنا نیازمند تصور فرمائین اور جس وقت میری خدمت کی ضرورت ہو بے تکلف مجھے یاد فرمائین -

شفیق کے الفاظ ختم ہوتے ہی زبیدہ نے شفیق پر پھر ایک محبت کی نگاہ ڈالی - اور کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی واپس لے چلے

(۹)

دلالہ مختالہ

زبیدہ کی روانگی کے بعد شفیق اپنے خیال میں محو دیر تک وہیں کھڑا رہا۔ اس نے زبیدہ کے نظروں سے نہان ہو جانے پر محسوس کیا کہ اس کا دل پہلو سے نکلا جا رہا ہے۔ اور وہ اس ٹھکانے نہیں ہیں۔ اگر راستہ کے آنے جانے والے لوگوں کے قدموں کی آہٹ اسے متنبہ نہ کرتی تو خدا جانے وہ کب تک اس حال میں رہتا۔ وہ چونکا اور تھیٹر کی طرف روانہ ہوا۔ تھیٹر کے دروازہ کے قریب اسے بختیار ملا جو اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ بختیار ایک تنہائی کی جگہ شفیق کو لے گیا۔ اور کہا۔

حضور والا مجھے معاف فرمائیں گے اگر میں یہ عرض کروں کہ عزیز ایک نہایت ذہیں آدمی ہے اور ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ اس کو اپنا دوست بنائیں۔

شفیق۔ تم نے عزیز کی نسبت ایسا خیال کیونکر قائم کیا۔

بختیار۔ جناب والا یہ تو ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ وہ آپ جیسے دوست کو تنہا چھوڑ کر ایک عورت سے ملنے چلا گیا۔ اور آپ کا خیال بھی نہیں کیا۔

شفیق۔ ہائیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

بختیار۔ حضور والا میں بالکل صحیح عرض کر رہا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی محترم آقا زادی کے ساتھ ان کے درجہ میں تھا۔ جہاں سے میں آپ کی اور آپ کے دوست کی حالت دیکھ رہا تھا آپ کسی خیال میں محو سرنگوں خاموش کرسی پر بیٹھے تھے اور آپ کے دوست زنانہ درجہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یکایک میری نظر زنانہ درجہ کی ایک بوڑھی عورت پر پڑی۔ جو آپ کے دوست سے اشاروں میں باتیں کر رہی تھی۔ کچھ دیر تک دونوں اسی طرح اشاروں میں مصروف رہے اور پھر بڑھیا نے آپ کے دوست کو باہر بلایا۔ اور وہ آپ کو تنہا چھوڑ کر اس سے ملنے چلے گئے۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کیا ہوا۔

شفیق عزیز کی ناروا حرکات کا حال سن کر غضبناک ہو گیا۔ اور بختیار کی طرف دیکھ کر کہا۔ کیا تم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بختیار۔ جناب والا بالکل صحیح۔ اب تماشہ شروع ہونے والا ہے آپ اپنے درجہ میں تشریف

سے جا بیٹھیں اور میں ان کو تلاش کرتا ہوں۔ اگر وہ مل گئے تو میں آپ کو آکر خبر دوں گا۔ تاکہ آپ خود اپنی آنکھوں سے انکی حرکات ملاحظہ فرمالیں۔

شفیق اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور بختیار عزیز اور اس عورت کی تلاش میں چل دیا کچھ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ بختیار دوڑتا ہوا شفیق کے پاس پہنچا۔ اس کے چہرہ سے خوف اور دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

شفیق نے پوچھا بختیار کیا ہے خیر تو ہے۔

بختیار۔ آپ کے دوست اور اپنے آقا کو میں ابھی باتیں کرتے چھوڑ آیا ہوں۔ اور مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ میرے آقا کو دھوکہ نہ دے، میں پھر جاتا ہوں اور ان کی باتیں کسی مخفی مقام سے سنتا ہوں۔ اور پھر جلد حضور کو حقیقت حال سے خبر دوں گا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب عزیز اس بڑھیا سے جس کا ذکر بختیار نے شفیق سے کیا ملنے کے لیے تماشا گاہ سے باہر نکلا تو اُسے تھیٹر کے دروازہ پر وہ ملی۔ یہ بڑھیا ایک دلالہ تھی جو اپنے کام کو کامیاب طریقہ پر چلانے کے لیے کپڑے اور برتن بیچا کرتی تھی۔ اور اس ذریعہ سے بڑے بڑے گھروں میں اس کی رسائی ہوگئی تھی ترکی اور فرانسیسی زبان میں وہ بے تکلف گفتگو کرلیتی تھی۔ تھیٹر میں اس نے جب عزیز کو زنانہ درجہ کی طرف تاکتے دیکھا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نوجوان دولت مند ہونے کے ساتھ شوقین بھی ہے اگر اس کو پھانس لیا گیا تو معقول نفع ہوگا۔ اس خیال کی بنا پر اس نے عزیز کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اشارہ کیا اور اشاروں ہی اشاروں میں تماشہ گاہ سے باہر نکل کر ملنے پر اسے آمادہ کرلیا۔

عزیز تماشہ گاہ سے باہر نکلا اور بڑھیا کے پاس پہونچکر ادب سے اسے سلام کیا بڑھیا نے دعائیں دیں اور کہا۔

صاحبزادہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی کی جستجو میں ہو۔ میں اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتی ہوں۔ جو کام لینا ہو بے تکلف مجھ سے فرمائیے۔

عزیز۔ ہاں مجھے ایک اہم کام درپیش ہے اگر تم مجھے مدد دو گی تو شاید میں اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ یہ کہکر عزیز نے اپنی جیب سے ایک رومال نکالا جس میں اشرفیاں بندھی تھیں اور بڑھیا کے حوالہ کیا اور کہا تمہاری خدمات کا کافی معاوضہ دیا جائیگا۔ یہ جو کچھ ہے اسے بطور بیعانہ کے خیال کرو۔

بڑھیا- بیٹا تم ہر طرح اطمینان رکھو- تمہارا کام خواہ کتنا ہی پیچیدہ اور مشکل کیون نہ ہو مین نہایت خوش اسلوبی سے انجام دونگی

عزیز- کیا تم فلان پاشا سے واقف ہو-

بڑھیا ہنسی اور کہا-

ہان مین انھین اچھی طرح جانتی ہون- وہی پاشا نا جو مورخاندان سے ہین اور جن کا باپ ابراہیم پاشا کے ساتھ آیا تھا نہ صرف اُنسے بلکہ ان کی بی بی سے بھی واقف ہون اور تقریبًا روزانہ ان سے ملنے کا موقع ملتا ہے-

عزیز- کیا تم ان کی بیٹی کو بھی جانتی ہو جس کا نام زبیدہ ہے-

بڑھیا- کیون نہین وہ تو میری بیٹی کے مثل ہے اور میرے ہاتھون کی کھلائی ہوئی ہے-

عزیز- اگر یہ صحیح ہے کہ زبیدہ تمہاری بیٹی کے برابر ہے اور تم اسے اپنی بیٹی کی مانند چاہتی ہو تو امید ہے کہ مجھے اب تم اپنے بیٹے کے مانند سمجھوگی-

بڑھیا تھوڑی دیر خاموش رہی اور پھر کہا-

بیٹا تم ہر طرح اس قابل ہو کہ زبیدہ کے شوہر بنو- جوان ہو خوبصورت ہو اور پھر یہ کہ دولت مند بھی ہو- امید ہے زبیدہ تم کو پسند کریگی- لیکن سنا ہے کہ اسکی نسبت تو کسی جگہ ہو گئی ہے

عزیز نے بات کاٹ کر کہا-

نہین نہین یہ غلط ہے- ایک شخص نے البتہ زبیدہ کے باپ سے درخواست کی تھی جس کو زبیدہ نے رد کردیا- مجھے امید ہے کہ تم میرے لئے کوشش کروگی اور زبیدہ کو راضی کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروگی- مین اس سے بہت محبت رکھتا ہون- اور چاہتا ہون کہ جس طرح ممکن ہو اس کو اپنا شریک زندگی بناؤن-

بڑھیا- تم کو چاہیے کہ اس معاملہ کو روبراہ لانے کے لیے اس کے باپ کو تم خود راضی کرو اس کی مان کو مین راضی کرون گی- اور جب والدین راضی ہون گے تو زبیدہ کی مخالفت بے سود ہوگی-

عزیز- اور وہ کیا وسائل ہین جن سے کام لیکر اس کے باپ کو راضی کیا جائے-

بڑھیا- زبیدہ کا باپ ایک مشہور بخیل ہے اس لیے اس کو دولت اور خوشامد سے بخوبی راضی کیا جا سکتا ہے-

عزیز۔ اور وہ کیا کام کرتا ہے۔
بڑھیا۔ وہ کوئی کام نہین کرتا۔ اس کے پاس معقول جائداد ہے جس کی آمدنی کافی اور صرف سے بہت زیادہ ہے۔ سال کا زیادہ حصہ وہ دور دراز مشرقی ممالک مین بسر کرتا اور عیش سے زندگی گذارتا ہے۔

عزیز۔ مین تمہارا بہت ممنون ہونگا۔ اگر اس کی مان کی رائے معلوم کرکے مجھے جلد سے جلد آگاہ کرو۔ اور اس کے باپ سے مین ابھی وقت جا کر ملتا ہون۔ ممکن ہے اس وقت کی ملاقات سے کوئی مفید صورت نکل آئے۔

---

(۱۰)

کمزورون کا ہتھیار حیلہ ہے

بڑھیا کو رخصت کرکے عزیز زبیدہ کے باپ کے پاس پہونچا۔ جو نشست گاہ کے ایک کمرہ مین موجود تھا۔ اور فرانسیسی طریقہ پر سر جھکا کر آداب عرض کیا۔

پاشا زبیدہ کا باپ۔ نے عزیز کو ایک مرد معقول و متین پا کر مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھا کر پوچھا۔ آپ کا دولتخانہ۔

عزیز (بہ تکلف عربی بولتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مصر کا باشندہ نہین ہے) محترم پاشا میرا غریب خانہ یہین ہے۔

پاشا۔ لیکن آپ کا لب ولہجہ تو فرانسیسی معلوم ہوتا ہے۔

عزیز۔ مجھے چونکہ پیرس مین رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا ہے۔ اس لیے لب ولہجہ مین تغیر پیدا ہو جانا معمولی بات ہے۔

پاشا۔ آپ کس خاندان سے ہین۔

عزیز۔ مین خاندان جندب سے ہون میرا نام عزیز ہے۔

پاشا۔ (مبہوت ہوکر) کیا آپ خاندان جندب سے ہین۔ آپ مین اور سید جندب مغربی مین جن کے انتقال کو تقریباً دو سال ہوئے رشتہ یا قرابت ہے۔

عزیز - مرحوم میرے والد تھے۔
پاشا - اہا ہ آپ کے والد تھے۔ سید مجذوب مرحوم مصر کے مشہور دولت مند تھے سنا ہے انکا صرف ایک لڑکا تھا جس کے لیے انھون نے معقول دولت چھوڑی ہے۔
عزیز - محترم پاشا، مرحوم میرے والد تھے اور مین ان کا اکلوتا بیٹا ہون۔
پاشا - آپ کیا کرتے ہین۔
عزیز - مین سرکاری ہائی اسکول مین پڑھتا ہون - آخری امتحان سے فارغ ہوکر میرا ارادہ ہے کہ قاہرہ سے ایک قومی سیاسی اخبار نکالون لیکن کسی نفع کی غرض سے نہین بلکہ صرف قومی خدمت اور اعیان دولت کے حقوق کی حفاظت کے لیے۔
پاشا - مین آپ کے مبارک ارادہ پر آپ کو کامیابی کی بشارت دیتا ہون - خدیو معظم اسمعیل پاشا ایسے علم دوست شخص ہین اور اہل علم کی بڑی قدر کرتے مین نے خود اپنی آنکھون سے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ جب کوئی شاعر قصیدہ لکھ کر لایا ہے تو اس کو معقول انعام دیا گیا ہے اسی طرح وہ قومی سیاسی پرچون کی معقول اعانت کرتے اور بہت سی کاپیان حکومت کے لیے خرید فرماتے ہین اس لیے آپ کے لیے یہ بہترین موقع ہے
عزیز - آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن خدیو معظم مالی معاملات مین اب اتنا اختیار نہین رکھتے - حقیقتاً مالی معاملات کی کمیٹی کے تقرر سے پہلے رکھتے تھے اس کمیٹی نے تمام مالی معاملات کو اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے اور بہت سے غیر ضروری مصارف بند کر دیے ہین - اس لیے حکومت کی طرف سے اب کسی اخبار کو اعانت نہین مل سکتی۔
پاشا - آپ نے شاید اس مسئلہ پر غور نہین فرمایا - یہ درست ہے کہ مالی کمیٹی نے غیر ضروری مصارف کو روک دیا ہے اور خدیو کے اختیارات کو بھی مالی معاملات مین محدود کر دیا ہے لیکن اخبارات کا اجرا اور ان کی اعانت اس کمیٹی کے اختیارات مین نہین ہے اور یہ ممکن بھی نہین اس لیے کہ جب خدیو کے اختیارات کو محدود کیا گیا - اور نگران حکومت نے منتظم جماعت مین دو غیر ملکی یعنی فرانسیسی اور انگریزی وزیرون کو داخل کیا ہے اس وقت بھی نگران جماعت نے خدیو کے ذاتی اختیارات مین دخل دینا مناسب نہین سمجھا۔
عزیز - انتظامی کونسل کی نسبت آپکا کیا خیال ہے - کیا اس نے خدیو معظم کی مطلق العنان حکومت کے اختیارات کو محدود نہین کر دیا ہے اور جو انتظامی اختیارات جزئی و کلی اب بے

پہلے خدیو کو حاصل تھے۔ وہ اب ان کے بجائے مجلس وزارت کو سپرد کر دیے گئے ہین یا نہین پاشا۔ خیر حکومت کے انتظامی معاملات کی حالت اب جیسی کچھ بھی ہو آپ کے مقصد کو اس سے کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا۔ کیونکہ آپ کی غرض تو حکومت سے کسی قسم کی مالی مدد حاصل کرنا نہین ہے

عزیز۔ محترم پاشا کا یہ خیال بالکل صحیح ہے، جناب والا مجھے معاف فرمائین گے میری اس وقت کی حاضری ایک اور غرض سے تھی۔ اور غیر ضروری سلسلۂ کلام نے اتنا طول کھینچا کہ مین اس کو بھول ہی گیا۔

جناب کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور انھون نے معقول دولت میرے لیے چھوڑی ہے لیکن افسوس ہے کہ بدقسمتی سے میرے خاندان مین کوئی ایسا شخص نہین جو میری جائداد و املاک اور زرنقد کا انتظام کر سکے اور خود تنہا اس حالت مین کہ اسکول کی تعلیم جاری رکھون۔ مجھ سے یہ ناممکن ہے اس لیے مین عرصہ سے کسی امین شخص کی تلاش مین ہون اور اس غرض سے جناب کی خدمت مین حاضر ہوا ہون امید ہے کہ جناب والا اس کے متعلق معقول مشورہ سے مستفید ہونے کا موقع دین۔

پاشا دل مین بہت خوش ہوا اور معًا اس نے محسوس کیا کہ اگر عزیز نے مجھے اپنی جائداد اور املاک کا منتظم کر دیا تو معقول نفع حاصل ہوگا۔ اس نے اپنی کرسی آگے بڑھائی اور عزیز کے قریب آکر کہا۔

آپ نے جو خواہش ظاہر کی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ ایک نہایت اہم خدمت ہے امانتدار دنیا مین بہت کم ہین اور خصوصًا اس زمانہ مین بہر حال آپ کے حسب خواہش مین کوشش کرونگا کہ کوئی معتبر اور امین آدمی مل جائے۔ اگر کوئی شخص مل گیا تو سبحان اللہ ورنہ پھر مجبورًا مین اس خدمت کے لیے اپنے کو پیش کرون گا۔ آپ کے والد چونکہ میرے مخلص دوست تھے اس لیے مجھے ان کی عزیز اولاد کی خاطر ہر طرح منظور ہے۔

عزیز۔ اگر جناب والا خود ہی اس تکلیف کو گوارا کرین تو مجھے اطمینان کامل حاصل ہو جائے اگرچہ آپ کو اس کام مین بڑی زحمت اور تکلیف اٹھانی پڑے گی، لیکن چونکہ آپ بمنزلہ میرے والد مرحوم کے ہین اس لیے آپ کی طرف اس کے لیے رجوع نہ کیا جائے تو پھر آخر کس کی طرف مین جناب سے وعدہ کرتا ہون کہ زیادہ عرصہ تک آپ کو تکلیف نہ دون گا۔ اور اپنی شادی

کے بعد مین خود کام کو اپنے ہاتھ مین لے لونگا اس لیے شادی کے بعد پھر مستقل طور پر تجھے وطن مین رہنے کا موقع ملیگا۔

پاشا یہ معلوم کرکے کہ عزیز کی شادی ابھی نہین ہوئی ہے دل مین بے انتہا خوش ہوا اور معاً یہ خیال آیا کہ اگر زبیدہ کی شادی اس کے ساتھ کردی جائے تو اس کی تمام دولت پر تصرف حاصل ہو جائے۔ اس خیال سے اس کا قلب مسرت سے اچھلنے لگا۔ اور عزیز کی خاطر تواضع مین مزید کوشش کرنے لگا اور سگار کیس سے ایک بہترین سگرٹ نکال کر عزیز کو دیا۔

عزیز پاشا کی ان حرکات اور اس کے جذبات کو غور سے دیکھ رہا تھا اور اپنے جی مین خوش ہو رہا تھا کہ حیلہ کام کر گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ زبیدہ کا ذکر شروع کرے۔ اور شفیق کا جو اثر زبیدہ پر پڑا ہے اس کے دور کرنے کی صورت نکالے۔ وہ اس کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک کمرہ مین بختیار داخل ہوا اور پاشا کی طرف دیکھ کر کہا۔

حضور والا زبیدہ خاتون واپس تشریف لے آئی ہین۔

پاشا۔ بہت بہتر۔

بختیار کے اس بیان سے کہ زبیدہ واپس آگئی ہین۔ عزیز چونکا۔ اور معاً یہ خطرہ اس کے قلب مین گزرا کہ زبیدہ یقیناً شفیق سے ملنے گئی ہوگی۔ اس خیال نے اُسے بے چین کر دیا اور گفتگو کو مطلب پر لانے کے لیے اس نے پاشا سے پوچھا۔

کیا آپ کا یہ خادم خواجہ سرا ہے۔

پاشا۔ جی ہان تماشہ کا پہلا حصہ ختم ہونے پر میری بیٹی تفریح کے لیے تھیٹر سے باہر گئی تھی اور یہ اسکے ساتھ گیا تھا

عزیز۔ کیا زبیدہ آپ کی بیٹی ہین۔

پاشا۔ عزیز کی زبان سے اپنی بیٹی کا نام سنکر چونکا اور کہا ہان زبیدہ میری بیٹی ہے آپکو اسکا نام کیونکر معلوم ہوا

عزیز۔ یون ہی اتفاق سے معلوم ہوگیا۔

پاشا عزیز کے اس جواب سے مطمئن نہین ہوا اور کہا

معلوم ہوتا ہے کہ آپ زبیدہ سے واقف ہین مہربانی کرکے تعارف کی کیفیت سے مجھے آگاہ کیجیے

عزیز نے اس سلسلہ گفتگو کو مناسب نہ سمجھ کر کہا۔

تعارف کی کیفیت کا بیان کرنا کچھ زیادہ اہمیت نہین رکھتا۔ البتہ ایک اور اہم معاملہ پر اس وقت مین آپ کو توجہ دلانا مناسب سمجھتا ہون اور وہ یہ ہے کہ زبیدہ کی حفاظت آپ طرف

ان خادموں پر نہ چھوڑنا۔ زبیدہ ایک شریف اور مہذب خاتون ہیں۔ اور مصر کی حالت آج کل بہت خراب ہے۔ اس لیے میرے نزدیک مناسب ہے کہ خوجہ خادموں کے بجائے کچھ اور معتمد لوگ زبیدہ کے محافظ مقرر کئے جائیں۔

پاشا۔ پیارے عزیز تم نے نہایت معقول رائے دی ہے لیکن زبیدہ کی حفاظت کے لیے میں نے جن خادموں کو مقرر کیا ہے وہ بھروسے کے اور نہایت دیانتدار ہیں۔ خصوصاً یہ خادم بختیار جو ابھی آیا تھا اس کا مختلف موقعوں پر بہت دفعہ امتحان کیا جا چکا ہے۔

عزیز۔ ممکن ہے آپ کا خیال درست ہو اس کے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے وقت تفصیل سے عرض کروں گا۔

پاشا۔ اگر آپ میرے مکان پر آئیں تو کچھ دیر اطمینان سے باتیں کرنے کا موقع ملے۔ کیا آپ کل کسی وقت مجھ سے مل سکتے ہیں۔

عزیز۔ انشاء اللہ کل کسی وقت ضرور حاضر خدمت ہونگا۔

عزیز اپنا جملہ ختم کر کے کھڑا ہو گیا اور پاشا سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوا۔

---

(۱۱)

منافقانہ برتاؤ

عزیز کے چلے جانے کے بعد پاشا نے عزیز سے زبیدہ کی حفاظت کے متعلق جو سنا تھا اس پر غور و فکر کرنے لگا۔ کبھی وہ خیال قائم کرتا کہ محافظوں کو ضرور متنبہ کر دینا چاہیے لیکن جب وہ زبیدہ کی عفت مآبی عقلمندی اور کریم النفسی پر نظر ڈالتا تو اشتباہ کی ضرورت اسے محسوس نہ ہوتی۔ دیر تک وہ اس پر غور کرتا رہا۔ جب اس تردد سے کچھ اطمینان ہوا تو عزیز کی جائداد و املاک کا انتظام اور اس سے منفعت حاصل کرنے کا خیال بندھا غرض عزیز کی ملاقات اس کی ذہنی مشاغل کے لیے بہت کچھ مصالحہ بہم پہنچا گئی۔

عزیز جس وقت پاشا سے مصروف گفتگو تھا بختیار چھپا ہوا اس کی باتیں سن رہا تھا۔ عزیز کے پاشا سے رخصت ہو کر باہر نکلنے پر بختیار چھپتا ہوا شفیق کے پاس پہونچ کر تمام واقعہ سنایا اور آخر میں کہا کہ

میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کچھ دنون زبیدہ سے ملنے کی کوشش نہ کرین تا کہ جو شبہات عزیز نے پاشا کے دل مین پیدا کر دیئے ہین - وہ خود بخود دور ہو جایئن

شفیق بختیار کے بیان کئے ہوئے واقعات سن کر ششدر رہ گیا - لیکن با این ہمہ اس نے اپنی شرافت اور نیک دلی سے یہ رائے قائم نہین کی کہ عزیز نے کوئی ایسی کوشش کی ہو گی جو اس کے مصالح اور اغراض کے خلاف ہو بلکہ اس نے پاشا اور عزیز کی ملاقات کو عزیز کے وعدہ کے مطابق اس پہ محمول کیا کہ اس نے میرے متعلق پاشا سے کوئی تحریک کی ہو گی -

بہر حال اس نے عزیز کے متعلق کوئی بُری رائے قائم نہین کی اور اس وقت تک جبتک کہ واقعہ کی تحقیق نہ ہو جائے - اس نے صبر سے کام لیا - اور صرف بختیار کے بیان پر یقین کر لینا مناسب خیال نہین کیا -

عزیز پاشا سے رخصت ہو کر شفیق کی طرف روانہ ہوا نشستگاہ پہ پہونچ کر اسے معلوم ہوا کہ شفیق اپنی جگہ پر نہین ہے اسے تردد پیدا ہوا اور ادھر ادھر تلاش کرنے لگا یکایک اُس کی نظر شفیق اور بختیار پر پڑی جو کونے مین کھڑے ہوئے باتین کر رہے تھے اسے خطرہ پیدا ہو گیا اور اس خیال نے اُسے خوف زدہ کر دیا کہ کہین بختیار نے وہ تمام گفتگو جو اس کے اور پاشا کے درمیان اس وقت ہوئی ہے - شفیق سے بیان نہ کر دی ہو -

بختیار کے چلے جانے پر شفیق اپنے درجہ مین آیا اور عزیز کو منتظر پایا - عزیز نے ندامت اور شرمندگی دور کرنے کے لیے شفیق کو دیکھتے ہی کہا -

شفیق معاف کرنا مجھے بہت دیر ہو گئی - اور آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی - لیکن جب آپ اس تاخیر کی وجہ معلوم کرین گے - تو یقیناً خوش ہون گے - اب کیا وقت ہو گا -

شفیق - بارہ بجنے والے ہین - آدھی رات کے قریب گزر چکی ہے تماشہ بھی ختم ہو گیا آو اب واپس چلین -

عزیز - آو اب سیدھے فتح خلیج کے جلسہ مین چلین -

دونون تھیٹر سے باہر نکل کر گاڑی کے قریب پہونچے اور گاڑی پر سوار ہوئے شفیق نے کہا بس اب گھر چلو - رات بہت گذر چکی ہے میرے والد اور والدہ بہت پریشان ہون گے اور اب مجھے نیند بھی آ رہی ہے - زیادہ جاگنے کا مین عادی بھی نہین ہون -

عزیز۔ شفیق بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس غرض سے گھر سے آئے ہین۔ اس کو چھوڑ دین۔ آج کے جلسہ کا حال تمام شہر کو معلوم ہے۔ اور قاہرہ کے چھوٹے بڑے سب اس مین شریک ہوتے ہین۔ ممکن ہے تمہارے والد بھی وہان ہون۔

غرض گاڑی خلیج کی طرف روانہ ہوئی۔ دونون خاموش اپنے اپنے خیال مین محو جا رہے تھے اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ عزیز اپنے اس حیلہ پر اپنے کو قابل مبارکباد خیال کر کے خوش ہو رہا تھا جو اس نے پاشا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس وقت اختیار کیا تھا۔ کبھی اس خیال سے کہ بختیار نے شفیق سے تمام باتین بیان کر دی ہونگی۔ خوفزدہ ہو کر شفیق کی طرف دیکھنے لگتا تھا ادھر شفیق زبیدہ کے خیال مین محو تھا۔ غرض دونون پر خیالات کا ہجوم تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ باوجودیکہ دونون کے خیالات ایک دوسرے کی بالکل ضد تھے لیکن دونون کا مرکز ایک ہی تھا یعنی زبیدہ۔

یہ پہلا موقع تھا کہ شفیق کو عزیز کی صداقت مین شک و شبہ پیدا ہوا۔ عزیز نے دیر تک غائب رہنے کے بعد واپس آکر شفیق سے جو کچھ کہا اس کو سنتے ہی وہ چونکا تھا لیکن اُسنے تحقیق کر لینا مناسب خیال کیا تھیٹر سے روانہ ہو کر دونون کچھ دیر تک اپنے اپنے خیالات مین محو رہے لیکن کچھ دور نکل کر شفیق نے کہا۔

عزیز اس وقت تک مین تم کو سچا اور صداقت پسند خیال کرتا رہا ہون لیکن اس وقت تمہارے متعلق جو باتین میرے کانون تک پہونچی ہین۔ خدا کرے وہ غلط ہون۔ اگر وہ صحیح ہین تو مجھے افسوس ہے کہ مین نے تم کو راستباز سمجھنے مین غلطی کی ہے۔ تم کو چاہئیے کہ جو واقعہ ہے بالکل صحیح صحیح بیان کردو۔

عزیز (چونک کر) تم نے کیا سنا ہے۔

شفیق۔ عزیز مجھے بتایا گیا ہے کہ تم مجھے تنہا چھوڑ کر ایک دلالہ عورت سے جا کر ملے اور اس کے مشورہ سے زبیدہ کے باپ کے پاس پہونچے، اور وہان جو باتین تم نے کین، وہ میری مصلحتون کے بالکل خلاف، مین نے جو کچھ کہا ہے۔ کیا وہ صحیح نہین ہے۔

عزیز۔ مین تمہارے اس سوال سے بہت خوش ہوا۔ انسان کی یہ ایک بہترین خصلت سمجھی جاتی ہے کہ جو کچھ اس کے دل مین پیدا ہو یا کسی دوست کی نسبت اسے شک و شبہ ہو جائے تو وہ اپنی صاف باطنی کو کام مین لائے اور اس کی تحقیق کرے۔ مین تمھین اصل واقعہ سے آگاہ

کرتا ہون۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب تم حقیقت حال سے واقف ہو گے تو تمہارے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائینگے۔

یہ بالکل غلط ہے کہ مین نے پاشا سے اس وقت مل کر جو گفتگو کی ہے وہ تمہارے مصالح کے خلاف ہے۔ بلکہ مین نے حسب وعدہ تمہارا میلان خاطر زبیدہ کی جانب پاکر پاشا سے تمہارے متعلق تحریک کی ہو اور اپنی پوری قوت بیانیہ سے کام لیکر اس تحریک کو ایک کامیاب حد تک پہونچا دیا ہے۔"

رہا عورت سے ملنے کا واقعہ اس کی اصلیت یہ ہے کہ یہ عورت میری ایک معتمد ہے جو پاشا اور دوسرے معززین شہر کے گھرون مین کافی اثر رکھتی ہے۔ اس سے مین نے تمہارے معاملہ مین مشورہ کیا اور اس کے مشورہ سے مین پاشا سے جاکر ملا اور سب سے پہلے پاشا کو یہ مشورہ دیا کہ وہ زبیدہ کو تنہا کہین آنے جانے کی ممانعت کردے۔ اور اس کے محافظون پر اعتماد نہ رکھے۔

اسی سلسلہ گفتگو مین۔ مین نے آج کے واقعہ سے پاشا کو آگاہ کیا اور تمہاری شہامت و شجاعت کا تذکرہ کرکے کہا کہ اگر آج اتفاق سے شفیق کا گذر اس جانب نہ ہوتا تو زبیدہ کی خیریت نہ تھی۔ اس کے بعد مین نے تمہارے اوصاف اور خوبیون کا تذکرہ کیا۔ لیکن چونکہ پاشا سے یہ میری پہلی ہی ملاقات تھی۔ اس لیے مجھے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اشارہ کے سوا صاف طور پر زبیدہ کے لیے آپ کا نام پیش کرتا۔ انشاءاللہ کسی دوسرے وقت اس کا موقع ملے گا اور مین جلد سے جلد دوبارہ پاشا سے ملون گا۔

عزیز نہایت سادگی اور نمایشی اخلاص سے مذکورہ بالا الفاظ ادا کر رہا تھا جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ شفیق کے دل سے وہ شبہات دور کردے۔ جو پاشا سے اس کی ملاقات نے اس کے دل مین پیدا کردیے ہین۔

شفیق چونکہ صاف باطن تھا اور عیاری و فریب سے ناواقف اس لیے عزیز کی باتون کا اس پر خاصا اثر پڑا۔ اور اس نے عزیز کی بات ختم ہوتے ہی کہا۔

عزیز میری غرض یہ نہین ہے کہ مین زبیدہ سے شادی کرنے کی کوشش کرون، اگر مین ایسا خیال کرون تو سخت غلطی و حماقت ہے۔ اس لیے کہ مجھ مین اور زبیدہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نہین ہرگز یہ میرا مقصد نہین اور نہ مجھے اس کی خواہش ہے۔

عزیز - شفیق تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے - تم نہ صرف زبیدہ کے لیے بلکہ اس سے بھی زیادہ دولت مند اور شریف خاندان کی لڑکی کے لیے موزون ہو - میرا مطلب یہ نہین ہے کہ خدا نخواستہ مین زبیدہ اور اس کے خاندان کو شریف نہین خیال کرتا - نہین وہ شریف اور دولت مند خاندان کی لڑکی ہے - اور ماشاء اللہ تم بھی عقلمند ذہین شریف نیک اور علم دوست خاندان کے فرد ہو -

شفیق - خیر زبیدہ کی نسبت مین کم از کم یہ خیال نہین رکھتا -

اس کے بعد دیر تک دونون مین زبیدہ کے متعلق باتین ہوتی رہین سلسلہ گفتگو مین عزیز نے زبیدہ کی جسمی خرابیان - اور جذبہ مین اس کی عصمت پر حملہ کا نفرت انگیز طریقہ پر ذکر کیا اور شفیق کو اس کی جانب سے نفرت دلانے کی کوشش کرتا رہا -

شفیق نے عزیز کی ان ذلیل باتون اور کمینہ حملون کا نہایت معقولیت سے جواب دیا شفیق کی باتین مدلل اور شرافت آمیز تھین - اور عزیز کی عامیانہ اس لیے عزیز کی باتون سے شفیق کے قلب مین عزیز کی طرف سے ایک نفرت سی پیدا ہو گئی - اور عزیز شفیق کے تاثر غیرت اور زبیدہ کی حمایت سے اس نتیجہ پر پہونچا - کہ زبیدہ کے حسن نے شفیق پر پورا پورا اثر کیا ہے - جو اس کو زبیدہ کی عصمت پر حملہ کرنے مین اس کو غیرت دلاتا ہے - اور اس کی اہانت سے اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے -

شفیق کی متاثر کیفیت کا اثر عزیز پر بہت برا پڑا - اور صرف اس کے دل مین رشک و حسد پیدا ہو گیا - بلکہ ایک حد تک دشمنی بھی - لیکن وہ مکر و فریب کے ہتھیار و حیلہ سے کام لیتا رہا اور اسی نے اسی کو اس جنگ مین کامیاب ہونے کا ذریعہ بنایا -

(١٢)
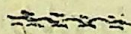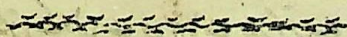
جذبات محبت کا اظہار

شفیق و عزیز اسی طرح کی باتین کرتے چلے جارہے تھے کہ گاڑی دہانۂ خلیج پر پہونچی جلسہ ختم ہو چکا تھا۔ اور بہت تھوڑے آدمی وہان موجود تھے۔ شفیق یہ دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور عزیز سے کہا۔

میرے والدین بہت پریشان ہونگے چلو اب گھر چلین۔ رات کا بہت سا حصہ گزر چکا ہے

غرض گاڑی واپس ہوئی اور کچھ دیر مین شارع عباسیہ پر پہونچکر شفیق کے مکان کے سامنے جاکر ٹھہری شفیق نے سنا کہ کوئی اس کو پکار رہا ہے آواز کو غور سے سننے پر معلوم ہوا کہ اسکی مان ہے جس کے جواب مین شفیق نے کہا

امان مین آگیا۔

سکینہ دوڑتی ہوئی دروازہ پر پہونچی اور شفیق سے کہا بیٹا کہان گئے تھے اور اتنی دیر کہان رہے شفیق نے اس کا کچھ جواب نہ دیا عزیز آگے بڑھا اور شفیق کی مان کو سلام کرکے چاہا کہ اس کے ہاتھون کو بوسہ دے کہ شفیق کی مان نے اپنے ہاتھون کو کھینچ لیا اور اس کے نفرت انگیز جواب سلام سے محسوس ہوا کہ وہ عزیز کے ساتھ شفیق کا رہنا پسند نہین کرتی اس کے بعد شفیق سے کہا۔

شفیق کیا تمھین یہ مناسب ہے کہ بغیر اطلاع کرائے اتنی رات تک غائب رہو۔

شفیق۔ امان مین نے تو عزیز کے خادم کو آپ کے پاس اطلاع کے لیے بھیج دیا تھا۔ کیا کسی نے آپ کو اطلاع نہین دی۔

سکینہ۔ نہین یہان کوئی نہین آیا۔

عزیز نے گردن جھکا لی۔ اور نہایت ہلکی آواز مین کہا شاید خادم بھول گیا یا اطلاع کرنے مین اس نے غفلت سے کام لیا۔

عزیز رخصت ہوکر چلا گیا اور شفیق اور اس کی مان مکان مین داخل ہوئے اندر پہونچکر سکینہ نے پوچھا۔ بیٹا تمہارے والد کہان ہین۔

شفیق۔ مجھے معلوم نہین۔ شاید وہ مجھے ڈھونڈھنے گئے ہونگے۔
سنیہ۔ ہان ٹھیک نو بجے وہ یہان سے تمھین تلاش کرنے نکلے ہین اور اس وقت تک واپس نہین آئے۔
شفیق۔ امان معاف کرنا۔ مجھ سے بڑا قصور ہوا ہے اور آپ کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی ہی۔
سنیہ۔ تم نے کھانا کھایا۔
شفیق۔ جی ہان مین کھانا کھا چکا ہون۔
سنیہ۔ بیٹا مین نے اب تک تمہارے انتظار مین نہ کھانا کھایا ہے اور نہ آرام کیا ہے۔ آؤ دونون کھانا کھائین۔

ماں بیٹے دونون کھانے کے کمرہ مین داخل ہوئے ہر چند کہ سنیہ کو شفیق کے آنے سے اطمینان ہو گیا تھا لیکن ابراہیم کے ابتک نہ آنے سے کسی قدر اضطراب تھا جس کو اس نے یہ خیال کرکے دور کر دیا۔ ممکن ہے راستہ مین کوئی مل گیا ہو اور باتون مین کہین دیر ہو گئی ہو اس طرف سے مطمئن ہو کر سنیہ نے پوچھا۔
شفیق آخر تم اتنی رات تک کہان رہے۔
شفیق۔ امان مین عزیز آفندی کے ساتھ دہانہ خلیج کے جلسہ مین گیا تھا۔
سنیہ۔ بیٹا تم تو جھوٹ نہین بولتے تھے۔ یہ اب جھوٹ بولنے کی عادت کہان سے سیکھی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ تم دہانہ خلیج کے جلسہ مین گئے تھے۔
شفیق یہ سن کر حیرت و تعجب مین رہ گیا اور کہا۔ امان تم سے کس نے کہا۔ کہ مین وہان نہین تھا۔
سنیہ۔ کیا مین جھوٹ کہتی ہون۔
شفیق۔ آپ سچ فرماتی ہین۔ امان معاف فرمائین مین بالکل صحیح قصہ عرض کئے دیتا ہون لیکن یہ ایک ایسا بھید ہے جس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ یہان تک کہ والد صاحب قبلہ سے بھی
اس کے بعد شفیق نے ابتدا سے آخر تک تمام واقعہ سنایا جس کو سنیہ نے بہت غور سے سنا۔
جب شفیق نے جزیرہ کا واقعہ یعنی زبیدہ کو بچانے اور اس کے گھر تک پہونچانے اور اس کی پیاری صورت اپنے دل مین جاگزین ہونے کا حال بیان کیا تو سنیہ نے دیکھا کہ شفیق

کا چہرہ یکایک سرخ ہو گیا۔ پیشانی پر پسینہ آگیا اور آواز مین لکنت سی پیدا ہو گئی۔ سنیہ یہ دیکھکر ڈر گئی۔ اور اُسے خطرہ پیدا ہو گیا۔ کہ حضرت عشق نے تو کہین شفیق پر کوئی منتر نہین پھونک دیا۔ دیر تک وہ اس پر غور کرتی رہی۔ اور اس کے نتائج سے ڈرتی رہی اور اس کے بعد پوچھا۔

سنیہ۔ زبیدہ کو تم نے پہلے کبھی نہین دیکھا ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک ہی نظر مین تم اس کی محبت اپنے دل مین محسوس کرنے لگو۔

شفیق۔ امان مجھے خود حیرت ہے اور اس کا کوئی سبب مین نہین بیان کر سکتا۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہون کہ میرا میلان خاطر جس طرح یکایک زبیدہ کی جانب ہوا آج تک کسی شخص کی طرف نہین ہوا۔ امان مین یہ بھی تبلا دینا چاہتا ہون۔ کہ صرف مین ہی اس منظر سے متاثر نہین ہوا بلکہ زبیدہ بھی اور جتنی محبت میرے دل مین زبیدہ کی ہے۔ اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ زبیدہ کے دل مین میری محبت ہے۔ لیکن آہ، امان۔

شفیق آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ لقمہ ہاتھ سے گر گیا رقت اس پر طاری ہو گئی۔

سنیہ نے تسکین دی اور اطمینان دہ لہجہ مین کہا۔ بیٹا گھبراو نہین خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو۔

شفیق کا دل بھر آیا۔ آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور رقت خیز لہجہ مین کہنے لگا۔

امان! مجھے معاف کرنا۔ امان! مجھے معاف کرنا میرے حواس قابو مین نہین ہین اور مین اپنے اختیار مین نہین ہون۔

سنیہ۔ جان مادر ضبط کرو۔ صبر سے کام لو۔ اور ڈرو نہین مین تمھین اس معاملہ پر ملامت نہین کرون گی۔

شفیق۔ زبیدہ کی محبت نے میرے دل مین گھر کر لیا ہے امان مین اس کی محبت کا دریا اپنے دل مین موجزن پاتا ہون اور اس کی الفت نے میری رگ رگ مین ایک جوش پیدا کر رکھا ہے۔

اس سے زیادہ وہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔ اور بے اختیار رونے لگا۔ سنیہ ڈر گئی۔ اور شفیق کے شدۃ تاثر نے اس کے حواس پر برا اثر ڈالا۔ کھانا چھوڑ دیا۔ اور شفیق کو سینہ سے لگا کر پیار کرنے لگی اور کہا۔

بیٹا شرماؤ نہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے محبت کوئی اختیاری فعل نہیں کہ اس پر سختی کر ملامت کی جائے اور تم نے تو ایک باعزت شریف لڑکی کی شخصیت کو بھاکر اس کی محبت سے اپنے دل کو معمور کیا ہے۔ اس لیے تم مطمئن رہو اور تمام تم کا خوف دل میں پیدا نہ ہونے دو اور سچائی اور اطمینان کے ساتھ بیان کرو۔ کہ کیا زبیدہ کے دل میں واقعی تمہاری محبت کا کوئی اثر ہے۔ اور کیا تم اپنے قلب میں محبت کا حقیقی جذبہ پاتے ہو۔

ماں کے تسکین دہ الفاظ سے شفیق کو کچھ سکون ہوا اور مطمئن ہو کر ماں کی طرف حیا آمیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا۔

اماں زبیدہ کی محبت میرے دل میں اس قدر ہے کہ میں اس کو اور اس کی کیفیت کو بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے رگ و پے میں خون کے بجائے زبیدہ کی محبت کی برقی رو دوڑ رہی ہے۔ میری آنکھوں میں اس کی صورت پھر رہی ہے اس کا تصور ہے کہ میرے دماغ و خیال سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا اور انتہا یہ ہے۔ کہ میں ہوں اور زبیدہ کا تصور۔

سکینہ۔ کیا تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو۔

شفیق نے حیا سے گردن جھکالی وہ جواب دینا چاہتا تھا۔ لیکن شرم سے دیر تک منہ سے کوئی لفظ نہیں نکلا! آخر انتہائی ضبط سے کام لے کر کہا۔

اماں! اماں میں یہی چاہتا ہوں۔ مگر آہ! یہ کیونکر ممکن ہے۔ مجھ میں اور زبیدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ ایک دولتمند خاندان کی لڑکی ہے اور میں ایک غریب گھرانے کا لڑکا۔ آہ! اب کیا ہوگا۔

ناکامی کے اندیشہ نے پھر شفیق پر رقت طاری کردی آواز بند ہوگئی۔ اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ ماں نے کہا۔

بیٹا اس قدر مضطرب کیوں ہو۔ گھبراؤ نہیں۔ زبیدہ کو میں جانتی ہوں وہ نہایت شریف نیک مہذب اور ذہین لڑکی ہے اور وہ البتہ اس قابل ہے کہ اس سے محبت کی جائے میں تم کو اس امر پر ملامت نہیں کرتی۔ البتہ یہ دشواری ہے کہ وہ دولتمند خاندان کی لڑکی ہے اور تم غریب اس لیے اس میں کامیابی کی صرف یہ صورت ہے کہ تم بڑے آدمی بننے کی کوشش کرو۔ اور یاس و ناامیدی کے خیال کو چھوڑ کر عزت قابلیت اور ناموری حاصل

کرکے زبیدہ کے حاصل کرنے کا استحقاق پیدا کرو۔ اگر تم نے صدق نیت سے کام لیا اور تمام انسانی فضائل اور خوبیون کو پیش نظر رکھا تو ترقی کر لینا تمہارے لیے کچھ بھی مشکل نہین ہے۔ تمہاری ترقی کامیابی اور ہر دلعزیزی خود تمہاری رہبر بنے گی۔ اور زبیدہ کے قلب مین تمہاری وقعت پیدا کر دیگی۔ اور جب زبیدہ کا دل تمہاری محبت سے کافی اثر پذیر ہو جائیگا تو تم اطمینان کامل اور یقین صادق رکھو کہ پھر زبیدہ کسی دوسرے سے شادی نہین کریگی۔ مین انشاء اللہ دو چار روز مین تمہاری کیفیت اور جذبات سے زبیدہ کو آگاہ کر کے یہ معلوم کرون گی کہ اس کو تمہارا کچھ خیال ہے یا نہین اور یہ کہ اس کے دل مین تمہاری محبت پائی جاتی ہے یا نہین۔ اگر وہ حقیقتاً متاثر ہے اور تمہاری محبت کی قدر کرتی ہے تو تم سمجھ لو کہ وہ محبت کے قابل ہے اور مین کوشش کرون گی کہ اُس سے تمہاری شادی ہو جائے۔ لیکن اگر اس کا قلب خالی ہے اور تمہارا خیال اسے نہین ہے تو تم بھی اسکا خیال چھوڑ دو کیونکہ ایسی عورت سے محبت کرنا بے سود ہے۔

شفیق۔ امان آپ نے جو کچھ فرمایا بالکل درست ہے۔ آپ کی نصیحت نے میرے قلب مین ترقی ہر دلعزیزی کے حصول کا جوش پیدا کر دیا ہے۔ لیکن امان اس کا کیا علاج ہے کہ ضبط و صبر کی قوت مین اپنے مین نہین پاتا۔ دوسرے مستقبل کی کسے خبر ہے۔ ممکن ہے کہ کامیابی کی منزل تک پہنچنے مین دیر ہو جائے اور اس عرصہ مین زبیدہ کسی دوسرے کی ہو جائے۔ کیا وہ میرے انتظار مین بیٹھی رہ سکتی ہے۔

سکینہ۔ سچ ہے محبت انسان کو اندھا بنا دیتی ہے بیٹا احتیاط سے کام لو ضبط و صبر اختیار کرو۔ اس صورت مین کہ تم اسکول کے ایک طالب علم ہو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک دولتمند اپنی لڑکی کا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین پکڑا دے اور اگر ایسا ممکن بھی ہو تو تمہارے والد اس پر شاید ہی راضی ہون وہ تو تمہاری شادی برابر کے لوگون مین کرنا چاہتے ہین۔

شفیق۔ یہ نہین ہو سکتا کہ زبیدہ کا خیال ترک کر کے مین کسی دوسری عورت سے شادی کرون دنیا مین کوئی چیز نہین جو میرے دل سے زبیدہ کی محبت کو نکال سکے۔

سکینہ۔ خیر ابھی اس معاملہ پر بحث کرنا قبل از وقت ہے۔ امتحان سالانہ کے بعد تم قانون پڑھو یا علم طب سیکھو اور اس مین کامیابی کے بعد شادی کے مسئلہ پر غور کرو۔

شفیق۔ قانون کے پڑھنے کے لیے مجھے یورپ جانا پڑیگا۔ اور علم طب مین چھ سال کم از کم

پانچ سال لگین گے۔

سلیمہ۔ بیٹا ان دونون مین سے ایک ٹھکین اختیار کرنا پڑیگا۔ آہ دو سال تک جب کہ تم یورپ مین قانون پڑھنے جاؤ گے مین تمہاری جدائی کی تکلیف کس طرح برداشت کرونگی جب کہ ایک رات کی جدائی نے میرا حال برا کردیا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہوگا۔ امتحان سالانہ کے بعد دیکھا جائے گا۔

شفیق ساڑھے تین بج چکے ہین۔ اور آہ تمہارے والد ابھی تک واپس نہین آئے خدا خیر کرے۔

سلیمہ کا جملہ پورا نہین ہوا تھا کہ ایک خادم حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک چاؤیش (سارجنٹ) آپ کے نام خط لیکر آیا ہے۔

سلیمہ نے چاویش کو حاضر ہونے کی اجازت دی۔ اور کمرہ مین داخل ہونے پر اس سے دریافت کیا کہ یہ خط تم کہان سے لائے ہو۔

چاویش۔ حضور خدیو معظم کے یہان سے۔

سلیمہ نے خط لیکر کھولا اور سب سے پہلے راقم خط پر نظر ڈالی۔ معلوم ہوا کہ شفیق کے والد کا خط ہے اور پھر پڑھا۔ لکھا تھا۔

آپ لوگ میرے اس وقت تک واپس نہ آنے پر متردد نہ ہون۔ مین شفیق کی تلاش مین گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ خدیو معظم کا خادم جو میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ مجھے راستے مین ملا اور اطلاع دی کہ حضور والا نے یاد فرمایا ہے۔ تم مطمئن رہو۔ مین انشاء اللہ صبح تم سے واپس آکر ملون گا مجھے اطلاع دو کہ شفیق گھر پہونچا یا نہین۔

خط پڑھکر سلیمہ اور شفیق کا اضطراب رفع ہوا۔ اور شفیق کے آجانے کا حال جواب خط مین لکھکر چاویش کے حوالہ کیا۔

چاویش کے چلے جانے پر شفیق نے ماں سے پوچھا۔

اماں خدیو معظم کے والد کو بلانے کے کیا معنی، ابّا تو مصری حکومت کے ملازم نہین ہین اور نہ کوئی جاگیردار۔

سلیمہ۔ بیٹا تمہارے والد انگریزی قنصل کے ملازم ہین اور تمہین معلوم ہے کہ حکومت مصر پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے آج کل فرانسیسی اور انگریزی حکومتین علحدہ علحدہ کوشش کر رہی ہین

اور خدیو معظم کی حکومت خطرہ مین پڑگئی ہے چونکہ تمہارے والد مصری حکومت سے محبت رکھتے ہین۔ اس لیے خدیو نے انکو بھی اسی معاملہ پر مشورہ کرنے کے لیے بلایا ہوگا اب سے پہلے بھی۔ بہت دفعہ وہ بلائے گئے ہین۔ خدا کرے خدیو معظم کی کوشش بار آور ہو اور تمہارے والد ان سے سرخرو ہون۔

رات چونکہ زیادہ گزر چکی تھی کھانے سے فارغ ہو کر دونون اُٹھے اور اپنے اپنے کمرون مین جا کر سو رہے۔

---

(۱۳)

صندوق

ابراہیم سویرے ہی گھر پہونچا اور شفیق سے رات کو غائب رہنے کا سوال کیا۔ شفیق نے واقعہ بیان کیا۔ اور ماں نے عفو قصور کی سفارش کی لیکن اس گفتگو مین زبیدہ کا ذکر نہین آیا۔

دن چڑھے حسب معمول شفیق اسکول گیا اور سنیہ ابراہیم کے پاس پہونچی اور کہا۔ افسوس ہے کل کے واقعہ نے ہمین اس کا موقع نہین دیا کہ صندوق کھولتے بہرحال آج آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے۔

ابراہیم۔ بیگم مین تم کو پھر ایک دفعہ اور نصیحت کرتا ہون کہ اس خیال سے درگذرو۔ صندوق کے کھولنے سے بجز رنج و تکلیف کے کوئی نتیجہ نہین نکلیگا۔

سنیہ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ جس قدر نصیحت فرماتے ہین اسی قدر میرا شوق بڑھتا ہے۔ اور مجھے مجبور ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ اب جو کچھ ہو آپکو حسب وعدہ صندوق کھولنا چاہیے۔

ابراہیم۔ مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے مین عذر نہین لیکن شرط یہ ہے کہ مجھ سے صندوق کے اسرار کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے۔

یہ کہکر ابراہیم نے جیب سے کنجی نکالی اور دالان مین دیکھ کر اس امر کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ کوئی اور یہان نہین ہے۔ اس نے کنجی صندوق مین ڈال کر گھمائی قفل کھل گیا سنیہ نے صندوق کے کھلتے ہی نہایت غور سے اس کے اندر نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ

اس مین بالون کی ایک لٹ رکھی ہوئی ہے

سفیہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بالون کو اٹھا کر دیکھے لیکن ابراہیم نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیگم بس، ہاتھ نہ لگاؤ۔

سفیہ نے پھر غور سے بالون پر نظر ڈالی وحشت اس پر طاری ہونے لگی۔ چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور بے ساختہ اس کے منھ سے نکل گیا۔ ہائین یہ کس کے بال ہین۔ جن کی اتنی مدت سے حفاظت کی جا رہی ہے۔

ابراہیم نے ترش رو ہو کر کہا۔

بیگم کیا کہہ رہی ہو کیا تمھین وہ شرط یاد نہین رہی۔ یہ کہکر اس نے صندوق کو بند کر دیا اور پھر سفیہ کی طرف جو مبہوت بنی بیٹھی تھی دیکھ کر کہا۔

بیگم دیکھو مین نہ کہتا تھا کہ صندوق نہ کھلواؤ۔ اس کا نتیجہ بجز رنج و افسوس کے کچھ نہ نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سفیہ آہ صندوق کے کھولے جانے سے تو میرا اضطراب اور بڑھ گیا۔ خدا کے لیے اس کی حقیقت سے مجھے آگاہ کرو۔ میرا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ تم نے میری خواہش پوری نہین کی اور صندوق کے راز سے آگاہ نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ کہین میری زندگی پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔

ابراہیم کے چہرہ سے حزن وملال کے آثار نمودار ہوے۔ اس کا قلب دھڑکنے لگا اور مدتون کے بھولے ہوے مصائب پھر تازہ ہو گئے لیکن اُسنے ضبط سے کام لیا اور گوشہ چشم سے سفیہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

بیگم مین نے بہت دفعہ تم کو سمجھایا کہ صندوق نہ کھلواؤ لیکن تم نے میری باتون کا خیال نہ کیا اور برابر مجھ کو مجبور کرتی رہین۔ مین نے جو کچھ کیا ہے وہ تمھارے اصرار سے کیا ہے اس لیے جو غم واندوہ تم نے صندوق کھلوا کر حاصل کیا ہے۔ اس سے مین بالکل بری ہون مین اس امر کی پہلے شرط کر چکا ہون۔ کہ اس کے راز سے تم کو آگاہ نہ کرون گا۔ اور مین اس پر مجبور رہون۔ کہ اس راز کو محفوظ رکھون۔ تم اس کے متعلق جتنا اصرار کروگی بجز قلق و اضطراب کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ مین اس کے راز کو ہرگز بیان نہین کرونگا۔ البتہ ایک وقت آئیگا کہ اسکا راز کھولا جائیگا۔ تم صبر و استقلال سے کام لو اور وہ وقت آنے دو۔

ابراہیم اپنا جملہ پورا کرکے کھڑا ہوگیا۔ کپڑے پہنے اور اپنے کام مین مشغول ہوگیا۔ سنیہ بدستور ابھی تک اضطراب وقلق کی حالت مین بیٹھی تھی۔ اور ابراہیم بھی مضطرب و پریشان تھا۔ لیکن اس نے ضبط سے کام لیا اور توجہ ہٹانے کے لیے میز پر جاکر کچھ لکھنے مین مصروف ہوگیا۔

---

(۱۴)

امتحان سالانہ

گذشتہ واقعات کو کئی ہفتے گذر چکے ہین۔ عزیز اس عرصہ مین کئی مرتبہ زبیدہ کے باپ سے جاکر ملا اور آخر ان ملاقاتون کا یہ نتیجہ نکلا کہ عزیز کی ان امیدون مین جو وہ زبیدہ سے شادی کے متعلق مدت سے قائم کیے ہوئے تھا۔ کامیابی کی جھلک نظر آنے لگی۔ اسی اثنا مین اسکول کے سالانہ امتحان کا وقت آپہونچا۔

امتحان کے دن اسکول کو خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ شہر کے معزز رؤسا اور علم دوست اصحاب کے علاوہ ارکان حکومت اور خود خدیو معظم بہ نفس نفیس اسکول مین تشریف لائے خدیو معظم میز کے سامنے ایک اعلی درجہ کی کرسی پر تشریف فرما تھے اور ادھر اُدھر دوسرے لوگ۔ امتحان شروع ہوا۔ اور طلبہ ممتحن کے سامنے پیش ہوئے خدیو معظم ہر ایک طالب علم کے جوابات کو غور سے سن رہے تھے اور ہر ایک کی قابلیت کا اندازہ کرتے جاتے تھے جب شفیق امتحان کے لیے پیش ہوا اور خدیو معظم نے اس کے جوابات کو سنا تو اُس کی قابلیت و ذکاوت اور ذہانت پر بے اختیار آفرین ان کی زبان سے نکل گئی۔ اور خوش ہوکر شفیق کو اپنے پاس بلاکر پوچھا۔

صاحبزادہ تمہارا کیا نام ہے۔

شفیق۔ حضور والا خادم کو شفیق ابراہیم کہتے ہین۔

خدیو معظم نے غور سے اس طرح شفیق کو دیکھا۔ گویا وہ اس کے باپ کے متعلق زید معلومات چاہتے ہین۔

شفیق نے اشارہ کو سمجھ کر ادب سے عرض کیا۔
حضور والا میرے والد انگریزی قنصل کے ایک رکن ہین۔
خدیو معظم مسکرائے اور سر کو خفیف حرکت دے کر ظاہر کیا۔ کہ وہ ان سے واقف ہین۔
امتحان ختم ہو جانے پر طلبہ کی کامیابی و ناکامی کا نتیجہ سنا یا گیا۔ اور خدیو معظم واپس تشریف لے گئے۔

شفیق کامیاب طلبہ مین سے تھا جو تمام طلبہ مین سب سے اچھے نمبرون سے پاس ہوا تھا شفیق کی کامیابی کا ایک شور تھا تمام لوگ اسے مبارک باد دے رہے تھے اور تالیان بجا بجا کر اظہار مسرت کرتے تھے۔
شہر کے وہ تمام لوگ جو ابراہیم اور شفیق سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے تھے اور وہ لوگ بھی جو علم دوست طبقہ سے محبت رکھتے تھے اور ملک کی ترقی و بہبودی کے لیے اعلی التعلیم یافتہ لوگون کے وجود ضروری سمجھتے تھے سب شفیق کی اعلی کامیابی سے مسرور تھے۔ لیکن ایک ایسا شخص بھی تھا جو شفیق کی کامیابی سے نہ صرف غمگین تھا بلکہ رشک وحسد کی آگ اس کے دل و دماغ کو جلا رہی تھی۔ یعنی عزیز بس کا دل شفیق کی کامیابی سے مسرور ہونے کے بجائے ملول تھا لیکن ظاہر داری کام مین لا رہا تھا۔ ان لوگون مین شریک تھا جو شفیق اور ابراہیم کو مبارکباد دے رہے تھے۔
لوگون کے چلے جانے کے بعد منتظم مدرسہ شفیق کے والد سے ملا اور کہا۔
حضور خدیو معظم نے شفیق کو ۱ سال حکومت کے مصارف سے تکمیل علوم و فنون کی غرض سے یورپ بھیجے جانے کے لیے انتخاب کیا۔
ابراہیم نے خدیو معظم کی اس عزت افزائی اور دستگیری کی تعریف کی اور منتظم مدرسہ کا شکریہ ادا کیا۔
مدرسہ سے واپس ہو کر ابراہیم اور شفیق گھر پہونچے اور ستیہ سے تمام واقعہ بیان کیا بیٹے کی کامیابی پر وہ بہت مسرور ہوئی لیکن یہ محسوس کر کے کہ شفیق اب اس سے کئی سال کے لیے جدا ہونے والا ہے اسے رنج ہوا۔
شفیق نے ستیہ کے رنج کو دور کرنے کے لیے کہا۔
امان اگرچہ مین دو یا تین سال آپ سے جدا رہون گا۔ اور اس جدائی سے آپ کو تکلیف ہوگی لیکن جب مین قانون پڑھ کر واپس آؤن گا تو میرے لیے ترقی کا میدان کھلا ہوگا۔

اور مین بڑی آسانی سے جج کے عہدہ کو حاصل کرسکونگا۔ جو ایک معقول منصب ہے اور جس کے حصول کی بڑے بڑے لوگ آرزو رکھتے ہین او نہین حاصل ہوتا۔ اس وقت میری ترقی اور کامیابی کی خوشی آپ کی تمام تکالیف کو بھلا دیگی۔ اور آپ کے لیے مسرت کا موقع ہوگا۔

سنیہ شفیق کے الفاظ سے حیرت مین رہ گئی۔ آیندہ کی کامیابی اور ترقی نے اس کے غم والم کو دور کردیا اور اس نے بشاش ہوکر پوچھا۔

تم کبتک یورپ جاؤگے۔

شفیق۔ اگرچہ صحیح طور پر نہین کہا جاسکتا کہ میری روانگی کب تک ہوگی لیکن خیال ہے کہ چند ہفتہ بعد انشاء اللہ روانہ ہوجاؤنگا۔

امتحان کے موقع پر زبیدہ کا باپ بھی موجود تھا جو شفیق کے جوابات اور خدیو معظم کی عنایت کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور شفیق کی ذکاوت و ذہانت نے اس پر گہرا اثر کیا امتحان کے بعد جب زبیدہ کا باپ گھر پہونچا اور گھر کے آدمیون کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھا تو امتحان کے ذکر کے سلسلہ مین اس نے شفیق کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوے اس کی خوبیون کا تذکرہ کیا۔

زبیدہ کا قلب شفیق کا نام سن دھڑکنے لگا چہرہ پر سرخی دوڑگئی اور ہاتھ پانون مین رعشہ سا پیدا ہوگیا لیکن اس نے اپنی حالت کو چھپانے کے لیے ان پھلون مین سے جو دسترخوان پر چنے ہوے تھے۔ ایک پھل کو اٹھالیا۔ اور تراش کر کھانے لگی۔ اور اس کا جی چاہتا تھا۔ کہ کسی سے پوچھے کہ جس کا تذکرہ ہورہا ہے کیا وہ وہی ہے جس کی محبت کا نقش اس کے قلب پر بیٹھ چکا ہے لیکن ماں باپ کے ڈر سے وہ خاموش نیچی نظرین کئے بیٹھی رہی۔ وہ دیر تک غور سے ماں باپ کی باتون کو سنتی رہی لیکن وہ جو چاہتی تھی ان باتون مین اس کا ذکر نہین آیا اور آخر اس نے ناامید ہوکر جی مین کہا خیر اگر اس وقت مجھے یہ معلوم نہین ہوا کہ وہ شفیق کون ہے جس نے خدیو معظم کی شفقت و عنایت حاصل کی۔ تو کل اخبار اہرام کے مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا جو امتحان کی کیفیت کو تفصیل سے لکھے گا،،

زبیدہ کے لیے آج کا دن گذرنا دوبھر ہوگیا۔ اور خدا خدا کرکے دوسری صبح ہوئی اور اخبار اہرام کا پرچہ اس کے والد کے نام آیا۔ جس کو اس نے فوراً لے لیا۔ اور کھول کر مقامی

خبرون پر نظر ڈالی - اس کی مضطرب نگاہین سب سے پہلے ذیل کی خبر پر پڑین -

حضور خدیو معظم نے امسال نوجوان ادیب شفیق آفندی ابراہیم کو جو سالانہ امتحان مین علی درجہ مین کامیاب ہوے ہین - قانون کی تعلیم کے لیے حکومت کے مصارف سے یورپ بھیجے جانے کا حکم دیا ہے - حضور ممدوح شفیق ابراہیم کی ذکاوت و ذہانت اور قابلیت سے بیحد مسرور ہو رہے ہین -

زبیدہ مذکورہ بالا سطرون کو پڑھ رہی تھی اور اس کا قلب مسرت سے اچھل رہا تھا - اور چہرہ پر خوشی سے سرخی نمودار ہو گئی تھی - دیر تک وہ اس خبر کو دیکھتی اور تخیل سے کام لیتی رہی - اس کی امیدون مین جان پڑ گئی - اور اس نے دل ہی دل مین یہ فیصلہ کر لیا - کہ جب شفیق قانون کی تعلیم پا کر یورپ سے واپس آئیگا - تو یقیناً جج کے منصب پر فائز ہوگا - اور اس وقت میرے والدین نہایت خوشی سے اس پر آمادہ ہو جائین گے کہ میری شادی اس سے کر دین - اس تخیل سے وہ بہت دیر تک مزے لیتی رہی لیکن معاً شفیق کی طویل جدائی کے خیال نے اس کی مسرت کو مکدر کر دیا - اور اس تصور نے کہ ممکن ہے کہ شفیق کے واپس آنے تک اس کا باپ کسی دوسرے سے اس کی شادی کر دے اس کے تمام خیالات پر پانی پھیر دیا - چہرہ سے مسرت کے آثار جاتے رہے - اور حزن و ملال برسنے لگا مایوسی نے اس کی امیدون کو ساقط کر دیا -

آخر جب ان خیالات مین بہت پریشان ہوئی تو اٹھی اور اپنے کمرہ مین پہنچکر بختیار کو جو اس کا رازدار خادم تھا تمام واقعہ سنایا اور کہا -

میرے لیے اس سے زیادہ اور کیا مسرت ہو سکتی ہے کہ میرا پیارا شفیق یورپ جا کر اعلی تعلیم حاصل کرے - اور وہان سے واپس آکر ایک اعلی منصب پر سرفراز ہو - لیکن بختیار شفیق کی مدت تعلیم دو یا تین سال ہوگی - اور نہین معلوم اس عرصہ مین یہان کیا پیش آئے - اس کے علاوہ یورپ کی نسبت مشہور ہے کہ وہان جا کر مائین تک اپنے کو بھول جاتی ہین

مذکورہ بالا فقرہ ختم کر کے زبیدہ کھنکاری اور بختیار کی طرف دیکھا گویا وہ اس سے اس معاملہ مین اس کی رائے دریافت کرتی ہے بختیار نے جو اس وقت تک گردن جھکائے خاموش زبیدہ کی باتین سن رہا تھا - گردن اٹھائی اور کہا -

محترم خاتون شفیق کی شہامت و شرافت نے پہلے ہی میرے دل مین گھر کر لیا تھا لیکن

جب سے مین نے اہرام مین انکی یورپ بھیجے جانے کی خبر پڑھی ہے میرے دل مین ان کی وقعت و عزت اور زیادہ ہو گئی ہے اور مین وثوق کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جرأت کرون گا کہ شفیق جیسا شریف آدمی آپ سے وعدہ کرکے اس کے خلاف نہین کر سکتا۔ شفیق آپ سے سچی محبت رکھتے ہین اور دوست صادق کے قلب مین کسی دوسرے کی محبت پیدا نہین ہو سکتی ان کے دل مین آپ کی جس قدر محبت ہے۔ مین وثوق کے ساتھ کہتا ہون کہ شاید آپ کو بھی انسے اتنی محبت نہ ہو۔

میرے نزدیک مناسب ہے کہ ان کی روانگی سے پہلے آپ ایک دفعہ ان سے مل لین۔ اور یون بھی مبارکباد دینے کے لیے آپ کا ان سے ملنا ضروری ہے اس ملاقات مین تمام معاملات پر سنجیدگی سے گفتگو بھی ہو جائے گی۔ اور وفائے عہد کی تجدید و استحکام کا بھی موقع مل جائیگا۔ اگر آپ اجازت دین تو مین ان کی خدمت مین حاضر ہو کر ملاقات کا وقت اور جگہ کا تقرر کرلون۔

زبیدہ کچھ دیر سرنگون اس رائے پر غور کرتی رہی اور پھر کہا

بختیار تمہاری رائے درست ہے تم ضرور کسی وقت ان سے جا کر ملو لیکن صرف ان سے ملنے کے ارادہ سے ہرگز مکان سے باہر نہ نکلنا۔ کیونکہ اس فرنچ فیشن نوجوان (عزیز) نے والد کو تمہاری اور میری جانب سے مشکوک کر دیا ہے۔ اور وہ میری اور تمہاری حرکات و سکنات کو ہر وقت غور سے دیکھتے رہتے ہین۔ جب والد تم کو کسی کام سے باہر بھیجین۔ اس وقت شفیق کے پاس ہو آنا۔

بختیار۔ میری رائے مین محفل میلاد کا دن اس کے لیے بہت موزون ہوگا۔ حضور پاشا محفل میلاد مین ہمیشہ شریک ہوتے ہین۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد آپ قصر نزہت مین جو شارع شبرا پر واقع ہے تشریف لے چلین۔ شفیق بھی وہان آجائین گے۔ اس لیے مین اس مہینہ کی دس تاریخ اور شام کا وقت ملاقات کے لیے مقرر کرتا ہون۔ اور جناب شفیق کی خدمت مین حاضر ہو کر اس کی اطلاع کئے دیتا ہون۔

زبیدہ۔ بہت بہتر۔

(۱۵)

خائن ہمیشہ ذلیل ہوتا ہی

امتحان کے دوسرے دن شام کے وقت تفریح کے لیے شفیق گھر سے نکل کر شارع عباسیہ پر خراماں خراماں جارہا تھا کہ بختیار راستہ مین ملا اور ادب سے شفیق کو سلام کیا۔

شفیق نے سلام کا جواب دیکر پوچھا۔ بختیار تم کہان

بختیار چھوٹی بیگم صاحبہ کے حکم سے حضور ہی کے پاس جارہا تھا۔ خوش قسمتی سے آپ راستہ ہی مین مل گئے۔

شفیق کا دل دھڑکنے لگا اور اضطراب کے ساتھ دریافت کیا۔

کیون خیریت تو ہے بیگم صاحبہ کا مزاج تو اچھا ہے۔

بختیار۔ ہان حضور والا سب خیریت ہے بیگم صاحبہ نے اہرام مین حضور کی کامیابی اور خدیو معظم کی خوشنودی اور آپ کو یورپ بھیجے جانے کی خبر پڑھی ہے۔ وہ جناب کی اس کامیابی سے بہت مسرور ہوئی ہین لیکن انھین یہ معلوم ہو کر رنج ہوا ہے کہ جناب یوروپ تشریف لے جانے والے ہین۔

شفیق ۔ضرورت انسان کو مجبور کردیتی ہے اور میرا یوروپ جانا بھی ایک مجبوری ہے لیکن اب کیا ہو گا۔

بختیار۔ بیگم صاحبہ آپ کی روانگی سے پہلے ایک مرتبہ آپ سے ملنا چاہتی ہین کیا آپ کچھ بھی وقت دے سکتے ہین۔

شفیق جس وقت اور جہان بیگم صاحبہ فرمائین۔ مین حاضر ہون

بختیار۔ اس مہینہ کی دس تاریخ قصر نزہت مین آپ چار بجے شام کے تشریف لائین۔

شفیق۔ بیگم صاحبہ کو میرا سلام شوق پہونچانا اور عرض کرنا کہ انشاء اللہ وقت معین پر ضرور حاضر ہون گا۔

بختیار چلا گیا اور زبیدہ کو قرارداد سے آگاہ کیا۔

بختیار کے چلے جانے کے بعد شفیق گھر پہونچا۔ اور وقت معین کا انتظار کرنے لگا۔

اتنے دن اس نے نہایت بے چینی سے گزارے آخر خدا خدا کر کے انتظار کے دن ختم ہوئے اور ملاقات کا وقت آ پہونچا۔

شفیق گھر سے نکلا اور گاڑی پر سوار ہو کر شارع شبرا کی طرف روانہ ہوا۔

شارع شبرا خدیو اسمعیل پاشا کے زمانہ مین ایک بہترین سڑک تھی۔ جس کے دونون طرف خوبصورت درخت لگے ہوئے تھے۔ خدیو معظم اس سڑک پر آٹھوین روز جمعہ کے دن تشریف لایا کرتے تھے۔ جہان سڑک کے دونون طرف لوگون کا اژدحام خدیو کی زیارت کے لیے ہوتا تھا۔ عام طور سے اس سڑک پر آمد و رفت بہت کم تھی۔

قصر نزہت اس سڑک کے ایک کنارہ پر واقع تھا جس مین صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک مخصوص لوگون کے سوا عام طور پر کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی چار بجے کے بعد قصر عام لوگون کی تفریح کے لیے کھول دیا جاتا تھا۔ شفیق جس وقت قصر کے قریب پہونچا ساڑھے تین بجے تھے اس لیے آدھا گھنٹہ گذارنے کے لیے وہ شارع شبرا پر ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ ٹھیک چار بجے وہ قصر کے سامنے سڑک پر کھڑا ہو گیا۔

زبیدہ ابھی تک نہین آئی تھی تقریباً پندرہ منٹ تک وہ سڑک پر کھڑا انتظار کرتا رہا اس تاخیر سے طرح طرح کے خیالات اس کے دل مین پیدا ہوئے اور قوت واہمہ نے خوفناک صورتین پیش کرنی شروع کر دین۔ آخر جب بہت پریشان ہوا تو گاڑی زبیدہ کے گھر کی طرف موڑ دی تھوڑا راستہ طے کیا ہوگا کہ دور سے زبیدہ کی گاڑی آتی ہوئی نظر پڑی خوشی سے اس کا چہرہ دمکنے لگا اور وہین ٹھہر گیا۔

زبیدہ کی گاڑی جب قریب آ گئی تو ایک شخص جو گھوڑے پر سوار تھا اور جس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا گاڑی کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کوچوان سے کہا کہ گاڑی کو ادھر ایک جانب اشارہ کر کے لے چلو۔

شفیق ایک اجنبی آدمی کی یہ جرأت دیکھ کر غضبناک ہو گیا۔ گاڑی سے اترا اور اپنے کوچوان سے بلند آواز مین کہا۔

"دوڑو دوڑو اس کمبخت کو پکڑ لو اور خود بھی اس اجنبی کی طرف یہ کہتا ہوا چلا۔

او نامراد تو کون ہے جو سر راہ ایک شریف عورت کی گاڑی روکتا ہے۔

شفیق کی للکار سے ڈر کر سوار نے گھوڑے کی باگ موڑی اور سرعت کے ساتھ کسی

جانب نکل گیا۔

سوار کے فرار ہو جانے کے بعد شفیق گاڑی پر سوار ہوا اور دونون گاڑیان آگے پیچھے قصر نزہت کے میدان مین داخل ہوئین۔ بختیار زبیدہ کی گاڑی سے اترا اور قصر کے دربان سے قصر مین جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے قصر کے پھاٹک مین داخل ہوا

بختیار ابھی واپس نہ آیا تھا۔ اور دونون گاڑیان بدستور میدان مین کھڑی تھین کہ ایک گاڑی کی گڑگڑاہٹ نے شفیق کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ شفیق نے دیکھا کہ عزیز گاڑی پر چلا آرہا ہے فوراً زبیدہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ محترم خاتون عزیز آرہا ہے۔

زبیدہ نے گاڑی کی کھڑکیان بند کرلین اور خوف سے کانپنے لگی۔

عزیز نے شفیق کی گاڑی کے قریب پہونچکر گاڑی کو روک لیا۔ اور سلام کیا۔ شفیق نے سلام کا جواب اگرچہ خندان پیشانی سے دیا۔ لیکن اس کا دل دھڑکنے لگا اور عزیز کی بے موقع ملاقات سے اسے تکلیف ہوئی۔ عزیز شفیق کی حالت سے تاڑ گیا اور قریب آکر کان مین آہستہ سے کہا۔

مجھے یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ زبیدہ اور آپ کی محبت روز افزون ہے۔ خدا اسکو برقرار رکھے۔ اچھا مین اجازت چاہتا ہون۔ اور زیادہ دیر ٹھہر کر آپ لوگون کو تکلیف دینا نہین چاہتا۔

یہ کہکر اس نے گاڑی کو ایک طرف موڑا اور چل دیا۔

عزیز کا اس وقت یہان آنا خالی از علت نہ تھا۔ بختیار مین پاشا زبیدہ کے والد) سے ملاقات کے بعد وہ زبیدہ کی حرکات وسکنات کی نگرانی کر رہا تھا اور اس کی دلالہ رتی رتی کی خبر اس کو پہونچایا کرتی تھی۔ اسے دلالہ سے معلوم ہوا کہ آج زبیدہ قصر نزہت جائیگی عزیز نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے اور زبیدہ اور اس کے باپ کے دل مین اپنی شرافت وجرأت کا سکہ بٹھانے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ایک بدمعاش و آوارہ شخص کو یہ سکھا پڑھا بھیجا کہ وہ زبیدہ کی گاڑی کو قصر کے قریب جاکر روک لے تاکہ وہ اتفاق سے وہان پہنچکر زبیدہ کو اسکے ہاتھ سے بچانے اور نیکنامی حاصل کرے۔

یہ تمام مصنوعی کھیل اس نے اس غرض سے کھیلنا چاہا تھا کہ جس طرح شفیق نے جدیدہ مین زبیدہ کو بچاکر زبیدہ کے قلب مین اپنا تخم محبت بویا تھا۔ اسی طرح وہ اس مصنوعی کاروائی

سے زبیدہ کے دل پر فتح پائے۔ لیکن حسن اتفاق کہ اس کی یہ تدبیر بیکار گئی اور جب وہ اجنبی سوار جو عزیز کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ نامراد واپس گیا۔ تو عزیز چونکا۔ کیونکہ اس نے شفیق کو اس وقت تک نہین دیکھا تھا اور اصل حقیقت سے آگاہ ہونے کے لیے وہ قصر کے میدان مین پہنچا جہان اس نے شفیق اور زبیدہ کو گاڑیون مین موجود پایا۔ رشک سے جل کر کوئلہ ہوگیا۔ اور اپنی تدبیر کے ضایع جانے کا اسے بہت رنج ہوا۔ یہ معلوم ہوکر اس کے رنج مین اور اضافہ ہوگیا کہ زبیدہ اور شفیق کے تعلقات محبت بہت بڑھ گئے ہین اور زبیدہ کے دل مین شفیق کی محبت مستحکم ہوگئی ہے۔

اس ناکامی نے اسے برافروختہ کردیا اور اس کے دل مین رقابت کے جوش نے یہ ارادہ پیدا کردیا کہ خواہ اس کی جان ہی کیون نہ جائے لیکن وہ زبیدہ اور شفیق کو باہمی محبت سے لطف و مسرت اُٹھانے کا موقعہ نہ بہم پہنچنے دیگا۔ اور جس طرح ممکن ہوگا شفیق کا مخالف بن کر اس کی کوششون کو تباہ و برباد کردیگا۔

---

(۱۶)

نشانی

بختیار قصر مین جانے کی اجازت لیکر واپس آیا اور کہا۔

معزز خاتون۔ خوش قسمتی سے قصر بالکل خالی ہے اور خادم و محافظ تک اس وقت موجود نہین ہین،،

زبیدہ۔ کیا خادم اور محافظ بھی اس وقت غائب ہین۔ آخر کیون کیا کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔

بختیار۔ معلوم ہوا ہے کہ آج سپاہ حکومت کے وہ لوگ جن کو بہت دنون سے تنخواہ نہین ملی ہے۔ تنخواہ کا مطالبہ کرنے وزارت مال مین گئے ہین۔ اور خدام و محافظ بھی اس کا نتیجہ دیکھنے کے شوق مین ان کے ساتھ ہولئے ہین۔،،

زبیدہ۔ یہ کب۔

یہ کہکر وہ گاڑی سے اترنے لگی بختیار نے آہستہ سے ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے اتارا شفیق بھی یہ کہتا ہوا گاڑی سے اُترا۔ معزز خاتون کیا آج کا واقعہ آپ نے نہین سنا۔

زبیدہ - نہین بالکل نہین -
شفیق - مصری فوج نے اپنا ایک قائم مقام وزارت مال کے دفتر مین بقیہ تنخواہ کے مطالبہ کے لیے بھیجا ہے اور ساتھ ہی سپاہ نے وزیر مال کو دفتر وزارت مین گھیر لیا ہے -
زبیدہ - اس کا آخر کیا نتیجہ نکلا -
شفیق - سپاہ دفتر وزارت کو گھیرے کھڑی تھی کہ خدیو اسمعیل پاشا نے اپنے قصر کی کھڑکی سے سر نکال کر سپاہ کو مخاطب کیا - اور چند کلمے تسلی آمیز ان سے کہے اور وہ سب خاموش واپس چلے گئے -
زبیدہ - اسمعیل پاشا کے زمانۂ حکومت مین آج تک کوئی واقعہ ایسا ظہور پذیر نہین ہوا -
شفیق - بات یہ ہے کہ جبتک حکومت خدیو معظم کے ہاتھ مین رہی - انھون نے اس قسم کی شکایت کا کوئی موقعہ ہی نہین دیا - البتہ جب سے حکومت شوریٰ قائم ہوئی ہے اس قسم کے واقعات ظہور پذیر ہونے لگے ہین -

زبیدہ اور شفیق اسی قسم کی باتین کرتے چلے جا رہے تھے - اور بختیار ان کے آگے آگے تھا یہان تک کہ سب قصر مین داخل ہوے - اور ایک بلند مقام پر جا کر بیٹھ گئے -

زبیدہ آج پر تکلف لباس مین تھی - جس نے حسن کو دوچند کیا دیا تھا دیر تک دونون ایک دوسرے کو گوشہ چشم سے بیٹھے دیکھتے رہے - اور کسی کو آغاز گفتگو کی جرأت نہین ہوئی آخر زبیدہ نے گردن اٹھائی اور شفیق کی طرف دیکھ کر کہا -

مین آپ کو آپ کے امتحان مین کامیاب ہونے کی مبارکباد دیتی ہون - اہرام مین یہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ خدیو معظم نے جناب کو قانون کی تعلیم کے لیے یورپ بھیجے جانے کا حکم دیا ہے -

شفیق خاموش زبیدہ کے الفاظ سنتا رہا - اور جواب مین کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن رعب حسن سے کچھ نہ کہہ سکا -

زبیدہ نے شفیق کی اس حالت کو محسوس کیا اور کہا -

اس مین تو شک نہین کہ یورپ بھیجے جانے کا اعزاز بہت مشکل سے کسی کو نصیب ہوتا ہے اور یہ آپ کی خوش قسمتی یا قابلیت و ذکاوت کے سبب آپ کو حاصل ہوا ہے - لیکن آپ کا یہ اعزاز بعض لوگون کے لیے اس لیے تکلیف دہ ہے کہ آپ کئی سال کے لیے اُنسے

جدا ہو جائینگے - یہ الفاظ ادا کرتے وقت زبیدہ کی آواز رک گئی - اور شرم سے اس نے گردن جھکالی شفیق بدستور خاموش تھا اور بطور شغل تنکے سے زمین کرید رہا تھا - زبیدہ کے آخری الفاظ سن کر شفیق نے نظرین اٹھائین اور زبیدہ کی طرف دیکھ کر کہا -

پیاری قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھکو پیدا کیا ہے مجھے خدیو معظم کی اس توجہ و عنایت اور اعزاز سے کچھ زیادہ مسرت نہین ہوئی ہے - کیونکہ یہ اعزاز اگرچہ ایک بڑا اعزاز ہے لیکن مجھ کو ایسے لوگون سے جدا کردے گا - جن کو مین بعض لوگ نہین بلکہ مجموعۂ مخلوقات یا جس کے وجود کو مین وجہ دل سمجھتا ہون - لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم جس کام یا چیز کو برا خیال کرتے ہین اس کے نتائج بہترین ثابت ہوتے ہین - اس لیے بہت ممکن ہے کہ حصول تعلیم کی غرض سے میرا یورپ بھیجا جانا اور وہان سے کامیاب و بامراد واپس آنا میرے لئے اس کا استحقاق پیدا کردے کہ مین آپ کو اپنا شریک زندگی بنا سکون - اگرچہ مین اس قابل نہین ہون کہ اس قسم کا خیال اپنے دل مین پیدا ہونے دون -

زبیدہ نے بات کاٹ کر کہا -

شفیق کیا کہہ رہے ہو - میرا دل جانتا ہے کہ تم کیا چیز ہو - تمہارا درجہ اس سے بہت بلند ہے - جتنا کہ لوگ خیال کرتے ہین - میرے نزدیک مالدار کی اتنی عزت نہین جتنی ایک شریف اور قابل شخص کی ہے - خداوند تعالٰے نے جن اوصاف سے تم کو مزین و آراستہ کیا ہے وہ مشکل سے کسی مین پائے جا سکتے ہین اور میرا یہ کہنا بالکل مبالغہ سے پاک ہے کہ جو دولت قدرت سے تم کو ملی ہے وہ کسی قوت کسی تدبیر اور کوشش سے حاصل نہین کیجا سکتی بجز اس کے کہ خداوند تعالیٰ ہی کسی کو عنایت فرمائیے -

شفیق - پیاری زبیدہ یہ تم نے جو کچھ بیان کیا اصل یہ ہے کہ اپنے اوصاف بیان کیے ہین خداوند تعالیٰ نے تم کو جامع صفات و کمال پیدا کیا ہے - تمہاری جس قدر تعریف کی جائے کم ہے حقیقت مین تم وہ چیز ہو جس کی نظیر دنیا مین نہین ہو سکتی -

زبیدہ - مین آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہون لیکن افسوس ہے کہ آپ نے مجھے اپنی لیاقت و حسن ظن کی وجہ سے میری حیثیت سے زیادہ بڑھا دیا ہے ورنہ مین جو کچھ ہون خود جانتی ہون - اچھا پیارے اب یہ بتلاؤ کہ کیا حقیقت مین تم یورپ جاؤ گے -

شفیق - انشاءاللہ -

زبیدہ - ممالک یورپ مین کس ملک کا قصد ہے۔

شفیق - پیرس یا لندن۔

زبیدہ - کیا تمہارے والد تمہارے یورپ بھیجے جانے پر راضی ہین۔"

شفیق - والد تو فوراً راضی ہو گئے تھے - اور والدہ کو جب نتائج سے آگاہ کیا گیا - تب وہ بھی بادل ناخواستہ راضی ہو گئین - اور اگر وہ راضی نہ بھی ہوتین تو ضرورت انھین اظہار رضامندی پر مجبور کر دیتی۔

زبیدہ سوچ مین پڑ گئی - گردن جھکا لی اور بطور شغل اپنی نازک نازک انگلیون سے پھول کی پتیون کو جدا کر کے زمین پر بکھیرنے لگی اور پھر سر اٹھا کر کہا۔

مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ وہ کیونکر اتنی مدت تک تمہاری جدائی کو برداشت کر سکین گی لیکن - - - - - - "

زبیدہ اس کے بعد کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن یکایک خاموش ہو گئی۔ شفیق زبیدہ کے یکایک چپ ہو جانے سے چونکا اور کہا۔

کہو کہو پیاری کیا کہنا چاہتی ہو۔

زبیدہ - کچھ نہین میرا مقصد یہ تھا کہ آخر انھین صبر ہی آجائیگا - کیونکہ تم ان کے بیٹے ہو - اور وہ تمہاری ماں۔

شفیق - پیاری زبیدہ مین تمہارا مطلب نہین سمجھا۔

زبیدہ - نہین! کوئی خاص بات نہین ہے میری غرض صرف یہ ہے کہ - - - - "

یہ کہکر زبیدہ پھر خاموش ہو گئی۔

شفیق نے مضطرب ہو کر کہا۔

پیاری کیا کوئی بات ایسی ہے جس کو چھپانا ضروری ہے - مین نہین سمجھتا کہ آخر وہ کیا بات ہے جس کو چھپانے کا تم اتنا اہتمام کر رہی ہو۔

اپنا جملہ تمام کر کے شفیق نے محبت کی نظرون سے زبیدہ کو دیکھا جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی چہرہ سے تکدر نمایان تھا اور کسی باطنی کوفت سے آنکھین آنسوؤن سے بھری ہوئی تھین - شفیق زبیدہ کی یہ کیفیت دیکھ کر ضبط نہ کر سکا - اور زبیدہ کے اور قریب آ کر اس کو تسکین دی زبیدہ نے رومال سے آنسو پونچھے اور شفیق کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی شفیق نے آہستہ سے کہا۔

پیاری کیا مجھے نہ بتلاؤ گی اور یونہین الجھن مین پڑا رہنے دو گی خدا کے لیے بتلاؤ ان الفاظ سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

زبیدہ - مین نے جو کچھ کہا ہے وہی میرا مفہوم ہے۔

شفیق - پیاری اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو مین عرض کرون گا کہ اگر تمہارا یہی مقصد ہے جو تم نے بیان کیا تو آخر اس اضطراب و بےچینی کی کیا وجہ۔

زبیدہ - پیارے شفیق آہ کیا بتاؤن - تم خود غور کرو - تمہارے والدین تمہاری جدائی کو برداشت کر سکتے ہین اس لیے کہ وہ تمہارے والدین ہین - اور تم ان کے بیٹے ہو اور انھین ہر وقت اس کا اطمینان ہے کہ تم ان سے جدا ہو کر ان کے سوا دوسرے والدین نہین بنا سکتے اور نہ وہ تمہاری جدائی مین کسی کو اپنا بیٹا قرار دے سکتے ہین لیکن ایک وہ شخص ہے جس کو ہر وقت یہ خطرہ لگا ہوا ہے کہ یہ جدائی کہین - - - "

زبیدہ اتنا کہہ کر پھر خاموش ہو گئی۔

شفیق نے ذرا انبساط ہو کر کہا۔

آہ ما ابھی سے یہ بدگمانی پیاری جس خیال نے تمھین اس قدر مضطرب بنا دیا ہے - اصل یہ ہے کہ وہ خیال تو میرے دل مین پیدا ہونا چاہیئے تھا - کیونکہ مجھ سے بہتر بہت سے نوجوان تمہارے لیے پیدا ہو سکتے ہین - برخلاف اس کے تم جیسا آدمی مجھے کبھی نہین میسر آسکتا - بہر حال اگرچہ مجھے اس کا دعوے نہین کہ میرے دل مین تمہاری جتنی محبت ہے اور جتنا گہرا اُسکا اثر ہے آپ کے دل مین اتنا نہ ہو گا - لیکن البتہ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ ایفاے عہد مردون کا کام ہے اور بدگمانی و غیر مستقل مزاجی عورتون کی شان۔

زبیدہ - عورتین اگر مستقل مزاج نہین ہوتین تو اس مین ان کا کچھ زیادہ قصور نہین - کیونکہ ... خیر اب اس بحث کو جانے دو

یہ کہکر زبیدہ مسکرائی اور شفیق کی طرف دیکھ کر کہا۔

پیارے اگر تمہارا یورپ جانا ضروری ہے تو مین چاہتی ہون کہ تم کوئی نشانی مجھے دو تاکہ مین اس کو دیکھ کر تمہاری یاد کو تازہ کرتی رہون۔

شفیق - میرا دل آپ کے پاس بہترین نشانی ہے - کیا یہ کافی نہین۔

زبیدہ - مجھے فخر ہے کہ تم نے اپنا دل مجھے دیا ہے لیکن میرا مطلب ایک ایسی نشانی سے

جس کو مین آنکھون سے دیکھ کر تمہاری یاد کو تازہ رکھ سکون۔ اور اس سے اضطراب و بیچینی کے وقت تسکین پاؤن۔

شفیق۔ پیاری اور کیا چیز بطور نشانی تمھین دون جبکہ اپنا دل اور اپنا دماغ تمھارے نذر کر چکا۔

اس کے بعد شفیق نے زبیدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کہا

زبیدہ مین پاک محبت اور شرف و عزت کی قسم کھاکر تم سے مستحکم وعدہ کرتا ہون کہ جو محبت میرے قلب مین تمہاری ہے انشاء اللہ اس مین کمی نہ آئے گی اور جب تک مین زندہ ہون اس وقت تمہارے خیال کے سوا دوسرا خیال میرے قلب اور دماغ مین پیدا نہ ہوگا مین نے اپنی زندگی اور دل و دماغ کو تمہاری نذر کر دیا ہے اور اب میرے دل مین کسی دوسرے کی محبت کی بالکل گنجایش نہین۔

زبیدہ۔ لیکن میری خواہش ہے کہ تمہاری کوئی نشانی میرے پاس رہے جو میرے لیے وجہ تسکین ہو۔

شفیق نے اپنی جیبون کو ٹٹولا لیکن کوئی ایسی چیز اسے نہ ملی۔ جو وہ زبیدہ کو بطور نشانی دے سکے اور پھر کہا۔

افسوس پیاری میرے پاس اس وقت کوئی ایسی چیز نہین۔ جو تمھین بطور نشانی دے سکون۔

زبیدہ۔ مجھے کوئی قیمتی چیز درکار نہین ہے کیونکہ سونا چاندی میرے نزدیک کوئی زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

شفیق نے اپنے قمیص سے سونے کا ایک بٹن نکالا جس پر شفیق کے نام کا پہلا حرف منقوش تھا اور زبیدہ کو دیدیا۔

زبیدہ نے بٹن کو غور سے دیکھا اور شفیق کے نام کا پہلا حرف دیکھ کر اسے مسرت ہوئی اور اوس نے ایک سونے کی سیفٹی پن۔ جو اس کے سینہ پر لگی ہوئی تھی نکالی اور شفیق سے کہا۔

زبیدہ لو پیارے یہ میری نشانی ہے جو تم کو میری یاد دلاتی رہیگی۔

شفیق نے سیفٹی پن کو لے لیا اور غور سے اس پر نظر ڈالی اور مسکرا کہا۔

پیاری اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ تم بطور نشانی کوئی چیز مجھ سے طلب کروگی تو مین کوئی بہترین چیز تمہاری خدمت مین پیش کر سکتا۔

دیر تک دونون مین اسی قسم کی محبت و اخلاص آمیز باتین ہوتی رہین لیکن ہر ایک ہی غیرت اور شرم و حیا سے اس قدر محتاط تھا کہ ایک دوسرے کے کپڑے تک بھی مس نہ ہونے پائے شام ہو چکی تھی۔ سورج درختون اور پھولون کی درازون سے جھانک کر زبیدہ کے زاہد فریب حسن کو دیکھ رہا تھا۔ اور دونون تصورات محبت مین محو روشون پر مصروف گلگشت تھے

(۱۷)

رقیب روسیاہ

دونون روشون پر ٹہل رہے تھے کہ بختیار گھبرایا ہوا آیا۔ اور شفیق سے مخاطب ہو کر کہا براہ کرم آپ زبیدہ سے فوراً جدا ہو جایئے۔ اور قصر کے دوسرے دروازے سے باہر تشریف لیجایئے۔ مین آپ کی گاڑی کے کوچبن سے کہہ آیا ہون کہ آپ کو وہ اس دروازہ پر ملے حضور پاشا قصر مین تشریف لا رہے ہین۔ شاید کسی نے حضور پاشا کو زبیدہ اور آپ کی باہمی ملاقات کی خبر کر دی ہے۔

شفیق فوراً قصر کے دوسرے دروازہ سے باہر نکلا اور گاڑی پر سوار ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔

زبیدہ باپ کے یکایک یہان آنے سے پریشان ہو گئی لیکن شفیق کے چلے جانے کے بعد اس کی پریشانی قدرے دور ہو گئی۔ اور اپنی حالت کو درست کر کے تبختر کے ساتھ روش پر ٹہلنا شروع کیا۔ بختیار اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ کچھ دیر اس طرح ٹہلتے رہنے کے بعد قصر سے باہر جانے کے ارادہ سے دروازہ کی طرف چلی۔ کہ اس کا باپ قصر مین داخل ہوا اور زبیدہ نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔ اور ہاتھون کو بوسہ دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ عزیز جب قصر نزہت سے واپس ہوا تو اس کے خیال مین یہ بات پیدا

ہوئی کہ آج شفیق اور زبیدہ کو باہم ملتے ہوئے پاشا کو دکھا دینا چاہیے - تاکہ وہ بدگمانی جسکا اظہار وہ پاشا کے سامنے وقتاً فوقتاً کرتا رہا ہے - پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے - اور پھر شفیق جو خار کی طرح اس کی آنکھوں مین کھٹکتا تھا - زبیدہ سے نہ مل سکے - اور اس کی محبت کا ہمیشہ خاتمہ ہو جائے - اس خیال سے وہ پاشا کے پاس پہونچا - اور ادھر ادھر کی باتون کے بعد پاشا سے کہا کیا آپ دن بھر مکان ہی پر رہتے ہین - اور تفریح کے لیے کہین باہر نہین تشریف لے جاتے -

پاشا - ہان مین بہت کم باہر نکلتا ہون - کوئی ضروری کام ہوتا ہے تو باہر جاتا ہون -

عزیز - کیا آپ اس وقت قصر نزہت مین میرے ساتھ تفریح کے لیے تشریف لے چلین گے -

پاشا بسم اللہ - اس وقت زبیدہ بھی وہان گئی ہے وہ بھی وہان مل جائیگی - اور سب ساتھ واپس چلے آئین گے -

دونون گاڑی پر سوار ہوے لیکن قصر نزہت کے قریب پہنچکر عزیز ڈرا کہ اگر اس کا فریب زبیدہ اور شفیق پر کھل گیا تو اچھا نہ ہوگا - اس لیے اس نے پاشا سے کہا -

معاف فرمائیگا - مین ایک نہایت ضروری چیز ایک جگہ بھول آیا ہون - مین ابھی اس کو لیکر قصر نزہت مین حاضر ہوتا ہون آپ تشریف لے چلین -

یہ کہکر عزیز تو چلا گیا - اور پاشا قصر نزہت مین داخل ہوا زبیدہ نے پاشا کے یکایک یہان آنے کا سبب پوچھا جس کے جواب مین پاشا نے واقعہ بیان کیا لیکن عزیز کا ذکر نہین کیا زبیدہ سمجھ گئی کہ یہ کارروائی عزیز کی ہے - اور آج اس نے اسکو اور شفیق کو خطرہ مین ڈالنا چاہا تھا - لیکن اس کا فریب نہین چلا -

کچھ دیر تک پاشا اور زبیدہ روشون پر ٹہلتے رہے اور جب دیر ہو گئی اور عزیز واپس نہ آیا تو گھر کو واپس ہوے -

شفیق نے گھر پہونچ کر تمام واقعہ اپنی ماں سے بیان کیا اور اس معاہدہ کا بھی ذکر کیا جو زبیدہ مین اور اس مین ہوا تھا اور پھر کہا -

اماں ان باتون کا کسی سے ذکر نہ کرنا - اور میرے یورپ چلے جانے کے بعد زبیدہ سے ملتی رہنا اور اس معاہدہ کو اسے یاد دلاتی رہنا تاکہ میرے بعد معاہدہ مین ضعف نہ پیدا ہو جائے -

(۱۸)

روانگی

چند ہفتہ بعد خدیو معظم کا حکم شفیق کے نام صادر ہوا کہ تعلیم قانون کے لیے وہ "ڈائکسی" (فرانس) کو روانہ ہوجائے لیکن اس کے والد ابراہیم نے خدیو معظم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ چونکہ شفیق کو انگریزی اچھی آتی ہے اس لیے اِکس کے بجائے اگر ادسے حضور والا انگلستان جانے کی اجازت دین تو بہتر ہے

خدیو معظم نے اس کو قبول فرمالیا۔

عزیز کو شفیق کی روانگی کا جب علم ہوا تو رشک وحسد نے اس کو برانگیختہ کیا کہ وہ اس سفر مین اس کے ساتھ اسکندریہ تک ساتھ رہ کر جہان موقع ملے اس کی زندگی کا خاتمہ کردے تاکہ زبیدہ کے معاملہ مین اسکی وجہ سے جو رکاوٹ پیش آرہی ہے وہ دور ہوجائے۔

اس خطرناک کام کے لیے اس نے اسکندریہ کو موزون خیال کیا۔ اور آخر اس ذہنی قرارداد کی بنا پر وہ اس رات کو جس کی صبح کو شفیق روانہ ہونے والا تھا۔ شفیق کے پاس پہونچا اور رات وہین گذاری صبح کو شفیق سے جدائی پر اظہار افسوس کرتے ہوے اس نے کہا کہ اسکندریہ تک مین بھی آپ کو پہنچانے چلون گا۔

صبح کو شفیق گھر سے رخصت ہوکر اسٹیشن پہنچا۔ ابراہیم اسٹیشن تک رخصت کرنے آیا تھا باچشم پرنم بیٹے کو ریل مین بٹھایا اور گاڑی اسکندریہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ بھر عزیز شفیق کا دل بہلانے کے لیے زبیدہ کا ذکر کرتا رہا۔ اور خلوص آمیز الفاظ مین برابر شفیق کو اس امر کا اطمینان دلاتا رہا کہ وہ اس کی عدم موجودگی مین زبیدہ کے ساتھ اس کی شادی کی کوشش کرتا رہے گا۔

مغرب کے قریب ریل اسکندریہ پہونچی شفیق وعزیز اسٹیشن سے نکل کر گاڑی مین سوار ہوے۔ اور اس ہوٹل کی طرف جو دریا کے کنارہ پر تھا روانہ ہوے ہوٹل پہونچکر دونون نے کچھ دیر آرام کیا۔ پھر نہائے۔ اور کپڑے بدلے شفیق کے لیے یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اسکندریہ آیا تھا عزیز نے کہا۔

آؤ ذرا بازار کی سیر کرین۔شفیق ساتھ ہولیا۔رات کے زیادہ حصہ تک دونون بازارون مین پھرتے رہے۔عزیز نے ہرچند کوشش کی کہ کوئی موقع شفیق کی ہلاکت کا ملے لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا۔اور کوئی موقع اس ارتکاب کا اسے نہ ملا۔

تمام تدبیرون سے عاجز آکر اس نے قصد کیا۔کہ کسی ہوٹل مین لیجاکر شفیق کو شراب پلائے اور پھر اس کا کام تمام کردے۔لیکن معاً اس کو خیال آیا کہ شفیق شراب نہین پیتا اور تمام نشے والی چیزون سے نفرت رکھتا ہے آخر دونون پھرتے پھراتے ایک ہوٹل کے سامنے پہونچے جہان کثرت سے لوگ۔کھڑے ہوئے شربت پی رہے تھے۔ہوٹل کا مالک ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا عزیز سے وہ واقف تھا اس لیے عزیز کو دیکھتے ہی اس نے بلایا۔اور دونون ہوٹل مین داخل ہوے۔

مالک نے نہایت تپاک سے شربت کے گلاس پیش کئے اور دونون شربت پینے لگے شفیق شربت پی رہا تھا کہ یکایک اس کی نظر ایک شخص پر پڑی۔جو دور سے ان کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔اور اس وقت شربت پینے والون کے اژدحام کے قریب کھڑا ہوا۔گوشۂ چشم سے دونون کو دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر تک تو وہ اسی طرح کھڑا رہا۔اور پھر ہوٹل مین داخل ہوکر ان سے کسی قدر فاصلے پر بیٹھ گیا اور شربت کا گلاس منگاکر پینے لگا۔غرض جب عزیز شفیق کی ہلاکت کا موقع پانے سے مایوس ہوگیا تو اسنے دوسرے موقع پر یہ خیال کرکے اس رکھا کو اٹھا رکھا کہ برینڈزی نامی جہاز جس پر سوار ہوکر شفیق انگلستان جانے والا ہے۔تین روز بعد اسکندریہ پہونچے گا۔اور اس عرصہ مین اسے کوئی نہ کوئی موقع مل جائیگا۔اس قرارداد کے بعد عزیز شفیق کو ساتھ لیکر باہر نکلا اور چونکہ رات زیادہ گذر چکی تھی اس لیے دونون ہوٹل کی طرف روانہ ہوے۔شفیق نے دیکھا کہ وہ شخص پھر ان کے پیچھے پیچھے آرہا ہے لیکن اُسنے اس کو اتفاق پر محمول کیا۔اور ہوٹل پہونچکر دونون سونے کے ارادے سے پلنگون پر لیٹ رہے

پلنگ پر لیٹتے ہی شفیق کو اپنے مان باپ اور زبیدہ کا خیال آیا۔یہ پہلی رات تھی کہ شفیق مان باپ سے جدا ہوکر رات گذار رہا تھا۔ دیر تک وہ اضطراب وبے چینی سے کروٹین بدلتا رہا اور جب نیند نہ آئی تو اٹھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔جیب سے کچھ کاغذات نکالے اور اس ارادے سے انھین پڑھنے لگا کہ کچھ وقت گزرے یا نیند آجائے۔لیکن ان مین سے بعض کاغذات ایسے بھی تھے جن کے مطالعہ سے اسے اور تکلیف ہوئی۔جب کسی طرح اسے سکون نہ ہوا

کاغذات اس نے جیب مین ڈالے اور دوسرے کمرہ سے اخبار اہرام اٹھا لایا - اور تار کی خبرین پڑھنے لگا - پڑھتے پڑھتے ذیل کی خبر پر اس کی نظر پڑی -

جہاز برینڈزی جو تین روز بعد پہونچنے والا تھا اعلان کے خلاف آج صبح اسکندریہ پہونچیگا اور دوپہر کو وہان سے یورپ کی طرف روانہ ہو جائیگا -

شفیق خوش ہو گیا - اور فوراً اسباب کی درستی مین مصروف ہوا - اسباب کے اندر رکھنے مین اس کی نظر زبیدہ کے عطیہ سیفٹی پن پر پڑی - اور بے ساختہ اس کی زبان سے آہ نکل گئی اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے - سیفٹی پن کو چوما آنکھون سے لگایا - اور پھر احتیاط سے بکس مین رکھ کر بند کر دیا - اسباب کو درست کر لینے کے بعد اس نے گھڑی کو دیکھا ڈھائی بجے تھے - وقت گذارنے کے لیے وہ پھر پلنگ پر لیٹ رہا - اور کچھ دیر کے لیے اسکی آنکھ لگ گئی -

سویرے ہی عزیز شفیق کے کمرہ مین داخل ہوا - وہ رات بھر شفیق کی ہلاکت کی تدبیرون کے خیال مین مشغول تھا اور شفیق کے حال سے بالکل بے خبر شفیق کو سفر کے لباس مین بیٹھا ہوا دیکھ کر وہ چونکا اور پوچھا -

شفیق ہائین کیا تم جا رہے ہو - جہاز تو تین روز بعد آئیگا -

شفیق - ہان یہ پہلی اطلاع تھی - اب اہرام سے معلوم ہوا ہے کہ جہاز آج صبح یہان پہونچ جائیگا اور ظہر کے وقت یورپ کی طرف روانہ ہوگا -

عزیز یہ معلوم کر کے دل مین افسوس کرنے لگا اور اپنی کوششون کے ضایع ہو جانے کا اسے بہت رنج ہوا لیکن اس نے جلد چہرہ بشاش بنا کر کہا -

شفیق کیا اس قدر جلد روانگی کا ارادہ کر لیا ابھی کچھ دن اسکندریہ کی سیر کرو دوسرے جہاز مین چلے جانا -

شفیق - پیارے عزیز اگر ٹھہرنے کا موقع ہوتا تو میرا دل چاہتا تو اسکندریہ سے پر رونق شہر مین ، مین ضرور ٹھہرتا لیکن افسوس ہے کہ مین سفر کے لیے پا برکاب ہون - اور میرا دل زیادہ قیام کو پسند نہین کرتا -

اسی قسم کی باتین ہو رہی تھین کہ جہاز برینڈزی کنارہ پر پہونچا اور شفیق اسباب لے کر جہاز کی طرف روانہ ہوا - جہاز کے کمرہ مین پہونچکر اس نے دیکھا کہ وہی شخص جو رات کو

اس کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا۔ جہاز مین موجود ہے۔

عزیز نے رخصت ہونے سے پہلے شفیق کو پھر اس کا اطمینان دلایا کہ وہ اس کے پیچھے زبیدہ کے متعلق اس کے لیے کوشش کرتا رہے گا۔

آخر جہاز کی روانگی کا وقت آ پہونچا اور عزیز شفیق سے رخصت ہوا۔ وہ شفیق کے اس طرح صحیح و سالم نکل جانے سے کف افسوس مل رہا تھا۔ اور پیچ و تاب سے اس کی بُری حالت تھی۔

اسکندریہ سے جہاز روانہ ہو کر کئی روز مین مرسیلیا پہنچا۔ مرسیلیا پر اوتر کر شفیق ریل مین سوار ہوا۔ اور پیرس پہونچا۔ اور وہان سے لندن۔ لندن کے عظیم الشان اسٹیشن پر مدرسہ کے ایک رُکن نے اس کا استقبال کیا۔ اور اسٹیشن سے مدرسہ لے گیا۔

---

(۱۹)

انقلاب سیاسی

عزیز اسکندریہ سے نہایت پریشان و پشیمان قاہرہ واپس آیا۔ اپنی ناکامی کا اسے اسقدر رنج ہوا کہ اس کی عقل زائل ہو گئی۔ اور بعض ایسی حرکات پر اس نے اپنے کو آمادہ پایا جو ایک شریف انسان کے لیے کسی طرح مناسب نہ تھین۔

۴۔ جون ۱۸۷۹ء کو بدھ کے دن شام کے وقت قاہرہ کے بازارون مین یکایک ایک سیاسی اضطراب پیدا ہوا۔ انگلستان اور فرانس چونکہ موجودہ خدیو مصر کی حکومت سے ناخوش تھے۔ اس لیے انھون نے اس کی کوشش کی کہ اسماعیل پاشا حکومت سے معزول کئے جائین۔ اور یہ کوشش ایک حد تک کامیاب نظر آنے سے شہر مین بےچینی پیدا ہو گئی اور ہر کوچہ بازار مین اس کا ذکر ہونے لگا۔

عزیز کو یہ معلوم ہو کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ اسماعیل پاشا کے معزول کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کی مردہ امیدون مین اس خیال نے جان ڈال دی کہ اسمٰعیل پاشا کے معزول ہونے سے وہ تمام نظام و احکام بھی درہم برہم ہو جائین گے۔ جو پہلے صادر ہو چکے ہین

اور یقیناً شفیق کے یورپ بھیجے جانے کا حکم بھی منسوخ کرکے اس کو یورپ سے واپس بلالیا جائیگا۔ اس خیال سے وہ ہر وقت تازہ خبرون کے معلوم کرنے اور اخبار پڑھنے کا شایق نظر آئیگا اسی رات کو وہ زبیدہ کے باپ کے پاس پہونچا۔ تاکہ واقعات پیش آمدہ پر اس کی رائے معلوم کرے کمرہ مین داخل ہوتے ہی عزیز نے کہا۔

معزز پاشا موجودہ معاملات کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا آپ کی رائے مین انگلستان وفرانس اپنے مطالبہ مین کامیاب ہوجاینگے اور خدیو اسمٰعیل پاشا معزول کردیے جاینگے

پاشا۔ خدیو اسمٰعیل پاشا نے معاملات موجودہ کی نسبت آستانہ علیہ (قسطنطنیہ) سے استمزاج کے لیے ابراہیم پاشا کو اپنی طرف سے بھیجا ہے۔ ان کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ بابعالی (حکومت ٹرکی) اسمٰعیل پاشا سے خوش ہے۔ اور ان کا عزل مناسب خیال نہین کرتا لیکن انگلستان اور فرانس خدیو کو مشورہ دے رہے ہین کہ وہ مستعفی ہوجاین

عزیز۔ آخر انگلستان اور فرانس کو خدیو سے کیا دشمنی ہے اور مصری حکومت پر انگلستان وفرانس کو اتنا دباؤ ڈالنے کا کیا حق ہے۔

پاشا۔ شاید تمھین یہ معلوم نہین کہ موجودہ خدیو مصر کو مصری شہرون خصوصاً قاہرہ کی آراستگی کا نہایت شوق ہے۔ اُنھون نے بیشمار روپیہ اپنے اس شوق کے پورا کرنے پر صرف کردیا ہے اور مصری خزانہ کا روپیہ ختم ہوجانے پر اُنھون نے انگلستان وفرانس سے تقریباً نوے لمیون۔ (ایک لمیون کا دس لاکھ ہوتا ہے) مصری پونڈ قرض لیا ہے۔ اس قرض لینے کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ انگلستان وفرانس نے یہ عذر پیش کرکے کہ حکومت مصر کے آمد وخرچ مین نسبت قائم کی جائے اور زیادہ مصارف یا تغلب سے حکومت کو محفوظ رکھا جائے مصری حکومت کے حسابات کو جانچنے اور قابل اطمینان حد تک لانے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ تاکہ وہ آمد وخرچ کو نگاہ رکھے۔ اس کے بعد دونون سلطنتون نے ایک اور عذر یہ پیدا کیا کہ چونکہ حکومت کو مالی معاملات مین زیادہ دخل ہے اس سبب سے حکومت کی بھی نگرانی کی جائے۔ اس عذر کی بنا پر حکومتِ خود مختار کو پارلیمنٹ مین تبدیل کردیا جائے اور ساتھ ہی صیغۂ وزارت مین دونون نے ایک ایک وزیر اپنا مقرر کیا۔

اس انتظام کے بعد مجلس وزارت نے تخفیف مصارف کے خیال سے سپاہ مین کچھ تخفیف کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ جو سپاہ سے علیحدہ کردیے گئے تھے۔ مجتمع ہوکر دفتر وزارت مین

آگئے اور وزیر اعظم اور وزیر مال کو دفتر مین گھیر لیا اور ان کو بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا۔لیکن عین وقت پر خدیو اسمعیل پاشانے ان کو چند تسکین آمیز الفاظ سے مطمئن کرکے واپس کردیا،،

موجودہ خرابیون ملکی بدانتظامیون اور شورش کا وجود خدیو اسمعیل پاشا کے خیال مین انگریزی اور فرانسیسی وزیرون کا تقرر ہے۔آخر خدیو معظم نے پیچیدگیون کو بڑھتا ہوا دیکھ کر غیر ملکی وزرا کو برخاست کردیا۔اور انگلستان و فرانس اس سے ناخوش ہوکر خدیو کے دشمن ہوگئے۔اور آستانہ علیہ سے درخواست کی کہ خدیو کو معزول کردیا جائے۔دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔،،

عزیزہ پاشا کے بیان سے اس نتیجہ پر پہونچ گیا کہ انگلستان اور فرانس اپنے مقصد مین کامیاب ہوکر رہین گے۔اور موجودہ خدیو معزول کیے جائین گے اور پھر اس کا یہ خیال پورا ہوجائے گا کہ شفیق کو یورپ سے واپس بلا لیا جائیگا،،

عزیز اور پاشا دیر تک اسی قسم کی باتون مین مشغول رہے۔عزیز اپنے قائم کیے ہوے خیال پر مسرور تھا اور انقلابِ حکومت کے معاملہ مین بڑی دلچسپی سے گفتگو کرتا تھا۔

دوسرے دن صبح کو توپون کی آواز سے عزیز کی آنکھ کھلی۔اور پلنگ سے اٹھ کر اسے معلوم ہوا کہ خدیو اسمعیل پاشا معزول کردیے گئے اور ان کی جگہ ان کا بڑا بیٹا محمد توفیق پاشا خدیو مصر مقرر کیا گیا۔

عزیز پر اس تقریر نے حسرت و مایوسی طاری کردی۔اور اس کی وہ تمام امیدین اور خیالات جو وہ شفیق کی واپسی کے متعلق قائم کیے ہوے تھا۔برباد ہوگئین۔کیونکہ توفیق پاشا رعایا سے محبت رکھتا تھا اور ملکی فلاح و بہبودی مین بہت زیادہ حصہ لیتا تھا،،

(۲۰)

احمدؐ عرابی بک

عزیز متواتر ناکامیون سے بدحواس سا ہو گیا۔ اپنے اور شفیق کے معاملہ پر غور کرتے کرتے اس کا دماغ صحیح نہین رہا۔ شفیق کو نقصان پہنچانے کی جو تدبیر اس نے اختیار کی وہ اس مین ہمیشہ ناکام رہا۔ آخری تدبیر معاملہ کو روبراہ لانے کے لیے اس نے یہ سوچی کہ زبیدہ کے باپ پاشا سے اپنی حالت بیان کرکے زبیدہ سے شادی کے لیے اپنا پیام دے۔ لیکن اسے خبر نہ تھی کہ اس کی یہ آرزو بھی قدرت کے خلاف تھی۔ چنانچہ اس نے اس کا ارادہ بھی کیا تھا۔ کہ یکایک احمد عرابی کی بغاوت کا واقعہ پیش آگیا۔ اور اس کے ارادون مین سد راہ ہو گیا۔

مصری سپاہ کے افسرون مین ایک افسر احمد عرابی تھا۔ جو سعید پاشا مرحوم کے زمانہ مین سپاہ مین داخل ہوا۔ اور ترقی کرتے کرتے توفیق پاشا کے عہد حکومت مین کرنیل کے درجہ تک پہونچ گیا تھا۔ مصری لوگون نے سعید پاشا اور اسمعیل پاشا کے دور حکومت مین بہت کم ترقی کی تھی۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ان کو ترقی کا موقعہ ہی نہین دیا گیا تھا۔ توفیق پاشا کے برسر حکومت ہوتے ہی مصریون مین وطن پرستی کا جذبہ پیدا ہوا اور اس جوش مین مزید ترقی اس وجہ سے ہوئی کہ توفیق پاشا مصریون سے محبت رکھتا تھا اور ان کے حقوق کی پوری حفاظت کرتا تھا مصریون کے لیے یہ موقع ایک نعمت غیر مترقبہ تھی اور غیر ملکی یا قومی فوجی اقتدار کو زائل کرنے کے لیے اس سے بہتر وقت ان کو نہین مل سکتا تھا۔ اس لیے عرابی بک نے جو ابتدا سے مصریون مین ہر دلعزیز اور بہادر تھا اور ساتھ ہی ملک پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا۔ حرکت شروع کی۔

ترکی یا کیشین فوجی افسرون کے اقتدار کو جو اس وقت تک مصر پر قبضہ کیے ہوے تھے اور حکومت ہمیشہ ان کے ہاتھ مین رہتی تھی۔ مٹانے کے لیے احمد عرابی بک کھڑا ہوا اور معزز شخص علی فہمی اور عبدالعلی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور باہمی مستحکم معاہدہ کیا گیا۔ کہ ملکی مصالح اور قومی حقوق کی حفاظت کے لیے وہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو موجود ہین۔

تینون نے خفیہ خفیہ اول غیر ملکی اثر کو مٹانے کی روح فوج مین پیدا کی۔ اور پھر ملک مین مذہبی و قومی جنگ کا جوش پیدا کیا۔ اور جب مخالفت کا مواد پختہ ہوگیا تو عرابی فوج کی ایک معقول تعداد ساتھ لے کر خدیو کے محل پر جا چڑھا۔ اور مطالبہ کیا کہ عثمان رفقی وزیر جنگ کو موقوف کر دیا جائے۔ خدیو نے وزیر مذکور کو معطل کر دیا اس کے بعد دوسرے وزیر جنگ کی۔ جو عثمان رفقی کی جگہ مقرر کیا گیا تھا اور جس نے احمد عرابی کے مقاصد مین مدد دینے کا احمد عرابی سے معاہدہ کیا تھا۔ کی سعی و مدد سے احمد عرابی نے خدیو سے کچھ اور مطالبات کئے۔ جو تقریباً سب پورے کئے گئے۔

ان واقعات کے چند روز بعد عزیز نے اخبار طائف مین جو وطن پرستون کا ایک مقتدر اخبار تھا۔ پڑھا کہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو نفرنیل مین ایک شاندار جلسہ حضور خدیو کے ان انعامات پر اظہار شکریہ کے لیے منعقد ہوگا۔ جو انھون نے ملکی فوج کے افسرون کو مزید حقوق دیکر اور فوجی قوانین مین مناسب حال ترمیم فرما کر ملک پر کئے ہین۔ عزیز اس جلسہ مین نہایت جوش و شوق کے ساتھ شریک ہوا۔ جلسہ مین عام لوگون کے علاوہ تمام رؤسائے شہر۔ جنگی افسر اور وزرا شریک تھے۔

سب سے پہلے وزیر جنگ نے کھڑے ہوکر تقریر کی اور خدیو معظم کا نہایت شاندار الفاظ مین شکریہ ادا کیا۔ ان کے بعد ایک اور پستہ قد شخص جس کی چھوٹی سی ڈاڑھی تھی۔ کھڑا ہوا اور معمولی تقریر کے بعد خدیو کے شکریہ پر تقریر کو ختم کر دیا۔

عزیز نہایت غور سے تقریر کرنے والون کو دیکھ رہا تھا۔ جب اس شخص نے تقریر شروع کی تو عزیز نے اپنے پاس والے شخص سے دریافت کیا یہ کون ہے۔ جواب مین تبلایا گیا کہ یہ وزیر اعظم ہین۔ ان کے علاوہ اور کئی شخصون نے تقریرین کین۔ اور آخر مین ایک گندم گون پستہ قد مضبوط و توانا شخص تقریر کے لیے کھڑا ہوا۔ حاضرین جلسہ نے اظہار مسرت کے لیے تالیان بجائین اور دیر تک نعرہ ہائے مسرت ہوا مین گونجتے رہے۔ جب سب خاموش ہو گئے تو اس شخص نے نہایت فصاحت و بلاغت سے موثر پیرایہ مین قوم کی طرف سے پہلے خدیو معظم اور وزارت کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر وطن کی حمایت اور ملکی و قومی حقوق کی حفاظت پر ایک زبردست تقریر کی۔ تمام لوگ خاموشی کے ساتھ تقریر کو سن رہے تھے اور وطن پرستی کا جذبہ ان کے شگفتہ چہرون اور حرکات سے ظاہر ہو رہا تھا۔ عزیز تو سامعین پر موثر تقریر کے اثر کو دیکھ کر

ونگ رہ گیا اور متعجب ہو کر ایک فوجی افسر سے جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہین۔ افسر ہنسا اور کہا۔

ہائین کیا تم اس بہادر افسر کو نہین جانتے جس کے ہاتھ مین اس وقت تمام ملک ہے

عزیز۔ نہین مین ان سے بالکل واقف نہین۔

افسر۔ شاید آپ یہان کے رہنے والے نہین ہین۔ اور حال ہی مین مصر آنا ہوا ہے۔

عزیز۔ نہین ایسا تو نہین ہے۔ مین یہان کا رہنے والا ہون یہین پیدا ہوا ہون۔ اور میری عمر کا زیادہ حصہ یہین بسر ہوا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مجھے اس وقت تک معزز مقرر سے تعارف کی عزت حاصل نہین ہوئی۔

افسر۔ تعجب ہے کہ آپ احمد بک عرابی جیسے مشہور شخص سے واقف نہین ہین۔ جن کو مصر کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد عزیز واپس آیا۔ لیکن جلسہ مین وطن پرستون کا اقتدار دیکھ کر اپنے دل مین یہ خیال لے کر کہ وہ بھی وطن پرستون کی جماعت مین داخل ہو کر کچھ اقتدار حاصل کرے اس سلسلہ مین اُسے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ کچھ روپیہ خدمت وطن کے لیے خرچ کر کے بہت جلد وہ ایک افسر بن سکتا ہے اور پھر اس کی یہ غرض آسانی سے پوری ہو سکتی ہے کہ اس کے اقتدار کا اثر زبیدہ اور اس کے باپ پر پڑے۔ اور وہ اس کے جذبہ وطن پرستی کو عزت کی نظر سے دیکھین۔

---

(۲۱)

قصر عابدین کا حادثہ

وطن پرستون کی جماعت مین شریک ہو کر زبیدہ کے باپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال نے عزیز کے دل و دماغ کو پھر تازہ کر دیا۔ اور گذشتہ مایوسیون کے خیال کو دور کر کے اس نے فوجی قانون اور امور سیاسی کا مطالعہ شروع کیا۔ فوجی نقل و حرکت اور مطالبات مین وہ نہایت دلچسپی سے حصہ لینے لگا۔ اسی اثنا مین قصر عابدین کا حادثہ پیش آیا جس مین

عزیز بھی بطور ایک تماشائی کے شریک تھا۔ سپاہ نے قصر خدیو کو چارون طرف سے گھیر کر دروازون پر توپین لگا دین۔ فوج کے خلاف معمول اس طرح قصر حکومت اور دفتر وزارت کو گھیر لینے سے شہر مین ایک تشویش پیدا ہو گئی۔ تماشائی بازارون گلیون اور اپنے اپنے گھرون کے دروازون پر کھڑے خوفناک نظرون سے سپاہ کی نقل و حرکت کو دیکھ رہے تھے اور عورتین چھجون اور کھڑکیون سے مضطرب و پریشان توپون اور سپاہ کو دیکھ رہی تھین کہ یکایک قصر کا دروازہ کھلا اور خدیو معظم گھوڑے پر سوار قصر سے باہر نکلے۔ دو محافظان کے پیچھے تھے۔

قصر سے باہر نکل کر خدیو معظم نے احمد عرابی کو جو وطن پرستون کا سرگروہ تھا۔ اپنے قریب بلایا۔ احمد عرابی ننگی شمشیر لیے گھوڑے پر چند سپاہیون کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ خدیو نے حکم دیا کہ تلوار کو نیام مین کر کے تنہا اور پیادہ آؤ۔ احمد عرابی نے تلوار نیام مین ڈال اور گھوڑے سے اتر کر پیادہ و تنہا خدیو معظم کے قریب پہونچا۔

خدیو معظم نے اس کو مخاطب کر کے کہا۔

احمد عرابی کیا مین تمھارا بادشاہ اور آقا نہین ہون۔

احمد عرابی۔ حضور ہمارے بادشاہ اور آقا ہین۔ اور حضور کو اپنا بادشاہ مان کر ہم یہان اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوے ہین۔

خدیو۔ کیا مین نے تم کو سپاہی کے درجہ سے ترقی دے کر کرنیل کے درجہ تک نہین پہونچایا ہے

احمد عرابی۔ بیشک حضور نے مجھے کرنیل کا معزز عہدہ عنایت فرمایا ہے۔ اور مین اس کا ہر طرح مستحق تھا کیونکہ مین چار سو سوارون کا پہلے سے افسر تھا۔

خدیو۔ تم یہان پر کیونکر اور کس غرض سے آئے ہو۔ اور سپاہ اور توپون سے قصر کو گھیر لینے کا تمھارا کیا مقصد ہے۔

احمد عرابی۔ حضور کی عدالت انصاف پسندی سے اپنے حقوق حاصل کرنا اور مناسب مطالبات پیش کرنا اس اجتماع کا مقصد ہے۔

خدیو۔ وہ مطالبات کیا ہین

احمد عرابی۔ موجودہ وزارت کو توڑ کر پارلیمنٹ کا قیام، سپاہ کی زیادتی، نئے فوجی قانون کی تصدیق اور شیخ الاسلام کا عزل ملک اور قوم کے مطالبات ہین۔ اور مجھ کو اس سپاہ کے ساتھ ملک نے اس مطالبہ کے لیے نائب بنا کر حضور کی خدمت مین بھیجا ہے۔

خدیو۔ لیکن یہ تمام مطالبات تو فوج سے تعلق نہین رکھتے۔
یہ کہکر خدیو معظم اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور قصر مین واپس چلے گئے اور کچھ توقف کے بعد انگریزی قنصل قصر سے نکلا۔ اور احمد عرابی کے قریب پہنچکر کہا۔
معزز افسر آپ نے جو مطالبات خدیو معظم سے کئے ہین ان کا جواب یہ ہے کہ وزارت کا توڑ دینا خدیو معظم کے اختیارات مین ہے پارلیمنٹ کا قیام ملک اور قوم کی رائے پر موقوف ہے رہا۔ فوج کی زیادتی کا مسئلہ اس کی بظاہر ضرورت نہین۔ اس لیے کہ ملک مین امن وامان ہے اور کسی قسم کی شورش نہین پائی جاتی۔ نئے فوجی قانون کی تصدیق مجلس وزارت کے بحث ومباحثہ کے بعد ہوگی۔ اور شیخ الاسلام کا عزل بلاوجہ نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اسکا کوئی سبب نہین پایا جاتا کہ شیخ الاسلام کو معزول کردیا جائے۔
احمد عرابی۔ جناب قنصل! ہمین نے جو مطالبات کئے ہین۔ بحیثیت قائم مقام ملک کے کئے ہین۔ رعایا نے باتفاق رائے مجھے نائب بناکر حکومت کی خدمت مین بھیجا ہے اور سپاہ کو میرے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ وہ چونکہ ملک اور رعایا کی محافظ ہے۔ اس لیے وہ اس کی قوت سے اپنے مطالبات حاصل کرنا چاہتی ہے مین نہایت جرات کے ساتھ جناب کو آگاہ کرتا ہون کہ جبتک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے جائینگے اور ان کو نافذ نہ کردیا جائے گا۔ سپاہ اپنی جگہ نہ چھوڑیگی۔
قنصل۔ کیا تم اپنے مطالبات کو فوجی قوت سے تسلیم کرانا چاہتے ہو۔ شاید تم نے اس پر غور نہین کیا کہ مطالبات کے تسلیم کرانے کا یہ طریقہ نہایت خطرناک ہے اور اندیشہ ہے کہ اس سے ملک ایک مصیبت وآفت مین مبتلا ہوجائے۔
احمد عرابی۔ یہ صرف آپ کا خیال ہے۔ ایسا نہین ہوسکتا۔ ملک مین ایک شخص بھی ایسا نہین ہے جو ہمارے مطالبات کو صحیح اور بجا نہ تسلیم کرتا ہو۔ اور چونکہ ہم اندرون ملک کی اصلاح چاہتے ہین اور امور خارجیہ سے ہم کو کوئی بحث نہین ہے۔ اس لیے ہم اپنی پوری طاقت سے اصلاح کا مطالبہ کرینگے۔ خواہ اس مین ہمین کتنا ہی نقصان اُٹھانا پڑے یہان تک کہ اگر ہماری جان بھی اس مین ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہو تب بھی اپنے مطالبات سے دستبردار نہ ہونگے
قنصل۔ اگر تمہارے مطالبات کو تسلیم نہ کیا گیا تو تم کیا کروگے کیا تمہارے پاس اتنی قوۃ

ہے کہ تم مطالبات کے تسلیم کرانے مین اس کو کام مین لاسکو۔

احمد اعرابی۔ مین پہلے عرض کر چکا ہون کہ ملک کے مطالبات تسلیم کرانے مین، مین پوری قوت سے کام لونگا۔ اگر اس طرح تسلیم نہ کیے گئے تو پھر فوجی قوت سے کام لیا جائیگا اور میرے لیے یہ امر بہت آسان ہے کہ لاکھون ایسے آدمی ان مطالبات کو تسلیم کرانے کے لیے چند روز مین جمع کر لون۔ جو میری اطاعت و فرمانبرداری مین ذرہ بھر تامل نہ کرین گے۔

قنصل۔ فرض کرو کہ تمہارے مطالبات رد کر دیے گئے اب بتاؤ تم کیا کروگے۔

احمد اعرابی۔ ایسی صورت مین میرا ایک آخری جواب ہوگا۔

قنصل۔ وہ کیا۔

احمد اعرابی۔ وہ ابھی نہین بتایا جا سکتا۔ جب بالکل مایوسی ہو جائیگی۔ اس وقت وہ کہا جائیگا یہ گفتگو تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔ قصر حکومت مین تمام وزرا اور خدیو مطالبات پر بحث و مباحثہ مین مصروف تھے۔ عزیز ان واقعات کو حیرت سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور عرابی کی جرات و دلیری پر ششدر تھا۔

آخر قنصل قصر مین چلا گیا اور کافی غور اور بحث و مباحثہ کے بعد خدیو معظم اور انگریزی قنصل کو احمد اعرابی کے مطالبات تسلیم کر لینے پڑے۔ جن مین سے بعض فوراً نافذ کر دیے گئے اور بعض کے نفاذ کا حکومت ٹرکی سے مشورہ کر لینے اور اجازت مل جانے پر وعدہ کیا گیا۔

احمد عرابی نے خدیو کے مواعید کو مان لیا لیکن وہ اس امر پر مصر رہا کہ وزارت کو فوراً برطرف کر دیا جائے۔ دیر تک ارکانِ حکومت مین اس پر بحث ہوتی رہی۔ اور آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ وزارت کو توڑ کر ایک ایسی وزارت ترتیب دی جائے۔ جس کی اطاعت و فرمانبرداری کا سپاہ حلف اٹھائے اور ملک کی اصلاح کے تمام کامون کو اسپر چھوڑ دے احمد عرابی نے اس کو تسلیم کر لیا۔ اور احمد عرابی کے مشورہ سے نئی وزارت ترتیب دی گئی۔
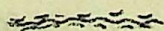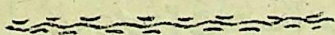
(۲۲)

عزیز آفندی

وطن پرست طبقہ کی قوت اور قصر عابدین کے واقعہ مین اس کی کامیابی اور برتری کو دیکھکر عزیز کے دل مین یہ شوق بہت زیادہ بڑھ گیا کہ وہ بھی اس طبقہ مین شریک ہوکر ناموری حاصل کرے۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ زبیدہ کا خیال اس خصوص مین معلوم کرے۔ کہ آیا وہ اس طبقہ کے کامون سے دلچسپی رکھتی ہے یا نہین اس خیال کو معلوم کرنے کے لیے اس نے دلالہ کو زبیدہ کے گھر بھیجا دلالہ حسب معمول اموال تجارت لیکر زبیدہ کے ہان پہنچی اور عورتون کو چیزین دکھانی شروع کین۔ زبیدہ اس وقت پُرتکلف لباس مین تھی اور چیزون کو اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔

دلالہ نے بکس کے اندر سے ایک خوبصورت کنگھی جو مچھلی کے دانت کی بنی ہوئی تھی نکالکر زبیدہ کی خدمت مین پیش کی اور عرض کیا۔

پیاری بیٹی مین نہایت خوشی کے ساتھ یہ حقیر کنگھی تمہاری خدمت مین بطور تحفہ کے پیش کرتی ہون مجھے اُمید ہے کہ تم اسے قبول فرماکر مجھے عزت بخشوگی۔

زبیدہ دلالہ کی ملاطفت آمیز باتون سے بے حد مسرور ہوئی۔ اور اس کی خواہش کے مطابق اس کا یہ ہدیہ قبول کرلیا۔

عورتین سامان کو دیکھ رہی تھین اور مختلف باتین کرتی جاتی تھین۔ یہان تک کہ قصر عابدین کے حادثہ تک نوبت پہونچی اور دلالہ نے کہا۔

وطن پرست طبقہ اس وقت ملک کے حقوق کے لیے جو کوشش کررہا ہے وہ ہر طرح قابل قدر ہے۔ مصر کا تمام خطہ اس وقت ان لوگون کے ہاتھ مین ہے۔ اور ملک اب ان لوگون پر فخر کرتا ہے۔ جو وطن کی حمایت اور ملک کے حقوق کی حفاظت کے لیے اپنی جانون کو ہتھیلیون پر رکھے ہوئے ہین اور بے خوف وخطر حکومت سے مقابلہ کررہے ہین۔ یہی لوگ ہین جن کی ذات پر اس وقت ملک کی بہبودی منحصر ہے"

دلالہ کی تقریر سن کر زبیدہ نے کہا۔

خالہ امان سپاہ اگر جنگ کی حالت مین بھی اسی طرح پُر جوش اور باہمت رہی۔ جس طرح امن وامان کی حالت مین ہے۔ تو وہ بیشک پرستش کے قابل ہے اور اس مین تو کلام نہین کہ سپاہ ایک بہترین قوت اور مصالح ملکی کی حفاظت کا ایک زبردست آلہ ہی دلالہ۔ بیٹی یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا فوجی افسر اور سپاہی تاجرون اور اہل علم وفضل لوگون سے بڑھ سکتے ہین۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ کہ تم اہل علم اور تجارت پیشہ لوگون پر سپاہ کو ترجیح دیتی ہو۔

زبیدہ یہ خیال کرکے کہ بڑھیا بات کو ٹال رہی ہے۔ خاموش ہو رہی۔ اور اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔"

دلالہ زبیدہ کے پرزور الفاظ سے اس نتیجہ پر پہونچ گئی کہ وہ وطن پرست طبقہ اور سپاہ کو محبوب رکھتی ہے۔ اس کا مقصد حاصل ہوگیا اور پھر اس نے جلدی جلدی معاملہ کو ختم کرکے گھر کی راہ لی۔ عزیز ابھی تک انتظار مین اس کے گھر بیٹھا ہوا تھا۔ عزیز کو دیکھتے ہی اس نے کہا۔

بیٹا مبارک ہو، زبیدہ وطن پرست طبقہ اور سپاہ کو بہت محبوب رکھتی ہے۔ اور ان کی خدمت کو پسندیدہ نظرون سے دیکھتی ہے۔ عزیز خوش ہوگیا اور دلالہ کے گھر سے نکل کر سیدھا زبیدہ کے باپ کے پاس پہونچا تاکہ اس کی رائے بھی اس خصوص مین معلوم کرے۔ پاشا گھر مین موجود تھا۔ عزیز نے کمرہ مین پہنچکر دیکھا کہ پاشا اس وقت متفکر اور کچھ پریشان سا ہے۔ عزیز نے کہا۔

حضرت پاشا کیا قصر عابدین کے حادثہ مین آپ موقع پر تشریف رکھتے تھے اور آپ نے وطن پرستون کی جرات اور دلیری کا مشاہدہ کیا ہے۔ سپاہ کی کامیابی سے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے۔ اور اب سپاہ کی عزت ووقعت میرے دل مین بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اس وقعت کے حاصل کرنے کا جذبہ میرے دل مین موجزن ہے۔

پاشا۔ بیشک فوجی خدمت اشرف خدمات مین سے ہے لیکن یہ خدمت جس قدر وقیع و شریف ہے اسی قدر پُر خطر بھی ہے۔

عزیز۔ بجز زمانۂ جنگ کے اور کوئی خطرہ فوجی خدمت مین مجھے نظر نہین آتا۔

پاشا۔ لیکن تمھین اس کی کیا ضرورت ہے ماشاء اللہ تم مالدار ہو لیکن باین ہمہ اگر

تمہاری خواہش فوج مین داخل ہونے کی ہے۔ تو اس وقت کیا کروگے۔ جبکہ خدا نخواستہ جنگ کی کوئی صورت پیش آئے۔

عزیز۔ خیر مجھے اس کا خوف نہین زمانہ جنگ مین جو اس وقت کی مصلحت مقتضی ہوگی کیا جائیگا ابھی سے اس کا خطرہ عبث ہے

عزیز نے مذکورۂ بالا الفاظ بظاہر یہ دکھلانے کے لیے کہے تھے کہ پاشا کے دل مین اسکی شجاعت و بسالت کا سکہ بیٹھ جائے۔ اگرچہ اس کے دل مین یہی تھا کہ اگر خدا نخواستہ ایسا موقع پیش آئیگا تو وہ فوراً فوجی خدمت سے سبکدوش ہو جائے گا۔

پاشا۔ اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو مین احمد عرابی کو ایک خط لکھ دیتا ہون۔ وہ میرا دوست ہے اور میرے اور اس کے تعلقات بہت پرانے ہین۔ میرا خط اس کے پاس لے جانا وہ وزیر جنگ کی خدمت مین پیش کر کے تمھین کوئی معزز عہدہ دلوا دے گا لیکن کیا تمھین فوجی قواعد آتی ہے۔

عزیز۔ فوجی قواعد وغیرہ سیکھ لینا میرے لیے کچھ دشوار نہین ہے۔ کچھ مین جانتا ہون۔ اور کچھ جلد سیکھ لون گا۔

پاشا نے قلم ہاتھ مین لیا اور پُر تکلف و نفیس کاغذ پر خط لکھ کر عزیز کے حوالہ کیا۔ عزیز خط لیکر احمد عرابی کے پاس پہونچا جہان ایک معقول مجمع تھا۔ دیر تک لوگ آتے جاتے اور معاملات پر مشورہ کرتے رہے جب عرابی فارغ ہوا اور تمام لوگ چلے گئے تو عزیز نے پاشا کا خط پیش کیا۔ احمد عرابی نے خط پڑھکر عزیز کی طرف دیکھا۔ اور کہا

تمہارا نام عزیز آفندی ہے اور تم سید جندب کے صاحبزادے ہو۔ یہ کہکر عزیز کو اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا۔ تمہارے دل مین فوجی خدمت کا ولولہ کیونکر پیدا ہوا تم تو ماشاءاللہ مالدار اور صاحب جائداد ہو۔

عزیز۔ فوجی خدمت سے میری غرض حصول مال نہین بلکہ وطن کی خدمت ہے مین صرف وطن کی خدمت کرنا چاہتا ہون۔ اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ مین سپاہ مین داخل ہو جاؤن

احمد عرابی۔ شاباش۔ شاباش۔ صاحبزادے تمہاری اس جرأت پر مجھے تعجب ہوتا ہے بیشک تم وطن کو محبوب رکھتے ہو۔ لیکن تمہارا وطن تو مصر نہین ہے شاید تم مغربی الاصل ہو

عزیز۔ جی ہان مین مغربی الاصل ہون۔ لیکن میرے دادا مرحوم بلاد غرب سے ترک وطن

کرکے محمد علی پاشا کے زمانہ مین مہمان آئے اور بحیثیت ایک فوجی افسر کے مدتون فوجی خدمت ادا کی انہ قاہرہ کو اپنا وطن بنا کر یہین رہے اس لیے مین کہہ سکتا ہون کہ اب میرا وطن مصر ہی ہے۔

احمد عرابی۔ خدا تمھارے ارادون مین برکت عطا فرمائے۔ مین بڑی خوشی سے تمھارے لیے کسی بڑے عہدہ کی وزیر جنگ سے سفارش کرون گا۔ لیکن تم مجھ سے اس کا معاہدہ کرو کہ ضرورت کے وقت تم وطن کی خدمت مال سے بھی کرو گے۔

عزیز کو احمد عرابی کا یہ سوال ناگوار گذرا لیکن مصلحت وقت خیال کرکے اس نے اپنے جذبات کو چھپایا اور کہا۔ مین اس کے لیے بخوشی آمادہ ہون۔ میری جان اور مال دونون وطن کے لیے ہر وقت حاضر ہین۔

احمد عرابی نے عزیز کا شکریہ ادا کیا۔ اور وزیر جنگ کے نام ایک خط لکھ کر عزیز کے حوالہ کیا۔

عزیز، عرابی کا خط لے کر وزیر جنگ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وزیر جنگ نے عزیز سے وعدہ کیا کہ وہ جلد کوئی معزز عہدہ اس کو دین گے۔

چند روز بعد وزیر جنگ نے عزیز کو بلایا۔ اور لفٹنٹ کا معزز منصب عنایت فرما کر قیمتی فوجی لباس جس کے کندھون اور کفون پر زرین کام تھا عزیز کو پہنایا۔

(۲۳)

ذلت پر ذلت

شفیق کے چلے جانے کے بعد زبیدہ ہر وقت شفیق کے خیال مین محو رہتی تھی۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ اس کے سامنے شفیق کا کوئی ذکر کرے۔ وہ وقتاً فوقتاً خفیہ طور سے شفیق کی والدہ سے ملتی تھی اور اس کی خیریت دریافت کرتی رہتی تھی لیکن شرم و حیا سے شفیق کے متعلق اور کسی قسم کا تذکرہ نہ کر سکتی تھی۔

شفیق کی والدہ زبیدہ سے نہایت اخلاق سے پیش آتی اور خاطر و مدارات کرتی تھی اور شفیق

کی محبوبہ ہونے کے خیال سے اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ دونون کی ملاقات پاک محبت کا ایک دل فریب منظر ہوتا تھا۔ چند ملاقاتون مین دونون کا ارتباط بہت بڑھ گیا۔ اور اب اتنا موقعہ ملنے لگا کہ زبیدہ شفیق کے متعلق ایک حد تک کچھ بے تکلف ہو گئی۔ اور شفیق کی تعلیم وغیرہ کے متعلق باہم دیر تک باتین ہونے لگین۔ اخبارات مین شفیق کے متعلق جو حالات شایع ہوتے ان کے تذکرہ سے دونون لطف اٹھاتی تھین۔

زبیدہ ایک دن گاڑی پر سوار ہو کر شارع عباسیہ کی طرف چلی تاکہ تفریح کے ساتھ ہی اپنے محبوب کا گھر دیکھ کر کچھ تسکین قلب بھی حاصل کرے۔ گاڑی سڑک پر جا رہی تھی اور بختیار گاڑی کے آگے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ یکایک ایک سوار گلی سے نکل کر زبیدہ کی گاڑی کے سامنے سے گذرا اور بختیار کو گاڑی روکنے کا اشارہ کیا لیکن چونکہ گاڑی تیزی سے جا رہی تھی اس لیے وہ فوراً نہ رکی اور سوار بھی اس کے ساتھ برابر دوڑتا چلا آیا۔

زبیدہ نے کھڑکی سے سوار کو گاڑی کے برابر دوڑتا ہوا دیکھ کر بختیار سے دریافت کیا کہ یہ سوار کیون گاڑی کے برابر چلا آتا ہے۔ بختیار نے کوچبین سے گاڑی رکوائی۔ سوار بالکل گاڑی کے قریب آ گیا۔ اور گھوڑے کو ٹھہرا کر گردن پر تھپکی دی۔

سوار فوجی لباس پہنے ہوے تھا اور سر پر عزیزیہ کیپ (ٹوپی) کسی قدر ترچھی رکھی ہوئی تھی گھوڑے پر جھک کر اس نے زبیدہ کی طرف دیکھا۔ لیکن زبیدہ نے فوراً کھڑکی بند کر لی بختیار نے کہا۔

آفندی آپ کا کیا مطلب ہے۔

عزیز۔ کچھ نہین صرف معزز خاتون کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہون۔

بختیار۔ لیکن ہمارے ملک کا تو یہ قاعدہ نہین ہے کہ معزز خواتین کی گاڑیان اس طرح رکوا کر سلام کیا جائے۔

عزیز۔ معزز خاتون کی مہربانی و عنایت نے مجھے اس جرات پر آمادہ کیا ہے۔

بختیار نے نفرت سے عزیز کو دیکھا اور کہا۔

مناسب یہ ہے کہ آپ فوراً تشریف لے جائین۔ اور اپنے فوجی لباس کی عزت و وقعت کو ہاتھ سے نہ دین۔

عزیز۔ دیکھو کیا کہہ رہے ہو۔ تم کسی معمولی شخص سے مخاطب نہین ہو۔ بلکہ ایک فوجی افسر سے

مخاطب ہو۔

یہ الفاظ کسی قدر بلند آواز سے عزیز نے کہے تاکہ زبیدہ سنے اور کھڑکی کھول کر اس کی طرف دیکھے۔

بختیار- آپ کا لباس بیشک آپ کو فوجی افسر ہونا بتاتا ہے۔ لیکن فوجی افسر اتنے بے وقوف اور بدطینت نہین ہوتے کہ وہ باعفت لڑکیون اور عورتون سے بازارون مین اس طرح گفتگو کرین۔ جس طرح تم چاہتے ہو ملکی سپاہ اور اس کے افسر محافظ ملک و وطن ہین اور امن و امان کے ضامن ان کا یہ کام نہین ہے کہ رستہ چلنے والون کو تکلیف دین۔ قسم ہے خدائے بزرگ کی اگر فوجی لباس کی عزت میرے دل مین نہ ہوتی تو تمہاری اس جرأت کا مزا تمھین ایسا چکھاتا کہ عمر بھر یاد کرتے۔

عزیز- (غضبناک ہوکر) مجھ جیسے افسر کے لئے تجھ جیسے غلام سے گفتگو کرنا کسر شان ہے۔ مین تجھ سے بات کرنا نہین چاہتا۔ بلکہ تیری آقا معزز خاتون سے بات کرنا چاہتا ہون

بختیار- اپنے مرتبہ کا خیال کرکے بہتر ہے کہ تم چپ چاپ یہان سے چلے جاؤ اور جو کچھ ہو چکا ہے اسی پر اکتفا کرو۔

عزیز- اچھا تم اپنے آقا سے اتنا کہدو کہ کیا وہ شفیق جیسے غریب طالب علم سے باتین کرنے کو عزیز جیسے دولتمند اور فوجی افسر سے بہتر خیال کرتی ہین۔ حالانکہ عزیز اپنے مرتبہ کے لحاظ سے اسکا زیادہ استحقاق رکھتا ہے کہ وہ اس سے باتین کرین۔

بختیار (غصہ سے بے اختیار ہوکر) دور ہوائے ملعون تیری شامت تو نہین آئی ہے،، یہ کہکر اس نے کوچبین کو اشارہ کیا کہ گاڑی کو آگے بڑھائے اور گھوڑون کو تیز کردے گاڑی روانہ ہوئی۔ اور عزیز بدحواس و پریشان وہین کھڑا رہ گیا۔ اس کی جرأت نے جواب دیدیا اور وہ امیدین جنھون نے اس کو مایوسیون کے بعد کسی قدر شگفتہ کردیا تھا۔ سب جاتی رہین۔ دیر تک وہ اس پر غور اور اپنی کوششون کے ضایع ہوجانے پر افسوس کرتا رہا۔ آخر ایک نئے خیال نے امیدون مین جان ڈال دی اور اس نے یہ رائے قائم کرکے کہ اس وقت زبیدہ کا اس سے نہ بولنا یا اس کی طرف نہ دیکھنا صرف اس وجہ سے تھا کہ بختیار اس کے ساتھ تھا اگر وہ تنہا ہوتی تو کبھی ایسا موقع پیش نہ آتا۔ گھر کی راہ لی۔

گاڑی کے بڑھنے پر زبیدہ بختیار پر بہت ناخوش ہوئی کہ کیون اس نے عزیز کو گفتگو کا

موقعہ دے کر بات بڑھائی بختیار نے کہا۔

محترم خاتون آپ کو معلوم نہین کہ وہ تمہارے متعلق کیا کیا خیالات قائم کیے ہوے ہے اور کتنی امیدین باندھے بیٹھا ہے۔ اس نے یہ فوجی عہدہ صرف اس لیے حاصل کیا ہی کہ لوگون کی نظرون مین اپنی وقعت قائم کرے۔ لیکن اسے یہ معلوم نہین کہ لباس سے وقعت حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ عادات وخصائل اور قابلیت سے عزت نصیب ہوتی ہے۔ واللہ بالعد اگر مجھے اس وقت آپ کا خیال نہ ہوتا تو مین اس کو ایسا مزا چکھاتا کہ وہ عمر بھر یاد کرتا اور اب بھی کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد اس کو بتلاؤن گا کہ اس قسم کی جرأت کا کیا نتیجہ نکلتا ہی

زبیدہ۔ بختیار اس وقت وطن پرستون اور سپاہ کا ملک مین بڑا اقتدار ہے اور حکومت کے سیاہ وسفید کے وہی مالک ہین وہ جو چاہتے ہین حکومت کو مجبور ہو کر وہی کرنا پڑتا ہے اور کسی مین ان کی مخالفت کی قوت نہین ہے اگر خدا نخواستہ ابا جان کو یہ واقعہ معلوم ہو گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ کہین وہ ناخوش نہ ہو جاوین۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ اب اس کا خیال ہی چھوڑ دیا جائے۔ اور جو کچھ ہو چکا ہے اس پر خاک ڈال دی جائے۔

بختیار۔ بہتر ہے۔ اس مین شک نہین کہ اس وقت وطن پرستون کا زور ہے حادثہ عابدین کی کامیابی نے ان کے حوصلون کو بہت بڑھا دیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ احمد عرابی نے جو وطن پرستون کے سرگروہ ہین۔ مشرقی عربون کو اپنے ساتھ ملا کر ان سے اتحاد پر حلف لے لیا ہے۔ اس سے انگلستان اور فرانس نہایت پریشان ہین۔ اور انھین اسکا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہین ان کی اصلاحی کوششون کا مصر مین خاتمہ نہ ہو جائے اس لیے انھون نے حکومت ٹرکی سے اس معاملہ پر مشورہ کرنے کے لیے ایک وفد بھیجا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ انگلستان اور فرانس خدیوی حکومت کے برقرار رکھنے کے لیے ہر طرح کی امداد واعانت پر آمادہ ہین۔

زبیدہ۔ انگلستان اور فرانس کو دوسرون کے معاملات مین مداخلت سے کیا غرض۔ وطن پرست اگر کچھ چاہتے ہین تو صرف وطن کی اصلاح چاہتے ہین۔ انگلستان وفرانس کیون ان کوششون کو بری نظرون سے دیکھتے ہین اور کیون انکے ارادون مین مزاحمت کرتے ہین۔

بختیار۔ چونکہ مصری حکومت انگلستان وفرانس کی مقروض ہے۔ اس لیے یہ دونون حکومتین اپنے حقوق کی حفاظت مین کوشان ہین۔ اس قسم کی باتین ہو رہی تھین کہ گاڑی گھر کے

دروازہ پر پہنچی - اور زبیدہ نے گاڑی سے اترتے ہوے مختیار سے کہا کہ - جو واقعہ گذرا ہے - اس کو کسی سے بیان نہ کرنا اور اس کی پوری حفاظت کرنا -

(۲۴)

شفیق کے والدین کا سفر انگلستان

عزیز مکائد و فریب کاری مین مشغول تھا لیکن بدقسمتی سے اس کی ایک کوشش بھی کارگر نہین ہوئی - وہ اپنی ناکامی برداشت پیس کر رہ جاتا تھا - اور شفیق پر اس کا رشک حسد برابر بڑھتا جاتا تھا - زبیدہ کی محبت ابھی تک اس کے دل مین تھی - لیکن مختیار کی گستاخی کا ملال بھی قلب مین بیٹھ گیا تھا اور اس کا جی چاہتا تھا کہ شفیق کے ساتھ ہی ساتھ مختیار کو بھی اپنا دشمن سمجھ کر انتقام لے - تاکہ بھران کانٹون کے راہ سے دور ہو جانے پر زبیدہ سے تقرب اس کے لیے آسان ہو جائے -

عزیز ان ہی افکار و آلام مین مبتلا اور نئی تجاویز مین مصروف تھا کہ محکمہ جنگ سے اس کو اسکندریہ جانے کا حکم ملا - یہ حکم عزیز کے لیے پیام موت سے کم نہ تھا - اس نے اس وقت فوجی خدمت کی مشکلات کو محسوس کیا - لیکن وہ کیا کر سکتا تھا - بات اس کے اختیار سے باہر تھی اور تعمیل احکام کے لیے مجبور تھا -

عزیز اسکندریہ روانہ ہوا لیکن اس کا دل قاہرہ مین پڑا تھا اور اس کے جانے کے بعد ہی وزارت اور پارلیمنٹ مین اختلاف رونما ہوا - اور بڑھتے بڑھتے اس درجہ تک پہنچ گیا کہ وزرار کو مجبور ہو کر استعفا دینا پڑا - اور دوسری وزارت مرتب ہوئی جس مین محمود سامی وزیر اعظم اور احمد عرابی وزیر جنگ مقرر ہوے - احمد عرابی کو پاشا کا خطاب بھی ملا احمد عرابی کا وزیر جنگ مقرر ہونا ملک مین مسرت کے ساتھ دیکھا گیا - اور اس تقرر سے وطن پرستون کے نہ صرف حوصلے بڑھ گئے - بلکہ ملک مین ان کا اقتدار پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا - احمد عرابی نے وزیر جنگ کے عہدہ پر پہونچکر سپاہ کی رجمنٹون کو ادھر سے ادھر مناسب حال منتقل کرنا شروع کیا - عزیز معہ اپنے سپاہیون کے پھر قاہرہ بلا لیا گیا - اور احمد عرابی نے اس کو

معمولی افسر کے درجہ سے یوزباشی (کپتان) کے درجہ پر ترقی دی۔ عزیز اس ترقی سے بے حد مسرور ہوا۔

اس انقلاب اور احمد عرابی کے وزیر جنگ مقرر ہو جانے کو انگلستان اور فرانس نے اپنے مصالح کے خلاف سمجھا۔ اور خدیو کو لکھا کہ وہ فوراً موجودہ وزارت کو برخاست کریں اور احمد عرابی اور اس کے ساتھیوں کو قاہرہ سے کسی دور دراز مقام پر بھیجدیں تاکہ ملک سے شورش و بغاوت فرو ہو جائے اور امن وامان نصیب ہو۔

انگلستان اور فرانس کے اس مطالبہ کے وقت اسکندریہ کے ساحل پر انگریزی اور فرانسیسی مسلح جنگی جہاز کھڑے تھے۔ خدیو انگلستان اور فرانس کے مطالبہ اور مخالفت سے ڈر گیا۔ اور وزارت کو مجبور ہوکر ۲۶ مئی ۱۸۸۲ء کو مستعفی ہو جانا پڑا۔ وزارت کے استعفی کا عرابی کے فرقہ پر برا اثر پڑا۔ انھوں نے سخت کوششیں کیں۔ اور پھر زبردستی عرابی اور اس کی جماعت وزارت پر قابض ہو گئی۔ ادھر انگلستان اور فرانس عرابیوں کی اس کامیابی سے اور پریشان ہوئے اور ادھر عرابی نے انگلستان اور فرانس کو لکھا کہ وہ ملک میں مخالفانہ خیالات کی اشاعت نہ کریں۔ اور امن وامان کے ضامن نہیں۔

کئی مرتبہ عرابی نے انگریزی اور فرانسیسی قنصل کو امن وامان قائم رکھنے کے لیے لکھا اور جب انگلستان و فرانس کو روس نے اپنا مخالف پایا تو نہایت سختی سے اس نے اسکا مطالبہ کیا کہ اگر وہ (انگلستان و فرانس) وطن پرستوں کے خلاف کوئی کوشش ملک میں کریں گے تو وہ غیر ملکی باشندوں کے مامون و محفوظ رہنے کا ذمہ دار نہیں ہو ممکن ہے کہ وطن پرستوں کے ہاتھوں سے انھیں نقصان جان و مال اٹھانا پڑے۔

عرابی ادھر برابر اس قسم کے مشورات انگریزی و فرانسیسی قنصلوں کو دے رہا تھا اور ادھر یکایک اسکندریہ میں غیر ملکی باشندوں کے خلاف آگ بھڑک اٹھی اور ۱۲ جون ۱۸۸۲ء کو بہت سے فرانسیسی باشندوں کو اسکندریہ والوں نے قتل کرکے اُن کے گھروں کو لوٹ لیا۔ اس فتنہ کو دیکھ کر اجنبی حکومتوں نے احکام جاری کیے کہ تمام غیر ملکی باشندے مصر سے اپنے اپنے ملک کو چلے جائیں۔

حکومت مصر نے ان کو امن وامان سے پہونچا دینے کے لیے اسپیشل گاڑیاں مہیا کیں اور تمام غیر ملکی باشندے مصر سے چلے گئے۔ عزیز اس انقلاب سے بہت خوش ہوا اور مسرت کی بڑی وجہ اس کے نزدیک یہ تھی کہ ان احکام کے مطابق شفیق کے

والدین بھی مصر کو چھوڑ دینے پر مجبور تھے کیونکہ شفیق کا باپ انگریزی قنصل کا ملازم تھا اور اسکے چلے جانے کے بعد زبیدہ جب شفیق کی طرف سے بالکل مایوس ہو جائیگی تو مجبور ہو کر اس کو (عزیز کو) قبول کرے گی۔

زبیدہ کو جب ان احکام کا علم ہوا۔ تو وہ بہت پریشان ہوئی۔ اس کے حواس جاتے رہے اس نے بہت کچھ غور کیا کہ اب وہ کیا کرے لیکن اس کی سمجھ مین کوئی بات نہین آئی آخر اس نے بختیار کو بلایا اور کہا۔

بختیار شفیق کے والدین انگریزی قنصل کے حکم سے انگلستان جارہے ہین اور بظاہر اب دیر تک ان کی اور شفیق کی واپسی کی کوئی امید نہین کیونکہ مصر مین آتش بغاوت زور پکڑ رہی ہے وطن پرستون کا جوش ترقی پر ہے۔ خدا جانے کیا نتیجہ نکلے اور کب تک یہ آگ فرو ہو اور میری کیفیت یہ ہے کہ شفیق کی جدائی کی تکلیف و اذیت کو زیادہ برداشت نہین کرسکتی۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ کیفیت قلب سے کسی کو آگاہ کرکے اس سے کچھ تسکین حاصل کرون یا کوئی مفید و قابل اطمینان صورت بہم پہونچنے کا موقعہ پیدا کرون۔ بہر حال یہ نتیجہ نکلیگا کہ مین گھٹ گھٹ کر مر جاؤن گی اور فراق کی ناقابل برداشت اذیت میرا خاتمہ کر دیگی مین جدھر دیکھتی ہون شفیق ہی کی صورت مجھے نظر آتی ہے یہ سامنے دیوارون پر جو دھوپ نظر آرہی ہے۔ شفیق ہی کا سایہ نظر آتا ہے۔ میری قوت واہمہ طرح طرح کی شکلین پیش کرکے مجھے ہر وقت شفیق ہی کے خیال مین محو رکھتی ہے۔ آہ شفیق کی والدہ کے چلے جانے کے بعد کیا ہوگا۔ امیدون کا خاتمہ، آرزوؤن کی حسرتناک موت، اور داستان الفت کا عبرت انگیز انجام آہ صبر کی باگ میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے۔ اور اب مجھ مین تنی قوت بھی نہین کہ مین اس افتاد کا کچھ بھی مقابلہ کرسکون"

زبیدہ پر بیخودی کی سی حالت طاری تھی اور جوش الفت مین مذکورہ بالا الفاظ کہہ رہی تھی۔ کہ یکایک اس پر شدۃ تاثر سے غشی سی طاری ہونے لگی۔ اپنی پرجوش تقریر کے الفاظ ختم کرتے ہی وہ گاؤ تکیہ جو اس کے سامنے رکھا تھا۔ گر پڑی۔ چہرہ پر زردی چھا گئی۔ اور ہاتھ پاؤن تھرتھرانے لگے۔

زبیدہ کی حسرتناک حالت نے بختیار پر رقت طاری کردی۔ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور آگے بڑھ کر اس نے زبیدہ کو آرام سے لٹا دیا اور پنکھا جھلنے لگا۔ اور جب زبیدہ کی حالت

کسی قدر درست ہوئی تو رقت خیز لہجہ مین کہنے لگا۔

معزز خاتون صبر و شکر سے کام لو اور خداوند تعالے کے فضل و کرم پر نظر رکھو۔ مایوسی اسلام کی شان نہین ہے۔ خدا کی رحمت سے کسی حال مین بھی نا امید نہین ہونا چاہیئے خدا کے لیے اضطراب و پریشانی کو راہ نہ دو جس خیال نے آپ کو اس قدر تکلیف و اذیت دمی ہے وہ قوت واہمہ کا اثر ہے۔ شفیق ایک شریف آدمی ہے اور خداوند تعالے نے اس کو بے مثل خوبیان اور اوصاف عنایت فرمائے ہین۔ اس سے سرد مہری یا بیوفائی کی توقع ایک مکروہ خیال ہے۔ شفیق جیسا آدمی کبھی اپنے عہد کو نہین توڑ سکتا۔ اور مین بوثوق یہ کہتا ہون کہ شفیق کسی حالت مین بھی آپ کو نہ بھولین گے اور آخر دم تک اپنے عہد پر قائم رہین گے۔

شفیق کا نام سن کر زبیدہ نے سر اٹھایا اور آنکھین کھولین۔ گویا وہ ایک گہری نیند سے ابھی بیدار ہوئی ہے۔ بختیار کی طرف دیکھا اور شرما کر نظرین نیچی کرلین اور اسے خیال آیا کہ اس نے بیخودی مین بختیار کے سامنے اپنے جذبات قلب آشکارا کر دیے ہین۔ دیر تک وہ دل مین اس پر افسوس کرتی رہی اور پھر ندامت سے نگاہین نیچی کیے ہوے بختیار سے کہا۔

بختیار کیا تم نے وہ تمام باتین سن لی ہین جو ابھی بیخودی کی حالت مین میرے منہ سے نکلی ہین۔ افسوس!

بختیار۔ معزز خاتون آپ رنجیدہ نہ ہون محبت چھپائے سے چھپ نہین سکتی۔ اور جذبات قلب آشکارا ہوئے بغیر نہین رہتے اور مین کوئی غیر آدمی نہین ہون۔ بہرحال آپ بالکل مطمئن رہین اور مجھے اپنا ہمدرد خیال فرمائین۔ "اچھا یہ تو فرمایئے کہ آپ نے اپنے سلسلہ گفتگو مین جو یہ فرمایا تھا کہ شفیق کے والدین یورپ جا رہے ہین۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہان جائین گے۔

زبیدہ۔ شفیق کی والدہ کہتی تھین کہ وہ یہ زمانہ انگلستان مین اپنے بیٹے کے پاس بسر کرنے کے لیے عنقریب انگلستان جانے والی ہین۔

بختیار۔ یہ تو آپ کے لیے ایک بہترین موقعہ ہے آپ شفیق کی والدہ کو شفیق کے نام ایک خط لکھ کر دیدین۔ جس مین صرف یہ لکھین کہ وہ اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہین۔ ممکن ہے

یہ ذریعہ آپ کے لیے بہترین نتائج کا موجب ہے۔
زبیدہ۔ یہ تو صحیح ہے لیکن مجھے خطرہ ہے کہ میرا خط کہین ان کے جذبات محبت کو برانگیختہ نہ کردے۔ اور وہ مصر نہ چلے آئین۔ جہان کی بدامنی سے ممکن ہے ان کی زندگی خطرہ مین پڑجائے اور ایسا کرنا اپنی اور ان کی زندگی پر ظلم کرنا ہے

بختیار۔ بہتر ہے کہ اس معاملہ مین آپ شفیق آفندی کی والدہ سے مشورہ کرلیین۔ اور جو رائے قرار پائے اس پر عمل فرمائین۔

زبیدہ نے بختیار کی رائے کو پسند کیا۔ دوسرے روز زبیدہ شفیق کی والدہ سے جاکر ملی اور ادھر ادھر کی باتون کے سلسلہ مین بدامنی ملک کے ذکر پر شفیق کی والدہ نے کہا۔

بیٹی انگریزی اور فرانسیسی جہاز کئی روز سے اسکندریہ کے ساحل پر کھڑے ہین۔ اور اگر ان کو ذرا بھی اس کا خطرہ ہوا کہ وطن پرست جذلو کو مار ڈالنا چاہتے ہین۔ تو وہ فوراً اسکندریہ پر گولہ باری شروع کردین گے اور اپنی فوجین ساحل پر اُتار کر اندرون ملک مین وطن پرستون کی کوششون کو تباہ و برباد کردینے کے لیے بھیجدین گے۔ انگریزی و فرانسیسی وطن پرستون کی کوششون کا ہر طرح مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہین

اس کے بعد اس سلسلہ گفتگو کو ختم کرکے شفیق کی والدہ نے زبیدہ کی طرف دیکھا اور کہا مصر سے ہماری چند روزہ غیر حاضری صرف اس لیے ہے کہ وطن پرست انگریزی رعایا اور ان کے ملازمون سے سخت نفرت رکھتے ہین۔ اور اندیشہ ہے کہ کہین اون لوگون کے ہاتھون ان کی زندگی خطرہ مین نہ پڑجائے۔ اس لیے حکومت انگلستان نے حکم دیا ہے کہ تمام انگریزی رعایا اور ملازمین حکومت زمانہ بدامنی تک مصر کو چھوڑدین اگرچہ ہم انگریزی رعایا نہین ہین اور مصری باشندے اور رعایا ہین۔ لیکن تعلق ملازمت سے ہمارے لیے یہان کا رہنا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ اس لیے زمانہ بدامنی کو بسر کرنے کے لیے ہم نے انگلستان مین رہنا تجویز کیا ہے۔ اگرچہ ہم کسی دوسری جگہ بھی یہ زمانہ بسر کرنے کے لیے جاسکتے ہین۔ لیکن انگلستان جانے مین یہ فائدہ ہے کہ وہان شفیق بھی موجود ہے اور وہان تمام لوگ ایک جگہ راحت و آرام اور سکون سے یہ زمانہ بسر کرلین گے۔

زبیدہ پر جدائی کے تذکرہ نے رقت طاری کردی۔ آنکھین پرنم ہوگئین۔ اور چہرہ سے اضطراب نمایان ہونے لگا۔ زبیدہ نے ہرچند ضبط سے کام لیا۔ لیکن وہ ضبط نہ کرسکی شفیق

کی والدہ زبیدہ کی پُر اضطراب حالت سے بیحد متاثر ہوئی۔ اور اس کو سینہ سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور تسکین دہ لہجہ مین کہا۔

بیٹی گھبراؤ نہین۔ خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو اگر کسی مصلحت سے عارضی طور پر اس نے ہم کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے تو وہی عنقریب سب کو ملا ئیگا اور اضطراب و پریشانی اور جدائی کے یہ چند روز یون ہی گذر جائین گے۔

زبیدہ۔ معاف فرمائیگا۔ آپ کی محبت و مہربانی نے مجھے اس قدر آپ کا گرویدہ کر لیا ہے کہ مین آپ کی جدائی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اور اضطراب و پریشانی نے میرے دل ودماغ پر قبضہ کر لیا۔ باہم اسی قسم کی باتین ہو رہی تھین کہ بختیار دوڑا ہوا آیا۔ اور زبیدہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

معزز خاتون حضور پاشا نے فوراً آپ کو طلب فرمایا ہے ابھی ابھی عرابی پاشا کا ایک حکم ان کے نام آیا ہے۔ جس مین انھین فوراً اسکندریہ روانہ ہو جانے کا حکم دیا گیا وہ روانگی کی تیاریون مین مصروف ہین اور چاہتے ہین کہ روانہ ہونے سے پہلے آپ سے مل لین۔ زبیدہ کھڑی ہو گئی۔ اور شفیق کی والدہ نے زبیدہ کو رخصت کرتے ہوئے کہا۔

پیاری بیٹی شفیق کو کچھ پیام دینا چاہتی ہو۔ مین بڑی خوشی سے تمہارا پیام اس کو پہنچاؤن گی۔

زبیدہ اول تو شرمائی۔ لیکن پھر جرأت کر کے کہا۔

اگر آپ پسند فرمائین تو صرف میرا سلام ان سے عرض کر دیجیے گا اور ممکن ہو تو انگلستان پہنچکر اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے گا۔ میرے نام جو گرامی نامہ آپ تحریر فرمائین۔ وہ بختیار کے نام سے بھیجین مجھے مل جائیگا۔

سینہ (شفیق کی والدہ) نے گاڑی تک زبیدہ کو پہنچایا۔ زبیدہ راستہ بھر ان آثار و علامات اضطراب کو جو شفیق کی والدہ سے مل کر اس کے چہرہ پر پیدا ہو گئے تھے دور کرنے مین مصروف رہی تا کہ اس کے باپ کو ان آثار سے کسی شبہہ کا موقع نہ ملے۔ لیکن اسکے دل ودماغ پر اضطراب وجذبات محبت کا اس قدر گہرا اثر پڑا تھا کہ وہ پورے طور پر اپنی حالت کو درست نہ کر سکی اور اس کے باپ نے اس کی پُر نم آنکھون کو دیکھ کر کہا۔

کیون بیٹی غمگین کیون ہو۔

زبیدہ - ابا جان آپ کے اس اضطراب سیاسی کے خطرناک زمانہ مین یکایک اسکندریہ جانے کی خبر نے مجھے مضطرب و پریشان کر دیا ہے اور بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر آئے ہین۔

پاشا نے سر پر ہاتھ پھیرا تسکین دی اور شفقت پدری کے لہجہ مین کہا۔

بیٹی گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے سپہ سالار افواج کے حکم سے مین اسکندریہ جا رہا ہون اور کوئی خوفناک بات نہین ہے تم اطمینان سے اپنی والدہ کے ساتھ رہو۔ بختیار کو مین نے حکم دیدیا ہے کہ وہ گھر کی حفاظت و نگہداشت رکھے۔ اور تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دے

پاشا نہایت اطمینان سے سب کو رخصت کر کے اسٹیشن پہنچا۔ اور گاڑی مین سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا۔

پاشا کے یکایک سفر کا واقعہ یہ ہوا کہ عزیز یہ معلوم کر کے کہ شفیق کے والدین انگلستان جا رہے ہین۔ بہت خوش ہوا۔ اور یہ خیال قائم کر کے کہ اب زبیدہ سے بدلہ لینا چاہیے اس نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح زبیدہ کے باپ کو بھی کہین بھیجدیا جائے تاکہ وہ اطمینان سے اس کی عدم موجودگی مین اپنا ارادہ پورا کر سکے۔ اس تجویز کو عمل مین لانے کے لیے اس نے عرابی کی طرف رجوع کیا۔ اور اس سے جا کر کہا۔

پاشا چونکہ غیر ملکی لوگون اور بیرونی حکومتون سے ملا ہوا ہے۔ اس لیے خطرہ ہے کہ سیاہ کے اسکندریہ چلے جانے پر وہ انگلستان و فرانس کو کہین اس کی خبر نہ کردے اور وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ملک کو نقصان پہنچائین۔

اعرابی نے عزیز کی باتون مین آکر پاشا کو لکھ بھیجا کہ وہ فوراً اسکندریہ چلے جائین اور تا حکم ثانی وہین مقیم رہین۔

اب عزیز کو اپنے ارادون کو پورا کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ قاہرہ مین رہے اس لیے پاشا اور والدین شفیق کی روانگی کے بعد اس نے کوشش کی کہ وہ قاہرہ ہی مین رہے اور باہر نہ جانے پائے۔ وہ اپنی اس کوشش مین بھی کامیاب ہوا۔ اور اس کا فوراً کہین باہر بھیجا جانا رک گیا۔

پاشا کے چلے جانے کے بعد اب زبیدہ تھی اور بختیار۔ اس نے اب ملک کی بدامنی عزیز کی شرارتون اور باپ کے اسکندریہ چلے جانے کی وجہ سے باہر آنا جانا بالکل بند کر دیا تھا اور باہر کی خبرین صرف بختیار سے معلوم کرتی اور اپنے حال مین محو رہتی تھی۔

(۲۵)

عزیز کی نشانی

جولائی ۱۸۸۲ء کا ایک دن اور ۹ بجے صبح کا وقت ہے۔ زبیدہ تنہا اپنے کمرہ مین غمگین بیٹھی ہوئی ہے شفیق کی مفارقت نے اس کے تصور کی دنیا کو اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ وہ ہر وقت خیالی دنیا مین سرگردان رہتی ہے تصورات کے ہجوم اور افکار کی کثرت نے اس کی صحت پر خاصا اثر ڈالا ہے۔ چہرہ کی شگفتگی جاتی رہی ہے۔ اور اب سیر و تفریح مین اسکا دل بالکل نہین لگتا۔ بہت جی گھبرایا تو کبھی کوئی اخبار اٹھا لیا اور دیکھنے لگی صبح سے اس وقت تک اس نے بہت سے مشاغل مین اس خیال سے ہاتھ ڈالا کہ اس کا دل بہلے۔ کبھی کوئی کتاب اٹھائی کبھی اخبار ہاتھ مین لیا۔ لیکن پڑھنے مین جی نہین لگا۔ کمرہ سے اپنی ماں کے پاس جو گھر کے کامون مین مصروف تھی۔ جانے کے ارادہ سے نکلی مگر اس خوف سے پلٹ آئی کہ کہین فکر و تردد کے وہ آثار جو اس کے چہرہ سے عیان ہین ماں کو کسی اندیشہ مین مبتلا نہ کر دین۔ غرض وہ انھین پریشانیون مین کمرہ کا دروازہ بند کئے بیٹھی تھی کہ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ زبیدہ نے دروازہ کھول دیا اور بڑھیا (دلالہ) کمرہ مین داخل ہوئی زبیدہ نے اپنی حالت کو درست کر کے کہا۔

کیا آج کوئی نئی چیز بیچنے لائی ہو۔

دلالہ۔ ہان بیٹی آج کچھ نئی چیزین لائی ہون۔

زبیدہ چیزون کو دیکھنے لگی۔ اور باہم ادھر ادھر کی باتین شروع ہوئین۔ زبیدہ نے شہر کی حالت دریافت کی دلالہ نے کہا۔

بیٹی وطن پرست ہر جگہ کامیابی حاصل کر رہے ہین اور وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ ملکی سپاہ انگریزی و فرانسیسی سپاہ پر فتح پا کر ملک سے انگریزی و فرانسیسی اثر کو دور کر دے ہر چند کہ انگلستان اور فرانس نے اسکندریہ پر اپنے جنگی جہاز لا کر کھڑے کئے ہین۔ لیکن جبتک وہ حکومت ٹرکی سے باقاعدہ معاملہ طے نہ کر لین انھین مصر پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہین ہے اس لیے وہ اسکا انتظار کر رہے ہین کہ ٹرکی پارلیمنٹ اور پھر مجلس وزارت مین مصر کا مسئلہ پیش ہو اور وہ جو فیصلہ کرے اسکے

موافق عمل کیا جائے۔ لیکن سنا گیا ہو کہ موجودہ خدیو ٹر کی مجلس وزارت کے انعقاد پر راضی نہین ہین۔ اور نتیجہ کیا نکلیگا۔

زبیدہ۔ تمہارے خیال مین آخران امور کا کیا فیصلہ ہو گا

دلالہ۔ بیٹی نتیجہ تو بالکل صاف ہے اگر ملکی سپاہ نے ہمت کو نہ ہارا اور بسالت و شجاعت سے کام لیا تو انشاء اللہ وطن پرست فتح کامل حاصل کرین گے۔ اور مصر کو اجنبی حکومتون کے اثر واقتدار سے آزاد کرالین گے۔ خداوند تعالے ان کو کامیاب فرمائے اور عزت وشرف کے ساتھ فتحمندی کا تاج ان کے سر پر رکھا جائے

زبیدہ۔ فتح وشکست خدا کے قبضہ مین ہے۔ اس لیے قبل از وقت یہ نہین کہا جا سکتا کہ فتح ونصرت کس کے نصیب مین ہے اور شکست کس کے مقدر مین۔ اچھا آج کیا چیز نئی لائی ہو۔

دلالہ۔ مین تمہارے لیے ایک ایسی چیز لائی ہون جو تمہارے حسن وجمال کو دوبالا کردیگی یہ کہکر اس نے جیب سے ایک ڈبیہ نکالی اور اس مین سے ایک سونے کی انگشتری نکال کر زبیدہ کے حوالہ کی۔ زبیدہ خوبصورت انگوٹھی کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔ دلالہ نے جلدی سے وہ انگوٹھی زبیدہ کے ہاتھ سے لیکر اس کی انگلی مین پہناتے ہوے کہا۔

بیٹی پہن کر دیکھو تمہاری انگلی مین ٹھیک آتی ہے یا نہین۔

انگوٹھی انگلی مین ٹھیک آئی۔ زبیدہ نے پہن کر پھر اکبار غور سے اس کو دیکھا اس کے نگینہ پر جس پر کچھ کندہ تھا نظر ڈالی اور یہ دیکھ کر کہ اس پر حسب ذیل الفاظ کندہ ہین "عزیز کی نشانی" اُسے غصہ آگیا۔ چہرہ کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ اور غضبناک ہو کر اس نے انگوٹھی اتاری اور دلالہ کے پھینک ماری اور غضبناک لہجہ مین کہا۔

لو اپنی انگوٹھی اٹھالو اور فوراً کمرہ سے نکل جاؤ۔

دلالہ نے قہقہہ لگایا اور مذاق آمیز طرز سے کہا۔

کیون بیٹی کیا ہوا۔

زبیدہ۔ کچھ نہین شاید یہ انگوٹھی فروختگی کے لیے نہین ہے۔

زبیدہ پہلی ہی نظر مین عزیز کا نام دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ یہ انگوٹھی بڑھیا قصداً لائی ہے اور یہ غالباً عزیز سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ اس موقعہ پر معاملہ کو طول دینے مین مصلحت نہ پاکر خاموش ہو گئی۔

دلالہ۔ تو پھر کیا ہوا۔ اگر یہ انگوٹھی فرخنگی کا مال نہین ہے تو بطور نشانی اسے اپنے پاس رکھو
زبیدہ نے دلالہ کی بات کاٹ کر کہا۔ بڑھیا بس حد سے نہ بڑھو شریف گھرانے کی بہو بیٹیان کمینہ اور بد معاش لوگون کی نشانیان اپنے پاس نہین رکھا کرتین۔ مہربانی کرکے تم اپنی انگوٹھی لے جاؤ۔ اور جس کا مال ہے اسی کے حوالہ کردو۔

دلالہ نے تجسس آمیز نظر زبیدہ پر ڈالی اور کہا۔ محترم خاتون پہلے بات تو سن لو قبل از وقت حکم نہ لگاؤ۔

زبیدہ۔ (غصہ سے بیتاب ہوکر) بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ۔ مین کچھ نہین سننا چاہتی جس سے یہ انگوٹھی لیکر آئی ہو۔ فوراً اس کو جاکر واپس کردو۔ یہ کہکر زبیدہ اٹھی اور دلالہ کو تنہا چھوڑ کر کمرہ سے باہر نکل گئی۔

زبیدہ کے چلے جانے کے بعد بڑھیا دلالہ نے اپنی چیزین اٹھائین اور چپکے سے چلی گئی اس کے چلے جانے پر زبیدہ پھر کمرہ مین داخل ہوئی۔ اور بختیار کو بلاکر تمام واقعہ سنایا بختیار نے غصہ سے دانت پیس کر کہا۔

اس مردود پر خدا کی مار۔ خیر کیا مضائقہ ہے۔ اب کی کہین مل گیا تو انشاء اللہ ایسا مزہ چکھاؤن گا کہ عمر یاد رکھے گا۔

(۲۶)

راز سربستہ کی تحریر

زبیدہ کے رخصت ہو جانے کے بعد سنیہ۔ شفیق کی والدہ دیر تک زبیدہ کے خلق و مروت اور محبت پر غور کرتی رہی۔ وہ خوش تھی۔ کہ اس کے بیٹے نے زبیدہ کے انتخاب مین غلطی نہین کی ہے۔ زبیدہ حقیقت مین اس قابل ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔ زبیدہ کی خوبیون پر وہ جس قدر غور کرتی تھی اسی قدر اس کی محبت اس کے دل مین بڑھتی جاتی تھی لیکن ابراہیم (شفیق کا باپ) زبیدہ اور شفیق کے تعلق خاطر سے ابھی تک بالکل بے خبر تھا اس نے شفیق کے یورپ چلے جانے اور صندوق کے کھولے جانے کے بعد

گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور دن رات اپنے کتب خانہ کے کمرہ مین پڑا رہتا تھا۔
انگریزی قنصل کے اس حکم پر کہ انگریزی رعایا اور اس کے ملازم فوراً مصر چھوڑ دین ابراہیم
نے اپنی بیوی کو فوراً لندن روانہ ہونیکے لیے تیاری کا حکم دیا سفینہ سامان کی تیاریون مین
مصروف ہوئی اور اسباب سے صندوق بھرے گئے۔ تاکہ ریل کے ذریعہ ان کو اسکندریہ تک
پہنچا دیا جائے اسباب صندوق مین رکھتے ہوے سفینہ کی نظر اس صندوق پر پڑی جو
خزینہ اسرار تھا۔ اور جس کا حال معلوم کرنے کے لیے وہ بارہا اپنے شوہر کو مجبور کر چکی تھی
لیکن اب تک اس نے اس کا بھید نہین بتایا تھا۔ سفینہ کا دل صندوق کو دیکھکر دھڑکنے
لگا۔ اور بے اختیار پھر اس کا حال معلوم کرنے کی خواہش اس کے دل مین پیدا ہوئی اور
اس نے شوہر سے کہا۔

اب ہم سفر کو روانہ ہو رہے ہین اور خدا ہی کو معلوم ہے کہ آیندہ کیا ہو۔ اس لیے کیا یہ مناسب
نہین ہے کہ آپ اس صندوق کے راز سے اب مجھے آگاہ کرین۔

ابراہیم صندوق کے ذکر پر چونک پڑا اور کہا۔
پیاری بیگم تم مجھے مجبور نہ کرو مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ جبتک اس راز سے آگاہ کرنے
کا وقت نہ آئے گا مین نہ بتلاؤن گا۔ تم اطمینان رکھو اور وقت آنے دو انشاء اللہ وقت پر
تمام رازون سے تمھین آگاہ کیا جائے گا۔ اور وہ وقت کچھ زیادہ دور نہین ہے تم گھبراؤ نہین
مجھے افسوس ہے کہ مین نے اس معاملہ مین ہمیشہ تمہاری خواہش کو رد کیا ہے لیکن مین
اسپر مجبور ہون کہ جب تک راز کو بیان کئے جانے کا وقت نہ آئے گا مین بیان نہین
کرون گا۔ لیکن ہان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"
یہ کہکر ابراہیم خاموش ہوگیا۔ اور دیر تک سرنگون کسی امر پر غور و فکر کرتا رہا اور پھر سر
اٹھاکر کہا۔
لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس سفر مین ہمین کسی افتاد سے سابقہ پڑا
اور میری حیات مستعار کا وقت آگیا۔ تو یہ راز یون ہین سربستہ رہجائیگا۔ کیونکہ بالون
کی اس لٹ کا راز جس نے تمھین بے چین کر رکھا ہے۔ دنیا مین میرے سوا کسی کو معلوم
نہین خیر اب جو کچھ ہو تم زمانہ بدامنی کے ختم ہوجانے اور ہمارے خیر و عافیت کے ساتھ
مصر واپس آنے تک اور صبر کرو۔ انشاء اللہ واپسی پر بڑی خوشی کے ساتھ مین تمھین اس

راز سے آگاہ کردون گا۔
یہ کہکر ابراہیم کمرہ سے نکل گیا۔ اور اپنے کمرہ مین داخل ہو کر دروازہ بند کرلیا۔ سنیہ خاموشی کے ساتھ ابراہیم کے دوبارہ آنے کا انتظار کرنے لگی کچھ دیر بعد ابراہیم اپنے کمرہ سے نکلا ہاتھ مین ایک بند لفافہ تھا۔ اور چہرہ پر اضطراب قلب کے آثار نمایان تھے سنیہ کے قریب پہنچکر اس نے سنیہ کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑا اور کہا۔
بیگم اپنے پیارے بچے شفیق کی محبت کی قسم کھاؤ کہ جو کچھ اس لفافہ کے متعلق مین تم سے بیان کرون گا تم اس کی پوری پوری حفاظت کروگی۔
سنیہ نے قسم کھائی اور جب ابراہیم کو پورا اطمینان ہوگیا تو کہا۔
لو یہ سربند لفافہ تم اپنے پاس رکھو اور اس کو اس وقت تک محفوظ رکھو جب تک کہ اس کے کھولنے کا وقت نہ آئے۔ لیکن اگر خدانخواستہ مین اس سفر مین جاؤن تو تم کو اختیار ہے کہ اس کو کھول کر پڑھو اور جو کچھ اس مین لکھا ہے اس پر عمل کرو۔
سنیہ نے لفافہ لے لیا۔ اور رقت خیز لہجہ مین کہنے لگی خدا نہ کرے کہ آپ کو اس سفر مین کوئی اذیت پہونچے آپ کی زندگی اس راز کے معلوم کرنے سے کہین زیادہ قیمتی ہے یہ کہکر لفافہ اس نے جیب مین رکھ لیا اور پھر سفر کی تیاریون مین مصروف ہوگئی
کامون سے فارغ ہو کر جب سنیہ تنہا کمرہ مین بیٹھی تو اسے لفافہ کا خیال آیا اس کا جی چاہتا تھا کہ وہ لفافہ کھولے اور راز سے آگاہ ہو لیکن جب اسے قسم کا خیال آتا تو وہ اپنے ارادہ سے رک جاتی۔ آخر قسم سے مجبور ہو کر سنیہ نے لفافہ ایک صندوق مین بند کردیا۔
غرض رات بھر سفر کی تیاریان ہوتی رہین ابراہیم کا خادم احمد لندن جانے کے خیال سے بہت خوش تھا کیونکہ اسے شفیق سے بیحد محبت تھی۔ وہ خوش خوش اسباب باندھ رہا تھا کہ ابراہیم نے اس کو مخاطب کر کے کہا۔
احمد کیا تم ہمارے ساتھ چلنے پر راضی اور خوش ہو۔ احمد ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور ادب سے کہا۔
حضور والا مجھے شفیق آفندی کے دیکھنے اور ان سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ خدا جانتا ہے ان کے اخلاق نے مجھے اپنا گرویدہ کرلیا ہے۔ مین عمر بھر ان کی خوبیون کو نہین بھولون گا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ اس زمانہ مین یہان نہین ہین اور انگلستان مین

اطمینان سے اپنی تعلیم مین مشغول ہین۔
ابراہیم۔ خدا کا شکر ہے کہ شفیق عرابی کی بغاوت سے محفوظ و مامون ہے۔
احمد۔ حضور والا عرابی کی بغاوت کا تو کوئی خطرہ ان کے لیے نہین تھا۔ البتہ ان کے ایک دوست سے ان کے لیے خطرہ تھا۔ جو بظاہر ان سے اخلاق سے ملتا تھا۔ لیکن باطن مین ان کا جانی دشمن تھا۔ ان کا یہ دوست وہی ہے جو ان کی روانگی کے وقت ان کے ساتھ سکندریہ تک گیا تھا۔
یہ کہکر احمد غصہ سے دانت پیسنے لگا اور عزیز کے اس وقت تک اس کے ہتھے نہ چڑھنے پر اسے افسوس ہوا ابراہیم نے کہا۔
احمد تمھاری مراد کس شخص سے ہے، شفیق کا ایسا کون دوست ہے جو بظاہر ان سے دوستی کا برتاؤ کرتا ہے اور باطن مین دشمن بنا ہوا ہے۔
احمد۔ حضور والا میری مراد عزیز سے ہے۔ مین ہمیشہ اس شخص کے فریب اور چالون سے ڈرتا رہا ہون۔ وہ جب شفیق آفندی کے ساتھ اسکندریہ جانے لگا تو مجھے خطرہ ہوا کہ کہین یہ ان کو کسی آفت مین مبتلا نہ کردے۔ اس لیے مین بھی چپ چاپ ان کے ساتھ اسکندریہ گیا۔ اور جب تک مین نے شفیق آفندی کو جہاز پر سوار اور جہاز کو ساحل سے روانہ ہوتے نہ دیکھ لیا اس وقت تک مین برابر ان کے پیچھے پیچھے رہا۔
ابراہیم۔ احمد تم وہمی آدمی ہو آخر تم عزیز سے اتنا کیون ڈرتے ہو۔ وہ شفیق کا عزیز ترین دوست ہے
احمد۔ ممکن ہے کہ حضور والا کا خیال درست ہو۔ اور مین غلطی پر ہون لیکن مین نہین جانتا کہ آخر کیون ان کی روانگی کے وقت عزیز کے ان کے ساتھ جانے نے مجھے اس امر پر آمادہ کیا کہ مین ان کے ساتھ چپ چاپ جاؤن۔ میرے نزدیک تو میری یہ آمادگی خدا ہی کی جانب سے تھی۔
یہ کہکر وہ پھر کامون مین مصروف ہوگیا۔ اور رات بھر اسباب کی درستی و تیاری مین لگا رہا۔

(۲۷)

گمشدگی

شفیق کے والدین کی روانگی انگلستان کے بعد زبیدہ کی حالت دن بدن خراب ہونے لگی۔ ہرچند کہ زبیدہ کو شفیق کے والدین سے شفیق کی وجہ سے محبت تھی۔ لیکن وہ ان کی موجودگی کو شفیق کی موجودگی سے کم نہ خیال کرتی تھی ان کے جانے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ گویا شفیق اس کی آنکھون سے نہان ہو گیا۔ دن اور رات کے چوبیس گھنٹے اسے کاٹنے دوبھر ہو گئے۔ اس کا جی کسی کام مین نہین لگتا۔ دن بھر مضطرب و بے چین رہتی۔ اور رات آنکھون مین کاٹ دیتی ایک ہفتہ اس نے نہایت بے چینی سے بسر کیا۔ اور پھر اس امید سے کہ اب شفیق کی والدہ کا خط آتا ہو گا جس مے شفیق کی خیریت معلوم ہو گی۔ وہ خط کا انتظار کرنے لگی۔ ایک ہفتہ انتظار مین گزرا اور تیسرا ہفتہ شروع ہو گیا۔ لیکن خط نہ آیا۔ اضطراب و بے چینی پھر بڑھنے لگی۔ اور خط کے ابتک نہ آنے سے قوت واہمہ نے طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے شروع کئے۔ خدا خدا کر کے تین ہفتے کے بعد بختیار ایک لفافہ لے کر آیا۔ جو اس کے نام تھا۔ زبیدہ کے پاس پہونچکر اس نے لفافہ کھولا۔ جس مین سے ایک اور لفافہ زبیدہ کے نام کا نکلا۔

زبیدہ نے لفافہ کو لے لیا اور اپنے کمرہ مین جا کر دروازہ کو بند کر کے لفافہ کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔

لندن آکسفورڈ اسٹریٹ ۶۵　　　　۵ جولائی ۱۹۱۲ء

پیاری زبیدہ

مین نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ لندن پہونچتے ہی تمھین خط لکھون گی۔ لیکن مین رنج و اندوہ کے ساتھ لکھتی ہون کہ یہان پہونچکر مین ایک ناگہانی مصیبت مین مبتلا ہو گئی اور اس وقت تک تمھین خط نہ لکھ سکی۔ آہ مجھے یہان پہونچے تین دن ہو چکے ہین۔ لیکن اس وقت تک شفیق سے ملنا نصیب نہین ہوا۔ تین دن سے ہم برابر شفیق کو تلاش کر رہے ہین اور تمام لندن چھان مارا ہے۔ لیکن اس کا کہین پتہ نہین۔ جس مکان مین وہ رہتا تھا

اس کے مالک سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہفتہ گذشتہ مین وہ ایک دن صبح کے وقت گھر سے نکل کر نہین گیا تھا۔ اور اس وقت سے اب تک واپس نہین آیا۔ آہ بیٹی شفیق کے اس طرح گم ہو جانے نے میرے حواس گم کر دیے ہین۔ آنکھون سے آنسو نہین رکتا دن رات اپنی بدنصیبی پر روتی ہون تلاش جاری ہے لیکن اس خط کے لکھنے تک کچھ پتہ نہین چلا ہے اگر تمھین کوئی اطلاع ملی ہو تو فوراً تار بدیہین آگاہ کرنا۔ میرا پتہ عنوان پر درج ہے۔ تمھارا جواب آنے تک اگر ہمین کچھ پتہ چلا تو مین فوراً تمھین مطلع کرون گی۔

تمھاری محبت کی خواہان

ستینہ

ہمارے قلم مین اتنی طاقت نہین کہ زبیدہ کے اس رنج وغم اور اضطراب وبے چینی کی کیفیت لکھ سکے۔ جو خط پڑھنے کے بعد اس پر طاری ہوئی شدۃ الم سے اس کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ اور بے خودی کی حالت مین بختیار کہہ کر زمین پر گر پڑی۔

بختیار دوڑا ہوا آیا۔ اور زبیدہ کو بیہوش پڑا دیکھ کر اس کے چہرہ پر پانی چھڑکا جب کچھ ہوش آیا تو بختیار نے کہا۔

خاتون خیریت ہے کیون طبیعت کیسی ہے

زبیدہ ضعف سے جواب نہ دے سکی اور خاموش حسرت آمیز نظرون سے بختیار کی طرف دیکھتی رہی بختیار نے اس خط کو جو زبیدہ کے قریب ہی پڑا تھا اٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس کا جی بھی بھر آیا۔ اور بے اختیار اس کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ لیکن اس خیال سے کہ کہین زبیدہ پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔ اس نے اپنی حالت کو درست کیا آنکھون سے آنسو پونچھے اور تسکین آمیز الفاظ مین زبیدہ سے کہا۔

معزز خاتون صبر کرو۔ انشاء اللہ جلد اچھی خبر ملیگی۔ اطمینان رکھو۔ گھبرانے کی کیا بات ہے ہر دشواری اور مصیبت کے بعد آسانی اور راحت ہے۔ اپنی حالت سنبھالو۔ خدا نہ کرے بیگم صاحبہ اگر ادھر آنکلین تو تمام راز تمھارے اضطراب سے فاش ہو جائے اور پھر ایک اور نئی مصیبت سے تمھین سامنا کرنا پڑے۔

زبیدہ نے اس خوف سے کہ کہین اس کی ماں ادھر نہ آنکلے۔ اپنی حالت کو درست کیا اور بختیار سے قلم دوات اور کاغذ منگا کر حسب ذیل جواب ستینہ کو لکھا۔

قاہرہ ۱۲- جولائی ۱۸۸۲ء

سیدہ محترمہ

آپ کے گرامی نامہ کو مین نے مضطرب قلب اور پرنم آنکھون سے پڑھا - آہ کیا
وہ جو نہ پڑھنا چاہیئے تھا - آہ فلک تفرقہ پرداز نے یہ کیا کیا - آہ کیا منقلب زمانہ اپنے
محبت پر نادم ہو کر اب اس پر آمادہ ہوا ہے کہ ہمین ایک ایسی مصیبت مین مبتلا کر دے
جس کی برداشت ناممکن ہے -

محترم امان ، خداوند تعالیٰ جلد آپ کی کلفت کو دور فرمائے اور المناک جدائی کی
مصیبت کو دور فرما کر مسرت عطا کرے - آہ شفیق کی گم شدگی نے مجھے اس قدر بے چین و
مضطرب بنا دیا ہے اور مجھے اس سے اس قدر تکلیف و اذیت ہوئی ہے کہ عمر بھر کبھی
نہین ہوئی - جب میری یہ کیفیت ہے تو آپ کی حالت خدا جانے کیا ہو گی - آپ کی تو وہ
اولاد ہین اور آپ نے انھین پرورش فرمایا ہے - اور آپ کی تمام امیدین اور دل کی
آرزوئین انھین سے وابستہ ہین -

خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو زیادہ دیر تک جدائی کی اضطراب
انگیز کیفیت مین مبتلا نہ رکھے گا - اور جلد سے جلد مایوسون کو کامیاب بنا دے گا -
افسوس ہے کہ مجھے اُن کے متعلق کوئی خبر اس عریضہ کی تحریر تک نہین ملی - مین بے
انتہا مشکور ہون گی اگر آپ ان کی کوئی خبر پائین یا ان کے واپس آجانے کی مسرت حاصل
کرین تو تار پر مطلع فرمائین - اگر اس انتظار مین مجھے کوئی اطلاع ملی تو مین جناب کو تار پر
اطلاع دون گی - مین آپ کی مہربانیون اور شفقتون کا شکر ادا کرتی ہون - اور امید کرتی
ہون کہ اسی طرح سے مجھ پر مہربانی و شفقت فرماتی رہین گی -

خادمہ : بیدہ

خط کو ختم کر کے لفافہ مین بند کیا - پتہ لکھا اور بختیار کے حوالہ کیا کہ وہ لیٹر بکس مین چھوڑ
آئے - اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنے خیالات مین محو ہو گئی - کبھی اسے اپنی بدنصیبی پر افسوس
ہوتا اور کبھی شفیق کے گم ہو جانے کا خیال آ کر مضطرب و بے چین بنا دیتا تھا - بختیار نے
حمیدہ کو زار و نزار پا کر تسکین دہ الفاظ مین کہا -

خاتون کیون پریشان ہوتی ہو - خدا کی رحمت اور فضل و کرم سے مایوس نہ ہو

ایک عظیم الشان اور وسیع شہر ہے آپکو شاید معلوم نہین کہ اس کی آبادی پچاس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ اتنے بڑے شہر مین اور اس قدر آبادی مین اگر کوئی شخص دو چار دن تک اپنے اعزہ سے علیحدہ رہے تو کون سے تعجب کی بات ہے۔ ممکن ہے شفیق آفندی اس عرصہ مین اپنے کسی دوست کے ہان مقیم ہون اور اب واپس آگئے ہون یا جلد واپس آجائین۔

زبیدہ۔ بختیار مجھے شفیق کی گم شدگی کا زیادہ خیال نہین البتہ یہ خیال رہ رہ کے تکلیف دیتا ہے کہ کہین خدانخواستہ بدنصیب عزیز نے ان کو کسی مصیبت مین نہ مبتلا کر دیا ہو۔ جو ان کا جانی دشمن بنا ہوا ہے۔

بختیار۔ بہر حال اب تو صبر سے کام لینا چاہیئے اور خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ خدا کے نزدیک یہ امر کچھ بھی مشکل نہین ہے کہ وہ بے قصور زبیدہ ن کو نامراد دشمن کے ہاتھون سے محفوظ رکھے اور بے جا دشمنی کرنے والون کی امیدون کا خاتمہ کر دے۔

دیر تک زبیدہ اور بختیار مین اسی قسم کی باتین ہوتی رہین۔ اور جب شام قریب ہوئی تو بختیار نے کہا۔

خاتون اگر آپ کے پسند خاطر ہو تو تھوڑی دیر کے لیے باہر تفریح کے لیے چلیئے تاکہ غم و الم مین کچھ کمی ہو جائے اور دل بہل جائے۔

زبیدہ نے اول تو انکار کیا۔ لیکن پھر بختیار کے اصرار سے راضی ہو گئی اور والدہ سے اجازت لے بختیار کو ساتھ لیکر جزیرہ کی طرف روانہ ہوئی۔

(۲۸)

اسکندریہ پر گولہ باری

زبیدہ کی گاڑی ازبکیہ کے ایک طرف سے گذر رہی تھی کہ بختیار نے لوگون کا ایک ہجوم دیکھا جو پریشان و مضطرب اور حواس باختہ ادھر سے ادھر پھر رہا تھا ان مین فوجی سپاہیون کا بھی ایک گروہ تھا۔ جن کے چہرون سے خوف و اضطراب نمایان تھا۔ بختیار نے گاڑی کو رکوایا اور ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہ مجمع کیسا ہے اور لوگ مضطرب و پریشان

کیون بھر رہے ہین۔ کیا کوئی اضطراب انگیز حادثہ ظہور پذیر ہوا ہے۔
اس شخص نے کہا۔
اسکندریہ سے کچھ لوگ سراسیمہ و پریشان ابھی ابھی یہان پہونچے ہین۔ ان کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ انگریزی جنگی جہازون نے آج اسکندریہ کے قلعون پر گولہ باری کر کے انکو منہدم کر دیا ہے۔ اور اپنی فوج خشکی پر اتار کر اسکندریہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ عرابی کی سپاہ جو اسکندریہ مین بہت تھوڑی تعداد مین تھی مقابلہ کی تاب نہ لا کر کفر دوار کی طرف چلی گئی ہے اور

اسکندریہ سے بھاگ کر واپس آنے والون کا بیان تو یہ ہے۔ لیکن مقامی سپاہ اس کی تصدیق نہین کرتی اور اخبارات الطائف اور المفید اس کے خلاف بیان کر رہے ہین۔ اور ملک مین جوش و خروش بڑھانے کے لیے لکھ رہے ہین کہ عرابی کی سپاہ نے انگریزی سپاہ کو شکست فاش دیدی ہے اور اسکندریہ سے ان کو نکال دیا ہے۔ یہ متضاد بیانات یہان تعجب و حیرت سے سنے جا رہے ہین۔ لیکن چونکہ اسکندریہ سے بھاگ کر آنے والے چشم دید واقعات بیان کرتے ہین۔ اس لیے یہان خوف چھا گیا ہے۔ اور لوگ مضطرب و پریشان ہین
قاہرہ مین اضطراب و پریشانی دیکھ کر مقامی فوجی افسرون نے مصلحتاً کچھ سپاہ کو لوگون کے دلون سے خوف دور کرنے اور شہر مین امن و امان قایم رکھنے کے لیے مامور کیا ہے کہ وہ شہر مین گشت لگائے اور رعایا کو اطمینان دلائے۔
ایک اور شخص سے بختیار کو معلوم ہوا کہ مشائخ (بزرگان مذہب) کی بھی ایک جماعت شہر کی بڑی بڑی سڑکون پر گشت لگا رہی ہے۔ جن کے سینہ پر ایک سرخ نشان ہے اور جو بلند آواز سے عرابی کی فتح و نصرت اور انگریزون کی شکست کی دعا ر مانگتے جاتے ہین۔
بختیار نے شہر مین اضطراب و بیچینی پا کر مناسب سمجھا کہ گھر کو واپس چلے اور تفریح کا ارادہ ترک کر دے کیونکہ ممکن ہے اس اضطراب و بے چینی سے زبیدہ کو کوئی اذیت پہونچے۔ چنانچہ اس نے زبیدہ سے اجازت لے کر گاڑی کو واپس لے چلنے کا کوچبین کو اشارہ کیا۔
گھر مین داخل ہو کر زبیدہ نے اپنی مان کو منتظر پایا۔ زبیدہ کے پہونچتے ہی اس کی مان نے اس کو پیار کیا اور اس کے چہرہ پر اضطراب و پریشانی کے آثار پا کر کیفیت دریافت

کی۔ زبیدہ نے تمام واقعہ بیان کیا اور آخر مین کہا۔
اماں اسکندریہ پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا۔ اور سنا ہے کہ شہر کو جلا دیا گیا ہے۔ اور بہت
لوگ مارے گئے ہین زبیدہ یہ واقعہ بیان کرتی جاتی تھی اور خوف سے کانپ رہی تھی زبیدہ
کی ماں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ ان واقعات کو سن کر اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور خوف سے
کانپتے ہوے کہا۔
یا اللہ اب کیا ہونے والا ہے آہ زبیدہ کے والد کہان اور کس حال مین ہونگے اور
ان پر کیا گذرنے والی ہے۔ آہ کتنی مرتبہ مین نے اُن (زبیدہ کے والد) سے کہا کہ اس
نے نہ مانا اور پھر اب ہم کو بے یار و مددگار چھوڑ کر اسکندریہ چلے گئے۔ اب خدا جانے
ہم پر کیا گذریگی اور ہمارا کیا حشر ہوگا۔
زبیدہ۔ اماں اطمینان رکھو۔ اس کا تو ہمین خوف نہین کہ کوئی ہماری جائداد و املاک پر
قبضہ کریگا۔ اور میرا خیال ہے کہ جنگ و جدل کی نوبت شاید قاہرہ تک نہ پہونچے البتہ
شام کا جانا مین اس کی دل سے مشتاق ہون میرا جی بہت چاہتا ہے کہ اپنی ماں کے
مسقط الراس (پیدائش کی جگہ) کو دیکھون۔ مین اتنی بڑی ہو گئی لیکن آج تک مین نے اپنے
عزیزون اور رشتہ دارون کو نہین دیکھا۔
زبیدہ کی ماں پر زبیدہ کی باتون نے رقت طاری کر دی۔ اس کو اپنے عزیز و رشتہ دار
یاد آگئے۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور منھ سے بے اختیار آہ سرد نکل گئی۔ زبیدہ ماں
کی اس کیفیت کو دیکھ کر ڈر گئی۔ اور اس خیال سے کہ ماں والد کی جدائی اور اسکندریہ
کی گولہ باری سے پریشان و مضطرب ہے ماں کو مخاطب کرکے اطمینان کے لہجہ مین کہا
اماں کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکندریہ پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا ہے اور
وہان ہر طرح امن و امان ہے۔
زبیدہ کی ماں نے زبیدہ کی بات سن کر گردن اٹھائی اور کہا۔
بیٹی میرے اضطراب کی صرف یہی وجہ نہین ہے کہ تمہارے والد اسکندریہ مین
ہین مجھے یقین ہے کہ وہ خیریت سے ہونگے اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہونچی ہوگی بلکہ میرا
دل وطن کے ذکر سے بھر آیا اور وطن کی یاد نے مجھے بے چین کر دیا۔

زبیدہ۔ اماں آپ کو وطن کی کن چیزوں کی یاد نے اس قدر دل گرفتہ کردیا ہے۔ اچھی ماں مجھے بھی بتاؤ مجھے اپنی ننہیال کی باتیں سننے کا بڑا شوق ہے۔

ماں۔ بیٹی مجھے اپنا عزیز بھائی وطن کے ذکر سے یاد آگیا۔ جو انیس سال سے لاپتہ ہے شام کے ۱۸۶۰ء کے حادثہ میں وہ کہیں گم ہوگیا تھا۔ اور اس کی گمشدگی کے زمانہ تک میں تمہارے والد سے واقف بھی نہ تھی۔

زبیدہ۔ اماں یہ حادثہ کیونکر ہوا میں نے ابتک اس کا ذکر کسی سے نہیں سنا۔

ماں۔ بیٹی میں دمشق (شام) کے ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرا ایک بھائی تھا جو حسین نوجوان شجاع اور نہایت جری تھا۔ ہم دونوں والدین کے سایہ میں آرام و آسایش سے زندگی بسر کرتے تھے ۱۸۶۰ء میں دمشق میں مسیحیوں اور مسلمانوں میں جھگڑا شروع ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہانتک نوبت پہونچی کہ مسلمانوں اور مسیحیوں میں باہم خوب کشت و خون ہوا۔ تمہارا ماموں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جو مسیحیوں سے لڑ رہے تھے۔ اور ان ہی ایام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک دن صبح کو گیا اور پھر اس کا پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا آہ وہ میرے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا اور گھر بھر کو اس سے محبت تھی۔ بھائی کی گمشدگی کے بعد میں اکیلی رہ گئی۔ اس حادثہ اور کشت و خون کے دوسرے سال تمہارے والد کسی کام سے دمشق آئے اور میرے والد سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ تمہارے والد ایک مشہور دولتمند تھے اس لیے میرے والد نے تمہارے والد کی خواہش پر میری شادی ان سے کردی۔ شادی کے بعد وہ کچھ دن وہاں رہے اور پھر مصر چلے آئے۔ اس وقت سے اب تک مجھے وطن دیکھنا نصیب نہیں ہوا ہے اور نہ تمہارے ماموں کی کوئی خبر معلوم ہوئی۔

زبیدہ کو ماموں کی گمشدگی کا حال سن کر شفیق کی گمشدگی کا خیال آگیا بے اختیار اس کا دل بھر آیا۔ اور رونے لگی۔ جب کچھ سکون ہوا تو رقت خیز لہجہ میں کہنے لگی۔ آہ اماں ماموں کی گمشدگی کا۔ جن کو کبھی میں نے دیکھا نہیں جب مجھ پر اتنا اثر ہوا ہے تو ان کے والدین کی جن کے جگر کا وہ ٹکڑا تھے کیا کچھ بُری حالت نہ ہوئی ہوگی۔ اماں آہ اول۔ تو میرے نانا اور نانی کو ماموں کے غم نے بھی ضعیف و ناتوان کردیا ہوگا اور پھر اس پر آپکی جدائی کے صدمہ نے الگ ان کی زندگی کو تلخ بنا دیا ہوگا۔ اماں افسوس ہے آپ اتنی

مدت سے صبر کئے بیٹھی ہین۔ حالانکہ مصر و شام مین کچھ زیادہ فاصلہ بھی نہیں ہے۔ چند روز مین آدمی جا اور آسکتا ہے۔ امان میرا جی نانا اور نانی کے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے خدا کے لیے کوئی صورت دمشق چلنے کی نکالیے۔

مان۔ بیٹی کیا صورت نکل سکتی ہے۔ بجز اس کے کہ ہم خدا سے دعا کرین کہ وہ ہمین بچھڑے ہوؤن سے پھر ملائے۔

(۲۹)

ولاالہ اور عزیز

شارع عباسیہ پر بختیار سے جو ذلت عزیز کو اٹھانی پڑی تھی۔ اس نے عزیز کے دلمین بختیار اور زبیدہ سے انتقام لینے کا جوش پیدا کر دیا تھا۔ انسان جوش انتقام مین ذلیل سے ذلیل طریقون کو اختیار کر لیتا ہے تاکہ دشمن کو ذلیل کرنے کا موقعہ پاسکے یہی حالت عزیز کی بھی اس نے انتقام لینے کی اور صورتون کے علاوہ ایک یہ طریقہ بھی نکالا کہ بختیار یا زبیدہ کے خطوط محکمۂ ڈاک سے حاصل کیے جائین۔ چنانچہ وہ اُس انسپکٹر سے جا کر ملا جس کو عرابی پاشا نے محکمہ ڈاک کی نگرانی پر مامور کیا تھا۔ اور کہا کہ عرابی پاشا نے حکم دیا ہے کہ جو خطوط بختیار کے نام سے آئین یا یہان سے لندن کے پتہ پر روانہ ہون۔ اُن کو ڈاک سے نکالکر میرے حوالہ کر دیا جائے۔ انسپکٹر اگرچہ اس قسم کی حرکات سے محترز رہنا چاہتا تھا لیکن عرابی کے زور اور وطن پرستون کی صولت سے ڈر کر ایسا کرنے پر مجبور تھا۔

اس کے علاوہ عزیز نے چند شخصون کو اس کام پر بھی مامور کر دیا تھا کہ جب زبیدہ گھر سے باہر نکلے اس کو زبردستی اٹھا لائین۔ لیکن اس تدبیر مین اسے ناکامی ہوئی۔ کیونکہ زبیدہ نے گھر سے باہر نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ آخر اس طرف سے مایوس ہو کر اس نے ولاالہ کی طرف رجوع کیا۔ اور اس سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو زبیدہ کو حاصل کیا جائے اس سے بہتر موقع پھر میسر نہ آئیگا۔ شفیق اور اس کے والدین انگلستان مین ہین۔ اور زبیدہ کے والد کو مین نے ایک حکمت عملی سے اسکندریہ بھجوا دیا ہے۔ میدان بالکل خالی ہے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا

چاہیے اور جس طرح ہوسکے زبیدہ کو راضی کرنا چاہیے"۔

زبیدہ کے والد کے چلے جانے کے بعد میرا خیال تھا کہ زبیدہ وطن پرستون کی قوت و شوکت سے ڈر جائیگی اور سپاہ مین میرے داخل ہو جانے کا اس پر خاصا اثر پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہین ہوا۔ ایک روز شارع عباسیہ پر مین گھوڑے پر سوار جارہا تھا کہ زبیدہ کی گاڑی میرے برابر سے نکلی۔ مین نے بختیار کو اشارہ کیا کہ گاڑی کو رکوائے اس نے میرے کہنے کی پروا بھی نہ کی اور جب مین گاڑی کے برابر برابر گھوڑے پر سوار دور تک ساتھ گیا تو اس نے گاڑی کو رکوا کر مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا۔ لیکن افسوس ہے کہ زبیدہ نے بات کرنا تو کیا معنی میری طرف دیکھا تک بھی نہین۔ ممکن ہے اس نے بختیار کے ڈر سے میری طرف التفات نہ کیا ہو۔ بہر حال اس موقع پر مجھے بختیار سے بہت ذلت اٹھانی پڑی ہے جس کا بدلہ اس سے اچھی طرح لیا جائے گا۔

دلالہ۔ بیٹا اس سے تو مطمئن رہو۔ زبیدہ تمہاری ہو کر رہیگی۔ تم ماشاء اللہ مالدار اور صاحب جاہ و منزلت ہو اور فوجی افسری نے تو تمہارا اعزاز بہت ہی بڑھا دیا ہے۔ لیکن اتنی بات یاد رکھو کہ عورتین نہایت نازک مزاج ہوتی ہین۔ یہ سختی سے رام نہین ہوتین۔ بلکہ ان کو نرمی و اخلاق سے رام کیا جاتا ہے۔ راستہ مین تمہارا اس طرح زبیدہ کی گاڑی کو رکوانا ایک نفرت انگیز طریقہ تھا۔ اور ایسی باتون سے بجائے کامیابی کے ناکامی ہوتی ہے۔ سب سے آسان اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ کوئی ہوشیار شخص مقرر کیا جائے کہ وہ اس کے اور تمہارے درمیان پیغامبری کی خدمت خوش اسلوبی سے انجام دے۔

عزیز۔ امان تم سے بہتر اور کون اس خدمت کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا تم اس خدمت کو میری خاطر سے انجام دوگی۔

دلالہ۔ مین بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہون لیکن اس کام کے لیے کچھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مین چاہتی ہون کہ زبیدہ کے دل کا بھید لینے کے لئے سونے کی ایک انگوٹھی جس پر تمہارا نام کندہ ہو بنوا کر زبیدہ کی خدمت مین پیش کرون اور دیکھون کہ اس پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے اگر اس نے انگوٹھی لے لی تو سمجھ لینا چاہئے کہ کام بن گیا۔

عزیز نے فوراً بکس سے ایک معقول رقم نکال کر دلالہ کے حوالہ کی دلالہ نے ایک نہایت خوبصورت انگشتری تیار کرا کر اس پر عزیز کا نام کندہ کرایا اور زبیدہ کے پاس لیکر پہونچی جس کی

کیفیت ناظرین ستائیسوین باب مین پڑھ چکے ہین۔
دلالہ ذلیل ہوکر زبیدہ کے کمرہ سے نکلی اور سیدھی عزیز کے ہان پہونچی۔ اس کے قلب مین انتقام کی آگ مشتعل تھی اور چہرہ غضبناک ہو رہا تھا۔ عزیز نے دلالہ کو غضبناک پاکر حال دریافت کیا۔ دلالہ نے تمام واقعہ بیان کیا اور آخر مین کہا۔
بیٹا گھبرانا نہین۔ تم اطمینان رکھو اگر زبیدہ مجھ سے معاندانہ برتاؤ کریگی تو اس کے لیے اچھا نہ ہوگا۔ وہ اگر خوشی اور رضامندی سے تمھین قبول نہ کریگی۔ تو مین زبردستی اسکو تمھارے گھر لاکر بٹھا دون گی۔
عزیز۔ امان کیا یہ ممکن ہے کہ تم روزانہ ایک مرتبہ مجھ سے مل لیا کرو۔ تاکہ اس معاملہ مین باہم مشورہ ہوتا رہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہین اسکندریہ نہ بھیجدیا جاؤن اس صورت مین ضرورت ہے کہ مین اپنا ایک معتمد اس مہم کے لیے اپنے بعد چھوڑ جاؤن۔ تاکہ وہ اپنا کام کرتا رہے۔
دلالہ۔ اگر تمھین اسکندریہ جانے کا حکم ملا تو کیا تم چلے جاؤ گے۔ کیا تمھین معلوم نہین ہے۔ کہ اسکندریہ آج کل خطرہ مین ہے۔ انگلستان اور فرانس کے جنگی جہاز ساحل پر کھڑے ہین گولہ باری کے لیے بالکل تیار ہین علاوہ ازین اس خطرہ کے علاوہ تمھارا جانا اس لیے بھی مناسب نہین کہ تمھارے جانے کے بعد زبیدہ کے معاملہ مین مجھے اپنی کوششون مین کامیاب ہونا مشکل ہے۔"
عزیز۔ انسان جو چاہتا ہے وہ سب نہین ملجاتا۔ میرا خیال تھا کہ فوجی خدمت مین اس وقت تک اپنے کو شریک رکھون گا۔ جبتک کہ ملک مین امن و امان رہیگا اور بحالت جنگ مستعفی ہو جاؤن گا۔ لیکن ادھر تو فوجی خدمت کی حیثیت سے مجھے جو اعزاز حاصل ہوا ہے اُسکا خیال ہے اور دوسری جانب معلوم ہوا ہے کہ جنگ کے زمانہ مین استعفی منظور نہین کیا جاتا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو اس وقت تو فوجی خدمت سے سبکدوشی دشوار ہے اور مین فوجی قانون کی اطاعت پر مجبور ہون اگر خدانخواستہ مین جنگ پر بھیجا گیا۔ تو انشاء اللہ مین ایسے موقع پر ہونگا۔ جہان خطرہ نہ ہو کیونکہ زندگی مجھے عزیز ہے اور جب مین اپنا کام ختم کرچکونگا تو فوراً قاہرہ لوٹ آؤن گا اور پھر جس طرح تم کہوگی اس پر عمل کرون گا۔

(۳۰)

افشائے راز

دلالہ حسب معمول صبح کے وقت عزیز کے گھر پہونچی۔ عزیز اس وقت کمرہ مین ٹہل رہا تھا۔ ہاتھ مین ایک کاغذ تھا جس کو وہ بار بار دیکھتا تھا۔ چہرہ سے خوشی ٹپک رہی تھی دلالہ کو دیکھ کر اس نے تپاک سے لیا۔ اور مسرت آمیز لہجہ مین کہا۔

اماں آپ کو معلوم ہے یہ خط جو میرے ہاتھ مین ہے کس کا ہے۔ یہ زبیدہ کا خط ہے جو اس نے شفیق کی ماں کو لکھا ہے لو تم اس کو پڑھو اور خوش ہو کہ زبیدہ کی تمام مساعی تباہ و برباد ہوگئین

دلالہ۔ یہ کیونکر۔

عزیز۔ زبیدہ کا محبوب شفیق لاپتہ ہے۔ اس کے والدین جب انگلستان پہونچے تو انھون نے اس کو وہان نہ پایا اور باوجود تجسس و تلاش کے اس وقت تک اس کا پتہ نہین چلا کیا اب بھی میری کامیابی مین کوئی تامل ہے ظاہر ہے کہ جب شفیق کی رکاوٹ دور ہوجایگی تو مجبوراً زبیدہ کو میرا پیام قبول کرنا پڑیگا۔

دلالہ۔ اہا۔ یہ تو بڑی کامیابی ہے۔ زبیدہ کا راز آپ کو معلوم ہوگیا ہے اور اس خط کے ذریعہ سے اسے ہرطرح ذلیل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ذلیل کرنے اور اپنی محبت وغیرت کا اظہار کرنے کے لیے یہ کافی ہوگا کہ آپ اس خط کو اس کے باپ کو دکھلا دین اس سے نہ صرف پاشا زبیدہ کے باپ کے قلب مین آپ کی عزت دو قعت بڑھ جایگی۔ بلکہ وہ ہمیشہ آپ کا رہین منت بھی رہے گا۔ اور زبیدہ سے آپ کی شادی کرنے مین اسے پھر کوئی تامل نہ ہوگا۔

دلالہ کی فریب آمیز تقریر سن کر عزیز مسرت سے اچھل پڑا اور کہا۔

بیشک بیشک اول تو پاشا خود ہی زبیدہ کی شادی مجھ سے کردینے پر راضی ہے اور اس صورت مین تو وہ بالکل تامل نہ کریگا لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ زبیدہ شاید اس پر راضی نہ ہوگی۔ اور ممکن ہے اس کی نارضامندی مجھے کامیاب نہ ہونے دے۔ کیونکہ جہانتک

مجھے معلوم ہوا ہے یتفیتی کی محبت نے اس کے دل مین گھر لیا ہے۔ اور اب کسی دوسرے کی محبت کی اس کے قلب مین بالکل گنجایش نہین ہے۔ اس کی نارضامندی کی صورت مین اول تو مین اخلاق و مہربانی سے اس کا دل ہاتھ مین لینے اور راضی کرنے کی کوشش کرون گا۔ اور اس مین بھی اگر ناکامی ہوئی تو پھر جس طرح ممکن ہو گا۔ اس کو ذلیل ورسوا کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرون گا۔ اور جو صورت بھی ممکن ہو گی اس کو اپنے جال مین پھانسنے کے لیے اختیار کرون گا۔ اور اس کا غرور وتکبر توڑ کر اس کے باپ کو اس پر آمادہ کرون گا۔ کہ وہ زبردستی اور جبر سے کام لے اور میرے ساتھ شادی کر لینے پر اُسے مجبور بنائے۔

عزیز کی گفتگو ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک خادم سرکاری لفافہ لیے ہوے پہونچا۔ اور لفافہ عزیز کے ہاتھ مین دیدیا۔ عزیز نے اضطراب کے ساتھ لفافہ کھولا۔ یہ لفافہ ایک فوجی افسر کی جانب سے تھا۔ جس مین اس سے کچھ گھوڑے فراہم کرکے دینے اور زر نقد سے امداد کرنے کا مطالبہ تھا۔ اور جلد سے جلد اس اعانت کو طلب کیا گیا تھا۔ آخر مین لکھا تھا۔ کہ گھوڑے بہم پہنچا کر اور روپیہ دیکر وہ فوراً اسکندریہ روانہ ہوجائے۔

عزیز کی پیشانی پر فوجی افسر کا خط پڑھ کر بل پڑگئے۔ چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ اور غور و فکر مین مبتلا ہو گیا۔ دیر تک وہ اسی حالت مین رہا۔ دلالہ نے اس انقلاب کو دیکھ کر عزیز سے کیفیت پوچھی۔ لیکن اس نے اول تو جواب ہی نہین دیا۔ اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی خط کے مضمون سے دلالہ کو آگاہ کیا اور کہا افسوس جسمانی مشقت و محنت کے علاوہ اب مجھے اس صیغہ مین مال سے بھی مدد کرنی پڑیگی۔ جو میرے لیے ایک تکلیف دہ امر ہے۔

دلالہ۔ کیا آپ کو فوجی خدمت قبول کرنے سے پہلے اس کا علم نہ تھا کہ فوجی احکام کی تعمیل سے چارہ نہین ہے اور خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ ملک آزادی کی کوشش مین مصروف ہے اور روپیہ کی شدید حاجت ہے۔

عزیز۔ آہ اگر مجھے پہلے سے اس کا علم ہوتا تو مین کبھی فوجی خدمت قبول نہ کرتا۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا ہے۔ مجبوراً مجھے اسکندریہ جانا پڑیگا۔ میرے بعد تم زبیدہ کے معاملہ مین برابر کوشش کرتی رہنا۔ اس کی حرکات و سکنات کی پوری پوری نگرانی کرنا۔ اور خلق و مروت سے اسے میری طرف مائل کرنے کا موقعہ نکالنا۔

دوسرے دن عزیز اسکندریہ روانہ ہوا۔ مقام "دکفر دوار" پر پہونچکر اسے اطلاع ملی کہ عرابی پاشا معہ سپاہ کے نواح اسکندریہ سے کفر دوار آرہا ہے۔ جہان وہ سپاہ جمع کر کے انگریزون سے مقابلہ کریگا۔ عزیز یہ معلوم کر کے ڈر گیا کہ کفر دوار پر خونریز معرکہ ہوگا اور ممکن ہے کہ اس معرکہ مین وہ مارا جائے اور پھر شفیق اپنے مقصد مین کامیاب ہو جائے اس خیال نے اسے مایوس کر دیا۔ چہرہ پر زردی چھا گئی۔ اور جسم کی قوت موت کے تصور سے گھٹنے لگی۔ ہر چند کہ معرکہ کے تصور اور اپنی موت کے خیال نے اس کو بالکل مایوس بنا دیا تھا لیکن اس نے رشک وحسد سے شفیق کو بھی ناکامیاب رکھنے کی ایک تدبیر سوچی کہ زبیدہ کے والد کا پتہ معلوم کر کے اس کو ایک خط لکھے جس مین زبیدہ اور شفیق کے تعلقات کا راز افشا کر کے اس کو انتقام لینے پر آمادہ کر دے اور شفیق کو کامیاب نہ ہونے دے۔

فوجی افسرون اور دوسرے لوگون سے اس نے زبیدہ کے والد کا پتہ دریافت کرنا شروع کیا۔ اس کو زیادہ زحمت نہین اٹھانی پڑی۔ اور آخر ایک شخص سے اسے معلوم ہو گیا کہ پاشا اسکندریہ ہی مین ہے۔ عزیز نے اس کا پورا پتہ معلوم کر لیا اور خط بھیجنے کے بجائے خود جا کر ملنے کو زیادہ مناسب ومفید پا کر موقع کا انتظار کرنے لگا۔ چند روز بعد اس نے سنا کہ خدیو مصر نے اسکندریہ سے عرابی کے نام حکم بھیجا ہے کہ وہ فوراً جنگی تیاریون اور اجتماع افواج کی کارروائیون کو موقوف کر دے۔ کیونکہ دولت انگلستان کے جرنیل سیمور نے اسکندریہ چھوڑ دینے کا اس شرط پر وعدہ کر لیا ہے کہ عرابی فوراً اپنی فوجون کو منتشر کر دے اور آئندہ تیاریون کو روک دے۔ اس حکم مین یہ بھی تھا کہ سپاہ کو منتشر کر دینے کے بعد عرابی پاشا فوراً اسکندریہ خدیو کی خدمت مین حاضر ہون۔

عزیز کو اس حکم سے بہت خوشی ہوئی نہ صرف اس وجہ سے کہ اب معرکہ جنگ مین شریک ہونے کا خطرہ پیش نہ آئیگا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اب اسکندریہ جا کر زبیدہ کے باپ سے ملنے کا موقعہ آسانی سے بہم پہنچیگا۔ لیکن اس کی تمام امیدین خاک مین مل گئین، جب اسنے یہ سنا کہ عرابی نے خدیو معظم کے حکم کو مسترد کر دیا ہے اور قاہرہ کے افسر جنگ کو خدیو مصر کے حکم اور اس کے رد کر دینے کی کیفیت سے آگاہ کر کے اس نے اجتماع سپاہ کی کوشش کو سرعت سے جاری رکھنے کا حکم دیا ہے

عرابی کا خط جس وقت قاہرہ مین پہونچا۔ افسر جنگ نے فوراً تمام اعیان دولت کو

جمع کیا اور واقعات حاضرہ پر مشورہ لیا تمام اعیان نے بالاتفاق رائے دی کہ جنگی کارروائی کو جاری رکھا جائے ہو اور ایک وفد جس مین چھ ممبر ہون خدیو معظم سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا جائے وفد مرتب کیا گیا اور قاہرہ سے روانہ ہو کر کفر دوار پہنچا۔ عزیز نے وفد کی معیت کا موقعہ پا کر اسکندریہ جانے کی کوشش کی اور رئیس وفد کے ساتھ چلنے کی استدعا کی جس کو اس نے منظور کر لیا۔ وفد کے ساتھ اسکندریہ پہنچ کر عزیز نے پاشا کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اسکندریہ کی صورت گولہ باری سے بالکل بدل گئی تھی۔ سینکڑون عمارتین ٹوٹی پڑی تھین اور بہت سے راستے بند ہو گئے تھے۔ آتش زدگی نے ہزارون گھرون کو تودہ خاک بنا دیا تھا۔ دھوان جگہ جگہ اب بھی اٹھ رہا تھا لوگ انگریزی نشان دکپڑے کی ایک دھجی لگائے خوش خوش سڑکون پر پھر رہے تھے۔ شہر مین ہر طرح امن و امان تھا۔ سڑکون پر انگریزی سپاہی مسلح۔ پیدل و سوار کثرت سے پھر رہے تھے۔

عزیز یہ دیکھ کر ڈر گیا۔ کہ کہین کوئی اس کو گرفتار نہ کرے۔ کیونکہ اس کے پاس انگریزی نشان یعنی کپڑے کی دھجی۔ جس کو انگریزون نے لبطور نشان کے استعمال کرنے کا رعایا کو حکم دیا تھا اس کے پاس نہ تھا۔ راستہ مین اس نے پاشا کا پتہ پوچھا اور خوفزدہ گوشہ چشم سے داہنے بائین دیکھتا سرنگون پاشا کے مکان کی طرف روانہ ہوا

(۱۳)

موت سے نجات

پاشا ریلوے لائن کے قریب ایک مکان مین مقیم تھا۔ عزیز تلاش کرتے کرتے مکان تک پہونچا اور جون ہین کہ مکان کے اندر قدم رکھنا چاہا کہ انگریزی سپاہیون نے اسے اور پھر پاشا کے مکان مین داخل ہو کر پاشا کو بھی اس حالت مین کہ اس کے خلاف انگریزی فوجی افسرون کو تمرد و سرکشی اور باغیانہ خیالات رکھنے کی شکایات پہونچی ہین۔ گرفتار کر لیا۔

سپاہیون نے عزیز کو فوجی لباس مین پا کر اور کپڑون پر سفر کی گرد دیکھ کر یہ خیال قایم کیا کہ یقیناً یہ شخص عرابی کا جاسوس ہے اور پاشا بھی عرابی کے گروہ مین سے ہے۔ دونون

کو سپاہی پکڑ کر لیجلے اور جو سامان کا غذات وغیرہ ان کے پاس تھا اس کو ضبط کر لیا۔
عزیز سپاہیون کے ساتھ جا رہا تھا اور دل ہی دل ہی اس گھڑی کو بُرا کہہ رہا تھا جبکہ وہ اسکندریہ کے ارادہ سے باہر نکلا۔ اس کے چہرہ کا رنگ خوف سے زرد ہو گیا تھا اور جسم پر لرزہ طاری تھا۔ یہی حالت پاشا کی بھی تھی۔ سپاہ کے قریب پہونچکر ان سپاہیون کو جو عزیز و پاشا کو لیے جا رہے تھے۔ ایک انگریزی فوجی افسر ملا۔ سپاہی افسر کو فوجی سلام کر کے کھڑے ہو گئے اور افسر نے عزیز اور پاشا پر ایک گہری نظر ڈالی اور پھر انگریزی زبان مین سپاہیون کو کچھ حکم دیا۔ سپاہی عزیز اور پاشا کو افسر کے پاس چھوڑ کر اور ان کاغذات کو جو عزیز کی جیب اور پاشا کے مکان سے ملے تھے۔ افسر کو دیکر چلے گئے۔

عزیز اور پاشا اس تمام کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔ اور موت کے خوف سے کانپ رہے تھے افسر نے کچھ دیر تامل کر کے عزیز اور پاشا کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے آئین حسب حکم دونون اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور کچھ دور چل کر ایک مکان مین داخل ہوئے۔ افسر نے ان کو مکان کے اندر پہنچا کر دروازہ بند کر دیا اور چلا گیا۔

عزیز اور پاشا موت کے خوف سے کانپ رہے تھے اور کوئی صورت بریت کی انھین نظر نہ آتی تھی۔ خوف نے ان کی قوت سلب کر لی تھی۔ مکان مین داخل ہو کر دونو کی حالت ضعف سے ردی ہو گئی تھی اسی حالت مین ایک اور افسر ان کے پاس آیا اور عربی زبان مین بلند آواز سے کہا۔

السلام علیکما۔

عزیز آواز سن کر چونک پڑا۔ سر اٹھا کر دیکھا مسرت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور کہا۔
شفیق ۔ ۔ شفیق میرے پیارے دوست تم یہان کہان پیارے شفیق یہ تو عجیب اتفاق ہے۔

پاشا نے عزیز کو بشاش پا کر شفیق کو غور سے دیکھا اور کہا۔

محترم افسر کیا آپ کا وطن مصر ہے۔

شفیق ۔ ہان مین مصر کا رہنے والا ہون ۔ اور آپ کو خطرہ مین پا کر مین نے آپ کی رہائی اور موت سے نجات کی کوشش کی ہے۔

پاشا۔ میرے محترم ہم وطن اور شجاع افسر ہم زندگی بھر آپ کے اس احسان کو نہ بھولین گے

آپ نے ہمین موت سے بچایا ہے۔ اور گویا دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ کیا ہم آپ کے اس احسان کا معاوضہ دے سکتے ہین۔

شفیق۔ میرے لیے یہی معاوضہ کافی ہے کہ مین وقت پر پہونچ گیا۔ اور آپ کو موت سے بچا لیا۔

شفیق نے جلد تمام کر کے عزیز اور پاشا کی ہتکڑیان کھولین۔ اور دوسرے کمرہ مین جہان پلنگ بچھے ہوے تھے لے گیا۔ اور آرام کرنے کا اشارہ کر کے دوسرے کمرہ مین چلا گیا۔ اور ان کاغذات کو کھولا جو سپاہیون نے عزیز کی جیب اور پاشا کے مکان سے ضبط کئے تھے ان کاغذات کو سرسری نظر سے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ یکایک اس کی نظر ایک خط پر پڑی جس پر زبیدہ کا نام تھا۔ اور شفیق نے کاغذات سے خط کو نکال لیا۔ اور پڑھنا شروع کیا۔ یہ وہی خط تھا جو زبیدہ نے شفیق کی والدہ کو لکھا تھا۔ اور عزیز نے قاہرہ کے ڈاکخانہ سے اُسے حاصل کر لیا تھا۔

شفیق خط پڑھکر مضطرب ہو گیا۔ زبیدہ کی یاد نے دل مین گدگدی پیدا کی اور وہ تمام باتین ایک ایک کر کے اسے یاد آنے لگین جو قاہرہ مین وقتاً فوقتاً پیش آئی تھین زبیدہ کی تصویر اس کی نظرون مین پھرنے لگی۔ کچھ دیر تو وہ بیخود کھڑا رہا۔ لیکن جب دل کی بے چینی بڑھی تو وہ کھڑا نہ رہ سکا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر زبیدہ کے خیال مین محو ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ شفیق عالم محویت مین رہا۔ جب بیخودی کچھ دور ہوئی۔ تو خادم کو حکم دیا کہ پاشا اور عزیز کو بلا لائے۔

پاشا اور عزیز کمرہ مین داخل ہوے جن کو شفیق نے تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ اور پھر پاشا اور عزیز کی طرف دیکھ کر کہا۔

سپاہیون نے جو کاغذات آپ سے حاصل کیے ہین ان مین یہ ایک خط بھی ہے کیا آپ مہربانی فرما کر بتا سکتے ہین کہ یہ خط آپ کو کہان سے اور کیونکر حاصل ہوا۔

عزیز نے پاشا کو جواب کا موقع دیے بغیر جلدی سے کہا

پیارے شفیق یہ خط میرے کاغذات مین تھا۔

اور پھر شفیق کی طرف جھک کر اشارہ کیا کہ وہ اس کے متعلق تنہائی مین گفتگو کرنا چاہتا ہے شفیق نے پاشا سے چند منٹ کی اجازت چاہی۔ اور پھر عزیز کو دوسرے کمرہ مین لے گیا۔ عزیز

نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

شفیق جیسا کہ مین نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔مین اپنے کام سے غافل نہین رہا۔ اور زبیدہ سے آپ کی شادی کے متعلق برابر کوشش کرتا رہا۔ پاشا سے مراسم بڑھا کے پاشا کے ملازم بختیار کو گانٹھا اور اس کے ذریعہ زبیدہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ خفیہ طور پر آپ سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کردے۔ زبیدہ نے آپ کو خط لکھنا چاہا لیکن بختیار پاشا کے خوف سے اس پر آمادہ نہ ہوا کہ ڈاک کے ذریعہ خط وکتابت کا سلسلہ اس کے نام سے جاری رکھا جائے۔ مبادا کوئی خط پاشا کے ہاتھ پڑجائے اور مصیبت کا سامنا ہو البتہ اس نے اس پر آمادگی ظاہر کی کہ وہ زبیدہ کا خط مجھ کو دے جایا کرے اور مین اس کا جواب اپنے پتہ پر منگوا کر بختیار کے ہاتھ زبیدہ کے پاس بھجوادیا کرون۔ چنانچہ یہ خط زبیدہ نے لکھ کر بختیار کے ہاتھ میرے پاس بھجوایا کہ مین ڈاک کے ذریعہ اس کو روانہ کردون۔ لیکن افسوس ہے کہ مین اس کو روانہ نہ کرسکا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آج کل ڈاک چونکہ عرابیون (عرابی پاشا کے متبعین) کے ہاتھ مین ہے۔ اور وہ کوئی خط قاہرہ وغیرہ سے بغیر دیکھے باہر نہین جانے دیتے۔ اس لیے اس اندیشہ سے کہ شاید آپ تک نہ پہونچے۔ مین نے اس کو روانہ نہین کیا۔ اور اس کا منتظر رہا کہ جب اسکندریہ جانا ہوگا۔ تو انگریزی ڈاکخانہ سے اس کو روانہ کردونگا۔

پاشا سے آپ کے معاملہ مین مجھے اس وقت تک گفتگو کرنے کا موقع نہین ملا۔ اور ادہر پاشا قاہرہ سے اسکندریہ چلے آئے۔ مین نے اس موقع کو اس معاملہ مین گفتگو کرنے کے لیے غنیمت سمجھا۔ اور اسکندریہ پہونچکر پاشا سے ملنے کے لیے اس کے گھر گیا۔ لیکن مکان کے اندر قدم بھی نہ رکھنے پایا تھا کہ مین اور ساتھ ہی پاشا بھی گرفتار کرلیے گئے اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ پر ظاہر ہے۔

شفیق نے عزیز کا جملہ ختم ہوتے ہی کہا۔

تم نے میرے لیے بڑی زحمت اٹھائی۔ خداوند تعالےٰ تمھین جزائے خیر دے۔ مین عمر بھر تمھارے احسان سے سبکدوش نہین ہوسکتا۔ میرے پاس الفاظ نہین کہ تمھارا شکرادا کرون کیا مہربانی کرکے مجھے زبیدہ کے حال سے مطلع کرسکتے ہو۔

عزیز۔ زبیدہ خیریت سے ہے اور بختیار سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اکثر آپ کو یاد کرتی رہتی ہے

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ شفیق تمہارا انتخاب نہایت پاکیزہ ہے۔ زبیدہ تمام انسانی خوبیوں کی جامع حسین خلیق اور با مروت ہے اور ہر طرح تمہارے لیے موزون ہے

عزیز نے اپنی مکر و فریب آمیز باتوں سے شفیق پر اپنا اعتماد قائم کرنے مین پوری کوشش کی جس سے اس کی یہ غرض تھی کہ شفیق کا معتمد علیہ بنکر اس کو باتوں مین رکھے اور خود اپنا مقصد حاصل کر لے۔

دیر تک دونون مین اسی قسم کی باتین ہوتی رہین۔ شفیق عزیز کی مکر آمیز باتون مین آگیا اور اس پر بھروسہ کرکے اپنی بعض ان باتون کو بھی بیان کر دیا۔ جو بیان نہین کرنی چاہیے تھین جب یہ سلسلۂ گفتگو ختم ہو گیا۔ تو شفیق نے عزیز کے فوجی لباس کو دیکھ کر کہا۔

عزیز آفندی مین تمھین فوجی لباس مین دیکھ رہا ہون۔ شاید تم فوجی خدمت مین شامل ہو گئے ہو۔ یہ کب اور کیونکر۔

عزیز نے خلقی عادت کے مطابق بہت سی جھوٹی سچی باتون سے شفیق سے اپنے فوجی خدمت مین داخل ہونے کا قصہ بیان کیا اور پھر کہا۔

شفیق کیا تم بھی فوج مین داخل ہو گئے۔ مین تم کو انگریزی فوجی لباس مین دیکھ رہا ہون تم تو قانون کی تعلیم حاصل کرنے گئے تھے۔

شفیق۔ ہان بیشک یہ تعجب کی بات ہے لیکن واقعہ یہ ہوا کہ جب اخبارات کے ذریعہ مجھے عرابی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا تو مین نے زبیدہ کو بغاوت کے خطرون سے محفوظ رکھنے کے لیے مناسب سمجھا کہ اپنا نام والنٹیرون مین لکھا کر اس سپاہ کے ساتھ مصر پہونچون جو انگلستان سے عرابی کے مقابلہ کے لیے آرہی تھی۔ چنانچہ مین والنٹیرون مین داخل ہو گیا اور انگریزی سپاہ کے ساتھ یہان پہونچا۔ عزیز زبیدہ کی محبت نے مجھ پر اس قدر غلبہ کر لیا ہے کہ بجز زبیدہ کے خیال اور تصور کے مجھے اب کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوتی۔ میری رگ رگ مین زبیدہ کی محبت سرایت کیے ہوے ہے اور دنیا مجھے زبیدہ کے حسن سے معمور نظر آتی ہے اس کے علاوہ خیال بھی ہوا کہ اگر اس موقع پر فوجی خدمت ادا کرکے مین نے کوئی عزت حاصل کر لی اور اس سے مجھے کوئی بڑا فوجی عہدہ مل گیا تو قانونی تعلیم کی محنتون سے بچ جاؤن گا۔ اور عزت و ناموری بآسانی حاصل ہو جائے گی اس کے بعد شفیق نے مشورہ کے طور پر عزیز سے کہا۔

عزیز اگر تمہاری رائے ہو تو مین اس وقت پاشا سے زبیدہ کے متعلق کچھ کہون اور اپنی محبت کے حال سے آگاہ کردون کیا یہ غیر مناسب تو نہ ہوگا۔

عزیز نے شفیق کی بات کاٹکر کہا۔

میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تم اپنے معاملہ کو بالکل مجھ پر چھوڑ دو مین موقع مناسب پر اس کا ذکر کرونگا۔ تم مطمئن رہو مین تمہارے کام سے کسی وقت بھی غافل نہین ہون۔

شفیق۔ بہتر ہے مین تمہاری اس مہربانی کا شکر ادا کرتا ہون اور تم سے امید کرتا ہون کہ اگر میرے قاہرہ پہنچنے سے پہلے تم قاہرہ جاؤ تو زبیدہ کو میرا سلام پہونچا دینا۔ اور کہدینا کہ شفیق نے جو عہد کیا ہے وہ اس پر قائم ہے اور عنقریب وہ آپ سے آکر ملیگا۔ انشاء اللہ مین کل انکو خط بھی لکھونگا۔

عزیز۔ شفیق آفندی جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون آج کل ڈاک خانہ کی حالت قابل اعتبار نہین تم ڈاک کے ذریعہ کوئی خط نہ بھیجنا۔ بہتر یہ ہے کہ خط لکھکر تم مجھے دیدو مین زبیدہ کو پہونچادونگا لیکن ہان مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مین خط لیکر گیا اور زبیدہ نے اس کے لینے سے انکار کیا اور کہا اس کا یقین کیونکر ہو۔ کہ یہ خط شفیق ہی کا ہے تو کیا ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم کوئی نشانی مجھے دیدو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے مین انہین اس کا یقین دلا سکون کہ یہ خط تمہارا ہی ہے۔

شفیق۔ میرے پاس زبیدہ کی ایک نشانی ہے جو انگلستان روانہ ہوتے وقت اس نے مجھے دی تھی۔ اور مین نہین چاہتا کہ اس سے کسی کو آگاہ کرون لیکن چونکہ مجھے تم پر اعتماد ہے اس لیے تمھین بتائے دیتا ہون۔

جملہ ختم کرکے شفیق نے جیب سے وہ سیفٹی پن نکالی۔ جو زبیدہ نے اسے دی تھی اور کہا۔

عزیز دیکھو یہی وہ نشانی ہے جو زبیدہ نے مجھے رخصت ہوتے وقت قصر نزہت مین عنایت کی تھی تم زبیدہ سے اس نشانی کا ذکر کردینا۔ پھر اسے تم پر اعتبار کرنے مین تامل نہ ہوگا۔

عزیز نے اظہار مسرت کیا اور کہا۔

اچھا اب چلو پاشا دیر سے تنہا بیٹھے ہماری واپسی کا انتظار کررہے ہون گے۔

شفیق اور عزیز دونون اٹھے اور پاشا کے پاس پہونچکر تاخیر کی معذرت چاہی اور کچھ دیر تینون ادھر ادھر کی باتین کرتے رہے۔ شفیق نے آخر مین کہا۔

اگر آپ جانا چاہین تو ایک دہجی کپڑے کی دیکر سنیے یہ نشان آزادی ہے اسے بازو پر باندھ لیجیے۔ اور اگر راستہ مین کوئی ٹوکے تو اُسے فقرہ امن (اسلام) سے آگاہ کرکے بے خوف چلے جائیے۔

عزیز اور پاشا دونون شفیق کا شکرادا کرکے کمرہ سے نکلے اور گھر کی راہ لی۔ عزیز اپنے اسکندریہ آنے پر دل مین ملامت کررہا تھا اور یہ خیال کرتا چلا جارہا تھا اگر معرکہ جنگ پیش آیا تو اب وہ پوری کوشش کریگا۔ کہ شفیق کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے زبیدہ کا راستہ اپنے لیے صاف کرلے۔

(۴۲)

زبیدہ کی منگنی عزیز سے

پاشا اور عزیز شفیق کے ہان سے واپس ہوکر جائے قیام پر پہونچے اور کمرہ مین آرام سے بیٹھکر پاشا نے عزیز سے کہا۔

آفندی حقیقت یہ ہے کہ اگر اس موقع پر آپ نہ ہوتے تو آج موت سے دوچار ہونے مین شبہ ہی کیا رہا تھا مین آپ کا بہت بہت شکرادا کرتا ہون۔ آپ کی وجہ سے آج میری جان بچی۔

عزیز۔ محترم پاشا اس نوجوان شفیق اسنے اس وقت جو سلوک اور احسان ہمارے ساتھ کیا ہے حقیقتاً یہ ایک احسان کا بدلہ ہے جو اس کے ساتھ مین کرچکا ہون۔ بہرحال خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپ اس وقت میرے ساتھ تھے۔ ورنہ تنہا آپ کی گرفتاری خدا جانے کیا رنگ لاتی۔

عزیز نے فقرہ ختم کرکے پاشا کی طرف تجسس نظرون سے دیکھا۔ گویا وہ کوئی خاص بات پاشا سے کہنا چاہتا ہے۔

پاشانے عزیز کو اپنی طرف متوجہ پاکر کرسی قریب کرلی اور کہا۔
کیا کوئی خاص بات آپ مجھ سے کہنا چاہتے ہین۔ فرمایئے بے تکلف فرمایئے۔
عزیز۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو عرض کرون۔ مین ایک ایسی بات گوشگوار کرنا چاہتا ہون۔ جو یقیناً جناب کو ملول بنا دیگی لیکن میرے دل مین جو آپ کی عزت و حرمت ہے اس کو پیش نظر رکھ کر میری غیرت اب مجھے مجبور کرتی ہے کہ مین جناب کو اس راز سے آگاہ کردون جو محترمہ صاحبزادی سے تعلق رکھتا ہے اور جس کے بیان کرنے کے لیے مین قاہرہ سے یہان خاص طور پر حاضر ہوا ہون۔
پاشا۔ وہ کیا راز ہے مہربانی فرماکر جلد بیان کیجئے۔
عزیز۔ آپ کو شاید وہ رات یاد ہوگی جبکہ مین عدلوی تھئیٹر مین جناب والا سے ملا تھا اور غالباً آپ میری ان باتون کو بھی نہ بھولے ہونگے جو مین نے جناب کی صاحبزادی کے متعلق اس وقت عرض کی تھین۔
پاشا۔ ہان ہان مجھے خوب یاد ہین۔
عزیز۔ مین نے تھئیٹر مین جو کچھ عرض کیا تھا وہ صرف میرا خیال ہی نہ تھا بلکہ امر واقعہ تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ قاہرہ کے ایک نوجوان نے دھوکہ دے کر زبیدہ کو اپنی محبت مین مبتلا کر لیا ہے۔ اور زبیدہ خاتون اپنی نیک نیتی اور پاکیزگی قلب سے اس فریب سے آگاہ نہین ہین۔ وہ نوجوان قاہرہ کا رہنے والا ہے لیکن عرابی کی حقوق طلبی کے تبدیلی مظاہرون کے زمانہ مین وہ قاہرہ سے انگلستان چلا گیا ہے۔ جہان سے وہ برابر زبیدہ کو خط لکھتا رہتا ہے اور زبیدہ بھی اس کے خطوط کا جواب دیتی ہے۔ ہفتہ گذشتہ مین اتفاق سے زبیدہ کا ایک خط جو اس نوجوان کی مان کے نام ہے۔ میرے ہاتھ لگ گیا ہے جس کو مین آپ کے دکھانے کے لیے اپنے ساتھ لایا ہون۔ تاکہ آپ میری غیرت نیک نیتی اخلاص اور عقیدت کا حال معلوم کرسکین۔ اور میری خدمت کی مجھے داد دین
یہ کہکر عزیز نے جیب سے کاغذات نکالے اور ان مین سے زبیدہ کا خط نکال کر پاشا کے حوالہ کیا۔
پاشا نے لفافہ سے خط نکال کر پڑھا اور زبیدہ پر لعنت کرنے لگا۔ عزیز نے بات کاٹ کر کہا۔

محترم پاشا اس مین زبیدہ کا کوئی قصور نہین ہے۔ اُس کی نیک نیتی پاک طینتی اور خلوص نے اس کی آنکھون پر پردہ ڈال دیا۔ اور وہ فریب مین آگئی۔ یہ جناب پاشا کی شفقت اور زبیدہ خاتون کی نیک نیتی اور پاکیزہ عادتون کا سبب ہے کہ مین اس معاملہ مین مداخلت کر رہا ہون ورنہ مجھے کسی کے معاملہ مین دراندازی کی فرصت ہے اور نہ دلچسپی و ضرورت۔ زبیدہ خاتون کی وقعت اور محبت میرے دل مین بہت زیادہ ہے اور مین نہایت صفائی سے پاشا کے حضور مین اس کا اعتراف کرتا ہون کہ اگر زبیدہ خاتون کے خصائل حمیدہ اور پاکیزہ عادات میرے دل مین گھر نہ کر لیتے اور اس کی محبت مجھے اپنی طرف نہ کھینچتی تو مین کبھی ادھر متوجہ نہ ہوتا۔ جناب پاشا آپ مجھے معاف فرمائین گے۔ اگر مین یہ عرض کردن کہ کیا مین اس بدخصلت اور خائن نوجوان سے بہتر نہین ہون۔ جس نے آپ کی صاحبزادی کو ورغلا کر اپنی محبت مین مبتلا کر لیا ہے اور کیا میری غیرت و شرافت اس کی مقتضی نہین کہ مین جناب سے اس کی استدعا کردن کہ مجھے اپنی فرزندی مین قبول فرما کر اور میرے والد کے قائم مقام بن کر مجھ پر دست شفقت رکھنے اور میری جائداد و املاک کا انتظام فرمانے کا فخر مجھے عنایت فرمائین۔

پاشا کے چہرہ پر عزیز کی تقریر سن کر بشاشت و مسرت کی سرخی دوڑ گئی۔ غصہ کا اثر کافور ہو گیا۔ اس کی آرزو یہی تھی کہ کسی طرح عزیز کو راضی کر کے زبیدہ کی شادی اس سے کردے اور اس کی جائداد و املاک پر قبضہ کرے۔ عزیز کی طرف سے اس کی یہ خواہش سن کر اس نے خوشی اور مسرت کے لہجہ مین کہا۔

عزیز آفندی تم ہر طرح اس کے مستحق ہو کہ زبیدہ کی شادی تم سے کی جائے۔ زبیدہ کے لیے تم سا لائق و فائق اور دولت مند شوہر کا ملنا مشکل ہے۔ یہ اس کی خوش قسمتی اور میرے لیے باعث عزت ہے کہ تم زبیدہ کو اپنی زوجیت مین لانے کا ارادہ رکھتے ہو۔

عزیز۔ محترم پاشا ہر ایک شریف اور باعزت شخص کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ جب وہ کسی سے رشتہ کرنا چاہے تو خاندانی اور شرافت ذاتی کو پرکھے۔ اس لیے مین بخوشی جناب کو اجازت دیتا ہون کہ جناب والا میرے خاندان اور میرے حالات سے واقفیت حاصل کرلین اور اگرچہ خود اپنی زبان سے کہنا اپنی تعریف ہوگی لیکن کم از کم مین اتنا ضرور کہون گا کہ میرا خاندان قاہرہ بلکہ تمام مصر مین معزز و شریف ہے اور مین خود جیسا کچھ ہون بُرا یا بھلا

قاہرہ مین سب مجھ سے واقف ہین۔

پاشا۔ صاحبزادہ یہ کیا کہتے ہو مین تمھارے خاندان سے اچھی طرح واقف ہون۔ اور بخوشی مین زبیدہ کو تم سے منسوب کرتا ہون۔

عزیز اپنی کامیابی پر بیحد مسرور ہوا چہرہ مسرت سے دمک اٹھا۔ آنکھون مین ترو تازگی اور شادابی پیدا ہوگئی اور دل ہی دل مین کہنے لگا اب کیا ہے اگر زبیدہ آسانی راضی نہ ہوگی تو زبردستی سے اس کو حاصل کیا جاسکتا ہے پاشا مجھ سے خوش ہے اور زبیدہ کی شادی میرے ساتھ کر دینے پر نہ صرف راضی ہے۔ بلکہ اس رشتہ کو وہ اپنی خوش نصیبی خیال کرتا ہے۔

اس وقت عزیز کی کیفیت مسرت دیکھنے کے قابل تھی وہ ان تمام ذلتون ناکامیابیو اور زبیدہ کی اس نفرت قلبی کو جو اُس سے تھی بالکل بھول گیا تھا اور کامیابی کی مسرت نے اس کے دل سے اس خیال کو بالکل ہی محو کر دیا تھا کہ زبیدہ شفیق کو چاہتی ہے اور ان کی باہمی محبت عشق کے درجہ کو پہنچ چکی ہے۔

عزیز انھین خیالات مین محو تھا کہ پاشا کا خادم کمرہ مین داخل ہوا اور کھانا دستر خوان پر لگا دیے جانے کی اطلاع کی پاشا اور عزیز اٹھے اور کھانے کے کمرہ مین داخل ہو کر کھانے مین مشغول ہوئے پاشا نے دریافت کیا آفندی تمھاری سپاہ کی کیا حالت ہے اور آج کل کیا کر رہی ہے۔

عزیز۔ محترم پاشا ہماری فوج بہت اچھی حالت مین ہے اور کفر دوانہ پر مدافعت کی تیاریو مین مصروف ہے۔

پاشا۔ عزیز اصلیت یہ ہے کہ ملکی سپاہ اور ارکان حرب نے اپنے کام کو خوبی سے انجام نہین دیا۔ شروع مین ان کی خدمات ضرور قابل تحسین تھین اور ملک پر اس کا اچھا اثر پڑا تھا لیکن اب یہ حالت نہین ہے اور ارکان حربیہ کی استبدادیت پیدا ہوگئی ہے۔ استبدادیت کے پردہ مین ان کی ذاتی اغراض اور خواہشات نفسانی پوشیدہ ہین۔ ایسی حالت مین انکی خدمات وطن اور ملک کو کوئی فائدہ نہین پہنچا سکتی بلکہ فایدہ کے بجائے ملک ان کے ہاتھون مصائب و مشکلات مین مبتلا ہو جائیگا۔

عزیز۔ محترم پاشا ہم نے جو مطالبات کئے تھے وہ غیر مناسب نہ تھے۔ بلکہ ملک و قوم کے

لیے ہر طرح مفید تھے۔ پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ہماری خدمات سے ملک کو کوئی فائدہ نہین پہونچ سکتا

پاشا۔ یہ بالکل درست ہے کہ وطن پرستون کے مطالبات مناسب اور ملک کے لیے نافع تھے لیکن یہ تو ضروری نہین کہ تمام مطالبات کو حکومت فوراً منظور کر لیتی اور فوراً ہی ان کا نفاذ کر دیتی ہر ایک کام بتدریج ہوتا ہے اور قانون فطرت کا یہی منشا ہے جس کے خلاف نہین ہو سکتا ملک کی اصلاح کا مطالبہ بیشک ضروری تھا لیکن اس پر یہ اصرار کہ جو کچھ ہو فوراً ہو ہرگز مناسب نہین تھا۔ اصلاحی کام بتدریج عمل مین لائے جاتے ہین۔ موجودہ نظام کو فوراً درہم برہم کر دینے مین نہ صرف خرابیان ہین۔ بلکہ بعض اوقات ان سے مضرت رسان امور پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کاش اعرابی اس امر پر غور کرتے اور بتدریج اصلاحات حاصل کرنے کی کوشش کر کے نظام حکومت کو قائم رکھتے۔ تاکہ ملک کو بھی فائدہ پہنچتا۔ اور بدامنی بھی پیدا نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ سب سے بڑا قصور وطن پرستون کا یہ ہے کہ انھون نے حضور خدیو معظم کے احسانات اور مراعات کو پس پشت ڈال کر انکے احکام کی خلاف ورزی کی خدیو معظم جب سے ملک پر حکمران ہوے ہین۔ انھون نے رعایا اور ارکان حکومت کو ہمیشہ خوش رکھا ہے۔ اور ملک کی اصلاح اور رعایا کی فلاح و بہبود مین برابر کوشش فرماتے رہے ہین۔ افسوس ہے۔ کہ ایک ایسے مخلص وطن دوست اور رعایا پرور حکمران پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ملک کو انگلستان اور فرانس کے ہاتھ بیچے ڈالتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اعرابی اور ان کے متبعین جب ہم نے دیکھا کہ خدیو معظم کا دعوے کیا لیکن سمجھ سے کام نہین لیا۔ ان سے وہ امور سرزد ہوے۔ جن سے نہ صرف رعایا ناخوش ہے بلکہ خدیو معظم بھی۔ اور جن سے یقیناً ملک کو نقصان پہونچے گا۔

عزیزہ۔ محترم پاشا ہم نے خدیو معظم کے خلاف جو کچھ کیا ہے۔ وہ مجبور ہو کر کیا ہے جب ہم نے دیکھا کہ خدیو معظم نے اجنبی حکومتون سے ہمارے خلاف مدد طلب کی تو ہم نے بھی خدیو کی مخالفت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

پاشا۔ خدیو معظم نے اعرابی کو ہر طرح اسکا اطمینان دلایا تھا کہ اس کے مطالبات پر غور اور بتدریج ان کو نافذ کیا جائے گا لیکن اعرابی نے خدیو کے وعدہ کو منظور نہین کیا اور سپاہ لیجا کر قصر شاہی کو گھیر لیا۔ تم خود خیال کر سکتے ہو کہ جب خدیو پر فوجی دباؤ ڈالا گیا اور قصر شاہی کو فوج نے گھیر لیا۔ تو خدیو کیا کرتے مجبوراً انھون نے انگلستان اور فرانس کی طرف

رجوع کیا۔ اور ان سے فوجی امداد طلب کی۔ عزیز آفندی گیا تم کو یہ معلوم نہین ہے کہ فرانس اور انگلستان کے مصر پر مالی حقوق ہین اور خدیو معظم کی مصلحتین ان کی رضاجوئی پر موقوف ہین۔ مجھین شاید وہ بات یاد نہین رہی جو تم نے قصر عابدین کے حادثہ کے روز مجھ سے کہی تھی کہ انگریزی قنصل نے عرابی کو متنبہ کیا تھا کہ اگر وہ اپنے مطالبات کے نفاذ پر اصرار کرے گا تو مجبورًا انگلستان اور فرانس کو بغاوت فرو کرنے مین مداخلت کرنی پڑے گی افسوس ہے کہ عرابی نے اس پر غور نہین کیا۔ اور برابر اپنے مطالبات کے نفاذ پر مصر رہا مین بوثوق کہتا ہون کہ انگلستان اور فرانس نے اس معاملہ مین ذرہ بھر زیادتی نہین کی ہے اور شروع سے وہ حفظ امن کی کوشش کرتے رہے ہین اور اسکندریہ پر قبضہ کرنے کے بعد انگلستان نے بصاف الفاظ مین اس کا وعدہ کیا ہے کہ اس نے اسکندریہ پر صرف اس لیے قبضہ کرلیا ہے کہ ملک مین امن امان قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر کردیا گیا ہے کہ جب عرابی اپنی سپاہ کو منتشر اور جنگی مظاہرون کو موقوف کردیگا۔ فورًا اسکندریہ خالی کردیا جائیگا۔

عزیز۔ محترم پاشا شاید آپ کو معلوم نہین کہ انگلستان ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہی اور اس قسم کے موقعے ڈھونڈھ رہا ہے۔ جس مین اسے کامیابی ہو آپ واقعات پر غور فرمائین اور ملک مین اس کی تدریج مداخلت کو پیش نظر رکھکر فرمائین کہ کیا میرا خیال صحیح نہین ہے۔

پاشا۔ نہین نہین تمہارا خیال صحیح نہین ہے انگلستان کا ہرگز یہ مقصد نہین ہے کہ وہ ہمارے ملک پر قبضہ کرے جیسا کہ مین پہلے تصریح کرچکا ہون۔ انگلستان مصر مین صرف اس وجہ سے مداخلت کرتا ہے کہ اس کا روپیہ حکومت پر واجب ہے اور یہ مداخلت بھی انتظامی معاملات مین نہین ہے بلکہ مالی امور مین ہے اس کے علاوہ رفع شر کے لیے اس نے ابتداءً عرابی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ دار الحکومت سے کسی دور دراز مقام پر چلا جائے۔ حکومت کو اس کے خطاب عہدہ اور مراتب سے کوئی پرخاش نہ ہوگی۔ اور یہ صرف اس لیے کہ ملک مین کوئی خرابی یا بدامنی پیدا نہ ہونے پائے۔ لیکن عرابی نے اس مشورہ کو قبول نہین کیا۔ اگر وہ اس مشورہ کو مان لیتا تو نہایت آسانی سے تمام امور طے ہوجاتے اور ملک مین کسی قسم کی بدنظمی پیدا نہ ہوتی اب بھی اگر عرابی اس پر آمادہ ہو تو تمام مشکلات دور ہوجائین ملک مین امن وامان ہوجائے

اور انگریزی فوج ہمارے ملک سے فوراً واپس چلی جائے لیکن اگر وہ اپنے مطالبات پر مصر رہا اور بدستور اسیقدر اذیت میں مبتلا رہا تو یقیناً اس کا ضرر ملک کو پہونچے گا۔

عزیز۔ محترم پاشا ہم جو کچھ کر رہے ہین یا کرنا چاہتے ہین۔ وہ سب خدیو معظم کے حقوق کی حفاظت کے لیے ہے اس لیے ہمارا اور کوئی مقصد نہین ہے اور ظاہر ہے کہ ہمارا یہ مقصد یقیناً مستحسن اور شریفانہ مقصد ہے۔

پاشا۔ مین اس کے ماننے کے لیے تیار نہین ہون یہ ایک فریب ہے اور بالکل جھوٹ ہے تھین چند روز مین جبکہ خدیو معظم کی جانب سے عرابی کی بغاوت و نافرمانی اور اس کی سرزنش و گوشمالی کے متعلق احکام صادر ہون گے۔ معلوم ہو جائیگا۔ کہ عرابی اور اس کے متبعین کا یہ ایک فریب ہے کہ وہ خدیو معظم کے حقوق کی حفاظت کے لیے انگلستان و فرانس سے مقابلہ کر رہے ہین۔ خدیو معظم نے بہت سے موقعون پر اثنائے گفتگو مین اسکی تصریح کر دی ہے کہ عرابی حکومت کا باغی اور نافرمان ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو یہ امر یقینی ہے کہ ملکی سپاہ انگریزی قوت کا مقابلہ نہین کر سکتی۔ اور عرابی اس مقابلہ مین یقیناً زک اٹھائیگا

عزیز۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ خدیو معظم رعایا اور ملک سے محبت رکھتے ہین اور ملکی فلاح مین ساعی رہتے ہین اس کے کیا معنی کہ انھون نے انگلستان و فرانس سے ملکی معاملات مین مداخلت چاہی ہے۔

پاشا۔ آخر وہ پھر کیا کرتے ملک کی فوت تھین لوگ تھے اور حکومت تھین پر بھروسہ کرتی تھی اور ضرورت کے وقت تھین سے کام لیتی تھی۔ جب تم حکومت کے خلاف ہوگئے تو خدیو تمھارے مقابلہ کے لیے فوج کہان سے لاتے۔ مجبور ہو کر انھون نے انگلستان کی طرف رجوع کیا اور اس کا موقع تمھین نے دیا۔ علاوہ برین تمھاری اس حرکت نے کہ تم نے اسکندریہ سے واپسی کے وقت شہر مین آگ لگا دی اور شہر کو تباہ کر دیا خدیو معظم کے دل مین تمھاری طرف سے نفرت مزید پیدا کر دی ہے۔

عزیز۔ اسکندریہ مین آگ لگانا ایک جنگی اصول پر مبنی تھا۔ جنگ کے موقعون پر برابر ایسا کیا جاتا ہے جب کسی فریق کو اس امر کا اندیشہ ہو کہ دشمن ان کے مقام کو چھین لیگا تو وہ خالی کرتے وقت اس مین آگ لگا دیتے ہین تاکہ وہ جنگی ذخیرہ جو منتقل نہین کیا جا سکتا دشمن کے ہاتھ نہ پڑ جائے۔

پاشا - خیر جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہوکر رہیگا -

سیعلم ہی لک الایام ماکنت جاہلا

عزیز آفندی زمانہ جلد تمھین اس امر سے آگاہ کردیگا جس سے تم ناواقف ہو اور اس وقت تم میری باتون کو بالکل صحیح اور درست پاؤگے -

(۳۳)

عزیز کی واپسی

اس سلسلہ گفتگو کو جو دیر تک معرض بحث مین رہا - پاشا نے ختم کرکے عزیز سے پوچھا اب تمھارا کیا ارادہ ہے -

عزیز - مین یہان سے وفد کے ہمراہ کفر دوار جاؤنگا اور وہان پہونچکر کوئی ایسا موقع نکالونگا کہ جلد قاہرہ پہونچون آپ کی کیا راے ہے -

پاشا - میرا خیال ہے کہ اگر عرابی خدیو معظم کی مخالفت اور انگریزی سپاہ کی مدافعت پر بدستور قائم رہا تو معاملہ طول کھینچیگا - اور اس صورت مین ظاہر ہے کہ تمھین زیادہ عرصہ تک کفر دوار یا اور کسی جنگی محاذ پر ٹھہرنا پڑیگا - اور میری کیفیت یہ ہے کہ مین بحالت موجودہ کسی طرح مامون و محفوظ نہین ہون - میری نسبت عرابی پہلے سے برا خیال قائم کئے ہوئے ہے اور اسی بنا پر مجھے اس نے جلاوطن کردیا ہے مجھے اس کا تو خیال نہین کہ میرا کیا حشر ہوگا - لیکن مجھے بچے اہل و عیال کا اندیشہ ہے - مین ان کی جانب سے ہر وقت متردد و پریشان اور مضطرب رہتا ہون - آج کل بدامنی کا دور دورہ ہے کہین خدانخواستہ زبیدہ اور اس کی مان کسی خطرہ مین مبتلا نہ ہوجائین - اس لیے کیا تم کوئی انتظام کرسکتے ہو - کہ زبیدہ اور اس کی مان اطمینان و راحت سے وہان رہین اور انھین کوئی اذیت و تکلیف نہ پہونچے -

عزیز - اس مین تو شک نہین کہ بدامنی کے زمانہ مین ہر شخص خائف رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اس زمانہ مین زبیدہ اور اس کی مان کو بھی کوئی خطرہ پیش آجائے لیکن آپ اگر چاہین تو مین اس خطرہ کو رفع کرسکتا ہون - اور اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس طرح ممکن ہو مین قاہرہ جلد

سے جلد ہو پہنچون، قاہرہ پہونچنے پر مین اس کا وعدہ کرتا ہون کہ آپ کے اہل وعیال کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دون گا اور وہ میری موجودگی مین ہر طرح مامون ومحفوظ رہین گے" لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ چونکہ آپ کے اہل وعیال مجھ سے ناواقف ہین اسلیے بہت ممکن ہو کہ وہ مجھ پر اعتبار نہ کرین پاشا - مین تمھین ایک خط زبیدہ کی مان کے نام لکھ کر دون گا جس سے زبیدہ کی مان کے تمام شبہات دور ہو جائین گے اور وہ تم پر پورا اعتماد کرینگی -

دوسرے دن پاشا نے صبح کو حسب ذیل خط لکھ کر عزیز کو حوالے کیا -

محترم بیگم - ما وجب کے بعد معلوم ہو -

افسوس ہے کہ تا صدور حکم ثانی مین اسکندریہ کی اقامت پر مجبور ہون اور قاہرہ آنے سے معذور لیکن تم مطمئن رہو مین اچھی طرح سے ہون اور کسی قسم کی تکلیف مجھے نہین ہے چونکہ اس زمانہ بدامنی مین مجھے تمھاری طرف سے ہر وقت کسی خطرہ مین مبتلا ہو جانے کا خوف لگا ہوا ہے - اس لیے مین نے اپنے معزز دوست عزیز آفندی سے یہ خواہش کی ہے کہ وہ تمھاری خبرگیری کا فرض ادا کرین اور تمھین کوئی اذیت نہ پہونچنے دین - عزیز آفندی معتمد آدمی ہین شجاع ہین اور فوجی افسر ہین - اس لیے تم ان پر پورا اعتماد رکھو - اور ان کو اپنے بیٹے کے برابر سمجھو - میرے واپس آنے تک ان سے تمھین ہر قسم کی راحت وآسایش ملیگی - فقط

والسلام ..... پاشا

خط لے کر عزیز پاشا سے رخصت ہوا اور وفد کے ساتھ اسکندریہ سے روانہ ہو کر کفر دوار پہنچا - وفد کچھ دنون کفر دوار مین مقیم رہا - اور پھر قاہرہ کو روانہ ہوا - عزیز بھی کوشش کر کے ان کے ساتھ ہو لیا - اور قاہرہ پہونچ گیا -

زبیدہ شفیق کی والدہ کے نام خط لکھ کر جواب کا انتظار کر رہی ہے - دو ہفتہ گذر چکے ہین لیکن جواب کا پتہ نہین - اول تو شفیق کی گم شدگی ہی کا اضطراب کیا کم تھا - کہ تاخیر جواب نے اور اضطراب پیدا کر دیا - یاس اور غم والم نے اس کو گھیر لیا - کھانا پینا چھوٹ گیا چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا - اور رنج والم کی شدت نے نحیف وکمزور بنا کر بیمار بنا دیا - دن رات کمرہ مین پڑی رہتی اور رویا کرتی تھی - بختیار ہر چند اس کو تسکین دیتا اور صبر کی ہدایت کرتا لیکن صبر کہان !!

ایک دن بختیار زبیدہ کے کمرہ مین داخل ہوا - زبیدہ تکیہ پر سر رکھے پڑی رو رہی تھی اور

کہہ رہی تھی آہ میری تمام امیدین خاک مین مل گئین۔ آہ کیا ابھی تک شفیق کا پتہ نہین لگا۔ آہ شفیق کا پتہ کس سے پوچھون۔ اس کا حال کس سے دریافت کرون۔ خداوندا مجھ غریب پر رحم فرما۔ اے بار آلہا اپنے فضل وکرم کے دریا کو جوش مین لا۔ اور مجھ مسکین کو غم والم کے بھنور سے نکال

بختیار پر زبیدہ کا یہ حال دیکھ کر رقت طاری ہو گئی۔ لیکن اس نے ضبط سے کام لیا اور زبیدہ کے قریب پہونچکر کہا۔

خاتون خدا کے لیے صبر کرو۔ رو کر کیون جان ہلکان کرتی ہو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر اس نے چند روز کے لیے شفیق کو تم سے جدا کر دیا ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جلد سے جلد اس سے ملائے۔ شفیق بے وفا نہین ہے اس نے جو عہد اور وعدہ کیا ہے آخر دم تک اسے نبھائیگا۔ اس کی شجاعت شرافت اور اخلاق سے امید ہے کہ وہ محبت کے پاک تعلق کو ہمیشہ قایم رکھے گا۔

بختیار اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ کمرہ مین ایک خادمہ داخل ہوئی۔ اور زبیدہ سے کہا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو بلاتی ہین۔

خادمہ کے واپس چلے جانے پر بختیار نے کہا۔

خاتون اٹھو ہاتھ منھ دھوؤ اور محترم بیگم کے پاس ہو آؤ

زبیدہ فرش سے اٹھی اور منھ ہاتھ دھویا۔ سر کے بال جو پریشان تھے درست کیے۔ اور مان کے کمرہ کی طرف چلی۔ جون ہین کمرہ کے دروازہ مین اس نے قدم رکھا کہ ایک شخص کمرہ سے باہر نکلا۔ جو فوجی لباس پہنے ہوے تھا زبیدہ شرم سے گردن جھکا کر ایک طرف ہو گئی اور جب وہ باہر چلا گیا۔ تو کمرہ مین داخل ہوئی۔

مان اس کا انتظار بے چینی سے کر رہی تھی۔ کمرہ مین داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا بیٹی کیون کیسی طبیعت ہے تمہارے چہرہ سے اضطراب وبیچینی نمایان ہے

زبیدہ۔ امان ملکی تغیرات اور بد نظمی نے مجھے اس قدر خائف کر دیا ہے کہ مین ہر وقت پریشان ومضطرب رہتی ہون۔ اور خصوصًا جب سے اباجان اسکندریہ تشریف لے گئے ہین۔ خداوند تعالی انھین حوادثات سے محفوظ رکھے اور جلد واپس لائے۔

مان نے بیٹی کو تسکین دی اور کہا۔

بیٹی تمہارے والد خیریت سے ہین اور اسکندریہ مین امن وامان ہے ابھی ابھی ایک شخص اسکندریہ سے جو تمہارے والد کا دوست اور معتمد ہے۔ تمہارے والد کا خط لایا ہے اس شخص کو تمہارے والد نے ہماری حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے اگر خدانخواستہ اس آتش جنگ کے شعلے یہان تک پہونچے تو یہ شخص ہماری پوری طرح حفاظت کریگا۔ اور ہمین کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیگا۔

زبیدہ نے ان کے بیان سے معلوم کر لیا کہ یہ شخص یقینًا عزیز ہے عزیز کا خیال آتے ہی اس کا دل خوف سے دھڑکنے لگا اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی لیکن اسنے اپنی حالت کو چھپایا اور خاموش ان کی تقریر سنتی رہی۔

مان۔ بیٹی تمہارے والد نے خط مین لکھا ہے کہ یہ شخص نہایت شریف غیور اور شجاع ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ تمہارے والد نے لکھا ہے وہ شخص ایسا ہی ہے وہ اسکندریہ سے قاہرہ پہنچکر گھر جانے سے پہلے ہمارے ہان آیا۔ تمہارے والد کا خط دیا۔ اور ہر طرح کی امداد دینے اور حفاظت کرنے کا وعدہ کر کے گیا ہے مجھے اس شخص سے مل کر پورا اطمینان ہو گیا ہے۔ ہمین ایک ایسے شخص کی حمایت کی ضرورت بھی تھی۔ جو ہماری حفاظت کر سکے اور موجودہ بدامنی کے خطرات سے ہمین محفوظ رکھے یہ شخص ایک فوجی افسر ہے اور ہر طرح ہماری حفاظت و حمایت کا اہل ہے۔ تمہارے والد نے خط مین لکھ دیا ہے کہ یہ شخص معتبر ہے اور اس پر پورا پورا بھروسہ کیا جائے۔

یہ کہکر مان نے زبیدہ کو خط دیا۔ اور خاموش زبیدہ کی طرف دیکھتی رہی۔ زبیدہ نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ آخر تک پڑھکر پھر مان کے حوالہ کیا اور کوئی رائے ظاہر نہین کی۔ کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہی اور پھر اٹھکر اپنے کمرہ مین چلی آئی بختیار نے زبیدہ کو مضطرب پاکر کہا۔

ابھی ابھی ہین نے ایک شخص کو دیکھا۔ جو فوجی لباس مین تھا اور محترم بیگم سے ملنے آیا تھا وہ کون تھا اور کیون آیا تھا۔

زبیدہ نے تمام قصہ بیان کیا بختیار نے تمام واقعہ سن کر کہا۔

انسان کا نفس جب خود اسے اس کی بداعمالی پر ملامت نہ کرے تو اہانت و ذلت کی اسے کیا پروا ہو سکتی ہے۔ خدا کی قسم ہے اس شخص نے خواہشات کا مطیع ہو کر اپنے لیے

براراستہ پیداکرلیاہے اور یہ اسی مین ہلاک ہوگا۔ بہرحال جوکچھ ہوگا ہورہیگا۔ لیکن یہ نہین ہوسکتا کہ وہ آپ کو اپنا مخاطب بنا سکے۔ یا آپ کی طرف بدنیتی سے دیکھ سکے۔ خاتون تم مطمئن رہو اس سے مین بنٹ لونگا۔ وہ آپ کا کچھ نہین بنا سکتا۔

زبیدہ۔ (آبدیدہ ہوکر) آہ بختیار میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس شخص نے کوئی نیا فریب اختیار کیاہے۔ ہمارے گھر مین اس کا آنا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ اور اب اس خطرہ نے مجھے اور پریشانی مین مبتلا کردیا ہے۔ یہ کہکر زبیدہ نے دونون ہاتھون سے سر پکڑلیا اور رونے لگی۔

شدۂ تکلیف اور اضطراب مین جب کسی چیز پر بس نہین چلتا۔ تو یہی ایک آخری ہتھیار ہوتا ہے جو انسان کلفت دور کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس مین شک نہین کہ رونے کے بعد کچھ سکون ضرور حاصل ہوجاتا ہے۔ زبیدہ دیر تک روتی رہی اور پھر خاموش ایک پلنگ پر لیٹ گئی۔

(۳۴)

عزیز کا خط زبیدہ کے نام

دوسرے دن صبح کو زبیدہ اپنے کمرہ مین حسب معمول بیٹھی تھی کہ بڑھیا دلالہ مسکراتی ہوئی کمرہ مین داخل ہوئی۔ زبیدہ نے نفرت سے منھ پھیرلیا۔ لیکن بڑھیا ہشاش بشاش سامنے کھڑی مسکراتی رہی۔ گویا وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوچکی ہے۔ اور اظہار فتح و نصرت کرنے آئی ہے اور زبیدہ کی نفرت وحقارت کی اسے پروا بھی نہین ہے۔ بڑھیانے زبیدہ کو متنفر پاکر اس کی توجہ کو اپنی جانب پھیرنے کے لیے کہا۔

خاتون کیا ابھی آپ کا غصہ دور نہین ہوا۔ مین نے جو کچھ کیاہے آپ کی بہتری ہی کے لیے کیاہے اور جو غرض آپ کے والدہ کی تھی۔ وہی پوری کی ہے۔

زبیدہ۔ اس کا کیا مطلب۔

بڑھیا۔ میری مراد اس انگوٹھی سے ہے۔ جس کو مین آپ کے ہاتھ مین پہنانا چاہتی تھی اور آپ نے اس کو انگلی سے اتار کر پھینک دیا تھا۔ لیکن اب وہی انگوٹھی آپ کے ہاتھ مین

ایک ایسا شخص پہنائیگا۔جس کی مخالفت تم نہین کر سکتین
زبیدہ۔کس کی طاقت ہے جو وہ انگوٹھی مجھے پہنائے۔
بڑھیا۔محترم خاتون اگر آپ مجھے اجازت دین تو مین تمام واقعہ بیان کرون
ہرچند کہ زبیدہ بڑھیا کی باتون کو نہایت نفرت سے سن رہی تھی۔اور اس کا جی نہ چاہتا تھا کہ گفتگو کے سلسلہ کو زیادہ بڑھائے لیکن اس خیال سے کہ شاید بڑھیا کوئی نئی بات بیان کرے اسے بیان واقعہ کی اجازت دی۔بڑھیا نے اجازت پاکر کہا۔
محترم خاتون جس شخص کے نام کی انگوٹھی مین آپ کو پہناتی تھی۔اور آپ نے نفرت سے پھینکدیا تھا۔تمہارے والد نے تمہاری منگنی اسی شخص کے ساتھ کردی ہے۔
زبیدہ۔بڑھیا تجھے شرم نہین آتی کہ اس قسم کی باتین تو ایک شریف لڑکی کے سامنے کہہ رہی ہے۔جو ہرگز شایان نہین ہین۔کیا یہی وہ تہذیب شراونت ہے جس سے مصر کی عورتین متصف بتائی جاتی ہین اگر تجھے اپنے بڑھاپے کی عزت رکھنا منظور ہے تو خبردار آیندہ اس قسم کی باتین کبھی میرے سامنے نہ کرنا ورنہ اچھا نہ ہوگا۔
بڑھیا۔خاتون غصہ نہ ہو مین یہان اس لیے نہین آئی ہون کہ آپ کو غضبناک بناؤن بلکہ صرف بیانِ واقعہ مقصود ہے تاکہ حقیقت سے آگاہ ہوکر آپ اس نفرت وحقارت کو دور کردین جو آپ کو اپنے منگیتر سے اس وقت تک رہی ہے۔
زبیدہ۔بڑھیا مین کہہ چکی ہون کہ اس قسم کی باتین میرے سامنے نہ کرو مگر تم نہین مانتین خدا جانے تجھے کیا ہوگیا ہے کہ ہمیشہ بُری بُری باتین اور منحوس خبرین آکر بیان کرتی ہے
بڑھیا۔مین نے جو کچھ عرض کیا ہے۔بالکل صحیح ہے۔لو یہ خط پڑھو۔اس مین تمام حال لکھا ہوا ہے۔

زبیدہ تردد مین پڑگئی اور پھر کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا۔
پھر وہی کیا تم اپنی حرکتون سے باز نہ آؤگی۔
بڑھیا۔معزز خاتون تم چاہے جتنا برا بھلا کہہ لو مین سب سن لون گی جب مین نوجوان تھی تو میرا بھی یہی حال تھا۔اور جو بات میرے خیال مین جم جاتی تھی وہی کرتی تھی۔لیکن آگے چل کر معلوم ہوا کہ مین جو خیال کرتی تھی وہ ناتجربہ کاری پر مبنی تھا۔بیٹی غور وتامل کیے بغیر کسی بات کا فیصلہ کر دینا ٹھیک نہین ہوتا۔لو یہ خط لو اس کو پڑھو اور پھر معاملہ پر غور کرو اور

دیکھو کہ مین جو خدمت ادا کر رہی ہون وہ خلوص پر مبنی ہے یا نہین -
زبیدہ نے بڑھیا کے ہاتھ سے خط لے لیا - اور کھول کر پڑھنا شروع کیا لکھا تھا -
محترم زبیدہ خاتون -
آپ کو شاید میرا یہ عریضہ لکھنا ناگوار خاطر ہو - لیکن مین خدا ے بزرگ و برتر کو گواہ کرکے عرض کرتا ہون کہ مجھے اس کے لکھنے پر میرے دل آہ بے چین دل نے جو آپ کی محبت مین گرفتار ہے مجبور کیا ہے - آپ مجھے معاف فرمائین گی - اگر مین یہ کہون کہ آپ کی محبت نے میرے دل و دماغ اور حواس کو بیکار کر دیا ہے اور مین بالکل اپنے آپ مین نہین ہون لیکن افسوس ہے کہ آپ نے میری محبت کی قدر نہین کی اور ہمیشہ مجھ کو بری نظرون سے دیکھا اور میری اہانت کی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی اس بے توجہی اور نفرت کا جواب ذلت و اہانت ہی سے دیا جاتا - لیکن آپ کے بزرگ و محترم والد کے خیال سے مین نے ایسا نہین کیا اور جب کبھی آپ کی بے توجہی اور نفرت کا انتقام لینے کا ارادہ کیا تو آپ کی محبت آڑے آگئی - اور مین باز رہا - مین نے جس قدر آپ سے ملنے اور اظہار محبت کرنے کی کوشش کی اسی قدر تمہاری نفرت و اہانت نے مجھے ناکام رکھا - خاتون کیا مین یہ دریافت کرسکتا ہون کہ آخر آپ نے کیون ایسا کیا - مجھ سے ایسا کون سا قصور سرزد ہوا ہے جس کی پاداش مین یہ سب کچھ ہو رہا ہے - مین خدا ے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ مین ہمیشہ آپکی عزت کرتا رہا ہون - اور میرے دل مین آپکی بہت زیادہ عظمت و وقعت ہے -
کاش آپ اس امر پر غور فرمائین کہ جس شخص نے فریب و مکر سے آپ کے قلب پر فتح پائی ہے اور آپ جس کی محبت کا دم بھرتی ہین وہ کون ہے مین بتاتا ہون وہ ایک ذلیل غلام ہے جس کے خاندان اور حسب و نسب کا بھی پتہ نہین - اگر آپ کو میری اس بات کا یقین نہ ہو تو آپ خود اس (شفیق) سے اس کا حسب و نسب دریافت فرمائین کیا آپ جیسی معزز و محترم خاندان کی لڑکی کے لیے یہ شایان ہے کہ ایک ایسے شخص سے محبت کرے جس کے نہ صرف وطن اور خاندان کا پتہ ہو بلکہ ملک مین جس کی ذرہ بھر عزت نہ ہو اور نہ کچھ مال و دولت پاس رکھتا ہو - ایسا شخص آپ کی کیا قدر کر سکتا ہے اور آپ کی عزت و وقعت اس کے دل مین کیا ہو سکتی ہے -
شہر کے معزز طبقہ نے آپ کی محبت اور ایک ایسے شخص کے ساتھ جس کا اعلیٰ طبقہ

مین تو کیا ذکر متوسط طبقہ مین بھی کوئی اخر نہین ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ سنا ہے اور ہر وقت اس کا تذکرہ رہتا ہے۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ آپ کی اس محبت نے آپ کی شخصیت کو کس قدر مطعون بنا دیا ہے اور نتوہ خانون اور ہوٹلون تک مین اس کا ذکر نفرت وحقارت سے کیا جاتا ہے آپ نے اس شخص (شفیق) سے جو خفیہ معاہدہ کیا ہے۔ آپ سمجھتی ہونگی۔ کہ اس کی کسی کو خبر نہین ہے۔ شہر کے تمام لوگ اس معاہدہ سے واقف ہین۔ یہان تک کہ ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ قصر نزہت مین آپ نے اس کو سیفٹی پن اور اس نے آپ کو ایک اسٹبن بطور نشانی دیا تھا

ہر چند کہ آپ کی باہمی محبت کے یہ افسانے زبان زد خواص وعوام ہین۔ لیکن ابھی تک ہین نے ان کی خبر آپ کے والد تک نہین پہنچنے دی ہے اور یہ صرف اس لیے کہ آپ کی عزت د حرمت کو بٹہ نہ لگ جائے۔

ہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے والد نے آپکو میرے ساتھ منسوب کردیا ہے۔ اور عنقریب آپ میری جائز بیوی بننے والی ہین۔ اس لیے مین آپ کو مشورہ دیتا ہون کہ اپنے دماغ سے اب اس ذلیل شخص کا خیال نکال دین۔ اور اپنے والد کے حکم پر سر اطاعت خم کردو۔ آپ کے لیے یہی مناسب ہے اور اسی مین آپ کے لیے بہتری ہے مناسب ہے کہ بلا چون وچرا اسی پر راضی ہوجاؤ۔ ورنہ تمہارے حق مین اچھا نہ ہوگا۔ اگر خدا نخواستہ خوشی سے رضامندی کا اظہار نہ کروگی تو زبردستی راضی کیا جائے گا اور کوئی چارہ بجز اطاعت کے آپ کے لیے نہ ہوگا۔

آپ کا ہوا خواہ دلی۔ عزیز

خط پڑھ کر زبیدہ کے چہرہ کا رنگ زرد ہوگیا۔ دیر تک وہ اس پر غور کرتی رہی۔ اور پھر سر اٹھا کر بڑھیا سے کہا۔

اُف کس قدر کمینہ ہے اس نے تو کمینہ پن کی حد کردی۔ اور تم اس کی ان ذلیل حرکتون کا گویا آلہ ہو۔ بڑھیا تمھین شرم نہین آتی۔ بہتر ہے کہ تم فوراً میرے سامنے سے دور ہوجاؤ اور خبردار پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔

بڑھیا اٹھی اور ہنستی ہوئی کمرہ سے نکل گئی۔

بی بی ہمارا کچھ حرج نہین ہے تم کو تمہارا غرور آخر ذلیل کرکے رہیگا۔ اور پھر بہت

پچھتاؤ گی۔

بڑھیا کے چلے جانے کے بعد زبیدہ نے پھر خط پر سرسری نظر ڈالی اور ہین وسیفٹی پن کا حال معلوم کر کے حیرت کے دریا مین غرق ہو گئی وہ دیر تک اس امر پر غور کرتی رہی کہ آخر اس راز کا حال عزیز کو کیونکر معلوم ہوا دل نے جواب دیا کہ ممکن ہے شفیق ہی سے اس کو معلوم ہوا ہو مگر اس جواب پر اُسے شفیق کی جانب سے شک پیدا ہوا لیکن پھر وہ چونکی اور دل ہی دل مین کہنے لگی۔

نہین نہین شفیق پر شک نہین کیا جا سکتا وہ کبھی اس راز کو بیان نہین کر سکتا۔ شفیق ایک شریف انسان ہے اس سے یہ امر بالکل بعید ہے زبیدہ انھین افکار غور اور تامل مین مبتلا تھی کہ بختیار کمرہ مین داخل ہوا۔ زبیدہ نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا اور پھر کہا۔

بختیار کیا اس خط مین جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے مجھے تو یقین نہین آتا۔

بختیار۔ خاتون بالکل جھوٹ اور سراسر کذب ہے کیا آپ اس مکار اور کمینہ سے واقف نہین ہین۔ یہ آپ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کہان یہ ذلیل و کمینہ اور کہان محترم شفیق آپ اس کا خیال بھی نہ فرمائین۔ اور ہر طرح مطمئن رہین۔

---

(۳۵)

شادی کی رات

عزیز کی کوشش سے چند روز بعد زبیدہ کے باپ کو قاہرہ واپس آجانے کی اجازت مل گئی۔ پاشا کے قاہرہ پونچنے پر عزیز دوسرے دن حاضر ہوا پاشا نے عزیز کا استقبال کیا اور عزت و حرمت سے ایک زرین کرسی پر ہاتھ ملا کر بٹھایا۔ دیر تک ادھر ادھر کی باتین اور موجودہ مسائل و معاملات پر بحث ہوتی رہی اس کے بعد عزیز واپس چلا گیا۔ زبیدہ کو یہ معلوم ہو کر عزیز اس کے باپ سے ملنے آیا ہے۔ نہایت تکلیف ہوئی اور انجام کار پر غور کر کے ڈر گئی۔

پاشا نے واپسی کے دو تین دن بعد زبیدہ کو بلایا۔ اور پدرانہ شفقت سے دیر تک سر پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پھر باتون باتون مین ظاہر کیا کہ مین نے عزیز سے تمھاری منگنی کر دی ہے امید

ہے کہ تم اس سے خوش ہوگی۔ عزیز ایک شریف اور دولتمند شخص ہے۔ اور اس مین وہ تمام خوبیان اور اوصاف پائے جاتے ہین۔ جو ایک شریف انسان مین ہونے چاہئین۔ اس نے اسکندریہ مین مجھے موت کے پنجہ سے چھڑایا۔ اور مجھے فوجی حکام کے مظالم و سختیون سے بچایا ہے مجھ پر اس نے یہ احسان ایسا کیا ہے کہ مین عمر بھر اس سے سبکدوش نہین ہو سکتا۔ اگر وہ اس موقعہ پر میری مدد نہ کرتا تو آج مین یہان نظر نہ آتا۔ اور تم مجھے دنیا مین نہ پاتین۔ مین نے اس کی خواہش پر اس کے پیام کو بخوشی منظور کر لیا ہے اور مجھے خیال ہے کہ تم بھی اس کو بخوشی قبول کروگی۔

زبیدہ ابا جان یہ تو میری قدرت نہین کہ مین آپ کے حکم کے خلاف کچھ کہہ سکون۔ لیکن البتہ اتنا عرض کرون گی کہ ابھی اس مسئلہ مین کچھ دنون توقف فرمائین تو بہتر ہے۔

پاشا۔ بیٹی توقف سے فائدہ تم عزیز سے خوب واقف ہو وہ دولت مند اور شریف ہے اور اس نے اپنے ایک دوست کی وساطت سے مجھے موت کا لقمہ بننے سے بچایا ہے مین چاہتا ہون۔ کہ اس کے احسان کا معاوضہ کر کے جلد سے جلد سبکدوش ہو جاؤن اسی لیے میری خواہش ہے کہ جلد تمہاری شادی اس سے کردون۔

زبیدہ۔ ابا جان آج کل ملک کی حالت قابل اطمینان نہین ہے۔ ہر شخص کی زندگی خطرہ مین ہے ہر طرف پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔ کم از کم اس وقت تک کہ ملک مین امن و امان ہو آپ توقف فرمائین تو زیادہ بہتر ہے۔

پاشا۔ نہین یہ عذر کوئی معقول عذر نہین ہے۔ دنیا کے کام کسی حال مین نہین رُکا کرتے آخر ایک نہ ایک دن ایسا ہوتا ہے۔ پھر توقف کی وجہ مین نہین چاہتا کہ اب اس کام مین زیادہ دیر کی جائے۔ خوش قسمتی سے یہ موقع ہاتھ آیا ہے۔ توقف مین اندیشہ ہے کہ کہین پھر یہ رشتہ نہ ہو سکے۔ اور عزیز کسی دوسری جگہ شادی کرلے

زبیدہ۔ لیکن۔

زبیدہ کی آواز رک گئی۔ اور خوف سے جملہ تمام نہ کر سکی۔ پاشا نے زبیدہ کو خاموش اور متردد پاکر کہا

بیٹی اضطراب و تردد کی کوئی بات نہین ہے۔ خدا کو جو منظور ہے وہ ہو کر رہیگا۔ مین عزیز سے پختہ وعدہ کر چکا ہون اور اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز کچھ نہین کرنا چاہتا۔

زبیدہ پاشا کے فیصلہ سے گھبرا گئی۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور شدۃ

تاثر سے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔

پاشا زبیدہ کی یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہو گیا اور جھڑک کر کہا۔

زبیدہ یہ کیا۔ تم خواہ مخواہ روتی کیون ہو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ان فریب کے آنسوؤن سے مین دھوکا کھا جاؤن گا۔ نہین تم مطمئن رہو۔ زیادہ گفتگو اور بحث کی ضرورت نہین ہے۔ کل انشاء اللہ تمہارا نکاح عزیز کے ساتھ کر دیا جائیگا۔

زبیدہ مضطرب ہو کر آگے بڑھی اور باپ کے ہاتھون کو چوم کر کہا۔

ابا جان مسکین بیٹی پر رحم کرو اور اسے صرف ایک بات کہنے کی اجازت دو۔

زبیدہ کی مسکین صورت اور عاجزانہ التماس نے پاشا کا دل نرم کر دیا۔ اور مہربانی کی نظرون سے زبیدہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

زبیدہ۔ ابا جان اپنی غریب بیٹی پر ظلم نہ کرو۔ اس پر اتنا دباؤ نہ ڈالو کہ وہ برداشت نہ کر سکے آپ جو کچھ مجھے حکم دین اس کی بجا آوری کے لیے ہر وقت حاضر ہون لیکن ابا جان اس معاملہ مین مجھے مجبور نہ فرمایئن۔ افسوس ہے کہ مین .... اس معاملہ مین .... جناب کی مخالفت پر..... مجبور ہون۔

پاشا۔ کیون ۔ ۔ کیا تم میری مرضی کے خلاف کچھ اور ارادہ رکھتی ہو"

زبیدہ۔ ابا جان میری مجال ہے کہ مین آپ کے کسی حکم کے خلاف کچھ کہون مگر صرف اس معاملہ مین مخالفت پر..... مجبور ہون۔

پاشا۔ (غضبناک ہو کر) بس بس زبیدہ خاموش رہو۔ مین اس سے زیادہ نہین سننا چاہتا تھین شرم نہین آتی۔ تمہاری غیرت و حیا کو کیا ہوا۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ مین تمہارے حال سے غافل و ناواقف ہون۔ تم نے انگلستان کو۔ جو خطوط بھیجے ہین وہ میری نظر سے گذر چکے ہین۔ زبیدہ تو ایک شریف اور دولتمند خاندان کی لڑکی ہے۔ تجھے ہرگز یہ زیبا نہ تھا۔ تو نے خاندان کی عزت کو بٹہ لگا دیا۔ اور میری عزت خاک ملا دی۔

زبیدہ نے بات کاٹ کر کہا۔

ابا جان یہ بالکل فریب اور دغابازی ہے ..... اّبا معاملہ پر غور کرو۔ اپنی بیٹی اور پیاری بیٹی پر ظلم نہ کرو۔ مین پھر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہون کہ عزیز کو اپنا شوہر بنانے سے

میرے لیے یہ بہتر ہے کہ مین مرجاؤن۔

پاشا۔ زبیدہ یہ ہرگز ممکن نہین کہ تمہاری شادی عزیز کے ساتھ نہ ہو۔ ہو اور ضرور ہو۔ مین عزیز سے مستحکم وعدہ کرچکا ہون۔ اور اس کے خلاف کبھی نہین کرسکتا۔ تم اچھی طرح کان کھول کر سن رکھو کہ تمہاری شادی عزیز ہی کے ساتھ ہوگی۔

زبیدہ۔ (نہایت ضعیف اور غمگین آواز مین) موت آہ موت مجھے زیادہ پسند ہے۔ لیکن عزیز کے ساتھ ....

پاشانے بات کاٹ کر اور جھڑک کر کہا۔

زبیدہ کیا تمہاری پرورش اور تربیت کرنے کا یہی نتیجہ ہے۔ کہ تم میری نافرمانی کرکے میرا دل دکھاؤ۔

زبیدہ۔ نہین ابا جان میری مجال نہین کہ مین آپ کی نافرمانی کرون۔ مین صرف یہ چاہتی ہون کہ اس معاملہ مین عجلت سے کام نہ لیا جائے۔ اور کچھ دنون تک کھوٹے کھرے کی تحقیقات کی جائے۔ ممکن ہو عزیز کے معاملہ مین آپکو دھوکہ ہوا ہو اور چند روز بعد اس کی حقیقت کھل جائے۔

پاشا۔ یہ خیال عبث ہے تم منظور کرو یا نہ کرو کل تمہارا نکاح عزیز سے کردونگا۔

یہ کہکر پاشا کمرہ سے چلا گیا۔ اور شادی کی تیاریان کرنے لگا۔ زبیدہ غریب کی حالت اسوقت قابل رحم تھی اپنی بدنصیبی پر رو رہی تھی اور اضطراب سے فرش پر تڑپ رہی تھی دیر تک اس کی یہی کیفیت رہی کسی قدر سکون ہونے پر وہ اٹھی۔ اور اس خیال سے مان کے پاس پہونچی کہ شاید وہ اس کی مدد کرے۔ اور باپ کو اس کے ارادہ سے باز رکھے لیکن مان نے زبیدہ کی بات سن کر کہا۔

بیٹی تمہارے باپ کا ارادہ نہایت مبارک ہے اور تمہارے لیے اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ تم ایک نہایت دولت مند اور شریف شخص سے بیاہی جارہی ہو تمھین چاہیے کہ اپنے باپ کی اطاعت کرو۔ وہ تمہارے لیے بھلائی کررہے ہین۔ بھلا کوئی باپ ایسا ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ برائی کرے۔ تم کو خاموشی اور رضامندی سے انکی خواہش کے سامنے سر اطاعت خم کردینا چاہیے۔

زبیدہ مایوس ہو کر اپنے کمرہ مین آئی اور رنج وغم کے خیال کو دور کرکے اب وہ شادی اور عزیز کی شرارتون سے نجات پانے کی تدبیرین سوچنے لگی۔

دوسرے دن صبح ہی سے پاشا نے نکاح کا سامان شروع کیا۔ کھانا تیار کرنے ضروری اسباب کی فراہمی کے لیے نوکرون کو حکم دیا۔ جب زبیدہ کو ان تیاریون کی خبر لگی تو اس نے زہر ملے ہوے شربت کا ایک پیالہ زندگی کے مصائب اور نکاح سے آزادی حاصل کرنے کے لیے تیار کر رکھا۔ تاکہ وقت پر کام آئے۔

عزیز آج بہت خوش تھا۔ شادی کی تقریب مین اس نے اپنے تمام دوستون کو بلایا اور خطرات ایام کو بھلا کر بہترین قیمتی لباس زیب تن کیا۔

دنیا بھی عجیب تماشا گاہ ہے مقام تل الکبیر مین مصری فوجین جمع ہین اور انگریزی سپاہ کے آنے اور حملہ آور ہونے کا انتظار کر رہی ہین۔ انگریزی فوج جس قدر قریب آتی جاتی ہے مصری فوج ہنگامہ کارزار کے نتائج سے خوف اور ہیبت مین مبتلا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ اگرچہ جوش شجاعت اور استقامت کا اظہار کر رہا ہے لیکن دل مین زندگی سے مایوس اور خوف زدہ بھی ہے لیکن قاہرہ مین عزیز باوجود فوجی افسر ہونے کے خوشیان منا رہا ہے۔ فوجی لباس اتار کر پھینک دیا ہے اور بہتر سے بہتر لباس زیب تن کر کے تمام خطرات کو فراموش کر دیا ہے اگر ملک کی حالت اچھی ہوتی اور شورش وہنگامہ کا زمانہ نہ ہوتا تو خدا جانے وہ اس موقع پر کیا کچھ نہ کرتا غرض دوستون کو ساتھ لیکر عزیز پاشا کے مکان پر تزک و احتشام کے ساتھ پہونچ گیا پاشا نے نہایت عزت و حرمت سے دولھا اور براتیون کو لیا اور ایک بڑے کمرہ مین ان کو جگہ دی

نکاح کا وقت جس قدر قریب آتا جاتا تھا۔ زبیدہ کی حالت خراب ہوتی جاتی تھی۔ یاس اور ناامیدی اس پر طاری تھی۔ اور اس کا شہاب جیسا رنگ غم نے زرد کر دیا تھا۔ ہاتھ مین زہر کا جام تھا۔ اور تصور مین اپنے پیارے شفیق سے رخصت ہو رہی تھی کہ یکایک کمرہ مین بختیار داخل ہوا زبیدہ نے اپنے ارادہ سے اسے آگاہ کیا اور حسرت و افسوس کے ساتھ بختیار کی طرف دیکھ کر کہا۔

آہ بختیار دنیا عبرت کی جگہ ہے۔ یہان مسرت نام کو نہین۔ خیر تم گواہ رہنا مین اپنے پیارے شفیق کی یاد مین دنیا کو چھوڑتی ہون جو عہد استقامت مین نے شفیق سے کیا تھا اس کو زندگی کے آخری لمحہ تک نبھا دیا ہے۔

بختیار۔ (رقت خیز لہجہ مین) خاتون خدا کے لیے اس ارادہ سے باز آؤ۔ کیون اپنی

پیاری جان کو ضایع کرتی ہو۔ تم ہر طرح مطمئن رہو۔ عزیز ہرگز اپنے ارادہ مین کامیاب نہ ہوگا۔ مین بوثوق آپ سے اس کا وعدہ کرتا ہون کہ آپ کسی قسم کا تردد نہ فرمائین اور جو ارادہ کیا ہے اس سے باز رہین۔ یہ امر قطعی ناممکن ہے کہ مین زندہ رہون اور عزیز اُف یہ خائن و بدمعاش اپنے ارادون مین کامیاب ہو جائے۔ اس سے پہلے کہ خائن آپ کو اپنی ناپاک نگاہون سے دیکھے مین اس کی زندگی کا خاتمہ کردون گا۔ مین نے ارادہ کرلیا ہے۔ کہ نکاح سے پہلے عزیز کی زندگی کا خاتمہ کردیا جائے اس کے بعد مین زندہ رہون یا نہ رہون۔ اس کا مجھے خیال بھی نہین۔ مین آپ کی زندگی کو محفوظ رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہون۔ مجھ جیسے لوگ دنیا مین بہت ہین۔ لیکن آپ جیسی شریف خیال عصمت و عفت کی دیوی دنیا مین کہان۔ اس لیے اگر اس کام مین میری جان بھی جائے۔ تو مجھے اس کی پروا نہ ہوگی۔

یہ کہکر بختیار نے جیب سے ریوالور (طپنچہ) نکالا اور کہا۔

خاتون عین نکاح کے وقت یہ ریوالور عزیز کی جان لیگا۔ اور اس کی بداعمالیون کا مزا اسے چکھا کر ہمیشہ کے لیے اس کی شرارتون کا خاتمہ کردیگا۔ اس کے بعد مین آپ کی عصمت و عفت پر اپنی جان قربان کردون گا۔ اور ایک گولی میرا بھی خاتمہ کردے گی۔

---

(۳۶)

رنگ مین بھنگ

پاشا کا مکان تقریب نکاح کی مسرتون سے معمور تھا۔ شہر کے تمام معزز رئیس دولتمند اور شریف جمع تھے اور پاشا کو مبارکباد دے رہے تھے۔ نکاح پڑھائے جانے کی تیاریان ہو رہی تھین۔ عزیز خوشی سے جامہ مین پھولا نہ سماتا تھا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تھا کہ اب صرف چند منٹ کا معاملہ ہے کہ زبیدہ میرے قبضہ ہوگی اور مدتون کی آرزو کے بر آنے کا موقعہ ملیگا۔ عزیز کے دوست بار بار اس کی کامیابی پر اُسے مبارکباد دے

رہے تھے کہ یکایک بھرے کمرہ مین پاشا کے خادم نے پاشا کو مخاطب کر کے کہا۔
حضور والا ایک چاولیش (سارجنٹ) خط لیکر حاضر ہوا ہے۔
پاشا مجمع سے باہر نکلا اور چاولیش سے خط لیکر کھولا اور پڑھنے لگا۔ یہ خط عرابی پاشا کی طرف سے تھا جس مین لکھا تھا۔

تل الکبیر کے قلعون پر انگریزی سپاہ کا قبضہ ہو جانے سے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ فوراً فوجی اور ملکی افسرون حکام اور اعیان ملک کو قصر نیل مین جمع کر کے جنگ کو جاری رکھنے کے مسئلہ پر غور کیا جائے اور اس مسئلہ پر مشورہ کیا جائے کہ قاہرہ کی طرف دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لیے کیا ذرائع اختیار کیے جائین۔ آپ کو چاہیے کہ فوراً بلا توقف قصر نیل مین تشریف لاکر شریک جلسہ ہون۔

قصر نیل یوم چہار شنبہ ۱۳ استمبر ۱۸۸۲ء

خط پڑھ کر پاشا کا چہرہ زرد ہو گیا اور فوراً نوکر کو حکم دیا کہ گاڑی تیار کی جائے جلسہ مین تھر کے جو رؤسا اور اعیان تھے وہ بھی خط کا مضمون معلوم کر کے اٹھ کھڑے ہوے اور سب کے سب قصر نیل کی طرف روانہ ہوے۔

قصر مین پہونچکر پاشا نے دیکھا کہ قصر لوگون سے بھرا ہوا ہے اور بحث و مباحثہ گرم ہے۔ پاشا بھی ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ اور مشورہ مین حصہ لینے لگا۔ قاہرہ کی حفاظت اور دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کے وسائل و ذرائع اختیار کرنے کے مسئلہ پر دیر تک اختلاف رہا۔ اور اس معاملہ مین مختلف رائین دی گئین۔ بحث جاری تھی۔ غور و خوض ہو رہا تھا اور ہر ایک شخص اپنی راے کو دلائل و براہین سے مضبوط کر رہا تھا کہ یکایک ایک پاشا بھرے مجمع مین سے اُٹھا اور کھڑے ہو کر بلند و غضبناک آواز مین مجلس کو مخاطب کر کے کہا۔

مجھے آپ لوگون پر افسوس ہوتا ہے کہ آپ ابتک بُرے نتائج اور خوفناک انجام کے خطرہ سے متنبہ نہین ہوے اور برابر ملک کی تباہی و بربادی پر اڑے ہوئے ہین۔ آپ نے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے اس کے نتائج سے ظاہر ہے کہ ملک کے ساتھ آپ نے دشمنی کا برتاو کیا ہے۔ فوجی افسرون اور سپاہیون نے خدیو معظم کی نافرمانی سے ملک کو تباہی مین ڈال دیا ہے۔ اور اگر جلد ان سے اپنے قصور کی معافی نہ چاہی گئی تو خطرہ

ہے کہ ملک بالکل ہمارے ہاتھون سے نکل جائے اور انگلستان یا فرانس کے قبضہ مین چلا جائے اس لیے مین آپ لوگون کو مشورہ دیتا ہون کہ عصیان و نافرمانی کی تجاویز مشورات کو بالاے طاق رکھین اور ملک پر رحم کھاکر حضور خدیو معظم سے قصور کی معافی چاہین تاکہ جلد سے جلد جنگ کا خاتمہ ہو جائے اور ملک کو امن وامان نصیب ہو۔

ہرچند کہ یہ تقریر عرابی اور اس کے دوستون کے بالکل خلاف تھی لیکن آیندہ کے خطرات نے لوگون کو اس قدر خوف زدہ بنا دیا تھا۔ کہ انھون نے نہایت خوشی سے اس تقریر کو سنا اور پاشا کے الفاظ ختم ہوتے ہی تمام اعیان ملک نے اُس کی تائید کی اور اس پر علماء آمد کی تجاویز پر غور ہونے لگا۔ اور کثرت راے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد اسکندریہ جاکر حضور خدیو معظم کی خدمت مین حاضر ہو اور قصور کی معافی چاہے۔ چنانچہ قرارداد کے موافق فوراً وفد مرتب کیا گیا اور دوسرے روز وہ اسکندریہ روانہ ہوا۔ لیکن خدیو معظم نے وفد کو باریاب نہین فرمایا اور کہلا بھیجا کہ بعد از وقت عفو قصور کی خواہش کوئی نفع نہین بخش سکتی۔

وفد کی واپسی پر اعیان ملک پھر جمع ہوئے اور قاہرہ کی حفاظت پر غور کیا جانے لگا بعض کی راے ہوئی کہ دشمن کی پیش قدمی کو روکا جائے اور پوری قوت سے دشمن کو ہٹایا جائے۔ اور قاہرہ کے چارون طرف خطوط ناریہ قائم کیے جائین۔ اسی تجویز پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ اور عرابی پاشا اس کو عمل مین لانے کے لیے شارع عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔

عزیز مضطرب و پریشان پاشا ہی کے مکان پر تھا۔ اسے پیش آمدہ واقعات کا خیال بھی نہ تھا۔ ملک کی بدامنی و بغاوت کو وہ بالکل بھول گیا تھا۔ اور صرف زبیدہ کے حصول کا خیال تھا جو اس کے دل ودماغ پر طاری تھا بار بار وہ اٹھ کر پاشا کو دیکھتا۔ لیکن شام ہوگئی اور پاشا واپس نہ آیا، پاشا کے ابتک نہ آنے سے وہ اور پریشان ہوگیا۔ اور ناکامی کا خیال رہ رہ کر اسے بے چین کرنے لگا جب خاصی رات گذرگئی تو خود غرض دل ہی دل مین کہنے لگا۔

آہ کیا یہ سیاسی انقلاب میری امیدون کا خاتمہ کرکے رہے گا۔ آہ اگر آج شادی نہ ہوئی تو پھر کامیابی مشکل ہے۔ انگریزی فوج برابر بڑھتی چلی آرہی ہے اگر حالت یہی رہی جیسی کہ ہے تو چند روز مین انگریزی سپاہ قاہرہ پہنچ جائیگی۔ اور شفیق کے قاہرہ پہنچنے

پر جوانگر یہ ی سپاہ کے ساتھ ہے یقیناً میری تمام کوششین برباد جائین گی اور جب میری مکاری و دغا بازی کا راز شفیق پر ظاہر ہوگا تو وہ نہ صرف میرا دشمن ہو جائیگا بلکہ زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال نے اس کی رہی سہی امیدون کا خاتمہ کر دیا لیکن معاً اس کے دل مین ایک خیال پیدا ہوا اور اس نے فرط انبساط ہو کر دل مین کہا۔

خیر کیا مضائقہ ہے اگر زبیدہ اس طرح ہاتھ نہ آئیگی تو دوسری تدبیر کرون گا۔ اور شہر کے بد معاش لوگون کو رقم کثیر دے کر اس کو زبردستی گھر سے نکلوا لون گا۔

غرض پاشا تمامی رات گذرے گھر واپس آیا اور افسوس کے ساتھ عزیز سے کہا کہ چند روز شادی کے معاملہ کو ملتوی رکھو۔ یہ خطرہ دور ہو جائے تو پھر کوئی رکاوٹ نہ رہیگی۔ عزیز ناکام گھر واپس آیا اور اپنی بد قسمتی پر رونے لگا۔

چند روز کے بعد وہ شہر کے چند بد معاشون کو آمادہ کر کے پاشا کے مکان پر سے پہنچا اور زبردستی دروازہ مین داخل ہونا چاہا۔ بختیار راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اور جب اس پر سختی کی گئی تو مجبوراً اسنے جیب سے طپنچہ نکال کر اور مجمع پر گولی چلائی۔ ایک گولی عزیز کے پہلو مین لگی اور وہ گر گیا اس کے ساتھی آگے بڑھے اور یکبارگی لاٹھیون سے بختیار پر حملہ کیا۔ بختیار شجاعت سے مقابلہ کرتا رہا لیکن کئی کے مقابلہ مین تنہا کیا کرتا۔ زبیدہ نے کھڑکی سے جھانک کر ہنگامہ کو دیکھا۔ اور بختیار کو خطرہ مین پاکر مضطرب ہو گئی۔ زندگی اسے خطرہ مین نظر آنے لگی اور اس نے فوراً زہر کا پیالہ تیار کیا۔ اور شفیق کی نشانی نکال کر اس کو بوسہ دیا اور شفیق کو یاد کر کے رونے لگی۔ زہر کا پیالہ اس کے ہاتھ مین تھا۔ ہاتھ خوف سے کانپ رہے تھے اور وہ مایوسی و حسرت کا مرقع بنی ہوئی کہہ رہی تھی۔

میری عصمت و عفت خطرہ مین ہے اس لیے موت کے پردہ مین چھپ کر مین اس کو بچانا چاہتی ہون۔ پیارے شفیق مین دنیا سے رخصت ہوتی ہون زہر کا پیالہ میرے ہاتھ مین ہے اور دل مین تمہاری محبت۔ ہر چند کہ تمہاری محبت مجھے مدت سے بچانا چاہتی ہے لیکن اگر مین اپنی عصمت کو نہ بچاؤن تو زندگی کس کام کی اس لیے مین باوفا رہنا چاہتی ہون۔ اور وفاداروں مین نام کمانے کے لیے اپنی زندگی کو تم پر قربان کرتی ہون۔ تم بہ تا العمر زندہ رہو اور خوش رہو۔ انشاء اللہ عاقبت مین ملاقات ہوگی اور وہان ہم کو ایک دوسرے سے کوئی جدا نہ کر سکیگا۔ اچھا دنیا اور دنیا والون کو

سلام - میرا آخری سلام - پیارے شفیق میرا آخری سلام قبول کرو - اور مجھے بخوشی اجازت دو کہ مین تم پر قربان ہو جاؤن -

زبیدہ دیر تک جوش و خود رفتگی کے عالم مین اس قسم کی باتین کرتی رہی شفیق کے خیال اور موت کے تصور نے اس کے دل و دماغ پر اثر ڈالا اور وہ اسی قسم کی باتین کرتے کرتے بیہوش ہو کر گر پڑی

کچھ دیر بعد اس نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے -

مختیار وہ سب لوگ کہان بھاگ گئے - کیا وہ بدبخت یہ چاہتے تھے کہ زبیدہ خاتون جیسی با عصمت کی عزت کو برباد کر دین - ان کی کیا مجال ہے - وہ کیا چیز ہین - وہ کچھ نہین کر سکتے - اگر ان مین کچھ قوت تھی تو کیون بھاگ کھڑے ہوئے -

زبیدہ نے ان باتون کو سنا لیکن وہ سمجھ نہ سکی - اور یہ خیال کر کے کہ عزیز اور اسکے بد معاش ساتھی گھر مین گھس آئے اور اس کو اٹھا کر لیجانا چاہتے ہین - جلدی سے اس نے زہر کا پیالہ اٹھایا اور پینے کے ارادہ سے منھ کے قریب لائی کہ یکایک اس کے کان مین یہ آواز آئی - زبیدہ کہان ہے اور اس فرشتہ خصلت لڑکی پر کون ظلم و ستم روا رکھتا ہے -

زبیدہ یہ الفاظ سن کر چونک پڑی اور آواز کو شفیق کی آواز سے مشابہ پاکر اس نے پیالہ کو پھر زمین پر رکھدیا - اور معلوم کرنا چاہا کہ اس کا کون ایسا ہمدرد ہے جو اس کو دریافت کر رہا ہے - اس وقت زبیدہ کی عجیب کیفیت تھی - کبھی خوف و دہشت سے پیالہ پر نظر ڈالتی اور کبھی شفیق کے خیال سے خوش ہو جاتی شفیق کا خیال آجانے پر پیالہ اسے برا معلوم ہونے لگتا - یہ حالت زیادہ دیر تک رہی - زبیدہ ان ہی خیالات مین تھی اور پیالہ اس کے ہاتھ مین تھا کہ اس نے پھر کسی کو یہ کہتے سنا - جاؤ ان مین سے اب کوئی باقی نہین رہا - سب بھاگ گئے -

اس کے چند ہی منٹ بعد اس کے کمرہ کا دروازہ کھلا اور کمرہ مین ایک انگریزی فوجی افسر داخل ہوا - زبیدہ اس کو دیکھ کر ڈر گئی - لیکن افسر نے اس کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا -

پیاری میری پیاری زبیدہ ڈرو نہین - مین تمہارا خادم شفیق ہون -

زبیدہ فرش پر بیٹھی تھی اور زہر کا پیالہ اس کے ہاتھ مین تھا - شفیق کا نام سن کر پیالہ

اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا اور بے اختیار اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ آہ میرا پیارا شفیق زندہ ہو اور میں جان دیدون یہ کیونکر ممکن ہے۔

یہ الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ شدۃ تاثر سے وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑی شفیق دوڑ کر پانی لایا اور اس کے چہرہ پر چھینٹے دیے۔ جب کچھ ہوش ہوا تو فرش سے اٹھا کر تکیہ کے سہارے بٹھایا اور کہا۔

پیاری زبیدہ گھبراؤ نہین اب خوف کی کوئی بات نہین ہے جو خطرہ تھا۔ خدا کے فضل سے وہ ٹل گیا اور دشمن کیفر دوار کو پہونچ گئے

زبیدہ نے آنکھین کھولین اور شفیق کو انگریزی فوجی لباس مین دیکھ کر بلند آواز سے کہا پیارے میرے پیارے شفیق تم زندہ ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تھین فرشتہ بنا کر میری مدد کے لئے بھیجا اور مجھے موت سے بچا لیا۔

شفیق دیر تک تسکین دیتا رہا۔ اور جب زبیدہ بالکل ہوش مین آ گئی تو کمرہ سے باہر نکلا تاکہ عزیز کو دیکھے جو بختیار کی گولی سے زخمی ہو کر گر پڑا تھا اور ابھی تک دروازہ پر پڑا ہوا تھا۔ بختیار نے چاہا کہ اسے اٹھا کر کہی دوسری جگہ ڈال دے اور اس کی بدکرداریون کا اچھی طرح بدلہ لے۔ لیکن شفیق نے اس کو اس ارادہ سے روکا اور کہا کہ اس کو اٹھا کر کمرہ مین لیچلو تاکہ زخم کی مرہم پٹی کی جائے۔

زبیدہ نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور شفیق کی ہدایت کو سن کر کہا۔

کیا آپ چاہتے ہین کہ اس مردود خائن کا معالجہ کیا جائے اور دوبارہ یہ زندگی پاکر آپ کو نقصان پہنچائے۔ خدا کے لیے ایسا نہ کیجے۔ اس نے آپ کے ساتھ بہت برا معاملہ کیا ہے۔ اس کی سزا یہی ہے کہ دنیا کو اس سے پاک کر دیا جائے۔

شفیق۔ پیاری یہ کیا کہتی ہو۔ اگر اس سے کوئی قصور ہوا ہے تو اس کا بدلہ لینا ہمارا کام نہین ہے منتقم حقیقی خدا ہے اور وہی بدلہ لے سکتا ہے۔ عزیز میرا دوست ہے مین اس کو ایسی حالت مین پڑا ہوا نہین دیکھ سکتا۔ اگر ہم اس کے ساتھ کوئی زیادہ بھلائی نہ کرین تو کم از کم ایسا معاملہ کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ جیسا کہ عام طور پر جنگ مین دشمن کے زخمیون کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

دوسرے کمرہ مین لیجا کر شفیق نے اپنے ہاتھون سے عزیز کے زخم کو دھویا۔ اور مرہم پٹی

کی جب طبیعت کچھ کم ہوئی اور عزیز نے آنکھیں کھولیں تو شفیق کو اپنے سرہانے پاکر بے اختیار اس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے چاہا کہ اپنی خطاؤن کی معافی اس کے پاؤن پر پڑ کر چاہے لیکن شفیق نے اس کو اس سے منع کیا اور تسکین وہ الفاظ مین کہا۔ عزیز ڈرو نہین۔ اطمینان رکھو۔ تم نے جو کچھ کیا ہے وہ ایک جوش کا نتیجہ تھا۔ مین تم سے اس کا انتقام لینا نہین چاہتا۔ تم بے خوف آرام کرو۔ مین تمہاری خدمت کے لیے موجود ہون۔ خون نکل جانے کی وجہ سے تم بہت ضعیف ہو گئے ہو۔ تھوڑی دیر خاموش پڑے رہو مین ابھی تم سے آکر ملون گا۔ یہ کہکر عزیز کو تنہا کمرے مین چھوڑ دیا۔ اور وہان سے باہر آکر زبیدہ کے کمرے کی طرف چلا۔

(۳۷)

اچانک ملاقات

پاشا کے گھر کے آدمیون نے جب گولی چلنے کی آواز سنی تو بعض سراسیمہ گھر سے باہر نکلے اور دیکھا کہ ایک انگریزی افسر گھر مین داخل ہو رہا ہے آج ہی شام کو شہر مین مشہور ہوا تھا کہ انگریزی سپاہ قاہرہ مین داخل ہو گئی ہے۔ انگریزی افسر کو گھر مین داخل ہوتے دیکھ کر انھین یقین ہو گیا۔ کہ قاہرہ انگریزون کے قبضہ مین آگیا ہے وہ خوف سے کانپنے لگے۔ اور شفیق سے کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ زبیدہ کی والدہ دوسرے کمرے مین تھی جو دروازہ کے قریب والے کمرون سے کسی قدر فاصلہ پر تھا۔ اس نے جب شور و غوغا اور بندوق کی آواز سنی تو گھبرا کر باہر نکلی اور دروازہ پر آدمیون کا ہجوم دیکھا جنمین ایک انگریزی افسر بھی تھا چند ہی منٹ بعد اُسنے انگریزی افسر کو گھر مین داخل ہوتے اور زبیدہ کے کمرہ کی طرف جاتے ہوے دیکھا۔ وہ گھبرا گئی اور خادمون کو بلا کر کہا کہ وہ انگریزی افسر کو روکین لیکن کسی کی جرات نہ ہوئی کہ شفیق کو روک سکے۔ زبیدہ کی مان خوف سے کانپنے لگی۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور اُسے یقین ہو گیا کہ انگریز قاہرہ مین داخل ہو گئے ہین اور شہر مین لوٹ کھسوٹ مچا رہے ہین۔ وہ پریشان و مضطرب اِدھر سے اُدھر دوڑنے لگی اور زبیدہ کو انگریزی افسر سے بچانے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن کسی کی ہمت نہ پڑی کہ زبیدہ کے کمرہ کی طرف جائے اور انگریزی افسر کے

ہاتھوں سے زبیدہ کو بچائے۔

زبیدہ کی ماں مضطرب و پریشان ہی تھی کہ پاشا مکان مین داخل ہوا اور زبیدہ کی ماں نے اُسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ پاشا پر بھی خوف طاری ہو گیا اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ زبیدہ کے کمرہ کی طرف جا سکے۔ پاشا اور زبیدہ کی ماں دونون خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیونکر زبیدہ کو بچانے کی کوئی صورت نکالین۔ کہ بختیار ان کے پاس پہونچا۔ بختیار اس وقت نہایت خوش تھا۔ چہرہ سے مسرت اور خوشی ٹپک رہی تھی۔ پاشا کے پاس پہونچکر اس نے مسکرا کر کہا۔

حضور والا آپ زبیدہ خاتون کے کمرہ مین جاتے کیون نہین۔ بلا تردد تشریف لیجائیے کوئی خوف کی بات نہین ہے بختیار کے کہنے سے پاشا زبیدہ کے کمرہ مین داخل ہوا اور دیکھا کہ زبیدہ اور انگریزی افسر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوے باتون مین مصروف ہین۔ زبیدہ باپ کو دیکھکر شرما گئی اور آنکھین نیچی کر لین۔ ہر چند کہ زبیدہ کا شرم سے آنکھین نیچی کر لینا اس وجہ سے تھا کہ وہ شفیق کے سامنے بیٹھی تھی جو ایک اجنبی تھا اور جس سے عرفاً و شرعاً پردہ واجب تھا۔ لیکن پاشا نے زبیدہ کی اس حالت کو خوف پر محمول کیا۔ پاشا خوف سے کانپتا ہوا کسی قدر غضبناک حالت مین شفیق کے قریب پہونچا اور غور سے دیکھنے پر پہچان لیا کہ یہ تو وہی افسر ہے جس نے اسکندریہ مین اس کی جان بچائی تھی۔ یہ معلوم کر کے وہ خوش ہو گیا اور آگے بڑھ کر کہا۔

محترم افسر آپ کا آنا مبارک ہو۔ مین آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا۔ خدا آپ کو تا قیامت سلامت رکھے آپ نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے کہ زندگی بھر نہ بھولونگا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ قاہرہ تشریف لائے اور آپ سے ملاقات ہوئی آپ کب تشریف لائے۔

شفیق۔ مین آج ہی انگریزی فوج کے ساتھ یہان پہونچا ہون۔

پاشا۔ انگریزی سپاہ سے قاہرہ کو تو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہین۔

شفیق۔ اطمینان رکھیے۔ اب کوئی خطرہ نہین ہے انگریزی فوج نے قاہرہ کے قلعون اور مورچون پر قبضہ کر لیا ہے اور شہر کے چارون طرف خندقین بنائی ہین۔ یقین ہے کہ جلد عرابی پاشا کو گرفتار کر لیا جائیگا۔ قاہرہ پر قبضہ ہو چکا ہے۔ جنرل ولزلی ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء

کو قاہرہ مین تشریف لائین گے اور یہ مہم خیر وخوبی سے اختتام کو پہونچیگی۔

زبیدہ شفیق سے اپنے باپ کو اس طرح بے تکلف باتین کرتے دیکھکر سوچنے لگی کہ شفیق سے اس قدر تعلقات باپ کے کب ہوئے۔کہ دونون نہایت بے تکلفی سے باتین کر رہے ہین۔

پاشا اس وقت تک عزیز کے زخمی ہونے کی کیفیت سے بے خبر اور شفیق کے یکایک یہان پہنچنے اور زبیدہ سے ملنے پر متردد تھا اسے یکایک خیال آیا کہ عزیز یقیناً انگریزی افسر (شفیق) کے ہاتھون سے زخمی ہوا ہے۔وہ دل مین عزیز کے زخمی ہونے اور دولت کے ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس کر رہا تھا اور واقعہ معلوم کرنے کا خواہشمند تھا آخر ہمت کر کے شفیق سے ہنگامہ کی اصلیت اور عزیز کے زخمی ہونے کی کیفیت دریافت کی۔

زبیدہ نے فوراً باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ابا جان عزیز پر بختیار نے گولی چلائی۔کاش یہ گولی اپنا کام کرجاتی۔اور یہ نامراد مارا جاتا۔تو اچھا تھا۔

پاشا۔ہا ئین یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

زبیدہ۔ابا جان۔اس سے پہلے کہ مین تمام واقعہ بیان کرون۔یہ دریافت کرنا چاہتی ہون کہ آپ سے اور ان (شفیق کی طرف اشارہ کر کے) سے کہان ملاقات ہوئی اور باہم کیونکر تعارف ہوا۔

یہ کہکر زبیدہ نے ترچھی نگاہون سے آہ ان دلدوز نگاہون سے جن کا نشانہ عاشق کے دل وجگر ہوتے ہین شفیق کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔

پاشا ان معنی خیز اور محبت پاش اشارون اور الفت آمیز نگاہون کو کیا سمجھتا۔زبیدہ کے سوال کے جواب مین اس نے کہا۔

بیٹی یہی تو وہ افسر ہین جنھون نے اسکندریہ مین مجھے اور عزیز کو موت سے بچایا ہے

زبیدہ۔ابا جان کیا آپ ان کے نام سے واقف ہین ان کا نام شفیق ہے۔

پاشا۔(شفیق کا نام سن کر) کیا آپ کا نام شفیق ہے۔آپ کا ذکر تو کئی مرتبہ عزیز نے مجھ سے کیا ہے۔

زبیدہ۔ہان یہی وہ شفیق ہین۔جنھون نے آپ کو ایک مرتبہ موت سے اور میری عصمت

کو دو مرتبہ عزیزت اور کئی مرتبہ عزیز کو موت سے بچایا ہے۔
شفیق نے اپنی تعریف سن کر شرم سے گردن جھکالی اور دل ہی دل مین زبیدہ کی پرلطف اور محبت آمیز باتون کے مزے لینے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا وہ محبت کی شراب پیئے ہوئے دنیا اور مافیہا سے بالکل بے پروا اور غافل ومدہوش ہے۔ دیر تک وہ اس لطف ولذت مین محو رہا۔ شفیق نے چاہا کہ زبیدہ کی تعریف کا شکریہ ادا کرکے معذرت چاہے کہ زبیدہ نے پیش قدمی کرکے کہا۔
محترم مہمان اس وقت آپ کی شجاعت وبسالت کا ذکر کرنے سے میرا مقصود یہ نہین ہے کہ مین آپ کی عزت ووقعت کو بڑھاؤن۔ میری کیا مجال ہے۔ آپ کے کارہائے نمایان حسن اخلاق اور عادات کی زمانہ شہادت دے رہا ہے مین نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ اس سے میرا منشا صرف اظہار حقیقت ہے۔
اس کے بعد زبیدہ نے پاشا کی طرف دیکھا اور کہا۔
اباجان حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد بھی کیا آپ مجھے اس امر پر قابل ملامت خیال فرمائین گے کہ مین نے ....
زبیدہ اس کے آگے کچھ نہ کہہ سکی اور خاموش ہوگئی۔
پاشا نے زبیدہ کے خاموش ہوجانے پر اس کا جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔
کہ تم ایسے محترم وشجاع شخص سے محبت رکھتی ہو۔ کیون بیٹی کیا تمہارا مطلب یہی ہے۔
زبیدہ شرما گئی اور گفتگو کا رخ بدل کر کہا۔
اباجان ہر چند کہ میرا ان سے (شفیق کی طرف اشارہ کرکے) اس طرح بے حجاب ملنا قانون شرع وعرف کے خلاف ہے لیکن مین بلاخوف تردید یہ کہہ سکتی ہون کہ ایسے شخص کے ساتھ جس نے اپنی شجاعت سے مجھے دو مرتبہ موت سے بچایا ہے۔ اقربا کا سا معاملہ کرنا چاہیے۔ اس لیے میرا اس وقت ان سے بے حجاب ملنا آپ اسی پر محمول فرمایئے کہ مین ان کو اپنا قریب ترین عزیز خیال کرتی ہون۔
پاشا زبیدہ کے الفاظ سن کر اٹھا اور شفیق کے قریب جاکر اس کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور ان احسانات کا جو شفیق نے زبیدہ اور پاشا پر کئے تھے شکریہ ادا کیا
شفیق نے پاشا کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

محترم پاشا آپ میرے بزرگ ہین مین نے آپ کے اور آپ کی محترم صاحبزادی کی عصمت عفت کی حفاظت کے لیے جو کچھ کیا ہے۔ وہ میرا اخلاقی فرض تھا۔ اور اس پر کسی شکریہ کا مین متوقع نہین۔
گفتگو کے سلسلہ مین عزیزہ کا ذکر بھی آیا۔ زبیدہ نے عزیزہ کی تمام ناشائستہ حرکات کا پاشا سے ذکر کیا جس کا پاشا پر بڑا اثر پڑا۔ اور افسوس کرتے ہوے اس نے ظاہر کیا۔ کہ مین نے اس پر اعتماد کرنے مین غلطی کی۔ آہ مین تو یہ سمجھا تھا کہ وہ ایک بڑے خاندان کا فرد اور دولتمند شخص ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہین تھا کہ وہ مجھے دھوکہ دے رہا ہے۔ اور مجھے اور میرے ایک محترم محسن کے ساتھ عداوت کا برتاؤ کر رہا ہے۔
اس کے بعد پاشا نے شفیق کی طرف دیکھ کر کہا۔
محترم نوجوان آپ کے والد کا کیا نام ہے۔
شفیق۔ میرے والد کا نام ابراہیم ہے جو انگریزی قنصل متعینہ قاہرہ کے ایک رکن ہین اور اٹھارہ سال سے یہ خدمت انجام دے رہے ہین
پاشا کو یہ معلوم ہو کر کہ شفیق کے والد انگریزی قنصل کے ملازم ہین۔ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہین شفیق مسیحی مذہب نہ رکھتا ہو۔ اس اندیشہ سے متاثر ہو کر اس نے شفیق کی بات کاٹ کر کہا اور آپ کا مذہب کیا ہے۔
شفیق۔ مین مسلمان ہون۔
پاشا۔ کیا آپ مسلمان ہین۔ آپ کا بیان ہے کہ آپ کے والد اٹھارہ سال سے انگریزی قنصل کے ملازم ہین۔ معاف فرمایے مین نے سنا ہے کہ آپ کے والد مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے ہین۔
شفیق۔ نہین نہین یہ بالکل غلط ہے میرے والد کی عمر کا ایک بڑا حصہ اگرچہ انگریزی قنصل کی ملازمت مین گذر چکا ہے لیکن اس سے ان کے مذہب پر کوئی اثر نہین پڑا ہے وہ مسلمان ہین اور خالص مسلمان۔ رہا یہ کہ انھون نے انگریزی قنصل کی ملازمت مسلمان ہونے کے باوجود کیون کی۔ یہ ایک راز ہے جس کا اظہار اس وقت مناسب نہین۔
پاشا۔ شاید آپ کہین باہر کے رہنے والے ہین۔
شفیق مجھے اپنے خاندان اور وطن کا پورا حال معلوم نہین۔ البتہ اتنا جانتا ہون کہ میرے والد اطراف شام کے رہنے والے ہین۔

پاشانے گفتگو کے اس پہلو کو اس اندیشہ سے بدل دیا کہ مزید گفتگو ممکن ہے شفیق کے خلاف مزاج ہو۔ اور عزیز کے معاملہ کو شروع کیا۔ لیکن۔ اس کی طبیعت مین یہ خلجان ضرور باقی رہا کہ کسی طرح شفیق کے خاندان کا حال معلوم کرے۔

(۳۸)

شفیق کی شہامت

پاشانے کہا۔

محترم نوجوان۔ عزیز نے جو ناشائستہ حرکات اور شرارتین کی ہین ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ ہر طرح سزائے قتل کا مستحق ہے۔

زبیدہ۔ بیشک وہ ضرور اس کا مستحق ہے اور مجھے تعجب ہے کہ باوجود اس کی خطرناک شرارتون کے آپ نے (شفیق کی طرف دیکھ کر) اس کے ساتھ کیونکر ہمدردی کا برتاؤ کیا۔

شفیق۔ کیا عزیز میرا دوست نہین ہے اور نہ صرف دوست بلکہ رفیق صادق جس نے عرصہ تک میرے ساتھ اسکول مین پڑھا ہے اگر اس نے میرے ساتھ کوئی برائی کی ہے تو مین نہین سمجھتا کہ اس کے ساتھ مین کیون برائی کرون۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہین دیا جاتا۔ اس نے جو کچھ کیا ہے۔ بے وقوفی اور کم عقلی سے لیکن مین تو اس کے ساتھ کوئی برا برتاؤ کسی طرح نہین کر سکتا۔

زبیدہ۔ محترم نوجوان! اس کی حرکات ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے۔ اس کی سزا اس کے سوا اور کچھ نہین ہوسکتی کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

شفیق۔ خاتون۔ آپ خیال فرمائین کہ اگر اس کے ساتھ مین بھی برا برتاؤ کرون اور اس کے ناشائستہ افعال و حرکات کا اس سے بدلہ لون تو مجھ مین اور اس مین کیا فرق رہیگا۔ اور عاقل و جاہل مین وجہ امتیاز کیا رہیگی۔ انتقام کمزور و ناتوان آدمیون کی شان ہو اس نے جو کچھ کیا ہے۔ قدرت نے اس کو اس کی سزا دی ہے اگر وہ موت کا مستحق ہوتا تو قدرت اس کو ضرور موت کی سزا دیتی اور گولی اُسکا خاتمہ کر دیتی۔ لیکن قدرت کے نزدیک وہ

موت کی سزا کا چونکہ مستحق نہین ہے۔ اس لیے جس سزا کا وہ مستحق تھا قدرت سے اُسے مل گئی۔ گولی سے وہ سخت زخمی ہوا ہے اور سخت تکلیف مین مبتلا ہے۔ اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا ہوگا۔ اور وہ اپنی حرکات پر خود شرمندہ ہوگا اور یہ سزا معمولی نہین ہے اگر وہ اس زخم سے جانبر ہوگیا۔ تو مشیت الٰہی یہی سمجھنا چاہئے اور اگر مر گیا تو خدا کو یہی منظور ہوگا۔ بہرحال اس وقت ہمین اس سے ضرور ہمدردی کرنی چاہئے۔

زبیدہ۔ کیا آپ اس کا علاج کرینگے اور اس کی دوبارہ زندگی کے لئے کوشش فرمائینگے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہوگا کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دین اور اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھین۔

شفیق۔ خاتون زندگی اور موت خدا کے ہاتھ مین ہے۔ ہم خدا کے کمزور بندے ہین جو غلطیون اور کمزوریون کا مجموعہ ہین۔ کاش آپ دیکھین کہ عزیز اپنے جرائم پر کس قدر نادم ہے زخمی ہوکر گرنے کے بعد جب اسے کچھ ہوش آیا اور مجھے اپنے قریب پایا ہے تو وہ ندامت سے میری طرف نہ دیکھ سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو جو سزا قدرت نے دی ہے وہ بہت کافی ہے اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا ہے اور وہ ندامت سے آنکھین ملانے کی جرأت نہین رکھتا۔ اس کے علاوہ انسان کی شجاعت و دلیری یہ ہے کہ وہ قوت رکھنے اور موقع بہم پہونچنے پر بدلہ نہ لے۔ مین اگر چاہون تو بہت آسانی سے بدلہ لے لون۔ لیکن یہ کوئی شجاعت و شہامت نہین ہے۔ اور ایسی حالت مین کہ وہ زخمی پڑا ہے اس سے بدلہ لینا نہایت کمینہ اور ذلیل ترین حرکت ہے۔

زبیدہ۔ بہرحال مین یہ چاہتی ہون کہ آپ اس کے معالجہ مین حصہ نہ لین اور اگر آپ کی مرضی کے یہ امر خلاف ہو تو کم از کم اتنا ضرور کرین کہ ہمارے گھر سے اسکو کسی دوسری جگہ لیجائین

شفیق۔ (مسکراکر) آپ کے ارشاد کی تعمیل مین مجھے عذر نہین لیکن مین صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہون۔ کہ مین ایک فوجی آدمی ہون جو ہمیشہ گولیون کا نشانہ بنا رہتا ہے۔ اور جس کی زندگی ہر وقت خطرہ مین رہتی ہے۔ اگر آپ کسی روز یہ سنین گی کہ مین گولی کا نشانہ بنا ہون اور کوئی شخص ایسا نہین جو مجھے اٹھائے اور میری مرہم پٹی کرے اس وقت آپ کی کیا حالت ہوگی۔ اور آپ کے قلب پر کیا گذرے گی۔

زبیدہ یہ سن کر پریشان ہوگئی اور رقت خیز لہجہ مین کہا۔

کیا آپ اپنے کو اُس (عزیز) ملعون وخائن سے تشبیہہ دیتے ہین۔
شفیق ۔ محترم خاتون۔ انسان کمزوریون کا مجموعہ ہے۔ کیا آپ تبلا سکتی ہین کہ کوئی شخص دنیا مین ایسا ہے جس سے کوئی غلطی یا قصور نہوا ہو۔ ہر ایک انسان غلطی مین مبتلا ہوتا اور قصور کرتا ہے۔ غریب عزیز ضرور قصور وار ہے لیکن وہ اپنے قصور پر نادم ہے اور عفو کا طالب اس لیے ہمین اب اس کے ساتھ دوستون اور عزیزون کا سا برتاؤ کرنا چاہئے۔

شفیق اور زبیدہ باتون مین مشغول تھے اور پاشا شفیق کے اخلاق اور شریفانہ عادات سے تعجب وحیرت مین تھا۔ شفیق کا جملہ ختم ہوتے ہی پاشا نے کہا

پیارے بیٹے حقیقت یہ ہے کہ تم نہایت شریف آدمی ہو۔ تمہارے شریفانہ برتاؤ نے جو تم نے اپنے دشمن کے ساتھ کیا ہے۔ میرے دل مین تمہاری بڑی وقعت پیدا کردی ہی بہرحال عزیز کے معاملہ مین تم کو اختیار ہے جو کچھ تم کہوگے مجھے اس مین عذر نہ ہوگا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایسی حالت مین عزیز کے ساتھ کسی قسم کی بُرائی مناسب نہین۔
شفیق ۔ محترم پاشا معاف فرمایئے گا۔ مین نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ اس سے میرا منشا صرف اظہار رائے ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے جو مناسب خیال فرمائین وہ کرین۔ لیکن میرے نزدیک یہ زیادہ اچھا ہوگا کہ عزیز کا علاج کیا جائے اور اس کے معالجہ مین کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے۔
پاشا۔ تمہاری رائے درست ہے اور مین اس سے اتفاق کرتا ہون۔ آؤ عزیز کے پاس چل کر اس سے دریافت کرین کہ وہ یہان رہنا پسند کرتا ہے یا اپنے گھر جانا۔ اسے جو صورت منظور ہو وہ اختیار کی جائے۔

دونون زبیدہ کے کمرہ سے نکلے اور عزیز کے پاس پہونچے۔ عزیز نے شفیق اور پاشا کو دیکھ کر شرم سے منھ چھپا لیا۔ اور عاجزی سے کہنے لگا۔ میرے محترم دوست شفیق معاف کردو خدا کے لیے میرا قصور معاف کردو۔ مین بڑا گنہگار ہون۔ میرے گناہون کا بدلہ موت تھا افسوس ہے کہ مین کیون زندہ رہا اور فرشتہ موت نے کیون میری جان نہ لی۔ میرا ضمیر مجھ کو ملامت کررہا ہے۔ مین اپنے قصور پر نادم ہون اور عمر بھر نادم رہونگا۔ خدا کے لیے میرے قصور کو معاف کردو اور سچے دل سے معاف کردو۔
شفیق ۔ پیارے عزیز اب اس کا ذکر فضول ہے۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا۔ تم مطمئن رہو۔

میرے دل مین تمہارے متعلق کوئی بُرا خیال نہین ہے۔ مین تم کو اپنا دوست سمجھتا ہون۔ اور تمہارے ساتھ کسی قسم کی بُرائی نہین کرنا چاہتا اب بتلاؤ کہ تم یہان رہنا چاہتے ہو۔ یا اپنے گھر جانا۔ جو صورت تمہارے نزدیک بہتر ہو۔ اور جس مین تمہین آرام ملے۔ وہ اختیار کر لو۔

عزیز۔ مین آپ کا بہت احسان مند ہونگا۔ اگر آپ مجھے میرے گھر پہنچا دین۔ مین آپکو زیادہ تکلیف دینا نہین چاہتا۔

پاشا نے عزیز کی خواہش کے مطابق اس کو اس کے گھر پہنچا دیا۔

(۳۹)

والدین کی واپسی کا انتظار

عزیز کے چلے جانے کے بعد شفیق اور پاشا پھر زبیدہ کے کمرہ مین پہونچے۔ اور شفیق نے پاشا سے کہا۔

محترم پاشا افسوس ہے کہ مین اب زیادہ دیر جناب کی خدمت مین حاضر رہ کر شرف حاصل نہین کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سپاہ سے میری دیر تک غیر حاضری کوئی بدگمانی پیدا کر دے۔ مین سپاہ مین بحیثیت ایک والنٹیر کے ہون۔ اور چونکہ مین انگریزی نسل سے نہین ہون۔ اس لیے والنٹیر بننے مین مجھے بہت کچھ دشواری پیش آئی ہے۔ اگر میرے والد انگریزی قنصل کے پُرانے ملازم نہ ہوتے اور ان کی خدمات پر انگلستان کو پورا اعتماد نہ ہوتا تو میرا والنٹیر بننا ناممکن ہوتا اس لیے مین چاہتا ہون کہ افسران افواج کو کوئی ایسا موقع نہ دون کہ ان کے دل مین میری طرف سے بدگمانی پیدا ہو۔ بلکہ مین ہر وقت اس کوشش مین رہتا ہون کہ میری خدمات افسرون کو پسند آئین اور وہ مجھ پر پورا اعتماد کرنے لگین۔ مجھے یقین ہے کہ اس جنگ مین کامیاب ہونے کے بعد میرے لیے ایک عمدہ موقع ہم پہنچیگا۔ اور مین کوئی معقول جگہ اپنے لیے حاصل کر سکون گا۔ امید ہے کہ جناب والا اب مجھے واپس فوج مین جانے کی اجازت دین گے۔ انشاء اللہ مین جبتک یہان رہونگا۔ وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا رہونگا

اور اس کی کوشش کرونگا کہ جناب والا کے دل مین جگہ پیدا کرکے آپ کی شفقت و رحمت سے عزت وشرف حاصل کرون۔

پاشا شفیق کے اشارات سمجھ گیا۔ اور خوش ہوکر دل مین کہنے لگا۔ زبیدہ نے شفیق سے محبت کرنے مین غلطی نہین کی وہ ہر طرح اس لایق ہے کہ اس سے محبت کی جائے اور مسرور ہوکر خندہ پیشانی سے شفیق کی طرف دیکھ کر کہا۔

مین تمھاری ملاقات سے بہت محظوظ ہوا ہون۔ خداوند تعالی تم کو تمھارے ارادون مین کامیاب فرمائے۔ مین بہت خوش ہونگا اگر تم وقتاً فوقتاً مجھ سے ملتے رہوگے۔

شفیق۔ ملک مین امن وامان ہوجائیگا تو میرے والدین انگلستان سے قاہرہ واپس آجائین گے۔ اور پھر مجھے امید ہے کہ دونون خاندانون کے تعلقات بہت جلد بڑھ جائینگے۔

پاشا۔ آپ کے والدین کب تک تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہین۔

شفیق۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ وہ جلد واپس آئین گے لیکن ایک اندیشہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بہت ممکن ہے حکومت انگلستان میرے والد کو کچھ عرصہ تک وہان رکھے اور مصر کے معاملات مین ان سے مشورہ اور معلومات حاصل کرے کیونکہ میرے والد معاملات مصر مین کافی تجربہ اور معلومات رکھتے ہین۔

زبیدہ شفیق کے آخری الفاظ سُن کر پریشان ہوگئی اور شفیق کے والدین کے واپس آنے کے توقف سے اسے پھر اپنے متعلق اندیشہ پیدا ہوا لیکن وہ خاموش رہی اور کن انکھیون سے شفیق کی طرف دیکھتی رہی اس کا جی چاہتا تھا کہ شفیق سے بے تکلف ہوکر باتین کرے اپنی کہے اور اس کی سنے لیکن باپ کی موجودگی سے وہ خاموش تھی اور بجز اس کے آنکھون ہی آنکھون مین جذبات کا اظہار کیا جائے اور کوئی موقع نہ تھا۔

دیر تک اسی قسم کی باتین شفیق اور پاشا مین ہوتی رہین آخر شفیق نے پاشا سے ہاتھ ملایا اور ایک آخری نظر زبیدہ پر ڈالی جس کا مفہوم یہ تھا۔

پیاری زبیدہ گھبراتا نہین۔ محبت کا جو اثر تمھارے دل مین ہے اس سے زیادہ میرے دل مین ہے۔ مایوسی کی کوئی وجہ نہین ہے۔ انشاء اللہ ہم کامیاب ہونگے۔

شفیق کے چلے جانے کے بعد کمرہ مین صرف پاشا اور زبیدہ رہ گئے۔ زبیدہ نے باپ سے

شفیق کے عادات وخصائل کی بہت تعریف کی جس کے جواب مین پاشا نے کہا۔
زبیدہ افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک شفیق کے معاملہ کو چھپایا اور مجھ پر اس بے محبت کو جو تمھارے اور شفیق کے درمیان ہے ظاہر نہ ہوتے دیا۔
زبیدہ۔ اباجان معاف فرمایئے مین نے اس وجہ سے ابتک اس کو چھپایا کہ ممکن ہے آپ کو ناگوار ہو اور رسم پردہ مروجہ کی وجہ سے آپ اس پاک تعلق محبت کو ناجائز خیال فرماکر مجھے شفیق سے ملنے کی اجازت نہ دین۔
دیر تک باپ اور بیٹی مین اسی قسم کی باتین ہوتی رہین۔ کچھ دیر بعد پاشا زبیدہ کے کمرہ سے یہ ارادہ کرکے اٹھا کہ گھر سے باہر نکل کر شہر کی حالت دیکھے۔ اور انگریزون کے ان انتظامات کا حال معلوم کرے جو انھون نے قاہرہ مین داخل ہوکر کئے ہین۔ پاشا کا خیال شہر کے دوسرے لوگون کی طرح اسوقت تک یہ تھا کہ انگریز جب قاہرہ مین فاتحانہ داخل ہون گے تو لوگون کو لوٹ لین گے۔ لیکن گھر سے نکلکر اس نے دیکھا کہ شہر مین امن وامان ہے اور رعایا مامون ومحفوظ اپنے کاروبار مین مصروف ہے پاشا یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور گھر واپس لوٹ آیا۔
شفیق پاشا کے مکان سے نکل کر جب مقام عباسیہ پر جہان انگریزی سپاہ کا پڑاؤ تھا پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ عرابی پاشا اور اس کے بعض ساتھیون کو انگریزی سپاہ نے گرفتار کرلیا ہے۔ اور ان لوگون کی گرفتاری برابر جاری ہے جو بغاوت مین شریک تھے تاکہ فوجی عدالت مین ان کا مقدمہ پیش کیا جائے۔
جب بہت سے لوگ باغیون کے گروہ کے انگریزی سپاہ نے گرفتار کرلیے تو ان کا مقدمہ فوجی عدالت مین پیش کیا گیا۔ فوجی عدالت نے تمام مجرمون مین سے سات کو جن مین عرابی پاشا بھی تھا۔ سزاے موت کا حکم دیا۔ اور باقی کو مختلف قسم کی سزائین دین۔ لیکن خدیو معظم کی سفارش پر سزاے موت کو جلاوطنی کی سزائین بدل کر مجرمون کو جزیرہ سیلون (سراندیپ) بھجدیا گیا۔ اس کے بعد مصر کی حالت دن بدن درست ہونے لگی۔
شفیق کا جی اب فوجی خدمت سے اکتا گیا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ جلد ملکی انتظامات سے سپاہ کو فراغت ہو تاکہ سپاہ انگلستان واپس جائے۔ اور وہ فوجی خدمت سے سبکدوش ہوکر زبیدہ سے شادی کرنے کے انتظامات کرے۔ لیکن اس کی یہ امید پوری نہ ہوئی کیونکہ

دولت انگلستان نے سپہ سالار فوج .... کو بغاوت فرو ہوجانے پر واپسی کا حکم بھیجنے کے بجائے حکم دیا کہ چونکہ انگلستان نے اپنی سپاہ بغاوت فرو کرنے کیلیے بھیجی ہے اس لیے جبتک مصر کی حالت بالکل قابل اطمینان نہ ہوجائے۔ انگریزی سپاہ مصر ہی مین مقیم ہے

شفیق کو اس حکم سے سخت روحانی تکلیف ہوئی۔ لیکن مجبوری تھی۔ انگریزی سپاہ کے اثنار قیام مین شفیق، پاشا اور زبیدہ سے برابر ملتا اور عزیز کی خیر و عافیت دریافت کرتا رہا

عزیز اگرچہ اب کی مرتبہ کافی سزا پا چکا تھا لیکن اس کی باطنی خباثت اب بھی باقی تھی گذشتہ واقعہ نے اس کے دل مین رشک وحسد کی آگ کو اور بھڑکا دیا تھا۔

شفیق کے والدین بہت دنون تک شفیق کی گم شدگی سے پریشان رہے لیکن جب انھین شفیق کے خط سے جو اس نے اسکندریہ سے ان کے نام لکھا تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ انگریزی سپاہ کے ساتھ بحیثیت والنیٹر کے فوجی خدمت ادا کر رہا ہے تو بیحد مسرور ہوئے۔ اور تمام اضطراب و بیچینی اور کلفت جاتی رہی۔ انھین یہ معلوم کر کے بہت ہی مسرت ہوئی کہ خدیو معظم نے شفیق کی خدمت کو قابل قدر پا کر اس کو نشان و خطاب عطا فرمایا ہے۔

---

(۴۰)

لندن

شفیق کی والدہ (سفینہ) نے اس وقت تک شفیق اور زبیدہ کے تعلقات محبت کو شفیق کے والد سے مخفی رکھا۔ جب تک کہ شفیق کے خط سے اسے یہ معلوم ہو کر اطمینان نہ ہو گیا کہ زبیدہ کے والد زبیدہ کی شادی شفیق کے ساتھ کر دینے پر آمادہ ہین یہ معلوم کر کے اب اسنے مناسب سمجھا کہ شفیق کے والد کی رائے اس معاملہ مین معلوم کرے اور حقیقت حال سے آگاہ کر کے زبیدہ اور شفیق کی شادی کے معاملہ کو روبراہ لائے۔

گرمیون کی رات تھی۔ سفینہ اور ابراہیم دونون بیٹھے باتین کر رہے تھے اس وقت ابراہیم کسی قدر خلاف معمول خوش تھا سفینہ نے اس موقعہ کو مناسب پا کر بات کو پہلو پر لانے کے لیے کہا اب تو خاصا زمانہ گذر گیا۔ کیا اب بھی آپ ان بالون کی لٹ کے حال سے مجھے آگاہ فرمائنگے

جس کی حفاظت آپ بیس برس سے کر رہے ہین۔"
ابراہیم چونک پڑا اس سوال سے اُسے تکلیف ہوئی لیکن اس نے اپنے انقباض کو چھپا کر کہا۔
پیاری بیگم مین تم کو خداے بزرگ و برتر کی قسم دیتا ہون کہ آیندہ مجھ سے یہ سوال نہ کرنا مجھے اس سوال سے تکلیف ہوتی ہے اور جیسا کہ مین کئی بار تم سے کہہ چکا ہون مین اس کے متعلق اس وقت تک کچھ نہ بتاؤن گا جب تک کہ اس کا وقت نہ آجائیگا۔
سینہ نے مسکرا کر کہا۔
کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے برابر دوسرا کوئی شخص اس راز کی حفاظت نہین کرسکتا اگر یہ خیال ہے تو غلط ہے اور مجھے آپ کے اس خیال پر تعجب ہے مجھے بھی ایک ایسا راز معلوم ہے کہ اگر مین اس سے آپ کو آگاہ کردون تو آپ کا تمام رنج و غم جاتا رہے اور آپ بہت مسرور ہون۔
ابراہیم۔ وہ کون سا راز ہے جو میرے غم والم کو دور کرکے مجھے خوش کردیگا۔ اور جس کو ابتک تم نے مجھ سے چھپا رکھا ہے۔
سکینہ۔ (مسکراکر) معاف فرمایئے۔ مین اس راز کو اس وقت تک نہین بیان کرون گی۔ جبتک کہ آپ مجھے اس کی اجازت نہ دین کہ مین آپ کا دیا ہوا وہ خط جس مین آپ کے راز کا حال درج ہے۔ پڑھ نہ لون یا آپ خود اس کا حال بیان کردین۔
ابراہیم۔ بیگم تم جو راز بیان کرنا چاہتی ہو وہ تمہارے بیان کے مطابق موجب مسرت و فرحت ہے اور میرا راز غم و ملال انگیز اس لیے بہتر یہ ہے کہ غم والم کے راز کو بیان نہ کیا جائے کہ اس سے بجز تکلیف و رنج کے کوئی فائدہ نہین دوسرے مین اپنے راز کو کسی طرح وقت سے پہلے بیان نہین کرسکتا۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم اپنا راز بیان کرو تاکہ کچھ فرحت حاصل ہو۔ اور شفیق کی گم شدگی سے جو تکلیف اور غم والم ہم کو اٹھانا پڑا ہے۔ اس کی کچھ تلافی ہو جائے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے شفیق کی زندگی کی خبر سے ہمارے مردہ قلوب کو تازہ کردیا۔ خداے تعالیٰ اس کو عمر دراز بخشے اور اس کو نیک اور بہترین دلہن عطا فرمائے۔
ابراہیم کے آخری جملہ کو سن کر سکینہ خاموش ہوگئی اور شفیق کی شادی کے مسئلہ کو چھیڑنے

کے لیے اُسے خاصہ موقعہ مل گیا۔ چنانچہ اس نے کہا۔

شاید آپ کا خیال ہے کہ شفیق کے لیے بہترین دلہن انتخاب کرنے کا خیال مجھے نہین ہے مین بہت دنون سے اس معاملہ پر غور کر رہی ہون اور چاہتی ہون کہ کسی دولتمند اور شریف گھرانے مین شفیق کی شادی ٹھہراؤن۔ تاکہ دولہا دلہن کی زندگی عیش سے بسر ہو کیا آپ میری راے سے اس معاملہ مین اتفاق فرمائینگے۔ میرے نزدیک حسن و خوبصورتی سے دولتمند سلیقہ شعار بیوی بہتر ہے۔

ابراہیم ۔ میری راے اس معاملہ مین تمہارے خلاف ہے مین چاہتا ہون کہ لڑکی خواہ دولتمند خاندان سے ہو یا غریب خوبصورت ہو یا بدصورت لیکن غیر خاندان کی نہ ہو مین شفیق کی شادی خاندان ہی مین کرنا چاہتا ہون۔

سلیمہ ۔ خاندان سے آپ کی کیا مراد ہے ۔ میرا خاندان یا اپنا۔

ابراہیم ۔ اپنا خاندان۔

سلیمہ یہ سن کر خاموش ہو گئی ۔ یاس و نا امیدی اس کے چہرہ سے برسنے لگی لیکن اس نے اپنی حالت کو چھپایا اور کہا۔

تقریباً بیس سال میری شادی کو ہو چکے ہین لیکن آج تک آپ نے یہ نہین بتلایا کہ آپ کا وطن کہان ہے اور آپ کے عزیز و رشتہ دار کہان رہتے ہین ۔ حالانکہ کئی بار مین آپ سے دریافت بھی کر چکی ہون آپ کا اس وقت تک اپنے وطن اور خاندان کو چھپانا صندوق کے راز سے کچھ مشابہ معلوم ہوتا ہے ۔ فرمائیے مین جھوٹ کہتی ہون ۔

ابراہیم ۔ (مسکرا کر) پیاری بیگم تم سچ کہتی ہو۔ حقیقت یہی ہے کہ میرے وطن اور خاندان کا راز صندوق کے راز پر موقوف ہے اور صندوق کا راز میرے وطن و خاندان کے راز پر۔

سلیمہ کو یہ معلوم ہو کر کہ اس کے شوہر کے وطن اور خاندان کا حال بھی ایک راز ہے جو صندوق کے راز سے وابستہ ہے ۔ صندوق کا راز معلوم کرنے کا شوق اور بڑھ گیا لیکن وہ دوبارہ اس سوال کی جرأت نہ کر سکی اور بات ٹالنے کے لیے کہا۔

آپ کے اس راز نے میرے دل و جگر کو خون کر دیا ہے ۔ خیر اب اس ذکر کو چھوڑ دو اور بتلاؤ کہ شفیق کی شادی کے مسئلہ مین آپ کی کیا راے ہے اگر آپ پسند کرین تو مین ایک گھر بتلاؤن ۔ لڑکی نہایت حسین تعلیم یافتہ اور شریف دولتمند خاندان کی ہے اور مجھے امید ہے

کہ آپ اس کا حال معلوم کرکے خوش ہونگے۔
ابراہیم۔ مین جیساکہ پہلے کہہ چکا ہون شفیق کی شادی غیر خاندان مین نہین کرونگا خواہ وہ کتنا ہی دولتمند خاندان ہو اور صاحب خاندان یا شاکا مرتبہ اور اعزاز ہی کیون نہ رکھتا ہو۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ مصر کے دولتمند خاندان کی لڑکی کے بجاے اپنے خاندان کے کسی غریب گھر کی لڑکی سے شفیق کی شادی کرون۔
سلیمہ۔ اگر مین آپ کو کسی ایسی لڑکی سے شفیق کی شادی کرنے پر مجبور کرون۔ جس کو مین پسند کرچکی ہون تو کیا آپ میری بات مان جائینگے۔
ابراہیم۔ مجھے شفیق سے اس کی امید نہین کہ وہ میری راے کے خلاف اس پر راضی ہوگا لیکن اگر اس نے میری خواہش کے خلاف تمہاری راے سے غیر خاندان مین شادی کرلی تو عمر بھر مین اس سے ناخوش رہونگا۔
سلیمہ کو شفیق کی شادی کے مسئلہ مین شوہر کی راے معلوم ہوکر سخت رنج ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا شوہر زبیدہ سے شفیق کی شادی کردینے پر فوراً راضی ہو جائیگا لیکن ایسا نہین ہوا۔ اسے یہ محسوس ہوکر اور زیادہ صدمہ ہوا کہ شفیق کی اس وقت کیا حالت ہوگی جب وہ اپنے باپ کی راے شادی کے مسئلہ مین معلوم کرے گا۔ دیر تک وہ خاموش بیٹھی اس پر غور کرتی رہی۔ کہ آیا شفیق کو اس امر سے آگاہ کرے یا نہ کرے آخر غور و تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ شفیق کو اس راے سے ابھی آگاہ نہ کیا جاے اور معاملہ کو مشیت ایزدی پر چھوڑ دیا جائے۔
دیر تک خاموش رہنے کے بعد ابراہیم نے کہا۔
بیگم وہ کیا راز ہے بیان کرو۔
سلیمہ۔ نہین کچھ نہین مین نے یہ بہانہ صرف اس لیے اختیار کیا تھا کہ شاید آپ صندوق کا راز بتلادین۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔
اس کے بعد دونون اپنے اپنے کمرون مین چلے گئے۔
سلیمہ نے اپنے کمرہ مین پہونچکر شفیق کو ذیل کا خط لکھا۔
برخوردارم افسوس ہے کہ فرصت نہ ملنے کی وجہ سے مین ابھی تک تمہارے والد کی راے شادی کے معاملہ مین معلوم نہین کرسکی لیکن مین جلد کوشش کرونگی کہ انکی راے معلوم کرلون

ابھی ہمارے قاہرہ واپس آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ کیونکہ انگریزی حکومت نے تمہارے والد کو بعض اہم مصری معاملات مین مشورہ لینے کے لیے روک لیا ہے جبتک وہ معاملات طے نہ ہو جائین ہمارا آنا نہین ہو سکتا۔ تم مطمئن رہو شادی کے معاملہ مین عجلت سے کام نہ لو۔ اور ہمارے واپس آنے پر اس کو موقوف رکھو۔"

شفیق نہایت بے چینی سے والدین کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ لارڈ ڈفرن کے ساتھ آئینگے جو انگلستان سے مصری معاملات ونظام حکومت درست کرنے کے لیے مصر آرہے ہین۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط نکلا۔ شفیق نے پاشا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے والد کو لکھیگا کہ وہ آپ کے پاس خط بھیجین تاکہ باہم تعارف اور تعلقات مین استحکام ہو۔ لیکن ماں کے خط سے اسے معلوم ہوا کہ ابھی شادی کے معاملہ کا وہان تذکرہ بھی نہین آیا۔ شفیق کو اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اگر جلد پاشا کے نام اس کے والد کا خط نہ آیا تو وہ اس کو فریبی اور دغاباز خیال کریگا اور اس کی نسبت جو رائے اس نے قائم کی ہے ممکن ہے کہ وہ بدل جائے اس لیے وہ دوسرے خط کا انتظار نہایت بے چینی سے کرنے لگا۔

ادھر زبیدہ نہایت بے چینی سے شفیق کے والدین کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ ان کے واپس آجانے پر شادی کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جائیگا اور تمام مشکلات اور دشواریان دور ہو جائینگی اور عزیز کی مکاریون سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائیگی۔ عزیز اگرچہ اب فوجی خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن زبیدہ اب بھی اس کی شرارتون سے ڈرتی اور دن رات یہ دعا کرتی رہتی تھی کہ جلد شفیق کے والدین مصر واپس آئین اور شادی کا مسئلہ طے ہو تاکہ مصائب وآفات سے نجات حاصل ہو۔ اور شفیق کے ساتھ عیش سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملے۔

(۴۱)

اچانک سفر

فروری ۱۸۹۳ء کی کسی تاریخ کو شفیق حسب معمول پاشا کے گھر گیا۔ اس کے چہرہ پر انقباض کے آثار نمایاں تھے۔ زبیدہ نے مغموم و متردد پاکر خیریت دریافت کی۔ شفیق نے آثار تکدر و اضطراب کو چھپایا اور مسکرا کر زبیدہ کی طرف دیکھا۔ لیکن زبیدہ کو اس سے تسکین نہین ہوئی اور دوبارہ اضطراب و تردد کی وجہ دریافت کی۔ شفیق نے کہا۔

خاتون مین مضطرب و پریشان تو نہین ہون اور نہ پریشانی کی کوئی وجہ ہے۔

زبیدہ۔ آپ کا چہرہ صاف بتا رہا ہے کہ آپ پریشان ہین۔ کوئی وجہ پریشانی کی ضرور ہے

شفیق۔ (مسکرا کر) پریشانی کی کوئی بات نہین۔ ایک فوجی شخص کے لیے میدان جنگ مین جانا مسرت کا سبب ہے نہ کہ پریشانی و اضطراب کا۔

زبیدہ۔ ہائین آپکا طرز گفتگو عجیب ہے۔ کیا آپ کہین لڑائی پر خدانخواستہ جا رہے ہین

شفیق۔ ہان۔ کیا آپ مجھے فوجی لباس مین ہتھیارون سے مسلح نہین دیکھ رہی ہین۔

زبیدہ پر کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ آنکھون مین آنسو بھر آئے اور رقت آمیز لہجہ مین باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ابا جان مجھ مین بات کرنے کی قوت نہین ہے۔ آپ دریافت کیجیے۔ یہ کیا کہہ رہے ہین اور کہان جانے کا ارادہ ہے۔ شفیق نے مسکرا کر کہا۔

معزز خاتون مین ایک فوجی سپاہی ہون اور سپاہی کا فخر یہی ہے کہ وہ میدان جنگ مین جا کر لڑے اور داد شجاعت دے۔ مین پھر لڑائی پہ جا رہا ہون اور میرے لیے اس سے بڑھ کر کہ میدان جنگ مین ناموری حاصل کرون اور کیا فخر ہو سکتا ہے۔

زبیدہ۔ کہان جانے کا ارادہ ہے۔

شفیق۔ سوڈان کی طرف۔

اب زبیدہ سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار رونے لگی۔ شفیق نے ہر چند تسکین و تشفی سے کام لیا لیکن وہ برابر اپنی بدنصیبی پر روتی رہی۔

پاشا اور شفیق زبیدہ کی دردناک حالت دیکھکر بہت پریشان ہوے زبیدہ رو رہی تھی اور رقت خیز لہجہ مین پکار پکار کر کہتی جاتی تھی آہ کیا تم لڑائی پر جاوٗگے۔ آہ مین اپنی بدنصیبی کو کیا کرون۔ کاش مین دنیا مین پیدا نہ ہوئی ہوتی
پاشا نے شفیق کی طرف دیکھا اور غمگین لہجہ مین کہا یہ یکایک کیا ہوا اور یہ جنگ کیونکر چھڑی۔

شفیق جسنو رو والا کو معلوم ہوگا کہ جب سے محمد علی پاشا بانی خاندان خدیو نے سوڈان کو فتح کیا ہے۔ اس وقت سے سوڈان مصر کی حکومت کے ماتحت چلا آتا ہے اور مصری حکومت اس کی تجارت سے برابر فائدہ اٹھاتی رہی ہے ۱۸۸۱ء کے وسط مین ایک شخص محمد احمد نام جو مہدی موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ سوڈان سے ایک بڑی جماعت کو اپنے ساتھ لیکر سوڈان کو مصری حکومت کی ماتحتی سے آزاد کرانے کے لیے اٹھا۔

مہدی ایک چھوٹے سے جزیرہ مین جو ڈنگولہ کے قریب واقع ہے پیدا ہوا اس کے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے اس کے والدین جزیرہ ابا مین جو خرطوم سے شمال کی جانب نیل ابیض پر واقع ہے۔ ترک وطن کرکے آباد ہو گئے۔ مہدی نے جزیرہ ابا مین ہوش سنبھالتے ہی اپنی زندگی تارک الدنیا ہو کر بسر کرنی شروع کی۔ چند روز بعد سوڈان کے مسلمان وعظ و نصائح سننے کے لیے اس کے پاس آنے اور اس کے حلقہ مین داخل ہونے لگے تھوڑے عرصہ مین اس کی خدا پرستی کا شہرہ تمام سوڈان مین پھیل گیا۔ اور دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آنے لگے۔

مئی ۱۸۸۱ء مین ایک بڑی تعداد مہدی کے متبعین کی جزیرہ ابا مین جمع ہو گئی۔ ابتداً تو اس نے لوگون کو مذہبی وعظ و تلقین سے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب اس کا اثر بہت پھیل گیا اور متبعین کی تعداد ہزارون تک پہنچ گئی تو اس نے سیاسی رنگ اختیار کر لیا اور اس کے تمام گردہ مین اشاعت اسلام اور غیر اسلامی ممالک کو اپنے قبضہ مین لانے کا خیال پیدا ہو گیا مہدی اپنے مواعظ اور ہدایات و تلقین مین اکثر کہا کرتا تھا کہ۔

ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہین جیسا کہ تم زندگی کو موت ہم کو زندگی سے پیاری ہے اور سب سے زیادہ عزیز چیز زندگی مین ہم کو موت ہے۔
مہدی کے ان الفاظ مین ایک ایسا برقی اثر تھا کہ لوگ اس کے گروہ مین داخل ہونا فخر خیال کرتے تھے کچھ دنون مین ہزارہا آدمی اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور

یہ لوگ درویش کے گروہ کے نام سے مشہور ہوئے

مہدی نے جب کافی قوت جمع کرلی۔ تو ان مصری فوجون کو جو سوڈان کے مقامات العبید۔ سنار۔ فشوڈا۔ اور کسالا مین مقیم تھین۔ وقتاً فوقتاً حملہ کرکے تباہ و برباد کردیا۔ خرطوم مین مصری حکومت کی طرف سے جو گورنر جنرل رہا کرتا تھا۔ اس نے مہدی کے گروہ کی دستبرد کو روکنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن اس مین کامیابی نہین ہوئی۔ اور مہدی کی قوت نے مصر اور تمام یورپ مین اپنا وہ سکہ جمایا کہ حکومتین اس کی روزافزون ترقی سے ڈرنے لگین۔

اکتوبر ۱۸۸۲ء مین گورنر جنرل خرطوم نے مصری حکومت کو رپورٹ کی کہ جس قدر ملک ہمارے قبضہ مین ہے وہ نکلا جاتا ہے۔ مہدی بڑھتا چلا آرہا ہے اور کوئی قوت ایسی نہین ہے جو اس وقت اس کا مقابلہ کرے اگر جلد سے جلد کوئی معقول انتظام نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ مہدی تمام ملک پر قابض ہوجائے۔

اس رپورٹ نے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے مصر و انگلستان کے انتظامی ارکان حکومت مین انتشار پیدا کردیا اور سوال پیش ہوا کہ کیا کیا جائے عرصہ تک یہ مسئلہ زیر بحث رہا اور آخر یہ قرار پایا کہ مہدی کے مقابلہ کے لیے ایک مہم بھیجی جائے۔

ادھر یہ تجویز ہو رہی تھی۔ اور ادھر مہدی اور اس کے گروہ نے نیل ابیض پر قبضہ کرکے صوبہ کردوفان کے صدر مقام العبید کا محاصرہ کررکھا تھا۔ جب انگریزی سپاہ عرابی پاشا کو شکست دیکر قاہرہ مین داخل ہوئی اور قاہرہ مین امن و امان ہوگیا تو مصری حکومت نے قرار دیا کہ عرابی پاشا کی فوج کے وہ آدمی جن سے ہتھیار لے لیے گئے ہین مہدی سے مقابلہ کے لیے انگریزی سپاہ اور والنٹیرون کے ساتھ بھیجے جائین۔

محرم پاشا میر اخیال تھا کہ قاہرہ مین امن و امان ہوجانے کے بعد انگریزی سپاہ انگلستان واپس بھیجدی جائیگی۔ لیکن بعد مین معلوم ہوا کہ ابھی انگریزی سپاہ کو مصر ہی مین انگلستان رکھنا چاہتا ہے۔ بظاہر سپاہ کی عدم واپسی کی علت یہ بیان کی گئی تھی کہ مصر مین جبتک پورے طور پر سکون اور امن و امان نہ ہوجائے۔ اس وقت تک انگریزی سپاہ مصر ہی مین رہیگی اب معلوم ہوا کہ انگریزی سپاہ کے مصر مین روکے جانے کا یہ سبب تھا۔

بہرحال سوڈان بھیجے جانے کے لئے دس ہزار سپاہ کی ایک مہم ہکس پاشا کی ماتحتی مین تیار کی

گئی ہے۔ جو دو روز بعد یہاں سے روانہ ہوگی۔ اور خرطوم پہونچ کر اور وہاں کی محافظ فوج کو اپنے ساتھ لیکر العبید کو روانہ ہوگی۔ مین چونکہ انگریزی سپاہ کا والنٹیر ہون۔ اس لیے مجھے بھی اس مہم کے ساتھ جانا پڑیگا۔

شفیق کی تقریر ختم ہوتے ہی زبیدہ نے درد انگیز مگر بلند آواز سے کہا۔

کیا آپ نیل ابیض کو جاینگے۔ اور مہدی کی سپاہ سے لڑینگے۔

شفیق۔ ہان۔ اور اس مین گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہین ہے۔

زبیدہ۔ یا اللہ یہ مین کیا سن رہی ہون۔ اور اب کیا ہونے والا ہے نیل ابیض کا سفر تو نہایت خطرناک ہے امن امان کے زمانہ مین لوگ اس طرف سفر نہین کرسکتے تو جنگ کے زمانہ مین کیا حالت ہوگی۔

شفیق۔ زبیدہ خاتون اس قدر کیون پریشان ہوتی ہو۔ مہم کچھ زیادہ طول نہ کھینچے گی مین انشاء اللہ جلد واپس آؤن گا۔ اور شہرت و عزت حاصل کرکے آؤن گا۔ تم کو تو اس موقعہ پر مسرور ہونا چاہیے اس لیے کہ مین عزت و ناموری حاصل کرنے جا رہا ہون۔

زبیدہ۔ مین ایسے فخر و عزت کو پسند نہین کرتی جس مین جان کا خطرہ ہو۔ خدا کے لیے اس ارادہ سے باز آؤ۔ اور فوجی خدمت سے استعفی دیکر علیحدہ ہوکر ہو جاؤ۔ آہ مجھ غریب کی جان پر رحم کرو اور اپنی زندگی خطرہ مین نہ ڈالو۔

شفیق۔ زبیدہ یہ تلوار (قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر) مین نے تمہارے نام پر باندھی ہے اور اب یہ مجھ سے نہین ہوسکتا کہ جو چیز تمہارے نام سے باندھی جائے اس کو مین وقت سے پہلے کھول ڈالون۔

زبیدہ۔ شفیق اپنی غریب مان پر تو رحم کھاؤ۔ اگر دوسرون پر تمھین رحم نہین آتا

شفیق کی آنکھون مین زبیدہ کے الفاظ سنکر آنسو بھر آئے اور کہا۔

خاتون تم ہی بتلاؤ ان دو شخصون مین سے جن مین سے ایک نے نو مہینے مجھے پیٹ مین رکھا اور دو سال تک دودھ پلایا ہے اور دوسرے نے اپنی زندگی کو میرے لیے خطرہ مین ڈال رکھا ہے۔ کون زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس پر رحم کیا جائے۔ خیر اب اس ذکر کو جانے دو۔ اور خوشی سے مجھے رخصت کرو۔ بہر حال مجھے نیل ابیض جانے کا حکم ملا ہے اور مین اس کی مخالفت کی قدرت نہین رکھتا۔ لیکن اگر مجھے اس کی قدرت بھی ہوتی تو بھی

مین ہرگز مخالفت نہ کرتا۔ کیونکہ ایسا کرنا مین اپنے شرف وعزت کے خلاف سمجھتا ہون علاوہ ازین اگر مین ایسا کرون تو سمجھا جائیگا کہ مین لڑائی سے ڈر گیا۔ اور جان کے خطرہ سے شریک جنگ نہین ہوا حالانکہ زندگی اور موت بجز خدا کے کسی دوسرے کے اختیار مین نہین ہے زبیدہ نے ایک ہاتھ سے سر پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے آنسو پونچھے اور خاموش شفیق کی طرف دیکھتی رہی۔

پاشا نے شفیق کی طرف دیکھکر کہا۔

محترم نوجوان اگر آپ کا جانا ضروری ہے تو مجبوراً ہم کو صبر اختیار کرنا پڑیگا۔

زبیدہ نے سر اٹھایا اور کہا۔

نہین نہین یہ نہین ہو سکتا۔ اور میرا خیال ہے کہ شفیق تمہارا قلب تمہارے ارادہ کا موید نہ ہوگا۔

شفیق۔ خاتون اگر قلب میرے ارادہ کا موید نہ ہوتا تو مین آپ کو کبھی اتنی تکلیف نہ دیتا اصل یہ ہے کہ مین حصول شرف و اظہار شہامت کا ہمیشہ سے شایق رہا ہون اور یہ موقع ہے کہ میری آرزو پوری ہو۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ تم مجھے خوشی سے اجازت دو تمہاری جدائی مجھے ضرور شاق ہے۔ اور اس جدائی سے میرے دل پر جو گذر رہی ہے۔ وہ مین ہی جانتا ہون لیکن مجبور ہون اور بجز صبر اور خدا پر بھروسہ رکھنے کے کوئی چارہ نہین۔

مذکورۂ بالا الفاظ ختم کرکے شفیق نے پاشا کی طرف دیکھا اور کہا۔

محترم پاشا مین نہایت ادب سے جناب کی خدمت مین ایک درخواست کرتا ہون امید ہے کہ جناب اسے قبول فرماینگے اور وہ یہ ہے کہ اگر میرے والدین انگلستان سے میری عدم موجودگی مین مصر واپس تشریف لے آئین تو آپ ان کو صبر کی تلقین فرماتے اور انکا دل بہلاتے رہین۔ زبیدہ خاتون آپ سے کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہین ہے آپ انشاء اللہ خود ذہین ہین اور میری عدم موجودگی مین میری والدہ کو زیادہ رنجیدہ نہ رہنے دین گی۔

اس کے بعد شفیق کچھ دیر خاموش رہا اور پھر زبیدہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

محترم خاتون کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنی تصویر مجھے عنایت فرماین۔ اگر جناب پاشا مجھے اس کی اجازت دین تاکہ اس سفر مین مین تصویر سے اپنا دل بہلا سکون

یہ کہہ اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنی تصویر نکال کر زبیدہ کو دیتے ہوئے کہا خاتون لو۔ میری واپسی تک تم اس تصویر سے دل بہلانا۔

زبیدہ نے باپ سے اجازت حاصل کر کے شفیق کے ہاتھ سے تصویر لے لی اور اپنے کمرہ سے اپنی تصویر لاکر شفیق کے حوالہ کی۔ شفیق نے زبیدہ کی تصویر کو غور سے دیکھا۔ زبیدہ ایک کرسی پر ترکی لباس پہنے بیٹھی تھی۔ ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو وہ غور سے دیکھ رہی تھی۔ شفیق نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ میں وہی بٹن ہے جو شفیق نے اسے بطور نشانی دیا تھا۔ شفیق تصویر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور نہایت احتیاط سے جیب میں رکھ لی۔

تصویر کو جیب میں رکھ کر شفیق اٹھا۔ پاشا کے ہاتھوں کو چوما اور پھر زبیدہ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

زبیدہ خاتون مجھے بھول نہ جانا۔ اور اطمینان رکھنا میں انشاء اللہ جلد واپس آؤں گا۔ اس کے بعد شفیق پاشا اور زبیدہ سے با چشم تر رخصت ہوا۔

(۴۲)

زندگی سے مایوسی

پاشا کے گھر سے نکل کر شفیق لشکرگاہ میں پہنچا۔ اور دیکھا کہ ہکیس پاشا اور دوسرے فوجی افسر روانگی کی تیاریوں میں مصروف ہیں شفیق نے بھی روانگی کا سامان درست کیا اور پھر ایک خط اپنے والد کو لکھا۔ جس میں مصر سے سوڈان کی طرف اپنی روانگی کی کیفیت تفصیل سے لکھی اور دوسرا خط ماں کے نام تحریر کیا۔ اور نہایت عاجزی سے اسکی خواہش کی کہ وہ جلد سے جلد شادی کے متعلق والد کی رائے معلوم کر کے اس کو آگاہ کریں۔ خط کے آخر میں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ نے والد سے میری شادی کا ذکر کیا ہو اور انھوں نے اس کو منظور نہ کیا ہو۔ اور آپ نے اس خیال سے کہ مجھے اس سے رنج ہوگا۔ اس کا حال مجھے نہ لکھا ہو۔

دوسرے دن جنرل ہکیس کا دستہ فوج نہر سویز کے راستہ سے خرطوم کی طرف روانہ ہو

شفیق کے والدین کو جب شفیق کے خطوط ملے اور ان سے ہکس کے دستہ فوج کے ساتھ سوڈان کی طرف اس کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو وہ نہایت پریشان اور مضطرب ہوئے۔ مصر کی واپسی کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور موسم سرما انھون نے انگلستان ہی مین بسر کیا۔ ابتداے صیف ۱۸۸۳ء مین ان کا ارادہ ہوا کہ مصر واپس چلین کہ یکایک انھین اخبارات سے معلوم ہوا کہ مصر مین ہیضہ شدت سے پھیلا ہوا ہے اور بہت سی جانین اس موذی مرض کا شکار ہو رہی ہین۔ اس لیے انھون نے واپسی کا ارادہ پھر ترک کر دیا۔ ابراہیم اور سینہ ہکس کے دستۂ فوج کے حالات اخبارات مین روزانہ پڑھتے اور تازہ خبرون کے مشتاق رہتے تھے۔ جب انھین یہ معلوم ہوا کہ ہکس کا دستہ فوج خرطوم پہونچ گیا اور ابیض پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو رہا ہے تو وہ نہایت پریشان ہوئے اور شفیق کی صحت وسلامتی سے واپس آنے کے لیے خلوص قلب سے دعائین مانگنے لگے۔ خرطوم تک پہنچنے اور ابیض کی طرف فوج کے بڑھنے کی خبرین اخبارات مین نہایت زبردست الفاظ مین شایع کی گئی تھین۔ اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ لیکن خرطوم سے ہکس کے دستہ فوج کے آگے بڑھنے اور حملہ آور ہونے کی بہت دنون تک کوئی خبر اخبارات مین شایع نہین ہوئی۔ تمام وہ لوگ جن کو اس جنگ سے دلچسپی یا کسی حیثیت سے تعلق تھا خبرون کے نہ آنے سے سخت پریشان تھے۔ ہکس کا آخری تار جو انگلستان مین موصول ہوا وہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء کا تھا جس مین اس نے اطلاع دی تھی کہ۔

ہم اس وقت مقام نورانی سے تقریباً بیس میل پر ہین۔ ہماری پیش قدمی ضرور مسرت انگیز ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اب ہماری پیش قدمی خطرہ سے خالی نہین ہے سب سے بڑی غلطی جو ہم سے پیش قدمی مین ہوئی یہ ہے کہ ہم نے واپسی کے راستہ کی حفاظت نہین کی۔ سوڈان کے گورنر جنرل علاؤالدین پاشا سے معلوم ہوا ہے کہ عرب ہماری اس غلطی سے فائدہ اٹھا کر عنقریب ہماری رسد کا سلسلہ منقطع کر دین گے اور ہم کو چارون طرف سے گھیر لین گے اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ پانی جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے ختم ہو گیا ہے اور اب بجز اس کے کہ کنوئین کھودے جائین اور پانی حاصل کیا جائے اور کوئی صورت بہم رسانی آب کی نہین ہے لیکن تاہم سپاہ کی صحت بہت اچھی ہے اور جنگ کے لیے نہایت مستعد ہے۔ البتہ گرمی کا یہان زور ہے

اس تار کے بعد جرنیل ہکس کا اور کوئی تار نہین آیا۔ یورپ مین اس خاموشی سے بےچینی پھیل گئی اور ہر ایک سیاست پسند مضطرب نظر آنے لگا۔ سب سے زیادہ اضطراب شفیق کے والدین اور زبیدہ کو تھا۔ لوگ طرح طرح کی باتین کہتے اور متضاد واقعات بیان کرتے تھے ان باتون مین کچھ افواہین بھی تھین۔ جو اطراف سوڈان سے آنے والے عربون کی زبانی بیان کی جاتی تھین۔ جن مین سے یہ افواہ بہت زیادہ مشہور ہوئی کہ ہکس کے دستہ کو عربون نے گھیر لیا ہے۔ اور ان مین سے بہت سے رسد نہ پہونچنے سے بھوک پیاس سے موت کا لقمہ بن گئے ہین اور بہت سے عربون کے ہاتھون قتل ہو چکے ہین اس افواہ کی کچھ حقیقت ہو یا نہ ہو۔ لیکن انگلستان مین اس سے ایک بےچینی اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ خصوصاً شفیق کے والدین انگلستان مین اور زبیدہ مصر مین اس خبر سے بہت زیادہ متاثر ہوے دنیا ان کی نظرون مین تاریک اور غم والم سے دیوانگی کی سی حالت ان پر طاری ہو گئی ۱۸۸۳ء ختم ہو گیا۔ لیکن شفیق کی کوئی خبر نہ ملی

شفیق کے والدین پر اکلوتے بیٹے کی گمشدگی یا موت کا جتنا غم والم ہو تھوڑا ہے لیکن زبیدہ کی حالت بھی قابل ہمدردی تھی۔ کھانا پینا اس سے چھوٹ گیا تھا ہر وقت دیوانون کی طرح ادھر اُدھر مضطرب و پریشان پھرتی تھی۔ اور روتی تھی۔ اس کے مان باپ ہر چند اُسے تسکین دیتے اور صحیح خبرون کے نہ ملنے کا عذر کر کے اطمینان دلاتے تھے لیکن اس پر ان باتون کا کچھ بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ غم والم نے اس کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ وہ گلگون رخسارے جن سے چاند بھی شرماتا تھا زرد پڑ گئے تھے۔ آنکھون کی چمک دمک جاتی رہی تھی ان ایام مین اس کا شغل یہ تھا کہ شفیق کی تصویر سامنے رکھتی اس سے خطاب کر کے دل کے بخارات نکالتی اور سارا سارا دن رو رو کر گذار دیتی تھی۔

دن رات کے غم والم اور گریہ وزاری نے زبیدہ کی صحت خراب کر دی۔ پاشا نے حالت کو روز بروز خراب پاکر اطبا اور ڈاکٹرون کی طرف رجوع کیا۔ ڈاکٹرون نے رائے دی کہ مریض کی صحت کے لیے تبدیلی آب و ہوا ضروری ہے۔ زبیدہ اس پر راضی نہ ہوئی۔ لیکن پاشا نے ڈرا دھمکا کر اُسے اریاف بھیجدیا۔ لیکن وہان بھی زبیدہ کی یہی حالت رہی اور روز بروز نحیف و کمزور ہوتی چلی گئی۔ پاشا جتنی اسکی صحت سے اعلاوہ تدابیر کرتا۔ سب الٹی پڑتین۔ آخر ڈاکٹرون نے مشورہ دیا کہ مریضہ کو ملک شام مین کوہ

لبنان پر پہنچایا جائے۔ زبیدہ کی حالت روز بروز بدتر دیکھ کر اس کی زندگی سے والدین مایوس ہو گئے اور شفیق کو برا بھلا کہنے لگے کیونکہ ان کے خیال مین زبیدہ کی یہ حالت اسی کی وجہ سے ہوئی

عزیز جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے زخمی ہونے کے بعد اپنے مکان چلا گیا اور جب ذرا اسکو آرام ہوا تو زبیدہ کا خیال اسے بے چین کرنے لگا اور پھر جوش انتقام کا غلبہ ہو گیا۔ اسے اخبارات سے جب یہ معلوم ہوا کہ جنرل ہکس کے دستہ فوج کو عربون نے گھیر لیا ہے اور سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہو گیا ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور بے اختیار اس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ زبیدہ کو یہ خبر پہنچا کر اپنا جی خوش کرے۔ لیکن یہ امر اب ناممکن تھا کہ وہ زبیدہ کے پاس کسی کو بھیج سکے یا پاشا کے گھر خود جا سکے۔ لیکن باین ہمہ اس نے کچھ آدمی مقرر کئے کہ وہ زبیدہ کے حال سے اسے آگاہ کرتے رہین۔ اس کا خیال تھا کہ جب زبیدہ کو شفیق کے مارے جانے کا حال معلوم ہو گا۔ تو ضرور اس کی حالت بدل جائیگی اور زمانہ اسے چند روز مین مجبور کر دے گا کہ وہ کسی دوسرے کو اپنا شریک زندگی بنانے کے لیے انتخاب کرے لیکن اسے یہ معلوم ہو کر ناکامی ہوئی کہ زبیدہ باوجود اس علم کے کہ شفیق اب دنیا مین نہین ہے بدستور شفیق کی محبت کا دم بھرتی اور اس کی یاد مین بے چین رہتی ہے آخر اس نے یہ تدبیر نکالی کہ بعض ان لوگون کے ذریعہ سے جن پر پاشا اعتماد رکھتا تھا وہ پاشا کو یہ مشورہ دے کہ زبیدہ کی صحت کے ارادہ کے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہین ہو سکتی کہ اس کی شادی کر دی جائے تاکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ کر غم و الم کو بھول جائے۔

عزیز انھین تدبیرون مین مشغول تھا کہ اسے آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے زبیدہ کے باہر بھیجے جانے کی خبر ملی۔ ہر چند کہ وہ اب پاشا کے ہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا لیکن جرأت کر کے وہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے پاشا کے گھر پہنچ گیا۔ اور پاشا سے مل کر زبیدہ کی خیر پوچھی۔ پاشا کو اگرچہ عزیز سے سخت نفرت ہو گئی تھی اور وہ اب اس سے ملنا نہ چاہتا تھا۔ لیکن شفیق کی خوشنودی کے لیے نیز اس وجہ سے بھی کہ ممکن ہے شفیق کے مارے جانے کی خبر صحیح ہو اور عزیز سے پھر تعلقات قائم کرنے کا موقع ملے۔ وہ عزیز سے خندہ پیشانی سے ملا۔ جیسا کہ عزیز کا خیال تھا آخر پاشا نے بھی زبیدہ کی شادی کو قرین مصلحت سمجھا لیکن وہ ایسا کرنے سے اس خیال سے ڈرتا تھا کہ ممکن ہے شفیق کی موت کی افواہ غلط ہو

اور وہ واپس آجائے انہیں ترددات میں زمانہ گذر گیا۔ عرصہ تک وہ شفیق کے والد کے خط کا شفیق کے وعدہ کے مطابق انتظار کرتا رہا۔ لیکن اس کا کوئی خط نہیں آیا۔ اور اس سے اسے شفیق کے خاندان پر شک و شبہہ کا موقع مل گیا۔ اب پاشا کے دل میں شفیق کی طرف سے نفرت پیدا ہونے لگی اول تو زبیدہ کی علالت مایوس کن ورجہ تک پہنچ جانے نے شفیق سے اسکے متنفر بنایا۔ دوسرے شفیق کے والد کا خط نہ آنے سے وہ اور متنفر ہو گیا اور شفیق کے متعلق اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔

جس وقت عزیز کو پاشا کے ان خیالات سے آگاہی ہوئی وہ بہت خوش ہوا اور زبیدہ کے حصول کی امید پھر تازہ ہو گئی وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح زبیدہ سے ملاقات ہو اور اس کے مجروح و غمزدہ دل پر اپنے نمک پاشی کا موقع لے۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی مجبوراً اس نے ایک گمنام خط زبیدہ کے نام لکھا جس میں حسب ذیل الفاظ تھے۔

زبیدہ غرور و تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا یہی نتیجہ ہے۔ شفیق اب کہاں ہے اس کی ہڈیاں بھی خاک ہو چکی ہوں گی۔ اس کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے کر تم نے کیا پھل پایا۔ کیا تمہاری صحت کی خرابی اور ضعف و ناتوانی اسی محبت کا ثمرہ نہیں ہے۔

یہ خط اس نے ایک شخص کو دیکر کہا کہ کسی طرح زبیدہ کے کمرہ میں اسے ڈلوا دیا جائے لیکن کمرہ میں ڈالنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔ اور مجبوراً کمرہ کے صحن میں خط ڈلوا دیا گیا۔ جو بختیار کے ہاتھ پڑا۔ اس نے کھول کر پڑھا اور غضبناک ہو کر عزیز کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور دل میں قصد مصمم کر لیا کہ اگر اب کے کہیں مل گیا تو بغیر جان لیے نہ چھوڑونگا خط اس نے پھاڑ کر پھینک دیا اور زبیدہ کو خبر تک نہ دی۔ وہ ہر چند چاہتا تھا کہ گھر سے باہر نکل کر عزیز سے انتقام کا کوئی موقع بہم پہنچائے، لیکن زبیدہ کی تیمارداری اسے کہیں جانے کا موقعہ نہ دیتی تھی اور آخر جب زبیدہ کے مرض نے طول کھینچا۔ تو اسے اہرام بھیج دیا گیا اور بختیار بھی اس کے ساتھ گیا۔ اور عزیز سے انتقام لینے کی خواہش اس کے دل ہی میں رہ گئی

—— نمبر ۱۴ ——

خدمت جاسوسی

جرنیل ہکس کی سپاہ نے بربر پہونچکر چند روز قیام کیا۔ اور پھر وہان سے شروع مارچ ۱۸۸۳ء مین براہ نیل خرطوم پہونچی۔

شفیق نے اپنے اخلاق اور فرض شناسی سے ہکس کے دل مین کافی جگہ پیدا کرلی تھی اور چونکہ وہ عربی اور انگریزی دونون زبانون مین کافی مہارت رکھتا تھا اس لیے جرنیل ہکس کو اس ملک مین اس کی خدمات بہت کچھ مفید ثابت ہوسکتی تھین اس وجہ سے جنرل موصوف شفیق سے بہت محبت کرتا تھا۔

جس وقت جرنیل ہکس اور اس کی سپاہ خرطوم مین داخل ہوئی۔ خرطوم کا گورنر جنرل (وائسرائے) معہ اپنے اسٹاف اور ارکان حکومت کے ہکس سے ملنے آیا اور ایک عالیشان کوٹھی مین اس کو اتارا جو پہلے سے اس کے لیے تیار اور آراستہ کی گئی تھی۔

خرطوم یعنی سوڈان کا صدر مقام یا دارالحکومت دریائے نیل کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے اور بحر ابیض و بحر ازرق کو باہم ملاتا ہے۔ خرطوم سوڈان کے تمام شہرون مین بلحاظ آبادی تجارت اور صنعت وحرفت ممتاز ہے۔

جنرل ہکس کے خرطوم پہونچنے کے تیسرے ہفتہ مصری سپاہ کا ایک دستہ قاہرہ سے اور ایک اور دستہ جس کا افسر اعرابی پاشا کے گروہ مین سے تھا خرطوم پہونچا۔ شفیق واقعات پر ہر وقت غور کرتا۔ اور ان سے نتائج اخذ کرنے مین مصروف رہتا تھا ان دستون کے پہونچنے کے بعد وہ جرنیل ہکس سے ملا ہکس نے شفیق کے سلام کا جواب دیکر مزاج پوچھا اور پھر کہا۔

میرا خیال ہے کہ مہدی کی سپاہ جو درویشون کے نام سے مشہور ہے ہمارے مقابلہ مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی اور ایسی صورت مین جنگ شاید زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہے۔

شفیق۔ محترم جرنیل افسوس ہے کہ آپ کا خیال صحیح نہین ہے درویشون کا گروہ جنگجو اور ایک نہایت خوفناک فرقہ ہے۔ میری رائے مین ہماری یہ غیر منظم اور مختصر سپاہ درویشون

کے مقابلہ مین کچھ بھی نہین کر سکتی

جنرل ہکس۔ یہ کیون۔

شفیق۔ مصری سپاہ جو ہماری مدد کے لیے آئی ہے ان کے افسر عموماً وہ لوگ ہین جو عرابی کے گروہ سے تعلق رکھتے ہین۔ عرابی کی گرفتاری کے بعد ان لوگون کو حکومت نے سپاہ سے علحدہ کر دیا تھا۔ لیکن اس جنگ مین مصری حکومت نے انھین اس لیے بھیجدیا ہے کہ وہ مصر سے دور رہین اور ملک مین کسی قسم کی سازش پھیلانے کا انھین موقع نہ ملے مصری حکومت کی اس مصلحت سے یہ لوگ بھی خوب واقف ہین۔ اس لیے ایسی صورت مین جبکہ ہمین اپنے افسرون اور سپاہ پر پورا اعتماد نہین ہے ہم ایک ایسے گروہ کا کیونکر مقابلہ کر سکتے ہین جو مقابلہ کے لیے ہر وقت آمادہ اور جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہے۔

جنرل ہکس۔ ہان یہ کیا جو سپاہ مصر سے آئی ہے اس کی باتون سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدیو مصر سے بہت محبت رکھتے ہین اور ملکی اصلاح اور فلاح و بہبود کے دل سے آرزومند ہین مین نے اکثر ان کو خدیو کی تعریف کرتے سنا ہے۔

شفیق۔ یہ ایک فریب ہے۔ مین نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور انھین سپاہیون سے سنا ہے ان کو چونکہ یہ معلوم نہین ہے کہ مین عربی جانتا ہون اس لیے وہ میرے سامنے بے تکلف باتین کرتے رہتے ہین اور مجھے ان کے خیالات اور جذبات سے پوری آگاہی ہو جاتی ہے۔

جرنیل ہکس۔ بہر حال جو کچھ ہو۔ یہ لوگ سوڈانی یا گروہ مہدی سے زیادہ سخت اور جنگجو ہین

شفیق نے مسکرا کر کہا۔

محترم جرنیل یہ غلط ہے درویشون کا گروہ ان سے کہین زیادہ بہادر اور جنگجو ہے وہ اپنے سردار مہدی کے حکم پر جان قربان کر دینا کچھ بھی نہین سمجھتے۔ میدان جنگ مین ثبات قدمی اور تکالیف مین صبر و استقلال ان کا حصہ ہے۔

جرنیل ہکس شفیق کی باتون سے بہت خوش ہوا اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس سے روزانہ ملا کرے اور اپنی معلومات اور مزید حالات سے آگاہ کیا کرے۔ شفیق عموماً جنگی کامون اور فرائض کے انصرام مین مصروف و مشغول رہتا تھا۔ اور بہت کم اسے تنہائی کا موقع نصیب ہوتا تھا۔ لیکن اینہمہ جب اسے زبیدہ کا خیال آتا تو وہ پریشان ہو جاتا اور جب اس کی یاد

ستاتی اور بےچین ہوتا۔ تو اس کی تصویر نکال کر تنہائی میں گھنٹون اس سے دل بہلایا کرتا اور بےچین دل کو تسکین دیتا یہی کیفیت مصر مین زبیدہ کی تھی۔ وہ جب خیال کرتی کہ اب شفیق کی واپسی ممکن نہین تو وہ گھنٹون روتی اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ زیادہ رونے اور تصورات کی تکلیف سے وہ بیہوش ہو جاتی اور دو دو پہر اس حالت مین مبتلا رہتی

جرنیل ہکس مہدی کی سپاہ یا گروہ پر حملہ آوری کی تدابیر مین مصروف تھا۔ فوجی انتظامات یا اور کسی کام کے لیے وہ جہان کہین جاتا۔ شفیق کو اپنے ساتھ رکھتا۔ اور تمام امور مین اس سے مشورہ لیتا تھا شفیق جرنیل ہکس کی اس مہربانی اور توجہ سے بہت خوش تھا وہ اگرچہ حصول خطاب اور رتبہ کا خواہشمند نہ تھا لیکن زبیدہ کی خوشی کے لیے یہ خواہش اس کے دل مین پیدا ہو گئی تھی۔ کہ وہ نمایان خدمات انجام دیکر معزز انگریز افسرون کی نگاہون مین وقعت و عزت حاصل کرے اور اس کا موقع بہم پہونچائے کہ انگلستان اس کی نمایان فوجی خدمات کے صلہ مین اسے کوئی خطاب اور رتبہ عطا کرے۔

حملہ آوری کے انتظامات مکمل ہو جانے پر جرنیل ہکس نے سپاہ کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر اطراف مین بھیجنا شروع کئے۔ تاکہ سب سے پہلے ان قبائل کو مطیع کیا جائے جو وقتاً فوقتاً بغاوت و سرکشی کرتے اور حکومت سوڈان کو ستایا کرتے تھے۔ کچھ دنون تک یہ مشغلہ جاری رہا۔ اس کے بعد جرنیل مذکور نے ارادہ کیا کہ کردوفان پر حملہ کیا جائے اور ابعض کو مہدی کے قبضہ سے چھڑایا جائے۔ اس ارادہ کو عمل مین لانے سے پہلے اس نے کچھ جاسوس حالات معلوم کرنے کے لیے مہدی کی طرف بھیجے۔ لیکن ان کی واپسی پر جو خبرین اُن سے معلوم ہوئین وہ بالکل متضاد اور ناقابل اعتبار تھین وہ جاسوسون کی اطلاعات پر بیٹھا ہوا غور کر رہا تھا کہ شفیق کمرہ مین داخل ہوا جرنیل ہکس نے اس سے تمام کیفیت بیان کی۔

شفیق نے صورت واقعہ معلوم کر کے کہا پھر اب کیا کیا جائے۔

جرنیل ہکس۔ مہدی کی سپاہ کے حالات معلوم کرنے کی ہمین سخت ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہمین پورے طور پر اس کے ارادہ اور اس کی سپاہ کے ضروری حالات کا علم نہ ہوگا۔ ہم پیش قدمی نہین کر سکتے۔ اس لیے ہمین ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس خدمت کو پورے طور پر انجام دے سکے۔ اور دشمن کے حالات معلوم کر کے ہمین اطلاع دے اگر ہم دشمن کے حالات معلوم کئے بغیر آگے بڑھین گے تو یقیناً ہم خطرہ مین پڑ جائین گے

شفیق نے تھوڑی دیر اس معاملہ پر غور کیا اور پھر کہا۔

آپ کی کیا رائے ہے اگر مین اس خدمت کو انجام دوں؟

جرنیل ہکس۔ آپ اس خدمت کو البتہ خوبی سے انجام دینگے۔ کیونکہ آپ عربی جانتے ہین اور اس ملک کے حالات سے بھی اچھی طرح واقف ہین۔ اگر آپ نے یہ خدمت انجام دی تو مین وزیر جنگ سے آپ کی خدمات کی قدر دانی کی سفارش کرون گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وزیر جنگ آپ کی خدمات کا کافی صلہ دینگے۔ لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی خطرہ مین نہ ڈالین کیونکہ یہ کام نہایت خطرناک ہے۔

شفیق۔ محترم جرنیل مین یہان لڑنے کے لیے آیا ہون اور میدان جنگ مین موت نہایت ارزان اور زندگی قیمتی ہوتی ہے اس لیے جو خطرہ میرے لیے یہان ہے وہ وہان بھی ہوگا۔

جرنیل ہکس۔ اگر آپ اس خدمت کو انجام دینا چاہتے ہین تو آپ کو بڑی خوشی سے مین اس کی اجازت دیتا ہون

شفیق۔ مین بڑی خوشی سے جاؤنگا اور اس اہم خدمت کو عمدگی سے انجام دون گا لیکن عرض یہ ہے کہ میری روانگی کے حال کو بالکل مخفی رکھین اور کسی سے اس کا ذکر نہ فرمائین

شفیق نے خرطوم کے زمانۂ قیام مین سوڈانی زبان مین خاصی مہارت اور سوڈان کی تمدنی و معاشرتی حالت سے کافی آگاہی حاصل کرلی تھی روانگی کا ارادہ کرکے اس نے انگریزی فوجی لباس اتار ڈالا لمبی قبا پہنی۔ سر پر سفید عمامہ باندھا۔ مغربی ساخت کی تسمہ دار جوتیان پہنین ایک چھوٹا سا مغربی طرز کا حقہ پٹکہ مین لٹکایا اور تسبیح ہاتھ مین لیکر ایک اونٹ پر خود سوار ہوا اور دوسرے اونٹ پر کچھ مال تجارت بار کیا اور رہنما کو ساتھ لیکر ابیض کی طرف مغربی سوداگر کی حیثیت سے روانہ ہوا۔ زبیدہ کی تصویر کو جو ہروقت اس کے پاس رہتی تھی کپڑے مین لپیٹ کر سینہ بند مین چھپا لیا۔

ابتدائے ستمبر ۱۸۹۳ء مین شفیق خرطوم سے چپ چاپ روانہ ہوا اور اس کی روانگی سے دوسرے روز جرنیل ہکس اور علاؤالدین پاشا گورنر سوڈان کی ماتحتی مین مصری سپاہ دودیم کی طرف بڑھی۔

تجویز یہ کی گئی کہ شفیق ایک سمت سے روانہ ہوا اور دوسری جانب سے مصری فوج بڑھی تاکہ دونون مقام مواربی پر جو ابوجبل سے ملا ہوا ہے پہنچکر مل جائین۔

شفیق کے سفر کا راستہ دریائے نیل سے بہت دور تھا۔ اس لیے وہ آبادیون اور صحرائی کنوون سے پانی کافی مقدار مین لیکر اپنے ساتھ رکھتا تھا تاکہ منازل سفر طے کرنے مین کوئی تکلیف نہ ہو۔

(۴۷)

درویشون کے حالات

شفیق آبادیون مین ٹھہرتا اور مال فروخت کرتا ہوا جب ابیض کے قریب پہنچا تو اس کے رہنما ہمراہی نے کہا۔

ہم ابیض کے قریب پہونچ گئے ہین۔ اب ہم کو درویشون کا لباس یعنی مختلف رنگ کے ٹکڑون کا سلا ہوا جبہ جس کو درویش "مرقعہ" کہتے ہین اختیار کر لینا چاہیے اور حقہ پھینک دینا چاہیے۔ اس لیے کہ مہدی اور اس کی جماعت تمباکو کے استعمال کو ناجائز سمجھتی ہے۔ شفیق نے سوڈان کے عام لباس کو اتار مرقعہ پہنا تسبیح ہاتھ مین لی اور آگے بڑھا۔ ابیض جب نظر آنے لگا تو کچھ لوگ ابیض سے آتے ہوے اسے ملے اور ان سے معلوم ہوا کہ آج مہدی باہر نکل کر اپنی سپاہ کے اس حصہ کو "جو ترکون" سے مقابلہ کے لیے جانے والا ہے وعظ و ہدایت دینگے۔ شفیق ایک ایسے موقع پر جہان سے مہدی کی سواری اور سپاہ گذرنے والی تھی جا کر ٹھہر گیا۔ عصر کے وقت اس نے ڈھول اور نقارون کی آوازسنی اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مہدی کی سپاہ "درہم" جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر مین مہدی کی سپاہ سامنے آگئی سب سے آگے ایک جماعت تھی جو ڈھول اور نقارے بجاتی جا رہی تھی۔ یہ لوہے کے بڑے بڑے نقارے تھے جن مین موٹی موٹی رسیان پڑی تھین اور دو شخص آمنے سامنے ان کو گردنون مین ڈالے ہوے تھے اور ایک شخص بجاتا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے سوارون کی جماعت تھی گھوڑون پر عربی زین تھا۔ اور سوار مرقعہ کاندھے پر ڈالے تھے۔ سر پر ایک اونی رومال جس کے دونون کنارے کندھون پر پڑے تھے۔ اور اس پر

ف سوڈانی ان تمام لوگون کو جو ٹوپی استعمال کرتے ہین ترک کہتے ہین خواہ وہ کسی ملک کے اور کسی قوم سے ہون۔ مترجم

سفید عمامہ تھا۔ عمامہ کا شملہ گردن کی واہنے جانب سینہ تک لٹکا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے پیدلوں کا گروہ تھا۔ اور سپاہ کی تعداد کا بیشتر حصہ پیدل ہی کا تھا۔ جو تسمہ وار جوتیاں پہنے اور گردن میں تسبیح ڈالے ہوئے تھی۔ نیز تیر اور حربے اون کے پاس تھے تلواریں سیدھی اور دو دھاری تھیں جو زرد رنگ چمڑے کے نیام میں تھیں۔ افسروں کے پاس خنجر بھی تھا۔ جو پہلو میں لٹکا ہوا تھا۔

شفیق درویشوں کے لباس معاشرت اور تمدن سے چونکہ واقف تھا۔ اس لیے ان کو دیکھکر اُسے کوئی تعجب نہیں ہوا۔ لیکن یہ دیکھکر اسے البتہ تعجب ہوا کہ ان کا رنگ مصری باشندوں کی طرح ملیح اور صاف ہے۔ اور اون کے اسلحہ بندوق وغیرہ نئی قسم کی ساخت کے ہیں۔

ایک میدان وسیع میں پہونچکر سپاہ ٹھہری جھنڈوں اور بیرقوں کو جو سرخ سفید اور نیلگوں رنگ کے کپڑوں کی تھیں۔ اور جن میں سے بعض پر نہایت اعلیٰ خط نسخ و ثلث میں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ و الامام المہدی خلیفۃ رسول اللہ اور بعض آیات قرآنی درج تھیں۔ زمین میں نصب کیا۔ اس کے بعد زور وشور سے نقارہ بجایا گیا اور سواروں کی جماعت پیدلوں سے جدا ہو کر ایک سمت میں اور پیدل دوسرے سمت میں کھڑے ہو گئے شفیق نے غور سے سپاہ پر نظر ڈالی۔ اور دیکھا کہ تمام سپاہ میں تین قسم کے آدمی ہیں۔

اول درویش جو مرقعہ پہنے ہوئے تھے۔ ان کا رنگ گندم گوں تھا۔ دوسرے وہ لوگ جو بندوقوں سے مسلح تھے۔ ان میں گندم گوں اور سیاہ دونوں قسم کے لوگ تھے۔ تیسرے غلام جو درویشوں کے خدمتگار یا غلام تھے۔ یہ سوڈان کے ساختہ سفید کپڑے کا ایک تہ بند احرام تھا اور سر پر عمامہ باندھے اور سب سیاہ رنگ کے تھے۔

امراء یا افسر عمدہ اور قیمتی گھوڑوں پر سوار تھے۔ مہدی کی اس بے ترتیب سپاہ کا ہر ایک آدمی نہایت مستعد تھا۔ اور جوش و خروش سے ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ تھا۔

فی سبیل اللہ قتل الکفار

خدا کی راہ میں کافروں کو قتل کرو

شفیق یہ سُن کر دل میں ڈرا۔ خوف سے اوس کا قلب دھڑکنے لگا۔ اور اب وہ یہ محسوس کر کے کہ خواہ مخواہ اپنی زندگی کو اس نے کیوں خطرہ میں ڈالا۔ افسوس کرنے لگا۔ وہ اس خوف سے کہ کوئی اوسکی حالت کو محسوس نہ کر لے۔ تماشائیوں میں جو کثرت سے جمع تھے چھپ کر کھڑا ہوگیا۔

سپاہ کے افسروں اور سواروں نے جب اپنے اپنے گروہ کو ترتیب سے کھڑا کر دیا اور خود اپنے اپنے گروہ کے ایک جانب کھڑے ہوگئے تو مہدی کا ایک معزز خلیفہ جو گھوڑی پر سوار پیچھے پیچھے تھا۔ گھوڑے سے اتر کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہوگیا۔

لوگ خلیفۂ مہدی کو دیکھکر جوش میں بھر گئے۔ اور باہم ایک دوسرے سے بلند آواز میں کہنے لگے۔

سنو سنو خلیفۃ الرسول صلعم محمد الشریف کا پیام سنو۔ خدا کی قسم حضور امام بالکل حضرت علی علیہ السلام کے مشابہ ہیں۔

خلیفۂ مہدی درویشوں کا لباس پہنے تھا۔ اور اُس کے گرد بعض معزز لوگ ادب سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ جب تمام لوگ خاموش ہو کر ہمہ تن گوش تقریر سننے کے لیے تیار ہوگئے تو خلیفۂ مہدی نے بلند آواز سے کہا۔

مسلمانو فاتحہ پڑھو۔ سب نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ اور پھر خلیفۂ مہدی نے رومال کھولکر ایک کتاب نکالی۔ کھول کر اس کو چوما سر پر رکھا اور پھر کہا۔

دوستو؟ سنو میں تم کو حضور امام مہدی کا (اون پر خدا کی رحمت ہو) پیام سناتا ہوں۔ اس کے بعد اوس نے حسب ذیل پیام پڑھ کر سُنایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

الحمد للہ الولی الکریم والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہٖ مع التسلیم حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ یہ پیام خدا کے بندے محمد المہدی ولد سید عبداللہ کیطرف سے ہے جو بزرگان مذہب، امرا، نواب اور ان کے متبعین کی آگاہی کے لیے ان کو پہنچایا جاتا ہے خدا کے بندو اور اسلام کے حلقہ بگوشو میں جو کچھ کہتا ہوں غور سے سنو اور محفوظ رکھو خدا کی حمد اور شکر کرو کہ تم پر اوس نے خاص فضل و کرم فرما کر مجھے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس حیثیت سے تمہارا رتبہ اور تمہارا اشرف تمام امتوں سے افضل و

واسطے ہے۔

اس وقت کے اجتماع سے میرا مقصود یہ ہے کہ میں تمھیں بعض ضروری امور کی طرف ہدایت کروں تم خدا کی راہ میں کفار سے لڑنے جا رہے ہو اور خالص خدا ہی کے لیے تمھارا یہ جہاد ہے اس لیے تم کو چاہیئے کہ استقلال استقامت سے مقابلہ کرو۔ خدا کی راہ میں ایک مسلمان کا تلوار کو حرکت میں لانا اور دشمنان دین کے سر کو اوس سے قلم کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر و برتر ہے۔

اون عورتوں پر بھی جو بوڑھی ہو چکی ہیں جہاد واجب ہے۔ اور وہ مجاہدین کی خدمت اور موقعہ پر کفار سے مقابلہ کرنا ہے اسی طرح جوان عورتوں کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر قابو رکھیں۔ گھروں میں رہیں پردہ کریں اور بغیر ضرورت شرعی کے گھر سے باہر نہ نکلیں۔ بلند آواز سے بات چیت نہ کریں۔ نماز وقت پر ادا کریں۔ اور اپنے شوہر کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ جسم کو ڈھکا رکھیں۔ اگر کوئی عورت دانستہ جسم کو پردہ میں نہ رکھے یا باہر نکلے۔ اوس کی سزا یہ ہے کہ اول اسے تنبیہ کی جائے اگر اوس پر بھی وہ نہ مانے تو ستائیس کوڑے اوس کے لگائے جائیں۔ بلند آواز سے بولنے والی عورت کی بھی یہی سزا ہے۔ اسی طرح جو عورت فحش گو ہو اس کے اسی کوڑے لگائے جائیں۔

مردوں پر واجب ہے کہ وہ دین اسلام کی پوری پوری پابندی کریں کوئی کام اور کوئی حرکت شرع کے خلاف نہ کریں۔ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کریں گے تو ان کو شرعی سزا دی جائے گی مثلاً جو شخص کسی مسلمان کو کتا یا سور یا یہودی یا فاجر و بدکار یا چور یا زانی یا کافر یا نصرانی وغیرہ کہے۔ اس کے لیے شرعی سزا یہ ہے کہ اس کے ستر کوڑے لگائے جائیں اور سات روز قید رکھا جائے۔ اسی طرح جو شخص تمباکو کھائے یا پیئے یا سونگھے یا اپنے پاس کسی غرض سے رکھے اوس کی سزا یہ ہے کہ اُس کے اسی کوڑے لگائے جائیں۔ اور اگر اوس کے پاس تمباکو ہو تو اس کو جلا دیا جائے۔ یا جو شخص تمباکو فروخت کرے یا خریدا کرے لیکن خود استعمال نہ کرے اوس کو تنبیہ کے طور پر ستائیس کوڑے لگائے جائیں۔ شراب پینے والے کو اسی کوڑے اور سات روز کی قید کی سزا دی جائے۔

یہ احکام واجب التعمیل اور ضروری ہیں کوئی مسلمان ان کے اجرا میں تامل نہ کرے خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں نفس کو مارنا جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ نفس امارہ کافر سے بھی سخت ہے۔ اور اس کا مارنا کافر کے مارنے سے زیادہ اچھا ہے۔ کافر اگرچہ دشمن اسلام ہے۔ لیکن اس کی دشمنی نمایاں اور اس سے ہر وقت احتراز ممکن ہے۔ لیکن نفس امارہ ایک ایسا دشمن ہے۔ جو دوست کی صورت رکھتا ہے۔ اور اس سے ہر وقت مصیبت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مارنا اور اس سے نجات پانا مشکل بلکہ مشکل تر ہے۔

مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ منجملہ دیگر احکام اسلام کے نماز کی خاص طور پر پابندی کریں نماز کا قصداً ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ جو شخص ایسا کریگا وہ خدا اور اُس کے رسول کا دشمن اور نافرمان بندہ ہے بعض احادیث میں تارک صلوۃ کو کافر کہا گیا ہے۔ اور بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تارک الصلوۃ کو قتل کر دیا جاوے۔

میرے عزیز دوستو! اس وقت میں تم کو خاص طور پر یہ ہدایت کرتا ہوں کہ خدا کی مخلوق پر شفقت کی نظر رکھو! دُنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرو۔ اور بڑے بڑے مہروں کے نکاح نہ باندھو۔ زیادہ سے زیادہ دس٥ ریال تک کے مہر ہونے چاہئیں۔ اس کی خلاف ورزی کی سزا یہ ہے کہ اُس کے کوڑے بھی لگائے جائیں اور اس وقت تک قید رکھا جائے۔ جب تک کہ وہ توبہ کرے یا قید خانہ میں مرجائے۔ ایسا شخص ہمارے زمرہ سے خارج ہے۔ اور ہم اس سے بری الذمہ ہیں"

ع٥ ایک ترکی سکہ ساوی تقریباً تین روپیہ کے ہے۔ آغا رفیق مترجم

۴۵

مہدی کی سواری

خطبہ (تقریر) ختم ہوتے ہی تمام لوگوں نے بلند آواز سے دعا مانگی شفیق نے تبعین مہدی کی عقیدت اور مذہب پرستی کی شان دیکھ کر دل میں کہا واللہ مہدی کی تعلیم نہایت اچھی اور تمام متمدن اقوام و مذاہب کی تعلیم سے بہتر و برتر ہے۔ لیکن معًا سے خیال آیا کہ وہ اس وقت ایک ایسے گروہ میں ہے جو نہایت خطرناک ہے۔ اس خیال نے اُسے خوف زدہ کر دیا۔ اور ہاتھ پاؤں خوف سے کانپنے لگے۔ وہ غور کرنے لگا۔ کہ اگر وہ خدانخواستہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائے تو رہائی کی کیا صورت ہوگی۔

دیر تک شفیق اسی قسم کے افکار میں مبتلا رہا۔ یکایک اس کی نظر لوگوں پر پڑی جو ابیض کی طرف گردن اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہے تھے شفیق نے ابیض کی طرف دیکھا اور اسے معلوم ہوا کہ مہدی کی سواری آ رہی ہے جب مہدی قریب آ گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار اور معمولی درویشوں کا سا لباس پہنے ہوئے ہے۔ دونوں جانب اس کے دو خاص مرید و معتمد ہیں پیچھے سواروں کی جماعت ہے جو مرقعیہ کاندھوں پر ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے مرقعیات عام درویشوں سے لمبے نہیں بلکہ کسی قدر چھوٹے اور گھٹنوں تک ہیں۔

مہدی سیاہ کے قریب پہونچ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنی مددگار جماعت کے ساتھ ایک جگہ پر چلا گیا۔ معًا ایک چرمی جائے نماز سامنے بچھائی گئی۔ اور مہدی اس پر عصر کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہو گیا۔

تمام سیاہ مہدی کے پیچھے نماز میں مشغول تھی۔ شفیق بھی تنہا ایک طرف نماز میں شریک ہو گیا۔ ہر چند کہ وہ نماز میں شریک تھا لیکن اس خیال سے دل میں ڈر رہا تھا کہ مہدی یا اوس کے کسی شخص نے اگر اس کو مشتبہ شخص سمجھ کر پکڑ لیا تو اس کی خیریت نہیں ہے۔ ایک ہی اشارہ میں قتل کر دیا جائیگا۔

نماز سے فارغ ہو کر مہدی تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا شفیق نے غور سے مہدی کی

کو دیکھا جس کے اثر و نفوذ اور قوت سے تمام یورپ ڈرتا تھا۔ اور دول یوروپ اوس کی چالوں سے باہم دست و گریبان تھے۔ بلند قامت بڑی بڑی آنکھیں خوبصورت اور پر ہیبت چہرہ رخسار سے پر ایک بڑا تل شفیق کو مہدی کے رخسار کے کا تل دیکھکر وہ خط و کتابت یاد آگئی جو دعوئے مہدویت کے شروع میں شیخ سنوسی اور مہدی کے درمیان ہوئی تھی۔ اس خط و کتابت میں مہدی نے اس تل کو مہدویت کی علامت قرار دیا تھا۔

مہدی کے کھڑے ہوتے ہی تمام آدمی سر جھکا کر خاموش ادب سے کھڑے ہوگئے۔ مہدی نے بلند آواز سے پہلے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھا اور پھر کہا ؛

میرے دوستو! تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر خداوند تعالےٰ کفار کو نا پید اور مستاصل کردینا چاہتا تو بغیر کسی قسم کی قتل و خونریزی کے کرسکتا تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ ولو شاء اللہ لانتصر منھم ولکن لیبلو بعضکم ببعض الخ ۔ و لنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین۔ (خداوند تعالیٰ اگر چاہتا تو تم کو اے مسلمانو کفار پر آسانی سے غلبہ دیدیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تا کہ تمھارے جوشِ اسلام استقامت فی الدین سرفروشی اور صبر و سکون کا امتحان کیا جا سکے ۔"

خداوند تعالیٰ کی اس حکمت کی پیروی ہمارا فرض ہے۔ اس لیے ہم کو چاہیئے کہ کفار کی قتل و غارتگری میں اپنے جوش، استقامت، سرفروشی اور صبر و سکون کا امتحان دیں۔ اور امتحان میں پورے اترنے کی ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں۔

میں تم کو کافروں کی اس فوج سے جو ہم سے مقابلہ کرنے لیے خرطوم کی طرف سے آرہی ہے بھیجتا ہوں۔ تم کو چاہیئے کہ مضبوط ارادوں اور کامل استقامت سے کافروں کا مقابلہ کرو۔ اور دین اسلام کی نصرت میں حصہ لو۔ اپنی جانوں اور مال کو خدا کی راہ میں قربان کرکے جس کا تم نے خدا اور اس کے سچے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ اور مجھ سے بیعت کی ہے اُخروی نعمتوں کا استحقاق پیدا کرو۔" دشمنان دین سے مقابلہ کرنے میں کسی قسم کی سستی اور غفلت تم سے ظاہر نہ ہو۔ بلکہ اپنے جوش، قوت اور استقلال سے ان کی ہمتوں کو شکست اور ان کے ارادوں

کو پست کر دو۔ ان پر پورے جوش سے حملہ کر کے اپنے ملک کو اُن کے ناپاک قدموں سے پاک کر دو۔ بہشت کے عالیشان محل جن میں نہریں جاری ہیں تمہارے منتظر ہیں۔

مہدی کی تقریر کا سپاہ پر بہت اثر پڑا۔ لوگ رو رہے تھے۔ جوش سے ان کے چہرے سُرخ اور آنکھیں خون کبوتر ہو رہی تھیں۔ تقریر ختم ہونے پر لاالہ الااللہ محمد الرسول کے زبردست نعرے لگائے گئے۔ اس کے بعد مہدی نے اس سپاہ کا جو تعداد میں تین ہزار تھی۔ امیر عبدالحلیم اور ابو جرجہ کو افسر قرار دیا اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ابیض کی طرف روانہ ہوا۔

شفیق بھی مہدی کے پیچھے پیچھے عام لوگوں میں ملکر ابیض کی طرف روانہ ہوا۔ لوگ بعض علامتوں کو غیر مانوس پاکر شفیق کو غور سے دیکھتے تھے۔ اور وہ ان کے بار بار دیکھنے سے ڈر رہا تھا کہ کہیں اس کو مشتبہ سمجھ کر پکڑ نہ لیا جائے

۲۶

گرفتاری

ابیض میں داخل ہو کر شفیق نے قیام کے لیے رہنما کو مکان تلاش کرنے بھیجا اور خود شہر میں مہدی کی قوت اور بعض دوسرے حالات کی تحقیق و تفتیش کے لیے پھرنے لگا

ابیض ایک معمولی شہر تھا جس میں عموماً ایک منزل کے خام اور دو رویہ غیر منتظم طریقہ پر مکانات تھے۔ جگہ جگہ جھونپڑیاں تھیں۔ جن میں وہ لوگ رہتے تھے۔ جو کچے مکانات بنانے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔

شفیق اِدھر اُدھر گھومتا قصر حکومت پر پہونچا۔ یہ اینٹوں کی ایک معمولی عمارت تھی جس کا صحن نہایت وسیع تھا۔ اور اس میں نماز ادا کی جاتی تھی۔

شفیق کو شہر میں گھومتے کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ رہنما اوس کے پاس چند سپاہیوں کے ساتھ پہونچا۔ سپاہیوں نے شفیق کو دیکھتے ہی گرفتار کر لیا۔ اور قصر حکومت کی طرف لے چلے۔

قصر حکومت میں پہونچکر سپاہیوں نے شفیق کو امراء کے سپرد کر دیا۔ اور اون کے سوال کے جواب میں سپاہیوں نے ظاہر کیا کہ یہ شخص ترکوں (مصریوں اور انگریزوں) کا جاسوس ہے امراء اوس کو لے کر مہدی کے پاس پہونچے۔ جو ایک کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے سامنے کچھ لوگ ادب سے دو زانو سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ شفیق دل میں ڈر رہا تھا۔ اور خیال کر رہا تھا۔ کہ یہ گرفتاری اس کے رہنما کی شرارت سے عمل میں آئی ہے۔ اور اب اس کی ہلاکت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن اس نے مایوسی کو دل میں راہ نہیں دی اور اس مصیبت سے نجات پانے کی تدبیریں سوچنے لگا۔

کمرہ میں پہونچ کر شفیق کو مہدی کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ شفیق پر مہدی کی صورت دیکھتے ہی ہیبت چھا گئی۔ لیکن اس نے اپنی حالت کو چھپایا اور بے خوف مہدی کے سامنے کھڑا رہا مہدی نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

یہاں تم کیونکر آئے ہو۔

شفیق۔ خداوند بزرگ و برتر کی مشیت مجھے یہاں لے آئی ہے

مہدی۔ شاید تمھیں معلوم نہیں ہے کہ ہم جاسوسی سے نہیں ڈرتے۔ خداوند تعالےٰ ہماری مدد پر ہے اور ہمارے دعوے کو اس نے کامل و مستحکم بنا دیا ہے اور کفار پر غلبہ کی قوت و توفیق بخشی ہے۔

شفیق۔ خداوند تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی کے قبضہ قدرت میں تمام باتیں ہیں وہی جس کو چاہے اپنی عنایت سے سرفراز فرماتا ہے۔

مہدی۔ (شفیق کے جواب سے متعجب ہو کر) لیکن خداوند تعالےٰ یہ بھی تو فرماتا ہے کہ دانستہ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

شفیق۔ بے شک، اور یہ بھی خدا ہی کا قول ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اچھے کام کیے وہ بے خوف و خطر رہے گا۔ اور نہ کبھی غمگین ہوگا۔

مہدی۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے اور ایک اشارہ تیری زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔

شفیق۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ اور میرا اعتقاد یہ بھی ہے کہ زندگی اور موت خدا

کے اختیار میں ہے۔

مہدی - اگرچہ میرا ارادہ تیرے قتل کا تھا لیکن تیری ایمانی قوت نے مجھے تعجب میں ڈالدیا کاش تو سچا مسلمان ہوجائے (شفیق کی طرف دیکھ کر) تو میرے دعوئے مہدویت کو تسلیم کرتا ہے یا بدستور اپنے ساتھیوں کی طرح کفر میں مبتلا رہنا چاہتا ہے۔

شفیق - جناب والا مجھے معاف فرمائیں گے اگر میں یہ کہوں کہ کفر، موحدین کی شان نہیں ہے - اور میرے تمام ساتھی خدا کے فضل وکرم سے موحد اور مومن ہیں - جو خدائے واحد، اوس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور قیامت کے دن پر ایمان واعتقاد کامل رکھتے ہیں -

مہدی - لیکن باین ہمہ شرعاً تم مستوجب القتل ہو اس لیے کہ تم جاسوس ہو جو ہمارے حالات معلوم کرنے کے لیے یہاں آئے ہو - اور جو شخص تم کو یہاں تک لایا ہے وہ دین ودُنیا دونوں میں اس کا اجر پائیگا - بہر حال میں تمھارا قتل ملتوی کرتا ہوں - اور تمھیں غور کرنے کا موقع دیتا ہوں - ممکن ہے تم میرے دعوے کو تسلیم کر لو - یا تم سے ہماری جماعت کو آئندہ کوئی فائدہ پہونچے -

شفیق - تمام امور خدا کے قبضہ میں ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے - اگر خداوند تعالےٰ نے میرا قتل کیا جانا مقدر کر دیا ہے تو کوئی قوت مجھے نہیں بچاسکتی - کیونکہ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے قضا وقدر ہی کے ذریعہ ہو رہا ہے میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ اپنے افسر کے حکم سے کر رہا ہوں جس طرح میرا یہ ساتھی (اپنے رہنما کی طرف اشارہ کر کے) اپنے افسر کے احکام کی اطاعت کر رہا ہے اور ہماری یہ خدمت ہر طرح مستحق ستائش ہے - اس لیے کہ اپنے افسروں کی اطاعت وفرمانبرداری ہر شخص کا فرض ہے -

مہدی نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شفیق کو قید خانہ میں لے جائیں شفیق نے قید خانہ کیطرف جاتے ہوئے مہدی سے کہا -

آپ کے سپاہیوں نے بیکار مجھ کو باندھ رکھا ہے - اگر آپ پسند فرمائیں تو ان کو حکم دیں کہ میری رسیاں کھول دیں - اول تو تنہا میں کہیں بھاگ کر جا نہیں سکتا - دوسرے بھاگنا شرعاً ممنوع ہے - اس لیے آپ مطمئن رہیں - میں کہیں نہیں جاؤنگا - ممکن ہے مجھے آزاد رکھنے میں آپ کو کچھ نفع پہونچے یا خوش قسمتی سے آپکی خدمت کا

کوئی موقعہ مجھے ملے!"
شفیق کی جرأت و استقامت کی وقعت تو مہدی کے دل میں قائم ہو ہی چکی تھی۔ ان فقرات نے اوس میں اور اضافہ کر دیا۔ اور ان آدمیوں میں سے ایک کو جو وہاں مودب بیٹھے تھے حکم دیا کہ وہ شفیق کو عزت کے ساتھ ایک حجرہ (کمرہ) میں پہنچا دیں
شفیق اس شخص کے ساتھ اپنی بدبختی اور رہنما کی خیانت پر افسوس کرتا حجرہ میں پہنچا شام کا کھانا کھا کر جب وہ سونے کے لیے لیٹا تو اسے زبیدہ کا خیال آ گیا۔ زبیدہ کے خیال نے اس کو بے چین کر دیا اور اپنے قید اور ہمیشہ کے لیے اس کے دیدار سے محروم ہو جانے کے تصور نے اوس کی زندگی تلخ کر دی۔ دنیا اوس کی نظروں میں تاریک ہو گئی۔ اور وہ بے چین ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اور ان خطرات پر۔ جو پیش آ چکے یا آئندہ پیش آنے والے ہیں غور و فکر کرنے لگا۔ جب اوسے یہ خیال آتا کہ عرصہ تک اس کی گم شدگی زبیدہ کے دل پر کیا بنا دی گی تو وہ آبدیدہ ہو جاتا۔ رات بھر اس کی یہی کیفیت رہی اور ایک منٹ کے لیے اوسے نیند نہ آئی۔

۴۷

اجنبی مددگار

رات کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا۔ اور شفیق اپنے خیالات و افکار میں محو تھا کہ یکایک اوس نے حجرہ کے دروازہ پر کسی کے قدموں کی آہٹ سنی! اور پھر اوس کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔
بھائی ڈرو نہیں اور کسی قسم کا رنج و فکر نہ کرو
شفیق ڈر گیا اور جلدی جلدی اوس نے اپنی حالت درست کی۔ اور پھر کہا آپ کون ہیں۔ آواز آئی میں تمہارا دوست ہوں ڈرو نہیں۔
شفیق اس کو فال نیک سمجھا اور اس شخص کو کمرہ میں داخل ہونے کی اجازت دی کمرہ میں داخل ہو کر اوس شخص نے روشنی کی شفیق نے اوس کو غور سے دیکھا اوس

رنگ مصری لوگوں کا سا تھا - لیکن وہ درویشوں کا لباس پہنے تھا شفیق درویشوں کے لباس میں اوس کو دیکھکر ڈر گیا - اور خوف کے آثار اوس کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگے - اوس شخص نے شفیق کو متردد اور خوف زدہ پاکر آہستہ سے اوس کے کان میں کہا -

بھائی ڈرو نہیں - بالکل بیخوف رہوں میں درویش نہیں ہوں - درویشوں کا لباس ضرورتاً استعمال کر رہا ہوں - تم کو خوش ہونا چاہیئے کہ خدا نے تمھاری مدد کو مجھے تمھارے پاس پہنچا دیا - انشاء اللہ میں کوئی صورت جلد ایسی نکالوں گا کہ آپ یہاں سے نجات پا جائیں -

شفیق - مہربانی فرماکر کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ کون ہیں - اور میری مدد و نجات کا خیال آپ کے دلمیں کیوں کر پیدا ہوا ہے -

شخص - ابیض پر مہدی کا قبضہ ہونے سے پہلے میں سوڈانی حکومت کا ایک ملازم تھا جب ابیض پر مہدی نے حملہ کرکے اوس کو فتح کرلیا اور میں اوس کی سپاہ کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا تو پھر بجز اس کے کوئی چارۂ کار مجھے نظر نہ آیا کہ میں بھی ان درویشوں میں مل جاؤں اور بظاہر مہدی کے دعوے کو تسلیم کرلوں تاکہ زندگی خطرہ سے محفوظ رہے چنانچہ میں مہدی کے حلقہ میں داخل ہو گیا ہوں اور امیر عبد الحلیم کی مجری کی خدمت میر سپرد ہوئی ہے اور اب میں نہایت آزادی اور اطمینان کی زندگی بسر کر رہا ہوں - اور موقع کا منتظر ہوں -

شفیق - جناب کا اسم گرامی -

شخص - مجھے حسن کہتے ہیں "

یہ کہکر اوس نے روشنی کو گل کر دیا اور کہا -

تاریکی ہمارے اسرار کی محافظ ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص روشنی دیکھکر یہاں آجائے اور ہم مصیبت میں مبتلا ہو جائیں "

شفیق - میرے محترم دوست میں نے سنا ہے کہ امیر عبد الحلیم کی ماتحتی میں آج درویشوں کی سپاہ جانے والی ہے کیا آپ بھی اوس کے ہمراہ جائیں گے -

شخص - ہاں میں بھی ساتھ جاؤں گا - اور کوئی صورت آپ کی نجات کی بھی نکالوں گا -

ابھی آپ کی جان خطرہ میں ہے - مہدی درویشوں کے سوا کسی پر اعتماد نہیں رکھتا - اور وہ یقیناً آپ کو قتل کرا دیگا - بہر حال میں آپ کی رہائی و نجات کی پوری کوشش کروں گا میں اس موقع پر آپ سے جرنیل ہیکس کی سپاہ کے حالات دریافت کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بہت ممکن ہے میرا یہ سوال آپ کی نظروں میں مجھے مشتبہ کردے - دوسرے جنرل ہیکس کی سپاہ کے تمام حالات ہم کو معلوم ہیں اور ہمارے جاسوس جو تمام مقامات میں پھیلے ہوئے ہیں تمام باتوں کی اطلاع دیتے رہتے ہیں - بہر حال اس وقت سب سے ضروری امر یہ ہے کہ آپ کی رہائی کی کوشش کی جائے - اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ آپ بھی درویشوں کا جامہ پہن لیں اور ظاہر میں مہدی کے دعوے کو تسلیم کر لیں - اس صورت میں یہ بہت ممکن ہے - کہ آپ کو بھی امیر عبد الحلیم کی سپاہ کے ساتھ جانے کی اجازت مل جائے اور پھر کسی موقع پر آپ بھاگ کر اپنی سپاہ یا اپنے وطن کی طرف جا سکیں -

شفیق نے حسن کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا - اور کہا آپ کا شکریہ میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں -

حسن - مہدی نے عبد الحلیم کو حکم دیا ہے کہ آپ کو شہر چھوڑنے سے پہلے قتل کر دے - وہ آپ کو کل اسی ارادہ سے بلائے گا -

اس کے بعد حسن نے شفیق کو وہ تدابیر بتلائیں - جو اسے قتل سے بچا سکتی تھیں اور پھر کہا

آپ مطمئن رہیں میں آپ کی نجات اور رہائی کے لیے ہر ممکن کوشش عمل میں لاؤنگا اور جس طرح ممکن ہوگا اپنے ساتھ لے چلنے کی سعی کروں گا - تاکہ اپنے شہروں سے قریب پہونچکر کوئی آسان صورت بھاگ کر نجات حاصل کرنے کی نکل آئے "

شفیق - میرے مہربان مجھے موت کا ڈر نہیں لیکن اپنی زندگی مجھے ایک ایسے شخص کی وجہ سے عزیز ہے - جو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور میری زندگی کو مجھ سے زیادہ اہم سمجھتا ہے - مہربانی فرما کر کیا آپ مجھے آگاہ فرما سکتے ہیں کہ آپ کے سوائے اور کوئی مصری شخص بھی یہاں ہے -

حسن - مصر کے رہنے والے ابیض میں بہت ہیں - اور ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں -

وابین کے محافظ دستہ میں شامل تھے۔ اور مہدی کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے درویشوں میں شریک ہو گئے ہیں۔ ایک انگریز بھی ان درویشوں میں ہے۔ جس کا نام بونومی ہے" یہ ایک راہب تھا۔ جو جنوبی کردوفان کے نوبیا کے پہاڑی سلسلہ میں دلن پہاڑ کے قریب ایک ویر میں رہا کرتا تھا۔ اس ویر میں اور بھی بہت سے مرد و عورت راہب دشمن تھے جن کو مہدی نے گرفتار کر لیا تھا۔ اور اس وقت تک وہ بھی قید ہیں۔

سلیق اس واقعہ کو سن کر افسوس کرنے لگا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ دیکھئے میرا کیا حشر ہوتا ہے۔ اور پھر معاً اوسے خیال آیا کہ ڈرنا فضول ہے۔ تمام امور خدا کے ہاتھ میں ہیں جو اسے منظور ہوگا وہی ہوگا۔

۴۸

موت سے نجات

دیر تک شفیق اور حسن میں اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ حسن نے سلسلۂ گفتگو ختم کرکے کہا۔

اچھا اب میں جاتا ہوں۔ میں نے۔ جو تدبیر جناب کو بتلائی ہے۔ اوس پر عمل کیجیے۔ انشاءاللہ کامیابی ہوگی"۔

حسن چلا گیا۔ اور شفیق نے رات کا بقیہ حصہ بہت بے چینی سے بسر کیا۔ صبح ہوتے ہی اٹھا اور وہ مرقعہ جو حسن اوس کو دے گیا تھا۔ زیب بدن کی۔ سر پر عمامہ باندھا اور تسبیح لیکر بیٹھ گیا۔ اور حسب ذیل کلمہ بلند آواز سے پڑھنے لگا۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ والامام المہدی خلیفۃ الرسول اللہ

صبح کی نماز کے بعد ایک درویش شفیق کے حجرہ میں داخل ہوا۔ اور کہا۔

آپ کو امیر عبدالحلیم بلاتے ہیں۔

حسن کی کیفیت سے یا صبح ہوتے ہی وہ امیر عبدالحلیم کے ہاں حسب دستور پہونچا۔

اضطراب و بے چینی اوس کے چہرہ سے نمایاں تھی - اور پریشانی سے اوس کے حواس بجا نہ تھے - امیر عبدالحلیم نے اوس کو پریشان پاکر کہا -

حسن کیا ہوا پریشان کیوں ہو -

حسن - جناب والا رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے اوس سے میں بہت پریشان ہوں اور اوس کی تعبیر خیال میں نہیں آتی -

امیر عبدالحلیم - تم نے کیا دیکھا بیان تو کرو -

حسن - حضور والا میں نے دیکھا کہ میں جناب کے حضور میں حاضر ہوں کہ یکایک ایک سفید ریش بزرگ جن کے چہرہ سے ہیبت و جلال نمایاں تھا - درویشوں کا لباس پہنے تشریف لائے ہم سب لوگ جو اوس وقت موجود تھے اون کو دیکھکر ڈر گئے - اور اوندھے منھ زمین پر گر پڑے - شیخ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا -

عبدالحلیم ڈرو نہیں میں شیخ لبصیر ہوں - اور اس وقت یہاں میرا آنا اس لیے نہیں ہے کہ تم کو مہدویت کی دعوت دوں - بلکہ میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کو جو تمہارے پاس آیا ہے مہدویت کی طرف بلاؤں - تاکہ آپ کو اوس سے نفع پہونچے !!

شیخ بزرگ نے جس وقت یہ فرمایا تو میں نے زمین پر پڑے پڑے گردن اُٹھاکر ان کی طرف دیکھا حضور کیا عرض کروں - ایک آفتاب تھا جو میری نظروں کے سامنے روشن تھا اس کے بعد فوراً میری آنکھ کھل گئی -

امیر عبدالحلیم - خداوند تعالے شیخ لبصیر کی ذات مبارک کو معزز و مکرم فرمائیے - وہ تو ہمارے مولانا امام مہدی کے دادا ہیں اور اکثر ہم لوگوں کو خواب میں نظر آتے ہیں اور ہدایات فرماتے رہتے ہیں - تم ڈرو نہیں یہ مبارک خواب ہے اور کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے "

اس کے بعد امیر عبدالحلیم نے ایک آدمی کو بھیجکر شفیق کو بلوایا - اور جب وہ حاضر ہوا تو امیر عبدالحلیم اوس کو سر قدم پہنے - مہدوی عمامہ باندھے ہاتھ میں تسبیح لیے اور ذیل کے کلمہ کو زور زور سے پڑھتے ہوئے دیکھکر حیرت و تعجب میں رہ گیا "

لا الہ الا اللہ محمد الرسول والامام المہدی خلیفۃ الرسول اللہ

امیر عبد الحلیم نے پوچھا۔

تم کو یہ لباس کس نے پہنایا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ یہ لباس بزرگ لوگوں کا ہے۔

شفیق (آسمان کی طرف اشارہ کر کے) میں نے یہ لباس ایک ایسی ذات کے حکم سے پہنا ہے جس کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

امیر عبد الحلیم۔ تم کو اس لباس کے اختیار کرنے یا پہننے کا حکم کس نے دیا۔

شفیق۔ جناب والا رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرہیبت وجلال بزرگ جن کی ڈاڑھی بڑی گھنی اور سفید تھی میرے پاس تشریف لائے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں یہ مرقعہ تھی جس کو میں پہنے ہوئے ہوں۔ اور مجھ سے فرمایا کہ تجھے جاننا چاہیے کہ خدا نے تجھ پر فضل وکرم فرمایا اور ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس کھڑا ہو اور امام مہدی خلیفۃ الرسول اللہ صلعم کی دعوت کو قبول کر۔

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ یہ کلمہ ہر وقت پڑھتے رہو۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ والامام المہدی خلیفۃ الرسول اللہ

میں نے یہ کلمہ یاد کر لیا اور جب شیخ تشریف لے جانے لگے تو میں نے ادب سے نام دریافت کیا حضور نے فرمایا کہ میرا نام معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم صرف اتنا سمجھ لو کہ میں مومنین کی ہدایت و اصلاح کی خدمت انجام دیتا ہوں اور بس۔

خواب سے متنبہ ہو کر میں نے دیکھا کہ یہ مرقعہ اور عمامہ میرے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر فوراً حضور شیخ کی ہدایت کے مطابق امام مہدی کی دعوت پر ایمان لے آیا۔ مرقعہ پہنی۔ اور عمامہ باندھا اور حسب ہدایت تسبیح لے کر کلمہ پڑھنے لگا۔ سرکار نے میں جناب کا قاصد پہونچا اور میں انہیں کے ساتھ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔

امیر عبد الحلیم اس عجیب وغریب اتفاق سے حیرت میں تھا۔ اسے اس عجیب حکایت سے بہت خوشی ہوئی اور اوس نے شفیق کو مہدی کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اس شخص کو خدا نے ہماری دعوت کے قبول کرنے کے لیے اختیار کر لیا ہے۔ اب اس کو قتل نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کی قابلیت وعلمیت کے مطابق اس کو کوئی منصب

عطا فرمایا جائے - مہدی شفیق کو دیکھ کر خوش ہوا اور پھر امیر عبدالحلیم کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ مناسب منصب اس کو دیا جائے - امیر عبدالحلیم نے حسن کو بلا کر حکم دیا کہ ان کا امتحان لے کر بتلایا جائے کہ یہ کیا کام کر سکتے ہیں - حسن شفیق کو ایک کمرہ میں لے گیا اور معمولی باتیں معلوم کر کے امیر عبدالحلیم کو بتلایا کہ یہ شخص کتابت کے فرائض خوبی سے ادا کر سکتا ہے - اور کئی دوسری زبانیں بھی جانتا ہے - امیر عبدالحلیم نے حکم دیا کہ منصب کتابت پر اوس کو قائم کیا جائے -

۴۹

جرنیل ہیکس کی سپاہ

شفیق نے درویشوں کا لباس پہن لیا اور امیر عبدالحلیم کی سپاہ میں شریک ہو گیا - اور یہی اوس کی آرزو تھی -

دوسرے دن امیر عبدالحلیم کا دستہ فوج مصری سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا - حسن اور شفیق بھی سپاہ کے ساتھ چلے - شفیق یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ درویشوں کی سپاہ بہت معمولی سامان لے کر جا رہی ہے - ہر ایک درویش کے پاس ایک جائے نماز چمڑے کی تھی جس کو وہ نماز پڑھنے بچھانے اور بستر کے کام میں لاتا تھا اور اسی طرح بعض اور چیزیں تھیں جن سے کئی کئی کام لیے جاتے تھے -

مقام البوجی پر پہنچ کر امیر عبدالحلیم کی جمعیت ٹھہری اور اودھر جرنیل ہیکس کا دستہ خرطوم سے روانہ ہو کر راستہ میں سرکش قبائل کو ٹھیک کرتا ہوا البوجی کے قریب پہنچا - درویش اگرچہ مصری سپاہ کے پہنچنے کے بعد البوجی پہنچے تھے لیکن اس طرح کہ جرنیل ہیکس کو ان کے اس قدر قریب آجانے کا پتہ نہ چلا -

شفیق یہ معلوم کر کے کہ جرنیل ہیکس یہاں سے کچھ فاصلہ پر سپاہ لیے ہوئے پڑے ہیں بے چین ہو گیا - اور بے اختیار اوس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ جلد سے جلد جرنیل ہیکس کے پاس پہنچے لیکن بھاگنا اور جرنیل ہیکس تک پہنچنا ناممکن تھا -

ابو جوی پہونچ کر امیر عبد الحلیم نے مہدی سے جنگ چھیڑنے اور مصری سپاہ پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی لیکن مہدی نے حملہ کی اجازت نہین دی - بلکہ حکم دیا کہ درویشون کو لے کر خفیہ طور پر آہستہ آہستہ مصری فوج کے پیچھے پیچھے خورابی جبل تک چلا جائے - اور وہان احکام کا منتظر رہے "

جرنیل ہیکس شفیق کی روانگی کے بعد خرطوم سے روانہ ہوکر دویم پونچا اور وہان سے آگے بڑھنے پر اس نے اپنے ساتھی علاؤالدین پاشا سے مشورہ کیا - دویم سے ابیض کی طرف دو راستے جاتے تھے ایک خورابی جبل ہوکر اور دوسرا بارا کی طرف سے علاؤالدین پاشا نے خورابی جبل سے چلنے کا مشورہ دیا - اور جرنیل ہکس نے یہی معلوم کر کے کہ خورابی جبل کے راستہ مین پانی کثرت سے ملے گا اسی کو ترجیح دی - اور سپاہ دویم سے روانہ ہوکر ۸ - اکتوبر کو نورابی پہونچی - جہان شفیق سے ملنے کا وعدہ تھا - جنرل ہیکس نورابی پہونچکر ٹھہر گیا - اور شفیق کی واپسی کا انتظار کرنے لگا - جب شفیق کی واپسی مین دیر ہوئی تو جنرل ہیکس نے خیال کیا کہ شفیق شاید گرفتار ہوگیا - اور اب اوس کا انتظار فضول ہی اس لیے اس نے سپاہ کو نورابی سے جلبین ہار کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا لیکن جلبین ہار پہونچکر اور یہ معلوم ہوکر اوسے بہت ہی افسوس اور رنج ہوا کہ مہدی کے سپاہ اوس کے پیچھے پیچھے چلی آرہی ہے اور واپسی کا راستہ بالکل منقطع ہوگیا ہے -

ہر چند کہ دویم کا راستہ منقطع ہو جانے سے جنرل ہیکس کو بہت زیادہ پریشانی تھی اور کامیابی کی امید اب اوس کے خیال مین بالکل موہوم تھی - لیکن اب بجز اس کے کہ آگے بڑھکر درویشون سے مقابلہ کیا جائے اور کیا صورت ہو سکتی تھی - اس سے زیادہ اور ایک مصیبت یہ رونما ہوئی کہ جنرل ہیکس اور علاؤالدین پاشا پر پیشقدمی کے مسئلہ مین اختلاف پیدا ہوا اور مخالفت کی حد تک پہنچ گیا -

جلبین ہار اور بحیرہ رہد مین مصری سپاہ چھ روز تک پڑی رہی اور باہم آگے بڑھنے پر مشورہ ہوتا رہا - بحیرہ رہد سے ابیض کی طرف دو راستے جاتے تھے - ایک محلہ برکت ہوکر اور دوسرا محلہ شنجیل سے - موخر الذکر سے ابیض قریب تھا بحیرہ رہد پر پہونچنے کے پانچوین روز مصری سپاہ نے بحیرہ رہد کے دوسرے کنارہ پر کچھ عربون کو دیکھا - علاؤالدین پاشا نے عربون کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالا کہ اوس نے جن مشایخ کو اوس

اطراف میں سپاہی جمع کرنے کے لیے اپنی طرف سے بھیجا تھا - غالباً یہ وہی ہاں - یہ خیال کرکے وہ خوش ہوگیا - اور مسرت سے اون کو اپنی طرف بلانے کے لیے ایک نیزے پر رومال باندھ کر ہوا میں حرکت دی - اور ان کے آنے کا انتظار کرنے لگا - عربون نے دیکھا بھی نہین اطمینان سے پانی بھرا - اور واپس چلے گئے - جنرل ہیکس کو ان کے واپس چلے جانے سے شبہہ پیدا ہوا - اور چند سواروں کو تحقیق حال کے لیے بھیجا - جنھوں نے واپس آکر بیان کیا کہ سامنے والے درختوں کے پیچھے دشمن کی سپاہ کثیر تعداد مین پڑی ہے -

دوسرے روز جنرل ہیکس نے اپنی سپاہ کو برکت کی طرف بڑھنے کا حکم دیا - اور مقام وہاں سے ۱۸ میل ادھر پہونچکر جاسوس کو ابیض کی طرف مہدی کی سپاہ کی تعداد معلوم کرنے کے لیے بھیجا - اور دوسرے دن وہاں پہونچ کر جاسوس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا - کئی روز گذر گئے لیکن جاسوس واپس نہیں آیا - دوسرا جاسوس پھر بھیجا گیا - چوتھے روز پہلا جاسوس واپس آیا - اور مہدی کا ایک خط جنرل ہیکس کے نام لایا - جس میں مہدی نے مصری سپاہ اور اوس کے افسرون کو اپنے طریقے کی دعوت دی تھی - اور تھوڑی ہی دیر بعد دوسرا جاسوس پہنچا جس نے بیان کیا کہ دشمن کی فوج برکت کی طرف مصری سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لیے آرہی ہے -

جنرل ہیکس یہ معلوم کرکے حیرت میں رہ گیا - اور جاسوس سے ابیض پہونچنے کا نزدہ راستہ دریافت کرنے لگا - جو انھین آسانی سے ابیض پہنچادے - کیونکہ وہ برکت میں دشمن سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتا تھا -

غرض باہم مشورہ سے یہ قرار پایا کہ گشنجیل کے راستہ سے ابیض کی طرف بڑھنا چاہیے لیکن اس امر مین اختلاف رہا - کہ واپسی کی صورت میں کونسا راستہ اختیار کیا جائے - بعض کی رائے تھی کہ ابیض سے رسد آنے کے لیے واپسی کی صورت میں بھی گشنجیل کا راستہ مناسب ہے - اور بعض سخراء کے راستہ کو پسند کرتے تھے -

۵۰

مصری سپاہ کی تباہی

۱۵ نومبر میں جمعہ کے دن مصری سپاہ کشجیل کی طرف روانہ ہوئی - اور دس میل پر جاکر مقام ببیار کے میدان میں ٹھہری تمام سپاہ اور افسر یہ معلوم کرکے کہ وہ شاید راستہ بھول گئے ہیں پریشان ہوگئے - خوف اور رعب اون کے قلوب پر طاری ہوگیا - جنرل ہیکس نے جاسوسوں کو رسیوں میں جکڑ لیا تھا کہ وہ بھاگ نہ جائیں - دوسرے دن (سنیچر) یہاں سے روانہ ہوکر شیکان کے میدان میں جو برکت اور کشجیل کے درمیان واقع ہے مصری سپاہ ٹھہری -

اس میدان کے قریب ہی مہدی کے ایک افسر ابوعنجر کی سپاہ پڑی تھی اودھر مہدی یہ معلوم کرکے کہ جرنیل ہیکس کشجیل کی طرف سے ابیض آرہا ہے خود سپاہ کثیر لے کر ابیض سے کشجیل پہونچا - اور پھر وہاں سے شیکان کی طرف بڑھا تاکہ مصری سپاہ کو کشجیل پہونچنے سے پہلے شیکان ہی پر روکے اور حملہ آور ہو شفیق بدستور امیر عبدالحلیم کی سپاہ کے ساتھ تھا - جو جرنیل ہیکس کی سپاہ کے پیچھے پیچھے آرہی تھی - شفیق کو جب یہ معلوم ہوا کہ مہدی نے مصری سپاہ کو تین طرف سے گھیر لیا ہے - اور واپسی کا راستہ منقطع کردیا ہے - تو مصری سپاہ کی کامیابی سے اوسے بالکل مایوسی ہوگئی - ناکامی کے خیال نے اوس کی امیدوں کا خاتمہ کردیا - وہ انتظار کرنے لگا - کہ شاید کوئی موقعہ اوسے مل جائے اور وہ جرنیل ہیکس کے پاس پہونچ کر حقیقت سے اوسے آگاہ کرے - وہ جب یہ خیال کرتا تھا کہ مصری سپاہ جو گیارہ ہزار کی تعداد میں ہے - اب قتل ہوجانے والی ہے اور کوئی صورت اون کے بچنے یا بھاگنے کی نہیں ہے تو اوس کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے -

مہدی نے جب اپنی گرفت کو مضبوط کرلیا - اور اپنے سپاہ کے تین حصے کرکے مصری سپاہ کو بالکل گھیر لیا - اور اپنے امرا کو جمع کیا تاکہ انھیں آخری احکام دے - جب تمام اُمَرا

جمع ہو گئے تو مہدی نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے اول تکبیر کہی - اور پھر سورہ فاتحہ پڑھکر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا -

اے بزرگ و برتر خدا حقیقی راحت و عیش تو عقبے ہی مین ہے - اور سچی نعمتین تیری ملاقات اور دیدار ہی میں ہیں تیرے سوا کوئی بھلائی دینے والا نہیں اور فتح تیری ہی طرف سے ہے - تو ہی نے زندگی عنایت فرمائی اور تیری ہی طرف آخر لوٹ کر جانا ہے - مہدی یہ دعا کر رہا تھا اور تمام لوگ اوس کے ساتھ خضوع و خشوع سے دعا میں شریک تھے - دعا کے بعد مہدی نے نماز پڑھائی اور پھر نیام سے تلوار کھینچ کر کہا -

اللہ اکبر، بھائیو ڈرو نہیں فتح و نصرت کا خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے - اور ہم ان کافرون پر یقیناً فتح حاصل کرین گے -

شفیق بھی نماز اور دعا مین شریک تھا - اور غور کر رہا تھا کہ اب اوس کو کیا کرنا چاہیئے لیکن کوئی صورت اوس کے ذہن مین نہ آتی تھی - ہر طرف سے مایوس ہو کر اوس نے اپنے دل مین کہا کہ اگر ممکن ہوا تو وہ جرنیل ہیکس کے بچانے کی ضرور کوشش کریگا -

سنیچر کے دن مصری سپاہ شیکان کے میدان مین پہونچی جو برکت اور کشجیل کے درمیان واقع ہے - اور یکایک مہدی کے درویشون نے جو وہان چھپے ہوئے تھے - اوس پر حملہ کر دیا - دوسری طرف سے ابو عنجر کی سپاہ نے اور تیسری جانب سے امیر عبد الحلیم نے مصری سپاہ کو گھیر اور دم کے دم مین تمام سپاہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے شفیق امیر عبد الحلیم کے لشکر سے اس ارادہ سے نکلا کہ اگر ممکن ہو تو جرنیل ہیکس کو بچائے لیکن میدان مین پہونچکر اوس نے دیکھا کہ جرنیل ہیکس مقتول پڑا ہے جس کو مہدی کے خلیفہ - محمد شریف نے اپنی تلوار سے قتل کیا تھا - گیارہ ہزار مصری سپاہ میں سے صرف تین سو آدمی بچے - جن کو مہدی نے گرفتار کر لیا - اور ادھر درویشون میں سے صرف پانچ سو کام آئے -

۵۱

بیعت

جرنیل ہکس کی سپاہ مین سے جو لوگ امان مانگ کر بچ گئے تھے وہ مہدی کے حکم سے گرفتار کر لیے گئے۔ مہدی اور اوس کی جمعیت فتح سے بہت خوش تھی۔ اور درویش بڑی بے فکری اور اطمینان سے مال غنیمت کو جمع کر رہے تھے۔ شفیق بھی درویشون کے ساتھ میدان مین پہونچا جو مصری سپاہ کے مقتولون سے بھرا ہوا تھا۔ اور خون کی ندیان جاری تھین۔ لیکن نہ اس ارادہ سے کہ مال غنیمت حاصل کرے بلکہ مقتولوں کو دیکھنے کے لیے بہت سی نعشوں سے گذر کر وہ جرنیل ہکس کی نعش پر پہونچا۔ اور دیکھا کہ جنرل موصوف اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور سینہ چاک ہے۔ علاوہ الدین پاشا کی نعش بھی اوس نے اسی طرح بیکسی کی حالت میں دیکھی۔ اس منظر سے اوس کا دل بھر آیا بے اختیار آنکھون میں آنسو اُمنڈ آئے۔ لیکن افشائے راز کے خیال سے اوس نے ضبط و صبر سے کام لیا۔ یکایک اوس نے دیکھا کہ لوگ مہدی کے قیام گاہ کی طرف بے تحاشا بھاگے جا رہے ہیں۔ وہ بھی کوئی عجیب بات محسوس کر کے اون کے پیچھے چلا۔ اور مہدی کے خیمہ کے قریب پہونچ کر اوس نے دیکھا کہ قیدی بندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ بھوک اور پیاس سے اون کی بری حالت ہے شفیق نے لوگون سے پوچھا کہ ان کو یہان کیون جمع کیا گیا ہے۔ جس کے جواب میں اسے تبلایا گیا کہ ان قیدیون نے اپنے کو مہدی کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور مہدی کی بیعت پر آمادہ ہیں۔ اسوقت ان سے بیعت لی جائے گی۔ تھوڑی دیر میں مہدی خیمہ سے باہر نکلا اور تمام لوگوں کے ساتھ نماز فتح ادا کی۔ اس کے بعد اوس کا ایک خلیفہ کھڑا ہوا اور قیدیوں سے کہا کہ جو فقرات میں کہتا جاؤن تم اون کو کہتے جاؤ۔ اس کے بعد اوس نے کہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
بایعنا اللہ ورسولہ	ہم نے اپنے نفسوں مال اور اولاد کو خدا اور اس

ومھدیہ اروا حنا و اموالنا وعیالنا فی سبیل اللہ فلانھرب من الجھاد ولا نزنی ولا نشرب الخمر ولا نعصیہ فی معروف

کے رسول اور مہدی کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بیع کر دیا ہے۔ جہاد سے ہم کبھی نہ بھاگین گے۔ نہ زنا کرین گے۔ شراب نہ پئین گے۔ اور احکام خدا اور رسول اور مہدی کی کسی حال مین نافرمانی نہ کرین گے۔

اس کے بعد مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ مہدی کے لیے نکالا گیا۔ اور باقی کو امرا اور سپاہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ توپون، بندوقون اور دوسرے ہتھیارون کو بیت المال بھیج دیا گیا۔

چند روز آرام لینے کے بعد مہدی اور اوس کی سپاہ ابیض کو روانہ ہوئی۔ اور ابیض مین داخل ہونے پر بڑی خوشی منائی گئی۔ سو توپین سپاہ کے ابیض بامراد پہنچنے پر چھوڑی گئین۔ اور ایک شاندار مجلس منعقد کر کے دعا مانگی گئی۔

۵۲

بچھڑون کی یادمین

جنگ کے بعد شفیق بدستور ابیض مین امیر عبد الحلیم کے پاس صیغۂ کتابت کے سلسلہ مین منسلک رہا۔ اور موقع کا منتظر دن گذرتے رہے۔ لیکن شفیق کو کوئی موقع خرطوم واپس جانے کا نہ ملا۔ کئی دفعہ اس نے ارادہ کیا کہ تنہا خفیہ طور پر خرطوم روانہ ہو لیکن راستہ کی ناواقفیت اوس کی سدراہ ہوگئی۔ اس کے علاوہ یہ خوف بھی دامنگیر ہوا کہ ممکن ہے کہ خفیہ طور پر بھاگنے مین درویشون سے اوسے کوئی خطرہ پیش آئے۔ مجبور ہو کر اوس نے خاموشی سے موقع کا انتظار مناسب خیال کیا۔ لیکن انتظار اور ایک ایسے شخص کا جس کا دل والدین اور محبوبہ مین پڑا ہو نہایت تکلیف دہ انتظار تھا شفیق کو جس وقت یہ خیال آتا کہ زبیدہ جب یہ سینگی کہ مصری سپاہ کو درویشون نے بے دریغ تہ تیغ کر دیا۔ تو اس کا کیا حال ہوگا۔ یقیناً وہ بیمار ہو جائے گی اس خیال

سے اُسے بہت تکلیف ہوتی۔ اور وہ پھر بھاگ جانے کی تدبیر پر غور و فکر کرتا اور جب رہائی کی کوئی صورت نہ پاتا تو خیال کرتا کہ کم از کم ایک خط ہی زبیدہ کو لکھے۔ تاکہ وہ اوس کے زندہ ہونے کی خبر پاکر اس کی طرف سے مایوس نہ ہوجائے۔ لیکن یہ بھی ناممکن تھا۔ وہ تنہا تھا اور اس کا کوئی مددگار بجز حسن کے نہ تھا۔ حسن اکثر اس کے پاس آتا اور دونوں مل کر نکل جانے کے وسائل پر غور کرتے لیکن کوئی صورت رہائی کی اونہیں نظر نہ آتی۔"

اسی طرح ایک زمانہ گذر گیا اور کوئی خبر مصر کی معلوم نہیں ہوئی۔ حسن اور شفیق نہایت بے چینی سے ان جاسوسوں کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ جو مصر بھیجے گئے تھے۔ تاکہ اون سے مصر کی کوئی نئی خبر معلوم ہو۔ اور کوئی صورت رہائی کی پیدا ہو۔"

اس کامیابی سے مہدی کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور وہ اون علاقوں پر بھی آہستہ آہستہ قبضہ کرنے لگا۔ جو مصری حکومت کے قبضہ میں تھے۔ ۱۸۸۴ء کے ابتدائی مہینوں میں سوڈان کے اکثر حصہ پر مہدی قابض ہوگیا۔ یہان تک کہ وار فور کردونان کا تمام علاقہ مہدی کے قبضہ میں آگیا۔ اور صرف چند شہر یعنی خرطوم، سنار، کسلا اور سواکن وغیرہ سوڈان میں مصری حکومت کے پاس رہ گئے۔ جن میں مصری محافظ فوج مقیم تھی۔ لیکن یہ شہر بھی ہر وقت خطرہ میں تھے۔ مہدی کی کامیابی اور سوڈان کے اکثر مقامات پر مہدی کا قبضہ ہوجانے سے شفیق بہت پریشان تھا۔ اور اوس کی مایوسی بڑھتی جاتی تھی۔ جاسوسوں سے اوسے یہ معلوم ہوکر اور پریشانی ہوئی کہ انگریزی حکومت نے مصری حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ سوڈان کو بالکل خالی کردے۔ اس خبر نے اوس کی رہی سہی اُمیدوں کا بھی خاتمہ کردیا اور اب وہ مصر کی واپسی سے بالکل نا امید ہوگیا۔

اسی حالت میں شفیق نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا کہ وہ اوس کی جدائی سے زار و نزار ہے۔ بیماری نے اوس کی حالت اس قدر ردی کردی ہے کہ وہ چند روز کی مہمان معلوم ہوتی ہے۔ خواب میں زبیدہ کی یہ حالت دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اور بے اختیار رونے لگا۔ جیب سے زبیدہ کی تصویر نکالی چوما اور دیر تک اوس کو

دیکھ دیکھ کر روتا رہا۔

اسی حالت میں اوس نے دروازہ پر کسی کے قدمون کی آہٹ سنی۔ اور جلدی سے تصویر کو چھپا لیا اور اپنی حالت کو درست کرکے دروازہ کھولا دیکھا کہ حسن ہے جس کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمایان ہیں حسن نے شفیق کو دیکھتے ہی کہا پیارے دوست تم کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ رہائی کا وقت قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد اوس نے شفیق کے چہرہ پر نظر ڈالی اور کہا ہائیں یہ آپکے چہرہ پر بے چینی اور اضطراب کے آثار کیسے ہیں۔

شفیق۔ کچھ نہین یونہین ذرا والدین اور دوستون کا خیال آگیا تھا۔ وہ سب میری زندگی سے مایوس ہو چکے ہوں گے۔ اور مجھے خطرہ ہے کہ والدین پر اس مایوسی کو بُرا اثر پڑا ہوگا۔ یہ کہکر شفیق پھر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ ہچکیان بندھ گئین حسن نے تسکین دی اور کہا۔

شفیق اس قدر رنج وغم نہ کرو خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو انشاءاللہ اب جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ ہم اس قید سے نجات پا جائین گے"۔

۵۳

جنرل گاڈن اور مہدی

شفیق نے کہا۔

آہ مصری حکومت کا اثر اب سوڈان سے بالکل اُٹھ گیا ہے۔ اور اب بظاہر جنرل ہیکس کی ناکامی کے بعد مصری حکومت شاید ہی دوبارہ اس کی جرأت کرے گی کہ دوسری مہم ان خونخوار درویشون سے مقابلہ کے لیے بھیجے۔ پھر کیا اُمید ہے کہ ہم رہائی پا سکین

حسن۔ شفیق خدا کے نزدیک کوئی امر ناممکن نہین ہے۔ ابھی ابھی معلوم ہوا ہے۔ کہ انگریزی حکومت نے جنرل گاڈن کو سوڈان کی بغاوت فرو کرنے اور گذشتہ ناکامی کا اثر مٹانے کے لیے مقرر کیا ہے۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ جنرل گارڈن انشاءاللہ

ضرور کامیاب ہون گے۔
شفیق - آپ کو یہ خبر کہان سے معلوم ہوئی۔
حسن - (مسکراتے ہوئے) شفیق شاید تمھارا یہ خیال ہے کہ مہدی اپنے دشمن کے حالات سے غافل ہے - نہین وہ ہر وقت خبرین بہم پہونچاتا رہتا ہے۔ مصر اور خصوصًا قاہرہ مین اس کے بہت سے جاسوس چھوٹے ہوئے ہین - اور وہان کے روسا و اعیان بھی مہدی سے ملے ہوئے ہیں - جو وقتًا فوقتًا بعض اہم خبرین مہدی کو دیتے رہتے ہین - کل شام مصر کے ایک رئیس کا خط مہدی کا جاسوس لے کر آیا ہے - جس مین اوس نے لکھا ہے کہ انگریزی حکومت جنرل گارڈن کو سوڈان کی بغاوت کو رفع کرنے کیلئے بھیج رہی ہے۔
شفیق - سوڈان کا تمام ملک مہدی کے قبضہ میں آچکا ہے - اور اوس کی تمام رعایا مہدی کی معتقد ہو گئی ہے - ایسی حالت مین اوس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اپنے مصالح اور اغراض کے خلاف انگریزی حکومت سے مصالحت کرے - مہدی تو یہ چاہتا ہے کہ مصر اوس کے لیے خالی کر دیا جائے - اور نہ صرف مصر ہی بلکہ وہ تو آستانہ (قسطنطنیہ) تک کا خواہشمند ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ مصر و آستانہ ہی پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا - بلکہ تمام دُنیا پر قابض ہونا چاہتا ہے - حسن تمھین معلوم ہے کہ جنرل ہیکس کی سپاہ کو تباہ و برباد کر کے مہدی کے حوصلے کس قدر بڑھ گئے ہیں اور وہ اپنی اس کامیابی پر کتنا نازان ہے - کئی مرتبہ وہ اپنے متبعین کے سامنے اس کا اظہار بھی کر چکا ہے - حسن اگر تم مہدی کے ظہور کی تاریخ پر غور کرو گے تو تمھین معلوم ہو جائے گا - کہ مہدی کی تقدیر ابتدا ہی سے اوس کا ساتھ دے رہی ہے - ایک زمانہ وہ تھا کہ اوس کی حیثیت ایک فقیہ کی تھی - اور جزیرۂ ابا مین فقیہون کی طرح نماز پڑھاتا اور لوگون کو روزہ نماز کے مسائل بتلایا کرتا تھا - لیکن بتدریج اوس کا اثر بڑھا اور آج اس درجہ پر پہونچ گیا ہے کہ تمام سوڈان اوس کے قبضہ میں ہے - جب مصری حکومت اوس وقت جبکہ وہ جزیرۂ ابا میں تنہا تھا اور بجز چند طالب علمون کے اوس کا کوئی مددگار نہ تھا کوئی انتظام نہ کر سکی - تو اب جبکہ اوس کی حیثیت ایک ذی اثر حکمران کی ہے مصری حکومت اوس کا کیا بنا سکتی ہے - کیا تمھارا خیال یہ ہے کہ مہدی

انگریزی حکومت کے مطالبۂ مصالحت کو قبول کرے گا۔ نہین وہ کبھی ایسا نہین کرے گا جب
اوس نے اوس وقت جبکہ مصری حکومت سوڈان پر پورا اثر و اقتدار رکھتی تھی۔ اور مہدی
کے متبعین کی تعداد انگلیون پر گنے کے قابل تھی اور اوس کے پاس ایک بھی سپاہی نہ
تھا۔ مصری حکومت کے اس حکم کو جس مین اوسے ابا سے خرطوم بلایا گیا تھا رد کر دیا تو اب
جبکہ تمام سوڈان اوس کا مطیع ہے کیونکر ممکن ہے کہ وہ انگریزی حکومت کا کوئی مشورہ
قبول کرلے گا۔"

حسن۔ یہ بالکل درست ہے لیکن مہدی کی قوت کو اس قدر بڑھنے دینا اور کوئی انتظام
نہ کرنا مصری حکومت کا قصور ہے اگر مصری حکومت دعوئے مہدویت کے ابتدا ہی
مین اس کا انتظام کرتی اور مہدی کے متبعین کو بڑھنے نہ دیتی یا مہدی ہی کا سر کچل دیتی
تو یہ مشکلات کیون پیش آتین خرطوم کے گورنر جنرل نے مہدی کے دعوئے مہدویت
کے ابتدائی زمانہ مین علمار کی ایک جماعت کو اس لیے اوس کے پاس بھیجا تھا کہ وہ
اس کو خرطوم لائین لیکن اوس نے اس مذہبی جماعت کو نہایت ذلت و اہانت کے ساتھ
اپنے ہان سے نکال دیا۔ اور افسوس ہے کہ خرطوم کا گورنر جنرل اس پر بھی خاموش
رہا۔ اور انجام کار پر نظر نہین کی۔

مہدی نے کچھ دنون تو خرطوم کے گورنر جنرل کے تیور دیکھے اور جب اوس کو بے حس
پایا۔ تو اہل سوڈان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اوس نے ظاہر کیا کہ
وہ چاہتا ہے کہ مذہب اسلام مین مرور زمانہ سے۔ جو ضعف پیدا ہو گیا ہے وہ دور
کیا جائے۔ تاکہ اس ضعف نے جو کمزوریان مسلمانون مین پیدا کر دی ہین۔ اور وہ روزہ
نماز اور دوسرے مذہبی ارکان سے غیر مانوس ہو گئے ہین۔ وہ رفع ہو جائین۔ اور مسلمان
پھر حقیقی مسلمان بن جائین۔ سوڈان والون نے مہدی کی اس ہدایت کو اخلاص و تقویٰ
پر مبنی سمجھ کر اوس کو اپنا پیشوا بنا لیا۔ اور بتدریج بڑے بڑے لوگ اوس کے معتقد ہو گئے
جڑ مضبوط ہو جانے پر اس نے مہدی ہونے کا دعوے کیا۔ جو اول تو لوگون کو غیر مانوس
معلوم ہوا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ اس دعوے کی صحت کے قائل ہو گئے۔ اور
سال ہی مین اوس کے متبعین کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی۔ اور اس وقت تو تمام
اوس کے ہاتھ مین ہے۔

شفیق تمھارا یہ خیال بالکل درست ہے کہ سوڈان والون پر مہدی کا معقول اثر ہے اور وہ بالکل اوس کے قبضہ میں ہیں لیکن جنرل گارڈن کا بھی اثر سوڈان والوں پر کچھ کم نہیں ہے جنرل گارڈن سوڈان کے گورنر جنرل رہ چکے ہیں اور اپنی حکومت کے زمانہ میں انھوں نے رعایا کے ساتھ وہ احسانات اور سلوک کیے ہیں کہ تمام رعایا اون سے خوش ہے اور ان کی محبت اپنے قلوب میں پاتی ہے۔ جنرل گارڈن وہ شخص ہے۔ جس نے بردہ فروشی کی ممانعت کا قانون بناکر سوڈان والون کو غلامی سے نجات دلائی اور مساوات کے برتاؤ کا حکم دیا۔ مجھے یقین ہے کہ جس شخص نے سوڈان والون کے ساتھ ایسے احسانات کیے ہون ملک ضرور اس کا ساتھ دے گا۔ اور مہدی کو مجبور ہوکر اوس سے مصالحت کرنی پڑے گی"۔

شفیق کچھ دیر تک سر جھکائے حسن کی تقریر پر غور کرتا رہا اور پھر کہا۔

معزز دوست آہ تمھاری باتون نے اس وقت مجھے عرابی کے واقعات یاد دلادیے عرابی جمعیت بھی مہدی کی جمعیت سے بہت کچھ مشابہ تھی۔ مصر میں عرابی نے اور سوڈان میں مہدی نے آزادی سے خوب فائدہ اُٹھایا اور اقوام کو مساوات کا سبق پڑھا کر حکومت سے برگشتہ کیا اور پھر رعایا کو اپنے اثر میں لے کر حکومت سے مقابلہ کیا کاش جرنیل گارڈن سوڈان والون کو ان کے حال پر رہنے دیتے اور بردہ فروشی یا غلامی کا قانون نہ بناتے تو آج ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ بہرحال میرا خیال ہی کہ جرنیل گارڈن کا اثر سوڈان والون پر کچھ بھی نہ پڑیگا۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ سوڈان والون نے مہدی کی اطاعت کا حلف اُٹھایا اور اپنے نفوس مال اور اولاد سب کو مہدی کے حوالہ کردیا ہے۔ اور اون کے قلوب میں مہدی کی متواتر کامیابی سے یہ امر راسخ ہوگیا ہے کہ مہدی موعود یہی ہے۔

مہدی کی شخصیت اس وقت نہایت زبردست ہے اس کے پاس ولد نجومی، ابی عنجر، ابی جرجہ جیسے افسر اور ولد الحلو عبداللہ محمد اشرف جیسے خلیفہ اور عثمان دقنہ جیسے سپہ سالار موجود ہیں۔ جنھوں نے مشرقی سوڈان کی لڑائیوں میں حیرت انگیز کام کیے ہین ان کے علاوہ اور بھی بہت سے افسر ہیں۔ جو شجاعت و بسالت اور فن جنگ میں کمال اور اپنی قوت پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں"۔

انگریزی حکومت کے مطالبۂ مصالحت کو قبول کرے گا۔نہین وہ کبھی ایسا نہین کرے گا۔جب
اوس نے اوس وقت جبکہ مصری حکومت سوڈان پر پورا اثر و اقتدار رکھتی تھی۔ اور مہدی
کے متبعین کی تعداد انگلیون پر گننے کے قابل تھی اور اوس کے پاس ایک بھی سپاہی نہ
تھا۔مصری حکومت کے اس حکم کو جس مین اوسے اباسے خرطوم بلایا گیا تھا رد کر دیا تواب
جبکہ تمام سوڈان اوس کا مطیع ہے کیونکر ممکن ہے کہ وہ انگریزی حکومت کا کوئی مشورہ
قبول کرلے گا"

حسن۔یہ بالکل درست ہے لیکن مہدی کی قوت کو اس قدر بڑھنے دینا اور کوئی انتظام
نہ کرنا مصری حکومت کا قصور ہے اگر مصری حکومت دعوئے مہدویت کے ابتدا ہی
مین اس کا انتظام کرتی اور مہدی کے متبعین کو بڑھنے نہ دیتی یا مہدی ہی کا سر کچل دیتی
تو یہ مشکلات کیون پیش آتین خرطوم کے گورنر جنرل نے مہدی کے دعوئے مہدویت
کے ابتدائی زمانہ مین علمار کی ایک جماعت کو اس لیے اوس کے پاس بھیجا تھا کہ وہ
اس کو خرطوم لائین لیکن اوس نے اس مذہبی جماعت کو نہایت ذلت و اہانت کے ساتھ
اپنے ہان سے نکال دیا۔اور افسوس ہے کہ خرطوم کا گورنر جنرل اس پر بھی خاموش
رہا۔اور انجام کار پر نظر نہین کی۔

مہدی نے کچھ دنون تو خرطوم کے گورنر جنرل کے تیور دیکھے اور جب اوس کو بے حس
پایا۔تو اہل سوڈان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اوس نے ظاہر کیا کہ

وہ چاہتا ہے کہ مذہب اسلام مین مرور زمانہ سے۔جو ضعف پیدا ہو گیا ہے وہ دور
کیا جائے۔تاکہ اس ضعف نے جو کمزوریان مسلمانون مین پیدا کر دی ہین۔اور وہ روزہ
نماز اور دوسرے مذہبی ارکان سے غیر مانوس ہو گئے ہین۔وہ رفع ہو جائین۔اور مسلمان
پھر حقیقی مسلمان بن جائین۔سوڈان والون نے مہدی کی اس ہدایت کو اخلاص و تقوی
پر مبنی سمجھ کر اوس کو اپنا پیشوا بنا لیا۔اور بتدریج بڑے بڑے لوگ اوس کے معتقد ہو گئے
جڑ مضبوط ہو جانے پر اس نے مہدی ہونے کا دعوے کیا۔جو اول تو لوگون کو غیر مانوس
معلوم ہوا۔لیکن آہستہ آہستہ وہ اس دعوے کی صحت کے قائل ہو گئے۔اور چند
سال مین اوس کے متبعین کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی۔اور اس وقت تو تمام سوڈان
اوس کے ہاتھ مین ہے۔

شفیق تمھارا یہ خیال بالکل درست ہے کہ سوڈان والون پر مہدی کا معقول اثر ہے اور وہ بالکل اوس کے قبضہ میں ہیں لیکن جنرل گارڈن کا بھی اثر سوڈان والوں پر کچھ کم نہیں ہے جنرل گارڈن سوڈان کے گورنر جنرل رہ چکے ہیں اور اپنی حکومت کے زمانہ میں انھون نے رعایا کے ساتھ وہ احسانات اور سلوک کیے ہیں کہ تمام رعایا اون سے خوش ہے اور ان کی محبت اپنے قلوب میں باقی ہے۔ جنرل گارڈن وہ شخص ہے۔ جس نے بردہ فروشی کی ممانعت کا قانون بناکر سوڈان والون کو غلامی سے نجات دلائی اور مساوات کے برتاؤ کا حکم دیا مجھے یقین ہے کہ جس شخص نے سوڈان والون کے ساتھ ایسے احسانات کیے ہون ملک ضرور اس کا ساتھ دے گا۔ اور مہدی کو مجبور ہو کر اوس سے مصالحت کرنی پڑے گی"

شفیق کچھ دیر تک سر جھکائے حسن کی تقریر پر غور کرتا رہا اور پھر کہا۔

معزز دوست آہ تمھاری باتون نے اس وقت مجھے عرابی کے واقعات یاد دلا دیے عرابی جمعیت بھی مہدی کی جمعیت سے بہت کچھ مشابہ تھی۔ مصر میں عرابی نے اور سوڈان میں مہدی نے آزادی سے خوب فائدہ اٹھایا اور اقوام کو مساوات کا سبق پڑھا کر حکومت سے برگشتہ کیا اور پھر رعایا کو اپنے اثر مین لے کر حکومت سے مقابلہ کیا کاش جرنیل گارڈن سوڈان والون کو ان کے حال پر رہنے دیتے اور بردہ فروشی یا غلامی کا قانون نہ بناتے تو آج ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ بہر حال میرا خیال ہی کہ جرنیل گارڈن کا اثر سوڈان والون پر کچھ بھی نہ پڑیگا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ سوڈان والون نے مہدی کی اطاعت کا حلف اٹھایا اور اپنے نفوس مال اور اولاد سب کو مہدی کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور اون کے قلوب میں مہدی کی متواتر کامیابی سے یہ امر راسخ ہو گیا ہے کہ مہدی موعود وہی ہے۔

مہدی کی شخصیت اس وقت نہایت زبردست ہے اس کے پاس ولد نجومی، ابی غنجر، ابی جرجہ جیسے افسر اور ولد الحلو عبداللہ محمد اشرف جیسے خلیفہ اور عثمان دقنہ جیسے سپہ سالار موجود ہیں۔ جنھوں نے مشرقی سوڈان کی لڑائیوں میں حیرت انگیز کام کیے ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے افسر ہیں۔ جو شجاعت و بسالت اور فن جنگ میں کمال اور اپنی قوت پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں"

مجھے تعجب ہے کہ تم کیونکر یہ امید باندہ رہے ہو۔ کہ جرنیل گارڈن کی کوشش سے تم رہائی حاصل کرسکوگے میرے نزدیک یہ اُمید ایک موہوم اُمید ہے اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مہدی جیسے شخص سے معاملہ کو روبراہ لانے اور مصالحت کرنے کے لیے انگریزی حکومت نے جرنیل گارڈن کو تنہا کیوں بھیجا ہے اور اس سے اُس کا کیا مقصد ہے۔ کیا مصری حکومت بزور شمشیر سوڈان کو مہدی کے ہاتھوں سے چھین لینے کی قدرت نہیں رکھتی۔ کیا اوس کے پاس ایسی منتظم اور وفادار سپاہ نہیں ہے۔ جو مہدی سے لڑ سکے۔

حسن۔ مصری حکومت سب کچھ کرسکتی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مصری حکومت انگریزی سلطنت کے مشورہ بغیر کچھ کرنا نہیں چاہتی۔ اور اوسی کے مشورہ سے اوس نے سوڈان کو خالی کیا ہے۔ بعض جاسوسوں سے معلوم ہوا ہے کہ مصری وزارت انگریزی حکومت کے برخلاف تخلیۂ سوڈان کی مؤید نہ تھی۔ لیکن حکومت انگلستان نے اس پر زور دیا تو مصر کی وزارت شریفیہ مستعفی ہوگئی۔ اور نوباری وزارت نے اِس مشورہ کو قبول کرلیا۔

شفیق۔ اچھا اگر جنرل گارڈن مصری محافظ سپاہ کو واپس لے جانے کے لیے یہاں آئے۔ تو اس سے ہمیں کیا نفع" یہاں تو کوئی مصری محافظ سپاہ نہیں ہے۔ کہ ہم اوس کے ہمراہ مصر واپس جاسکیں۔

حسن۔ یہ تو صحیح ہے۔ لیکن خدا پر بھروسہ رکھو۔ وہ کوئی صورت ہماری رہائی کی بھی پیدا کرہی دے گا۔

شفیق۔ بجز خدا کے اور کس پر ہم بھروسہ کرسکتے ہیں۔ اوسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اور وہی اس قید سے ہمیں نجات دے سکتا ہے۔
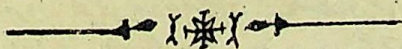
۵۴

جذبات قلب

حسن کے چلے جانے کے بعد شفیق پھر اپنے افکار و آلام اور زبیدہ کے تصور میں محو ہو گیا جیب سے زبیدہ کی تصویر نکالی - غور سے دیکھا اور اوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا -

آہ پیاری زبیدہ میری غیر حاضری نے تمہارا کیا حال کیا ہوگا - اے میری راحت جگر کیا تو مجھے زندہ خیال کرتی ہوگی - نہیں نہیں تو نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں مار گیا میری ملاقات اور واپسی سے تو مایوس ہو گئی ہوگی - آہ کون ہے - جو تجھے یہ خبر پہونچائے کہ میں زندہ ہون - اور تیرے دیکھنے کے لیے بے چین - کاش تجھے یہ کسی طرح معلوم ہو جاتا - کہ مین اس وقت تک زندہ ہون - تاکہ میری موت کے خیال نے جو تیری حالت کو بد سے بدتر اور تیری زندگی کو تلخ کر دیا ہوگا - وہ جاتی رہے - اور آلام و مصائب مین کچھ تخفیف ہو جائے "

ان فقرون کو تمام کر کے دیر تک شفیق خاموش کچھ سوچتا رہا - اور پھر کہا -

" آہ اور یہ کسے خبر ہے کہ اس طویل عرصہ مین تجھے غم و الم نے زندہ بھی رہنے دیا ہوگا اور یہ کہ تو اپنے عہد پر قائم رہی ہوگی - اگرچہ مجھے تجھ پر پورا بھروسہ ہے اور میرے لیے تیری وفاداری کی یہ کافی دلیل ہے کہ تو نے عزیز کو جو مجھ سے تجھے چھین لینے کا مصمم ارادہ رکھتا تھا - نفرت سے دھتکار دیا - اور ہمیشہ اوس کو ناکام رکھا - لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ میری موت کے خیال نے جذبات مین کوئی تغیر پیدا کر دیا ہو "

اس خیال نے شفیق کی حالت پر برا اثر ڈالا - اور دیر تک وہ روتا رہا جب کچھ سکون ہوا تو والدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا -

آہ میرے محترم والدین آپ نے مجھے تکلیف اٹھا کر پالا - میں بچہ تھا - اور آپ کے سایہ میں آرام و راحت کی زندگی بسر کر کے جوان ہوا - آپ کی امیدوں اور تمام آرزوؤں کا مرکز میں ہی تھا - آپ کی زندگی کا مقصد میری زندگی تھی - آپ نے میرے لیے بڑے بڑے مصائب

اُٹھائے - اور ہر قسم کی راحتیں مجھ پر قربان کر دیں - آہ میر جدائی اور آہ میری موت کے خیال نے آپ کا کیا حال کر دیا ہوگا - آہ کون ہے - جو آپ کی مردہ امیدوں میں آپ کو یہ خبر پہونچا کر جان ڈالے کہ میں زندہ ہوں - اور خداوند تعالے کے فضل وکرم سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان تکالیف اور غم والم کی کچھ تلافی کروں - جو میری غیر حاضری میں آپ کو اٹھانی پڑی ہیں - آہ میری پیاری اماں آہ میری غمگین اماں تم میرے غم میں میری جدائی کے غم میں اور آہ میری موت کے خیال میں نہ روؤ میں زندہ ہوں - تم اگر میری ... پر خون کے آنسو بھی بہاؤ تو بجا ہے میں آپ کا لخت جگر ہوں - آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اگر میری موت تمہاری آنکھوں سے خون کے دریا بہا دے تو کچھ بے جا نہیں - میری موت کا غم تم سے زیادہ کس کو ہوگا - اور بیٹے کی موت سے زیادہ صدمہ کیا ہو سکتا ہے - میں تمہارا ایک کھلونا تھا - میں نے بچپن سے لے کر اب تک آپ کی گود میں آہ پیاری اماں آپ کی گود میں راحت وآرام سے بسر کی - تمہاری تمام خوشیاں تمام راحتیں اور ساری امیدیں مجھ سے وابستہ تھیں - میں اگر تھوڑی دیر کے لیے تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا تھا - تو تمہاری حالت غیر ہو جاتی تھی - فتح خلیج کے جلسہ کے دن آدھی رات تک جو میں گھر سے باہر رہا تو آپ کی حالت کیا ہو گئی تھی - آہ جب چند گھنٹے کی جدائی میں آپ مضطرب وپریشان ہو گئیں - تو اس طویل جدائی نے آپ کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا ہوگا - اماں اے پیاری اماں مایوس نہ ہو تم میرے غم میں زیادہ نہ روؤ میں زندہ ہوں - اور جب تک خدا چاہے زندہ رہوں گا لیکن آہ یہ نہیں کہا جا سکتا - کہ میں اوس وقت تک بھی زندہ رہوں گا جبکہ خداوند تعالے ایسا موقعہ بہم پہونچائے کہ میں آپ کی قدمبوسی حاصل کروں اگر خدا نے اس وقت تک مجھے زندہ رکھا تو میں شرف قدمبوسی حاصل کرونگا - اور آپ کے رنج اور تکالیف کو دور کر دونگا - اور اگر خدانخواستہ میری زندگی نے مساعدت نہ کی اور آپ کے دیدار کی حسرت قبر میں ساتھ لے گیا - تو آپ میری موت کے سوگ میں سیاہ لباس پہن لیں - سر کے بال تراش ڈالیں اور اپنے بیٹے آہ پیارے بیٹے کے غم میں جی کھول کر ماتم کریں - اور جب تک خدا آپ کو زندہ رکھے میرے غم میں روتی رہیں "

آہ اگرچہ میں زندہ ہوں لیکن میری زندگی بھی آپ کی اور اوس ذات کی زندگی

پر جس کے حوالہ میں اپنا دل کر چکا ہوں۔ موقوف ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ نہ ہوئے یا وہ نہ ہوئی تو مجھے موت کا لقمہ بنے کا ذرا بھی غم نہ ہوگا۔ میں اپنی زندگی کو محبوب وعزیز سمجھتا ہوں۔ تو صرف آپ کی اور اوس کی وجہ سے اور موت سے ڈرتا ہوں تو اس لیے کہ آپ کی زندگی میری موت تلخ کر دے گی۔ ورنہ موت بری چیز نہیں ہے۔ مرنے والا دنیا کے افکار و آلام سے چھوٹ کر ہمیشہ کے لیے راحت و آرام کی زندگی بسر کرنے دوسری دُنیا میں چلا جاتا ہے۔

دیر تک شفیق اپنے خیال میں اسی قسم کی باتیں کرتا رہا۔ اور پھر یکایک چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور کہنے لگے لگا۔

ہائیں شفیق یہ کیا بزدلی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو میدانِ جنگ میں ہے اور تیرے لیے صبر و استقلال اور حزم و احتیاط کی شان ضروری ہے۔ اِن خیالات کو چھوڑ اور خدا پر بھروسہ رکھ۔ وہی فضل و کرنے والا ہے۔ اور ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ کہہ کر اوس نے زبیدہ کی تصویر جیب میں رکھ لی۔ اور رنج و غم نے جو ضعف پیدا کر دیا تھا۔ اوسے دور کرنے اور کچھ دیر آرام پانے کے لیے فرش پر لیٹ گیا۔

۵۵

جنرل گارڈن کا قاصد

شفیق کو لیٹے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ نقارہ کی آواز نے۔ جو فوجی مظاہرہ کی خبر دے رہی تھی۔ اوسے چونکا دیا۔ وہ جلدی سے اُٹھا۔ درویشوں کا لباس پہنا اور حجرہ سے باہر نکل کر اوس میدان کی طرف روانہ ہوا۔ جو شہر سے باہر مخصوص طور پر فوجوں کے معائنہ وغیرہ کے لیے مقرر تھا۔ وہ اس امر پر غور کرتا جا رہا تھا۔ کہ آج فوجوں کا معائنہ کیا معنی رکھتا ہے میدان میں پہونچ کر اوسے حسن مل گیا۔ اور فوجی

مظاہرہ کا سبب اوس سے دریافت کیا۔ حسن نے تیجے کا ہونٹ دانتوں میں دبا کر آنکھوں سے اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ذرا ٹھہرو یہ موقعہ اس سوال کا نہیں ہے۔ شفیق کا قلب دھڑکنے لگا۔ اور اس خیال سے خوفزدہ ہوگیا۔ کہ کہیں کوئی خوفناک بات نہ ہو۔ کچھ دیر تک دونوں ادھر ادھر پھرتے رہے اور پھر ایک گوشہ میں پہونچکر حسن نے کہا۔

کیا تم نے اوس آدمی کو دیکھا ہے۔ جو آج یہاں آیا ہے اور ہمارے لباس سے جدا گانہ لباس پہنے ہوے ہے۔

شفیق۔ دیکھا کیوں نہیں۔ غالباً تمھاری مراد اوس شخص سے ہے جس کو محافظ گھیرے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے تو اوس کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ کوئی قیدی ہے۔ جس کو درویش کہیں سے پکڑ لائے ہیں۔ کیا وہ قیدی نہیں ہے۔

حسن۔ نہیں وہ قیدی نہیں ہے۔ بلکہ وہ جنرل گارڈن کا قاصد ہے۔ جس کو خرطوم سے جنرل گارڈن نے مہدی کے پاس بھیجا ہے۔

شفیق۔ (تعجب سے) کیا جنرل گارڈن خرطوم پہونچ گئے۔ اس قاصد کے بھیجنے سے ان کی کیا غرض ہے۔

حسن۔ جنرل گارڈن نے قاصد بھیجکر مہدی پر ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ سوڈان میں اس لیے آئے ہیں کہ مسلمانوں کو رہا کرائیں۔ اور مکہ معظمہ کا راستہ حاجیوں کے لیے کھول دیں۔ انھوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ مہدی اس کام میں انھیں مدد دے اور امن و امان قائم کرنے میں اوس کا شریک ہو اور یہ کہ آیندہ جنگ کا سلسلہ موقوف کرکے باہم مصالحت کرلی جائے۔ اور مصری حکومت کے ان مسلمان اور عیسائی قیدیوں کو جو مہدی کے ہاتھ میں ہیں مصالحت کرکے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے معاوضہ میں وہ مہدی کو کردوفان کا صوبہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔"

شفیق۔ کیا آپ کے خیال میں مہدی اس کو قبول کرلے گا۔

حسن۔ کاش وہ قبول کرے تاکہ ہم بھی نجات پاجائیں اور اون قیدیوں کے ساتھ جو وہ مصالحت کرکے جنرل گارڈن کے مطالبہ پر رہا کرے گا۔ یہاں سے رہائی پاکر مصر چلے جائیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مہدی ان مطالبات کو منظور نہ کرے گا کیونکہ

سوڈان میں اوس کی حکومت قوۃ پکڑ چکی ہے۔ اور اوس کا اثر زبردست ہے اور غالبًا یہی وجہ ہے کہ اوس نے فوجی مظاہرہ کر کے قاصد پر اپنی قوت و شوکت کو نمایاں کیا ہے۔

شفیق۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر آخر اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔

حسن۔ میری رائے میں مصری حکومت نے نہایت عقلمندی کی ہے کہ جنرل گارڈن جیسے تجربہ کار شخص کو یہاں بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اپنی حکمت عملی سے سوڈان کی بغاوت کی آگ کو جس کے شعلے افریقیہ کی آخری حدود تک بھڑک رہے ہیں۔ اور ایشیا تک اس کا اثر پہونچ گیا ہے۔ فرو کرے۔ لیکن میرا خیال گارڈن نے جو مطالبات مہدی سے کیے ہیں مہدی اپنی فتوحات کے زعم میں انھیں قبول نکریگا۔ مہدی کے حوصلے مصری فوج کی شکست سے بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ تمام سوڈانی ترکوں کو نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتا ہی اور ذلت سے ان کا ذکر کرتا ہے۔ ترکوں سے اُسے اس قدر نفرت ہے کہ وہ ہر اوس شخص کو جو ٹوپی پہنتا ہے ترکی کہتا ہے۔ اور ان کو دیکھکر اس کی آنکھوں میں خون اوتر آتا ہی۔ جنرل گارڈن نے اپنے خط میں مہدی کو جو کچھ لکھا ہے اگر اوس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جرنیل گارڈن نے نہایت نرمی سے کام لیا ہے اور مصری حکومت نے باوجود سخت نقصان سپاہ و مال کے کردوفان پر مہدی کی حکومت کو تسلیم کرلیا ہے۔ جرنیل گارڈن کی اس نرمی نے مہدی کے حوصلوں کو اور بڑھا دیا ہے۔ اور مزید فتح و نصرت کا خیال اوس کے ذہن میں جاگزین ہوگیا ہے۔ اس خیال نے مصری فوج کی قوت و شجاعت کی قدر بھی اوس کی نظروں میں بہت کم کر دی ہی۔ لیکن یہ سب کچھ مشیت ایزدی پر مبنی ہے۔ خداوند تعالےٰ نے مہدی کو ایسا موقعہ دیا ہے کہ وہ جو کچھ خیال کرے درست ہے اور مشیت ایزدی کے مقابلہ میں انسانی مقصد و ارادہ کوئی چیز نہیں ہے۔

شفیق۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم کو کل تک صبر کرنا چاہیئے۔ شاید کوئی کام کی خبر ملے۔

اس گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے شفیق جنرل گارڈن کے خط اور مہدی کے جواب کے خیال میں محو تھا یہ رات اوس نے نہایت بےچینی

سے بسر کی۔ رات بھر وہ یہ دعا کرتا رہا کہ خداوند تعالے مہدی کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ جنرل گارڈن کے مطالبات کو قبول کر لے۔ اس خیال سے اوس کا دل خوشی سے اُچھلنے لگتا۔ اور زبیدہ سے ملاقات کی مسرت اوس کے چہرہ کو شگفتہ کر دیتی۔ وہ دیر تک انھیں خیالات میں رہا پھر یکایک اوسے خیال آیا کہ اگر مہدی جنرل گارڈن کے مطالبات کو منظور نہ کرے۔ اور اوس کی رہائی کی کوئی صورت پیدا نہ ہو تو کم از کم وہ ایک خط زبیدہ اور اپنے والدین کو لکھکر جنرل گارڈن کے قاصد کے ضرور حوالہ کر دے تاکہ زبیدہ اور اوس کے والدین کو اوس کے زندہ ہونے کا تو اطمینان ہو جائے۔

۵۶

شفیق کا خط

دوسرے دن صبح سویرے اُٹھ کر شفیق نے نماز پڑھی اور پھر حسن کے پاس پہنچا اور ملتے ہی اوس سے دریافت کیا۔ جنرل گارڈن کے جواب میں مہدی نے کیا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

حسن - جیسا کہ میں نے تم سے کہا تھا۔ مہدی نے جنرل گارڈن کے مطالبات کو منظور نہیں کیا۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ اوس نے ظاہر کیا ہے کہ وہ جہاد اس لیے نہیں کرتا کہ دنیا کو حاصل کرے اور حکومت پر سرفراز ہو۔ اور اسی وجہ سے وہ کردوفان پر قبضہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اوس کا منشا جہاد سے یہ ہے کہ وہ دین اسلام کو غیر ممالک میں پھیلائے" اور مسلمانوں کی کمزوریوں کو دور کر کے اسلام کے زمانہ اولین کا نمونہ دکھائے۔

مہدی نے جو خط جنرل گارڈن کو لکھا ہے۔ اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنرل گارڈن اوس کے مہدی ہونے کا ایمان لائے اور اوس کی دعوت کو قبول کرے۔ خط کے آخر میں اوس نے لکھا ہے کہ قدرت نے فتح و نصرت کا اوس سے وعدہ کیا ہے اور وہ ہر

ایک معرکہ میں فتح حاصل کرے گا - اور یہ کہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) نے اوس کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص اوس کے (مہدی کے) مقابلہ میں کھڑا ہوگا - یقیناً شکست پائے گا -

خط کے ساتھ مہدی نے قاصد کو درویشوں کا ایک حلہ بھی دیا ہے اور قاصد سے کہہ دیا ہے کہ اگر جنرل گارڈن اوس کی دعوت کو قبول کرے تو یہ حلہ استعمال کرے -

شفیق - قاصد کب جائیگا -

حسن - کل صبح - اس سے تمھارا مطلب -

شفیق - کچھ نہیں یونہیں دریافت کر لیا -

حسن - شفیق مجھ پر پورا بھروسہ رکھو - اور جو بات ہو بے تکلیف کہہ دیں تمھیں ہر ممکن مدد دینے کو آمادہ ہوں - میں دوبارہ تم سے دریافت کرتا ہوں - کہ قاصد کی واپسی کے سوال سے تمھارا کیا مطلب ہے -

شفیق - آہ بھائی حسن کیا عرض کروں - ... ...

یہ کہتے کہتے اوس پر رقت طاری ہوگئی - اور وہ خاموش ہوگیا - آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل پکڑ کر بیٹھ گیا حسن نے تسکین دیتے ہوئے کہا -

شفیق خدا تمھاری مصیبتوں کو دور کرے - گھبراؤ نہیں - خدا جلد کوئی صورت رہائی کی پیدا کرے گا - خدا کے لیے روؤ نہیں - استقلال کو ہاتھ سے نہ دو - آخر کیوں روتے ہو کچھ تبلاؤ تو -

شفیق - آہ مجھے والدین کی یاد رلاتی ہے جنھوں نے میری وجہ سے دنیا کو ترک کر دیا اور میرے پرورش و تربیت پر اپنی زندگی وقف کر دی آہ وہ مجھے مردہ خیال کرتے ہونگے انھوں نے سیاہ ماتمی لباس میرے غم میں پہن لیا ہوگا - اور ان کی زندگی میری موت کے خیال نے تلخ کر دی ہوگی - یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگا اور کچھ دیر بعد کہا -

حسن تم مجھے بزدل خیال کرتے ہوگے - واللہ باللہ میں نے شجاع آدمیوں کی طرح اس وقت تک صبر سے کام لیا - اور اپنی قوت سے زیادہ غم والم کا مقابلہ کیا ہے لیکن آہ دل کو کیا کروں کہ وہ میرے اختیار میں نہیں ہے -

حسن۔ ہم سب اپنی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ خدا کے لیے صبر کرو۔ عزیزوں کے ذکر سے میرے ضبط کو صدمہ نہ پہنچاؤ۔ میں بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور میرے عزیز رشتہ دار بھی میرے لیے روتے ہوں گے۔ یہ خدا کا حکم ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دوسروں کی مصیبتوں پر نظر ڈالو اور صبر کرو۔ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے عزیزوں رشتہ داروں یہاں تک کہ بچپن اور ماں باپوں سے بچھڑے پڑے ہیں۔ ان کی اولاد بھوکوں مر رہی ہے۔ اون کو یاد کرکے روتی ہے۔ اور کوئی ان کا مددگار اور بات پوچھنے والا نہیں ہے۔

شفیق۔ یہ سب کچھ درست ہے۔ لیکن میرا حال اور لوگوں سے مختلف ہے اگر میں کچھ عرصہ تک یہاں رہا اور میرے والدین کو میری خبر نہ ملی تو یقین ہے کہ ان کی جان پر بن جائے گی۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا بچہ ہوں اور ان کی تمام امیدیں اور خوشیاں میری ہی ذات پر منحصر ہیں۔ میرے والدین کو مجھ سے اس قدر محبت ہے کہ جب کبھی میں خلاف معمول گھر سے کچھ دیر غائب رہا تو وہ بے چین و مضطرب ہو گئے۔ اور فوراً میری تلاش میں آدمی دوڑا دیئے۔ آہ اتنی مدت کی جدائی۔ نے اون کا کیا حال کر دیا ہوگا اور خصوصاً اس صورت میں کہ میری کوئی خبر انھیں خرطوم سے روانگی کے بعد نہیں ملی ہوگی!

اسی سلسلہ میں شفیق نے چاہا کہ زبیدہ کا ذکر بھی کر دے۔ لیکن اوس کے دل نے گوارا نہ کیا اور وہ خاموش ہو گیا۔

حسن۔ کیا تمھارا ارادہ یہ ہے کہ اس قاصد کے ہاتھ اپنے والدین کو خط بھیجو۔

شفیق۔ (خوش ہوکر) ہاں میری یہی آرزو ہے۔

حسن۔ لیکن یہ خطرناک کام ہے۔ قاصد جس وقت سے یہاں آیا ہے۔ مہدی نے اوس پر نگہبان مقرر کر دیے ہیں۔ اور کسی کو اوس سے ملنے یا بات چیت کرنے کی اجازت نہیں ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ خط اوس کو دیا جائے۔

اسکے بعد حسن خاموش ہو گیا۔ اور کچھ دیر تک غور کرنے کے بعد کہا۔

اچھا تم خط لکھ رکھو۔ ایک صورت میرے ذہن میں آئی ہے۔

شفیق۔ وہ کیا صورت ہے؟

حسن - جنرل گارڈن نے مہدی کو لکھا ہے کہ جواب خط - کے ساتھ اپنا ایک قاصد بھی بھیجا جائے تاکہ اگر جواب کی ضرورت محسوس ہو - تو اس کے ہاتھ بھیجدیا جائے - مہدی نے یہاں سے ایک آدمی کو بھیجنے کے لیے امیر عبدالحلیم کے آدمیوں میں سے منتخب کیا ہے جس سے میرے خاصے تعلقات ہیں - ٹھہرو میں ابھی اوس سے اس کو پختہ کرکے آتا ہوں تم اتنی دیر میں خط لکھ رکھو - تاکہ میں واپس آکر لیجاؤں اور قاصد کے حوالہ کرکے اوس کو ہدایت کر دوں کہ وہ یہ خط نہایت احتیاط سے لے جاوے -

شفیق - اچھا تم قاصد سے بات پکی کرلو میں اتنے دیر میں خط لکھ رکھوں -

حسن - بہتر ہے - لیکن نہایت مختصر لکھنا اور کاغذ کو لپیٹ کر اتنا چھوٹا لفافہ بنا دینا کہ قاصد اوس کو اپنے کپڑوں یا جوتہ میں چھپا سکے -

حسن چلا گیا - اور شفیق نے حسب ذیل خط والدین کو لکھا -

محترم والدین - یہ خط میں ابیض سے لکھ رہا ہوں - جہاں مشیت ایزدی نے مجھے مہدی کے گروہ میں داخل کرکے امن وامان سے زندگی کاٹنے کا موقعہ دیا ہے ہر چند کہ میں مامون و محفوظ ہوں - لیکن آپ کی جدائی کا غم آرام سے نہیں بیٹھنے دیتا - دیکھیے کب خدا آپ سے ملاتا ہے - آپ میری طرف سے بالکل مطمئن رہیں - اور اپنی خیریت کے خط سے اسی قاصد کے ہاتھ مطلع فرمائیں - والسلام

آپ کا بیٹا شفیق

خط لکھنے کے بعد شفیق کو زبیدہ کا خیال آیا - اور بے اختیار اوس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ زبیدہ کو بھی خط لکھے لیکن معاً خیال آیا کہ ممکن ہے والد کو زبیدہ سے میری محبت کا علم نہ ہو - اور یہ خط برے نتائج پیدا کرے - دیر تک اس پر وہ غور کرتا رہا اور پھر دل میں کہنے لگا -

ابا جان کو اگرچہ میری محبت زبیدہ کے ساتھ ناگوار گذرے گی - لیکن اس خط کے ملنے سے وہ اس قدر خوش ہوں گے اور میری زندگی کی خبر انھیں اتنا مسرور بنائے گی کہ وہ اس وقت اس جانب کچھ زیادہ خیال نہ فرمائیں گے - اِس لیے بہتر یہ ہے کہ چند سطرین زبیدہ کے متعلق بھی لکھ دی جائیں - یہ خیال کرکے اوس نے خط کے حاشیہ پر حسب ذیل الفاظ اپنی والدہ کو مخاطب کرکے لکھے -

محترمہ والدہ۔ زبیدہ سے فریاد کیجیے گا کہ اگر ایفاے عہد آپ کے نزدیک کوئی بہتر چیز ہے تو آپ میری طرح اوس پہ قایم رہیئے۔ مین اپنے عہد پر اوس وقت تک قایم رہونگا جب تک زندہ رہون لیکن اگر وہ ایفاے عہد میں کوئی تکلیف یا ضرر محسوس کرتی ہون تو میں بڑی خوشی سے اون کو اجازت دیتا ہون۔ کہ وہ عہد کو توڑ دیں۔ کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اون کے نازک مزاج کو میری وجہ سے کوئی تکلیف و اذیت پہونچے۔ میں یہ الفاظ لکھنے کو تو لکھ رہا ہون۔ لیکن میرے دل پر کیا گذر رہی ہے اس کا حال خدا ہی جانتا ہے۔

"شفیق"

خط پورا کرکے لپیٹا اور روپیہ کے برابر بنا کر اوس پہ پتہ لکھا۔ اور حسن کے پاس آنے پر اوس کے حوالہ کیا۔ اور دس ریال (ریال تین روپے کے برابر ایک سکہ ہے) دے کر کہا۔

یہ ریال اس خط کے پہونچانے کی اجرت قاصد کو دیدینا اور ہدایت کر دینا کہ وہ اس خط کو قاہرہ لے جائے۔ اور انگریزی قنصل خانہ میں جا کر اوس کے والد کے حوالہ کر دے۔ (شفیق کا خیال تھا کہ اوس کے والدین انگلستان سے مصر واپس آ گئے ہوں گے) اور اگر اوس کے والد نہ ملیں تو فلان پاشا (زبیدہ کے والد) کے پاس پہونچا دینا۔ اگر وہ اس کا جواب لائے گا تو اس کو کافی اجرت اوس کی خدمت کی دی جائے گی۔

حسن نے خط لے لیا۔ اور قاصد کے حوالہ کرکے ضروری ہدایات دیں اور پھر شفیق کے پاس پہونچکر شفیق کو خط کے قاصد کے حوالہ کر دینے کی اطلاع دی شفیق بہت خوش ہوا۔ اور خط کے جواب کا انتظار ابھی سے کرنے لگا۔ اگرچہ اوسے معلوم تھا کہ چار مہینے سے پہلے اوس کو اس کا جواب نہیں مل سکتا۔

۵۷

شفیق کے والدین

شفیق کے والدین عرصہ تک شفیق کی کوئی خبر نہ ملنے سے نہایت پریشان وغمگین تھے یہاں تک کہ غم والم نے انھیں مصر کی اقامت چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔ بیٹے کے لاپتہ ہو جانے سے سفینہ کچھ زبیدہ کی طرف سے غافل ہو گئی۔ اور ابراہیم اپنے شوہر سے پھر کسی قسم کا تذکرہ شفیق کی شادی کے متعلق نہ کیا۔ لیکن کبھی کبھی اوسے اس کا خیال آجاتا تھا اور وہ زبیدہ سے شفیق کی شادی کا معاملہ چھیڑنے کے لیے کوئی مناسب موقعہ ڈھونڈھنے لگتی تھی ایک روز (۶ شعبان ۱۹۸۳ء) رات کو سفینہ تنہا اپنے کمرہ میں بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی کہ ابراہیم خوش خوش اخبار لسان الحال کا پرچہ ہاتھ میں لیے ہوئے پہونچا اور کہا۔

بیگم اب وہ وقت بہت قریب آگیا ہے کہ میں تمھیں ان اسرار سے آگاہ کر دوں۔ جن کو اب تک میں نے تم سے چھپا رکھا ہے۔ امیر عبدالقادر جزائری مر گیا اور اب میرا کوئی دشمن ایسا باقی نہیں رہا۔ جس کے خوف سے میں اوس راز کو نہ بیان کر سکوں۔

سفینہ ابراہیم کے الفاظ سے حیرت میں پڑ گئی۔ امیر عبدالقادر جزائری سے اسرار کا تعلق اوس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور اوس نے اس معمہ کو دریافت کرنا چاہا۔ کہ ابراہیم نے اوس کے سوال سے پہلے ہی کہا۔

لاؤ وہ تحریر نکالو جو میں نے تمھیں دی تھی۔

سفینہ اٹھی اور دوسرے کمرہ میں جاکر اوس کاغذ کو جو ابراہیم نے اوسے دیا تھا تلاش کرنے لگی۔ لیکن کاغذ نہیں ملا۔ تمام مکان ڈھونڈ ڈالا۔ لیکن کاغذ کا پتہ نہ تھا۔ ابراہیم کو جب معلوم ہوا کہ کاغذ کا پتہ نہیں تو اوس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور زمین پر پانوں مار کر کہا۔

کیا وہ کاغذ تم نے ضایع کر دیا۔ آہ اوس میں تو میرے تمام اسرار تحریر تھے تم نے

اوسے کہاں رکھا تھا۔

سفینہ۔ خدا معلوم کاغذ کیا ہوا۔ میں نے اوس کو نہایت احتیاط کے ساتھ کسی جگہ رکھا تھا لیکن اس وقت نہیں ملتا۔ پھر کسی وقت یاد کرکے تلاش کروں گی۔"

ابراہیم غصہ میں بھرا ہوا کمرہ سے باہر نکلا۔ مضطرب و پریشان اپنے کمرہ میں پہونچا اور دیر تک کاغذ کی گم شدگی پر افسوس کرتا رہا۔ دوسرے دن صبح کو اوس نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا۔"

بیگم شفیق کے لاپتہ ہونے کے بعد اب قاہرہ میں جی نہیں لگتا۔ اس لیے اب ہم کو شہروں سے دور کوہ لبنان کے مواضعات میں سے کسی موضع میں چل کر زندگی آہ نامراد زندگی کو بسر کر دینا چاہیے۔ سفینہ نے شوہر کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور ایک ہفتہ کے اندر گھر کے تمام سامان کو فروخت کرکے کوہ لبنان کے قریب ایک موضع میں چلے گئے۔ قاہرہ سے روانگی کے وقت ابراہیم نے اپنے غلام احمد کو اختیار دیا کہ وہ جہاں اُس کا جی چاہے چلا جائے۔ لیکن احمد نے ابراہیم جیسے آقا کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اون کے ساتھ لبنان چلا گیا۔

۵۸

مُلک شام کا سفر

شفیق کی طویل جدائی نے زبیدہ کی حالت بد سے بدتر کر دی۔ اب نہ اوس کا وہ رنگ و روپ تھا۔ اور نہ وہ رعنائی۔ جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔ اور وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گئی تھی۔ یہ حالت دیکھکر پاشا کو اوس کی زندگی سے مایوسی پیدا ہونے لگی وہ زبیدہ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اور چونکہ زبیدہ اوس کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اس کی تمام آرزوئیں اوسی سے وابستہ تھیں۔ اوس نے علاج میں بہت کوشش کی۔ قاہرہ کے مشہور اطبا اور ڈاکٹروں سے مشورہ لیا۔ لیکن زبیدہ کی حالت دن بدن خراب ہی ہوتی گئی۔ وہ جب شفیق سے زبیدہ کے تعارف کی ساعت کو یاد کرتا

تو غصہ سے اوس کا چہرہ سُرخ ہوجاتا - اوس کا خیال تھا کہ اگر شفیق سے زبیدہ کو محبت نہ ہوتی تو آج یہ مصیبت اُٹھانی نہ پڑتی - وہ اب شفیق کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا اور ذلت کیساتھ اوسکا ذکر کرتا تھا - عزیز سے اوسکے مراسم پھر قائم ہوگئے تھے - اور وہ پھر پاشا کے گھر آنے جانے لگا تھا - پاشا نے اوس سے اس معاملہ میں مشورہ لیا عزیز نے رائے دی کہ زبیدہ کے دلسے شفیق کے خیال کو دور کیا جائے لیکن جسقدر اسکی کوشش کیجاتی زبیدہ کے دلمیں شفیق کی اسیقدر محبت بڑھتی تھی -

ڈاکٹروں نے آخری چارہ کار کے طور پر جب پاشا کو یہ مشورہ دیا کہ زبیدہ کو کوہ لبنان کے علاقہ میں تبدیل آب و ہوا کے لیے لے جائے - تو اوس نے اس مشورہ سے فوراً فائدہ اٹھانے کے لیے لبنان کی روانگی کا انتظام کیا اوس کا خیال تھا کہ آب و ہوا کی تبدیلی اوس کے خیالات کو بھی بدل دیگی اور زبیدہ شفیق سے متنفر ہوجائے گی یا یہ کہ مصر سے دور رہ جانے پر شفیق کا خیال خود بخود جاتا رہیگا اس خیال نے اوسکی مردہ امیدوں میں پھر جان ڈالدی اور اوس نے نوکروں کو سامان کی تیاری کا حکم دیا - زبیدہ نے باپکے ارادہ کی مخالفت نہ کی - اور کوہ لبنان جانے کے لیے بخوشی آمادہ ہوگئی - دو تین روز میں تمام سامان تکمل ہوگیا - اور پاشا بختیار زبیدہ اور دو اور خادموں کو لے کر ریل کے راستہ سے اسماعیلیہ پہنچا - اور وہاں سے براہ سویز بیروت پاشا کو رخصت کرنے کے لیے عزیز ریلوے اسٹیشن تک آیا - اور رخصت کرتے وقت اوسنے دل میں ارادہ کر لیا کہ پاشا کے بیروت پہنچ جانے پر وہ بھی جلد بیروت کا سفر کرے گا - ممکن ہے - اس سفر میں اوسے کامیابی ہوجائے -

بیروت میں اس وقت خاصی برفباری ہو رہی تھی - لبنان کے پہاڑ برف سے ڈھکے ہوے تھے - اور سبزہ سے تمام جنگل بھرا ہوا تھا - پاشا اس منظر سے بہت خوش ہوا - اور اوسے یہ اُمید باندھنے کا موقع مل گیا - کہ لبنان کی آب و ہوا یقیناً زبیدہ کی صحت پر خوشگوار اثر ڈالیگی - اور جلد اوس کی صحت بحال ہوجائے گی -

۵۹

بسول کا ہوٹل

بیروت پہونچ کر پاشا جہاز سے اوترا اور ساحل پر پہونچ کر زبیدہ سے کہا۔ بیٹی دیکھو کیا اچھا منظر ہے۔ منتہائے نظر تک سبزہ پھیلا ہوا ہے۔ خداوند تعالےٰ کا شکر ادا کرو کہ اوس نے پانی سے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور وہ دیکھو سامنے پہاڑی کے میدان میں شہر کی خوبصورت آبادی اور عظیم الشان مکانات کیسے اچھے معلوم ہوتے ہیں جن کے اطراف میں خوش منظر باغات ہیں۔ پاشا بیٹی کو مخاطب کر کے یہ باتیں کر رہا تھا۔ اور اس کے چہرہ کو غور سے دیکھ کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ دریا پہاڑ اور آبادی کے دلچسپ مناظر نے اوس پر کچھ اثر کیا یا نہیں۔ زبیدہ خاموش کھڑی باپ کی باتیں سنتی رہی۔ اور کچھ جواب نہیں دیا۔ پاشا نے خیال کیا کہ وہ مناظر کو غور سے دیکھ رہی ہے۔ اور محظوظ ہو رہی ہے۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور پاشا سے کہا کہ جہاز سے تمام سامان ساحل پر اوتار دیا گیا ہے۔ پاشا نے خادم کو حکم دیا کہ اسباب کو بار کر کے بسول کے ہوٹل میں لے آؤ۔ ہم وہیں چلتے ہیں۔ خادم سر اطاعت خم کر کے چلا گیا پاشا زبیدہ کو ساتھ لے کر گاڑی میں سوار ہوا اور بسول کے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔

بسول کا ہوٹل نہایت پُر فضا مقام پر دریا کے قریب ہی واقع تھا۔ اطراف میں ہرا بھرا جنگل اور دریا تھا۔ بالائی کمروں سے دریا سامنے بہتا نظر آتا تھا۔ ہوٹل میں داخل ہوتے ہی مالک ہوٹل نے پاشا کا استقبال کیا۔ اور ان کمروں میں جو پاشا کے قیام کے لیے پہلے سے آراستہ کیے گئے تھے پاشا کو خود پہنچا دیا۔ زبیدہ کمرہ میں داخل ہوئی تکان سفر سے وہ اس قدر ضعیف ہو گئی تھی کہ کمرہ میں پہونچ کر بیٹھ بھی نہ سکی اور پلنگ پر لیٹ گئی اور معاً شفیق کا خیال آیا۔ رقت اوس پر طاری ہونے لگی لیکن باپ کے خوف سے اوس نے ضبط سے کام لیا اور خاموش پلنگ پر پڑی رہی۔ پاشا بھی تکان سفر دور کرنے کے لیے پلنگ پر لیٹ گیا۔ دونوں ایک نیند تک سوتے

ہوے - اور پھر اوٹھکر نہائے - کپڑے بدلے دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر پاشا گرم کوٹ پہنکر ہوٹل کے ان برآمدون کی طرف تفریح کے لیے چلا جو دریا کی جانب تھے - برآمدہ مین پہنچکر اوس نے سگرٹ سلگایا اور کرسی پر بیٹھکر دریا کے منظر سے لطف اوٹھانے لگا دریا زور شور سے بہ رہا تھا - موجوں کی آواز پاشا کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھی - اِس وقت وہ تمام آلام و افکار بھول گیا تھا - دیر تک وہ یہان بیٹھا رہا - کبھی جہازون کی آمد رفت، دریا کی روانی اور پانی کا زور اوسے اپنی طرف متوجہ کرلیتا - اور کبھی وہ اپنے سفر کی علت غائی پر غور و فکر کرتا - اور کبھی زبیدہ کی بیماری، ضعف و ناتوانی پر غور کرنے لگتا - دن کا بقیہ حصہ اوس نے انھیں دلچسپیوں اور افکار و تامل میں بسر کیا -

۶۰

تصویر

پاشا کے چلے جانے کے بعد زبیدہ اسباب کو ٹھکانے سے لگانے میں مصروف ہوئی اپنا صندوق کھول کر وہ کچھ چیزین نکال رہی تھی کہ اوس کی نظر شفیق کی تصویر پڑی جو صندوق کے گوشہ میں نہایت احتیاط سے کاغذ میں لپٹی ہوئی رکھی تھی - تصویر دیکھکر زبیدہ کا دل دھڑکنے لگا - غور سے اوس پر نظر ڈالی اور شفیق کو مخاطب کر کے کہنے لگی -

آہ میرے پیارے آہ میں تجھے اب کہاں پاؤں گی - آہ میری اُمیدوں کے مرکز تو کہاں ہے - کیا میری تقدیر میں یہی مصیبت لکھی تھی کہ اپنے پیارے آہ جان سے زیادہ پیارے سے ہمیشہ کے لیے جدائی نصیب ہوگی - آہ پیارے شفیق کیا تو زندہ ہے - خدا کرے تو زندہ ہو اور مصائب زمانہ سے محفوظ - لیکن میں تجھے کیونکر پاؤں گی - اب زندگی میں تجھ سے ملاقات ممکن نہیں ہے میں تجھ پر فدا ہو جانے والی ہون - اور عنقریب مصائب زمانہ سے جیسے جہان قہرمان کر کے نجات حاصل کرون گی -

یہ کہکر خاموش ہوگئی اور پھر غور سے تصویر کو دیکھنے لگی - آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے شدۂ
تاثر نے رہی سہی تو تیسے بھی جواب دے دیا - اور وہ پلنگ پر جا کر لیٹ گئی - تصویر اوس کے
ہاتھ میں تھی اور وہ پلنگ پر بے ہوش پڑی تھی - اسی حالت میں وہ سو گئی - پاشا نے واپس
آکر دیکھا کہ زبیدہ سو رہی ہے - غور سے اوس کے چہرہ پر نظر ڈالی اور اوس سے معلوم
ہوا کہ وہ روتے روتے سو رہی ہے - غصہ سے اوس کا چہرہ سُرخ ہوگیا - اسی حالت
میں اوس کی نظر تصویر پر پڑی - جو زبیدہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر پلنگ پر گر پڑی
تھی - پاشا نے تصویر کو اُٹھا لیا - اور دوسرے کمرہ میں لے جا کر اس خیال سے چھپا دیا
کہ تصویر پاس رہنے سے اوس کی حالت اور خراب ہوگی اور شفیق کی یاد اس سے
تازہ رہے گی -

زبیدہ سو کر اٹھی تو تصویر کو نہ پایا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی - لیکن تصویر نہ ملی -
وہ تصویر تلاش کرتی جاتی تھی اور اپنی بدقسمتی پر روتی جاتی تھی - کہ پاشا کمرہ میں داخل ہوا
اور زبیدہ سے اوس کے اضطراب کا سبب پوچھا - زبیدہ نے کہا -
ابا جان شفیق کی تصویر جاتی رہی - اوسی کو تلاش کر رہی ہوں -
پاشا بھی زبیدہ کے ساتھ تصویر تلاش کرنے میں مشغول ہوگیا - اور ادھر ادھر دیکھنے
کے بعد کہا - تم نے تصویر کہاں رکھی تھی -

زبیدہ - ابھی ابھی میرے ہاتھ میں تھی - خدا جانے میں کہاں رکھکر بھول گئی -

پاشا - تم کہیں کمرہ سے تو باہر نہیں گئی تھیں شاید کہیں باہر بھول آئی ہو -

زبیدہ - کمرہ سے باہر میں کہیں نہیں گئی -

پاشا - ممکن ہے تم اس کھڑکی کے پاس کھڑی ہو جو دریا کی طرف ہے اور تصویر تمھارے ہاتھ
سے چھوٹ کر دریا میں گر گئی ہو -

زبیدہ - ابا جان میں اوس کھڑکی کے قریب گئی بھی نہیں -

پاشا تسلی آمیز الفاظ میں زبیدہ کو سمجھانے اور کہنے لگا کہ یقیناً تصویر دریا میں گر گئی
ممکن ہے تم پلنگ سے غفلت یا غنودگی کی حالت میں اُٹھی ہو - تصویر ہاتھ میں ہو - اور
کھڑکی کیطرف تم اسی غنودگی میں چلی گئی ہو - اور تصویر تمھارے ہاتھ سے دریا میں گر گئی
اگر کمرہ میں کہیں ہوتی تو ضرور اب تک مل جاتی - بہر حال تم مطمئن رہو - میں ابھی تلاش

کراتا ہوں - یہ کہکر پاشا چلا گیا اور زبیدہ غم والم کے دریا میں غوطے کھانے لگی۔ پاشا کی باتوں سے اوسے اطمینان نہیں ہوا - بلکہ اوس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوگیا کہ شاید والد شفیق کی تصویر کے ضایع ہوجانے کو بہتر و مناسب خیال کرتے ہیں - جب تصویر کے گم ہوجانے سے اوس کو زیادہ تکلیف ہوئی تو وہ بختیار کے پاس پہونچی - اور تمام واقعہ بیان کیا - بختیار نے افسوس ظاہر کیا اور کہا - خاتون تم مطمئن رہو میں محترم شفیق کی تصویر ڈھونڈھ نکالوں گا - خواہ وہ دریا ہی میں کیوں نہ ہو -

پاشا زبیدہ کے کمرہ سے نکل کر اپنے کمرہ میں پہونچا اور زبیدہ کی حالت پر غور کرنے لگا یکایک مالک ہوٹل اوس کے کمرہ میں داخل ہوا اور کہا -

جناب پاشا آپ کی تشریف آوری میرے لیے موجب سعادت و عزت ہے - حضور کے قدوم میمنت لزوم سے میرے ہوٹل کو فخر و برکت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے - اس وقت میں اس لیے حاضر ہوں کہ کوئی خدمت جناب میرے سپرد فرمائیں تو میں اوس کو بجالاؤں -

پاشا - نہیں کوئی خاص کام نہیں ہے آئیے تشریف لائیے کچھ دیر باتیں ہی کریں -

مالک ہوٹل ادب سے کرسی پر بیٹھ گیا اور پاشا کے چہرہ پر کن آنکھوں سے نظر ڈالی - غم والم اور تردد کے آثار چہرہ پر پاکر مالک ہوٹل نے اس کا سبب معلوم کرنا چاہا - اور بات کو پہلو پر لانے کے لیے مختلف قسم کی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اوس نے کہا -

جناب پاشا محترم خانم (زبیدہ) اس ہوٹل میں تشریف لانے سے غالباً کچھ زیادہ خوش نہیں ہیں کیونکہ یہاں عورتیں نہیں ہیں - جن سے اون کا دل بہلے وہ مردوں کے سامنے بھی نہیں آسکتیں -

پاشا - البتہ اور چونکہ ہمارے ہاں بے پردہ باہر نکلنے کا رواج نہیں ہے جیسا کہ یوروپ میں ہے اس لیے وہ مردوں کے سامنے بھی نہیں آسکتی -

مالک ہوٹل (یہ خیال کرکے کہ شاید پاشا لڑکی کی تنہائی سے تکلیف محسوس کرکے بددل ہوجائے اور ہوٹل کے قیام کو ترک کردے) لیکن جناب پاشا یہ کوئی دشوار امر نہیں اگر جناب والا اجازت دین تو میں اپنی بیوی کو خانم کی خدمت میں بھیج دیا کروں کہ وہ

اون کا دل بہلائیں - پاشا خوش ہوگیا اور کہا -

بہت اچھا میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں - آپ ضرور اون کو میرے پاس بھیج دیں میں اون کے ساتھ اپنے خادم کو کر دوں گا کہ وہ ان کو لڑکی کے پاس پہونچا دے -

مالک ہوٹل چلا گیا - اور اپنے بیوی سے ذکر کیا کہ ہوٹل میں ایک مصری خاتون آکر ٹھہری ہیں اور چونکہ وہ تنہا ہیں - اس لیے تم وقتاً فوقتاً ان کے پاس جاکر ان کا دل بہلایا کرو "

۶۱

بیگفتی پن

مالک ہوٹل کی بیوی نے بہترین لباس زیب تن کیا - اور اپنے شوہر کے ساتھ پاشا کے کمرہ میں پہونچی پاشا نے نیچی نظروں سے سر جھکائے اس کا استقبال کیا اور بختیار کو حکم دیا کہ محترم خاتون کو لیجا کر زبیدہ سے ملاؤ - اور باہم تعارف کرا دو - کہ ایک دوسرے سے واقف ہو کر مانوس ہو جائیں -

بختیار خاتون کو لے کر زبیدہ کے کمرہ میں پہونچا - اور خاتون کو دروازہ پر چھوڑ کر اجازت حاصل کرنے کے لیے زبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا - زبیدہ تکیہ پر سر رکھے خاموش بے حس و حرکت پڑی تھی - بختیار زبیدہ کو بے حس و حرکت پاکر ڈر گیا - اور قریب پہونچکر کہا - محترم خاتون خدا کے لیے اتنا غم والم نہ کرو اپنی جان پر رحم کھاؤ - اٹھو دیکھو مالک ہوٹل کی بیوی آپ کا مزاج دریافت کرنے آئی ہیں - اور دروازہ پر اجازت کی منتظر ہیں - کیا میں انھیں بلالاؤں -

زبیدہ - بختیار مجھے میرے حال پر چھوڑ دو - میں کسی سے ملنے کے قابل نہیں ہوں تنہائی میری مونس ہے - اور پیارے شفیق کا تصور میری زندگی - دنیا میں کوئی نہیں جو میرا دل بہلا سکے - یا کوئی شخص میرا مونس بن سکے

زبیدہ یہ کہکر رونے لگی اور دیر تک روتی رہی۔ بختیار نے زبیدہ کو دل گرفتہ پاکر کہا۔ محترم خاتون صبر کرو۔ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں فضول جان کو ہلکان کرنے سے کیا فائدہ نہیں معلوم خدا کو کیا منظور ہے ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ خدا جلد آپ کے مصائب کو دور کردے اور آپ کی امیدیں برآئیں۔

زبیدہ۔ بختیار ان باتوں کا ذکر نہ کرو۔ تمھیں اگر مجھ سے محبت ہے تو اس قسم کی باتوں سے میری مصیبت کو نہ بڑھاؤ۔ کیا تم قدرت کے مقابلہ پر تیار ہو۔ کیا مشیت الٰہی اور تقدیر بدلی جاسکتی ہے۔ جو مقدر ہو چکا ہے۔ اوس سے چارہ نہیں ہے۔

بختیار۔ محترم خاتون یہ آپ کیا فرما رہی ہیں۔ آپ مجھے حکم دیں۔ آپ کے لیے میں اپنی زندگی قربان کر دینے پر آمادہ ہوں۔ خیر یہ موقع زیادہ گفتگو کا نہیں ہے۔ مہربانی فرماکر آپ بستر سے اُٹھیں۔ اور مالکۂ ہوٹل کو اندر آنے کی اجازت دیں۔ جو آپ کا غم غلط کرنے اور آپ کا دل بہلانے آئی ہیں۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ آپ ان سے نہ ملیں۔ اگر آپ کو ان کی ملاقات سے کوئی دلچسپی نہ ہو تو آیندہ آپ اون سے نہ ملیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ یہ خاتون نہایت خلیق اور لایق ہیں۔

زبیدہ۔ اچھا بلالو۔

یہ کہکر زبیدہ پلنگ سے اٹھی۔ کپڑوں کو درست کیا۔ اور مالکۂ ہوٹل کے کمرہ میں داخل ہونے پر اوس سے نہایت بشاش ہو کر ملی۔ اور عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا۔ مالکۂ ہوٹل نے کرسی پر بیٹھ کر کہا۔

محترم خاتون خدا آپ کا یہاں آنا مبارک فرمائے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہمیں نہایت خوشی اور عزت حاصل ہوئی ہے۔ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں باہم ہوتی رہیں۔ اور آخر سلسلۂ گفتگو زیور اور لباس تک پہونچا۔ زبیدہ اس وقت سونے کے مرصع کنگن ہاتھوں میں پہنے ہوئے تھی۔ مالکۂ ہوٹل نے ان کو دیکھکر کہا۔

یہ کنگن یوروپ کی بہترین مصنوعات میں سے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ بہترین چیز ہیں۔

زبیدہ۔ بیشک کیا آپ ملاحظہ فرمائیں گی۔

یہ کہکر زبیدہ نے ہاتھ سے کنگن اوتار اور مالکۂ ہوٹل کو دیتے ہوئے کہا۔

کیا آپ کے یہاں کے کاریگر بھی اس قسم کے کنگن تیار کر سکتے ہیں۔
مالکۂ ہوٹل۔ ہمارے ہاں کے کاریگر زیور بنانے میں نہایت ہوشیار ہیں اور میرے پاس جسقدر زیورات ہیں سب یہیں کے کاریگروں کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھئے میرا یہ کنگن ملاحظہ فرمائیے۔ یہ یہیں تیار ہوا ہے۔ اور کتنا اچھا ہے۔ اس کے بعد مالکۂ ہوٹل نے زبیدہ کا کنگن واپس دیتے ہوئے کہا۔
اگرچہ یہاں کے کاریگر نہایت ہوشیار ہیں۔ لیکن یورپ کے کاریگروں کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس سیفٹی پن کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کہکر اوس نے اپنے سر کے بالوں میں سے ایک سیفٹی پن نکالی اور زبیدہ کے ہاتھ میں دیکر کہا۔
دیکھئے یہ غالباً یوروپ ہی کی بنی ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں کے کاریگر اس قدر خوبصورت صاف اور سبک کوئی زیور تیار نہیں کر سکتے۔
زبیدہ نے سیفٹی پن کو لے کر غور سے دیکھا۔ اوس کا دل دھڑکنے لگا۔ اور جسم میں ایک رعشہ سا پیدا ہوا۔ یہ سیفٹی پن اوس سے بہت مشابہ تھی جو اوس نے شفیق کو دی تھی دیر تک وہ سیفٹی پن کو غور سے دیکھتی رہی۔ وہ جس قدر غور سے سیفٹی پن کو دیکھتی تھی اوس کو اس کا یقین ہوجاتا تھا۔ کہ یہ وہی سیفٹی پن ہے۔ جو اوس نے شفیق کو دی تھی۔ اسکا یقین ہوجانے کے بعد اوس کے چہرہ کا رنگ زرد ہوگیا۔ اور جسم کانپنے لگا۔ مالکۂ ہوٹل زبیدہ کی یہ حالت دیکھکر تعجب و حیرت میں تھی۔ اور یکایک اوس پر یہ حالت طاری ہوجانے کا کوئی سبب اوسے معلوم نہ ہوتا تھا۔ زبیدہ نے بہت کوشش کی کہ اوس کی حالت درست ہو اور مالکۂ ہوٹل اوس کے اس تاثر کو محسوس نہ کرے۔ لیکن سیفٹی پن کے راز اور شفیق کی یاد نے اوسے اس وقت اتنا خود رفتہ بنا دیا کہ وہ ضبط پر قادر نہ ہو سکی۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ اوس نے بہت کوشش کی کہ دل ٹھہرے۔ تو مالکۂ ہوٹل سے دریافت کرے کہ یہ سیفٹی پن اوسے کہاں سے اور کیونکر ملی۔ لیکن وہ قدرت نہ پاسکی۔ اور تکیہ پر سر رکھکر لیٹ گئی اور سیفٹی پن اوس کے ہاتھ سے گر گئی جس کو مالکۂ ہوٹل نے اٹھالیا اور اپنے بالوں میں لگا کر زبیدہ کی طرف دیکھا اور کہا۔
بیٹی تمھیں خدا خوش و خورم رکھے۔ تمھارا کیا حال ہے۔ یہ اضطراب و

بے چینی کیسی ہے - کیا طبیعت کچھ زیادہ خراب ہے - اجازت ہو تو ڈاکٹر کو بلواؤں۔
زبیدہ - نہیں نہیں ڈاکٹر کی اس وقت ضرورت نہیں ہے - اگر کسی وقت ضرورت ہو گی تو بلوا لیا جائے گا۔

مالکہ ہوٹل زبیدہ کی حالت کو خراب پاکر اٹھی تاکہ اپنے شوہر کو اوس کے حال سے آگاہ کرے اور اوس کے والد کو اوس کی حالت سے خبردار کر کے طبیب کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دے مالکہ ہوٹل نے کھڑے ہو کر زبیدہ سے اجازت چاہی اور پھر کمرہ سے باہر نکل کر چلی گئی۔

مالکہ ہوٹل کے جانے کے بعد بختیار زبیدہ کے کمرہ میں داخل ہوا - اور زبیدہ کو مضطرب حال و پریشان پاکر سبب پوچھا - زبیدہ نے سیفٹی پن کا واقعہ بیان کیا اور پھر کہا۔

بختیار میں چاہتی ہوں کہ کسی طریقہ پر اس سیفٹی پن کا حال معلوم کرو - یہ سیفٹی پن مالکۂ ہوٹل کے پاس کہاں سے آئی اور کیونکر آئی - بختیار نے زبیدہ کو اطمینان دلایا اور باہر چلا گیا۔

مالکہ ہوٹل زبیدہ کے کمرہ سے نکل کر سیدھی اپنے شوہر کے پاس پہونچی تمام واقعہ بیان کیا اور آخر میں کہا۔

میرے خیال میں یہ لڑکی کسی عصبی مرض میں مبتلا ہے - مرض نے اس کو اس قدر ناتواں کر دیا ہے کہ وہ معمولی باتوں سے بھی بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے - میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ لڑکی کے والد پاشا سے اس کا ذکر کریں اور ان کو مشورہ دیں کہ وہ لڑکی کا علاج یہاں کے مشہور اطباء سے کرائیں۔

مالک ہوٹل نے بیوی کی رائے کو پسند کیا اور ظاہر کیا کہ وہ کسی فرصت کے وقت پاشا کے پاس جاکر اس کا ذکر کریگا۔

۶۲

ڈاکٹر نلسن

دوسرے دن صبح کو پاشا نے بستر خواب سے اُٹھ کر زبیدہ کو نہایت حزین و غمگین اور ضعیف و کمزور پایا۔ زبیدہ کی قابل رحم حالت دیکھکر اوسے بہت رنج ہوا اور باقاعدہ علاج کرانے کا ارادہ کر کے اوس نے مالک ہوٹل کو بلایا۔ اور کہا

مہربانی کر کے آپ بیروت کے کسی مشہور طبیب کو بتلائیے۔ میں اپنی بیٹی کو جس کی صحت بہت خراب ہے۔ دکھانا چاہتا ہوں۔

مالک ہوٹل۔ جناب پاشا بیروت میں بہت سے ماہر فن طبیب و ڈاکٹر ہیں۔

پاشا۔ ہاں مجھے معلوم ہے کہ یہاں بہت سے لائق ڈاکٹر و طبیب موجود ہیں لیکن میں ایک ایسے طبیب کو چاہتا ہوں جو اپنے فن میں سب سے زیادہ مشہور و لائق ہو۔

مالک ہوٹل۔ یہاں کے اطبا عموماً ایک صنف خاص کے ماہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ عام امراض کا علاج بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہر شخص ایک خاص دستگاہ ایک مرض میں رکھتا ہے۔ آپ کی لڑکی کو کیا مرض ہے۔

پاشا۔ عام امراض کا علاج کرنے میں جو سب سے زیادہ مشہور و لائق طبیب ہو میں اس کو بلانا چاہتا ہوں۔

مالک ہوٹل۔ بیروت مین امراض عمومیہ کے علاج کرنے والے ایک مشہور و لائق ترین طبیب ڈاکٹر نلسن ہیں۔ اگرچہ اون کی زیادہ شہرت تو آنکھ کے امراض کا علاج کرنے میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عام امراض کے علاج میں بھی۔ جو قدرت انھیں حاصل ہے۔ کسی دوسرے طبیب کو نہیں۔ فن طب کے علاوہ دوسرے علوم و فنوں میں بھی انھیں ید طولی حاصل ہے۔ اسی کے ساتھ اپنے ہم پیشہ لوگوں کے بر خلاف نہایت خلیق اور ملنسار آدمی ہیں اور ان کی باتین اس قدر پُر لطف اور دلچسپ ہوتی ہیں کہ مریض کا آدھا مرض تو اوں کی باتوں ہی سے جاتا رہتا ہے تقریباً پچاس برس سے وہ یہاں

درس تدریس اور معالجات کا کام کرتے ہیں - اور تمام شہر اون کی تشخیص پر اعتقاد کامل رکھتا ہے - امراض کی تشخیص میں انھیں اس قدر ملکہ حاصل ہے کہ وہ مریض کو دیکھتے ہی اوس کے مرض کو معلوم کر لیتے ہیں - اور اون کی تشخیص کبھی غلطی نہین کرتی -

پاشا - بہتر ہے انھیں کو بلایا جاے - مہربانی فرماکر انھیں بلانے کے لیے اسی وقت آدمی بھیجدیا جاے اس وقت لڑکی کی طبیعت زیادہ خراب ہے -

مالک ہوٹل - جناب پاشا اس وقت وہ نہیں آسکتے ظہر کے بعد تشریف لاسکتے ہیں - صبح سے دوپہر تک شہر کے بعض شفاخانوں میں غربا کا علاج مفت فرماتے ہیں - اور کسی مجسم کی فیس نہیں لیتے -

پاشا - میں اون کو ڈبل (دوگنی) فیس دوں گا - ان کو شفاخانہ سے بلوالیا جاے کیا وہ معقول فیس پر بھی نہ آئیں گے -

مالک ہوٹل - محترم پاشا ڈاکٹر نلسن لالچی آدمی نہیں ہیں - اور اپنے ہمیشہ لوگوں کے خلاف وہ فیس کی پروا نہیں کرتے - وہ غریب لوگوں کے علاج کو امرا کے علاج پر ترجیح دیتے ہیں - اور تمام شہر اون کے اِس خلوص وایثار سے واقف ہے "

پاشا - تعجب ہے میں نے اس وقت تک ایسا ایثار کرنے والا شخص نہیں دیکھا -

مالک ہوٹل - حضور پاشا کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ وہ نہ صرف غریبوں کا علاج ہی مفت کرتے ہیں بلکہ اون کو ادویات اور تمام ضروری چیزیں بھی مفت عنایت فرماتے ہیں - اس کے علاوہ بہت سے غریب خاندانوں اور بیکس ولاوارث عورتوں کی روپیہ سے بھی مدد فرماتے اور ماہوار ایک مناسب رقم ان کے مصارف کے لیے عنایت فرماتے ہیں -

پاشا - خیر اگر ظہر سے پہلے وہ تشریف نہ لاسکیں تو ظہر کے بعد ہی ان کو بلایا جاے -

مالک ہوٹل - بہتر ہے

ٹھیک تین بجے ہوٹل کے دروازہ پر ایک گاڑی آکر ٹھہری اور اس میں ایک بوڑھا شخص جس کی عمر ستر برس سے کم نہ تھی اور جو انگریزی لباس پہنے ہوئے تھا - گاڑی

سے اوترا - یہ شخص پستہ قد اکھرے جسم کا تھا - ڈاڑھی لمبی تھی - اور چشمہ لگائے ہوئے تھا -
ہوٹل کے دروازہ پر مالک ہوٹل نے اس کا استقبال کیا - اور پاشا کو اطلاع دی
کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں - پاشا کمرے سے نکلا اور ڈاکٹر صاحب کا
استقبال کر کے اُنھیں اپنے کمرے میں لایا - ڈاکٹر صاحب کی پر لطف باتوں اور
بذلہ سنجیوں سے پاشا بہت خوش ہوا - اور جو کچھ مالک ہوٹل سے اوس کے متعلق سنا تھا
اوس کا یقین ہوگیا - پاشا نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور اظہار عقیدت کے طور پر کہا -

ڈاکٹر صاحب آپ کے حسن اخلاق نے بے اختیار میرے دل میں یہ خواہش پیدا
کر دی ہے - کہ اگر میں بیمار ہوں تو اپنے علاج کے لیے صرف جناب ہی کی طرف رجوع کرونگا
آپ کی باتیں تو تریاق سے زیادہ نافع ہیں -

ڈاکٹر نے پاشا کی تعریف و توصیف کا کوئی جواب نہیں دیا - کیونکہ اپنی تعریف سننے
سے اوسے کچھ حظ حاصل نہیں ہوتا تھا - دیر تک اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں اور
پھر پاشا نے کہا :-

ڈاکٹر صاحب میں نے اس وقت جناب کو اس لیئے تکلیف دی ہے کہ آپ سے ایک
خاص معاملہ میں مشورہ لوں اور جناب کی رائے سے فائدہ اُٹھاؤں - آپ کے اخلاق نے
مجھے اس امر پر آمادہ کر دیا ہے کہ میں اس راز سے جناب کو آگاہ کر دوں جس کو میں نے ابتک
کسی سے بیان نہیں کیا ہے -

ڈاکٹر - فرمایئے بے تکلف فرمایئے -

پاشا نے اپنی بیٹی (زبیدہ) کا تمام واقعہ سنایا اور پھر کہا ڈاکٹر صاحب میں نہایت پریشان
اور حیران ہوں کہ کیا کروں اس نوجوان (شفیق) کا میری بیٹی کے دل پر پورا پورا اثر
پڑا ہی اور کسی طرح دور ہی نہیں ہوتا - مجھے اس سے انکار نہیں کہ میں بھی اوس سے محبت رکھتا
ہوں اوس نے مجھے موت کے پنجہ سے چھڑایا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ اُن لوگوں
کے ساتھ مارا گیا - جو جنرل ہکس کے ساتھ مہدی سے لڑنے گئے تھے - اور جن میں سے
ایک کو بھی مہدی کی سپاہ نے زندہ نہیں چھوڑا -

ڈاکٹر - کیا آپ نے کبھی اس کی بھی کوشش کی ہے کہ اس (زبیدہ) کے خیال کو
نوجوان کی یاد سے دوسری جانب متوجہ کیا ہو یا اوس کی توجہ کو دوسری جانب مصروف

رکھنے کی کوشش کی ہو۔

پاشا۔ بہت دفعہ اس کی کوشش کی گئی ہے لیکن بے فائدہ۔ وہ ایک منٹ کے لیے بھی نوجوان کو نہیں بھولتی۔ اور ہر وقت اوسی کے خیال میں رہتی ہے۔

ڈاکٹر۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اوس کو ایسے مشاغل میں لگائے رکھا جائے کہ اوس کو نوجوان کے یاد رکھنے یا اوس کا تصور باندھنے کا موقع نہ ملے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ اوس کی صحت زیادہ خراب ہوجائے۔ مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا ہے کہ محبت نے اس کے دل میں اس قدر گھر کر لیا ہے کہ اس کا یقین ہو جانے کے باوجود کہ وہ نوجوان مارا گیا ہے اوس کے دل سے اوس کی محبت نہیں جاتی۔

پاشا۔ مہربانی فرما کر کوئی طریقہ تبلائیے کہ کس طرح اوس کو مشغول و مصروف رکھا جائے کہ اوس کے دل و دماغ سے نوجوان کا خیال نکل جائے۔

ڈاکٹر۔ میری رائے میں یہ بہتر ہوگا کہ اوس کو مختلف مقامات اور شہروں کی سیر کرائی جائے اور بیشتر سفر میں رکھا جائے کوہ لبنان کا سفر میرے نزدیک بہت زیادہ مفید نتائج کا موجب ہوگا۔ لیکن آج کل چونکہ موسم سرما ہے وہاں کا سفر مناسب نہیں آپ کچھ عرصہ یہاں رہیئے اور جب یہ موسم گذر جائے تو کوہ لبنان کی طرف تشریف لے جائیے۔ وہاں کی آب و ہوا سے یقیناً فائدہ ہوگا۔ دُنیا میں کوہ لبنان کو خدا نے عجیب و غریب چیز بنایا ہے۔

پاشا۔ لیکن بالفعل کیا صورت اختیار کی جائے۔ دن اور رات کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ وہ اپنے افکار اور اوس نوجوان کی یاد سے غافل رہتی ہو۔ میں جس قدر اوس کو تسکین دیتا اور تسلی آمیز باتیں کرتا ہوں۔ اوس کا غم والم زیادہ ہوتا ہے۔ اور صحت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے۔

ڈاکٹر۔ آنکھ سے چشمہ اُتار کر ریشمی رومال سے صاف کرتے ہوئے عشق و محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ دلدادگان عشق کو جس قدر ملامت کی جائے گی۔ اوسی قدر اون کی محبت میں زیادتی ہوگی اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ کچھ نہ کہیں اور اوس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں اور جب کبھی نوجوان کا ذکر گفتگو میں آجائے تو اُس کی خوبیوں کا ذکر اوس کے سامنے کریں اُمید ہے کہ زمانہ اور فراق کی طویل مدت خود بخود اوس کی

امیدیں کو ضعیف کردیگی - اور پھر آہستہ آہستہ نوجوان کا خیال دور ہو جائیگا۔
پاشانے ڈاکٹر کا فقرہ ختم ہوتے ہی ایک آہ سرد کھینچی اور کہا۔
ڈاکٹر صاحب حقیقت یہ ہے کہ آپ مصیبت زدہ لوگوں کے حقیقی غمخوار ہیں۔ کیا میں جناب سے اس کی خواہش کرسکتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً تشریف لاکر میری عزت افزائی فرمائیں گے۔
ڈاکٹر - انشاء اللہ میں حاضر ہوا کروں گا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کبھی کبھی آپ اپنی بیٹی کو میرے غریب خانہ پر میری بیوی کے پاس بھیجدیا کریں۔ میرا مکان منارہ کے قریب ہے اور ایسی جگہ واقع ہے کہ پہاڑ کا پورا لطف حاصل ہوتا ہے۔ اوس کے ایک جانب دریا ہے اور دوسری طرف پہاڑ

۶۳

تصویر اور سیفٹی پن کا تجسس

ادھر پاشا اپنے کمرہ میں ڈاکٹر سے مصروف گفتگو تھا۔ اور ادھر زبیدہ اپنے کمرہ میں شفیق کی تصویر کو ڈھونڈھ رہی تھی۔ تمام کمرہ کا کونہ کونہ اوس نے ڈھونڈھ ڈالا لیکن تصویر نہیں ملی۔ جب بالکل مایوس ہوگئی تو اوس نے فیصلہ کرلیا کہ تصویر اس کمرہ میں نہیں ہے اور یقیناً اوس کے والد نے اوسے کہیں چھپا دیا ہے۔ اور ممکن ہے ان کی جیب میں ہو۔ اس خیال نے اوسے قدرِ تسکین دی اور نہ یہ ارادہ کرکے کہ جب اوس کا باپ سونے کے لیے کپڑے اتارے گا۔ تو وہ اوس کی جیبوں میں تصویر کی تلاش کرے گی۔ پلنگ پر لیٹ گئی۔ اور بختیار کا انتظار کرنے لگی
شام کو بختیار آیا۔ سیفٹی پن اوس کے ہاتھ میں تھی۔ زبیدہ کا دل سیفٹی پن کو دیکھ کر اچھلنے لگا بختیار کے ہاتھ سے سیفٹی پن اوس نے لے لی اوسکو بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا اور پھر غور سے اوس پر نظر ڈالی۔ بے اختیار آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔

اور بختیار سے پوچھا۔

ہاں بتلاؤ تم نے اس کے متعلق کیا معلوم کیا۔

بختیار۔ محترم خاتون افسوس ہے کہ مالک ہوٹل نے اس کے متعلق کوئی خاص بات نہیں بتلائی۔ میں نے اوس کے پاس جاکر کہا تھا کہ آپ کو وہ سیفٹی پن بہت پسند ہے جوکل آپ کی بیگم لگا کر گئی تھیں۔ آپ نے اوسے پھر دیکھنے کے لیے منگا یا ہے۔ اسی سلسلہ میں اوس سے میں نے معلوم کرنا چاہا کہ اوس کے پاس یہ سیفٹی پن کہاں سے آئی۔ لیکن اوس نے صرف یہ کہا کہ اوس کو یہ ہدیتہً ایک یوروپین سیاح نے۔ جو انگلستان سے آیا تھا اور ہوٹل میں ٹھہرا تھا دی تھی۔

زبیدہ۔ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ سیفٹی پن میں نے شفیق کے پاس دیکھی تھی جبکہ وہ سوڈان جارہے تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیونکر انگلستان پہنچ گئی۔ واللہ اس سے پیارے شفیق کی بو آرہی ہے۔ شاید کوئی خبر اوس کی ہمیں ملے۔

اس کے بعد زبیدہ نے بختیار کو مخاطب کر کے کہا۔

تمھیں شفیق کی تصویر کا واقعہ معلوم ہوا۔

بختیار۔ نہیں بالکل نہیں۔

زبیدہ نے تمام واقعہ سنایا اور اس کے بعد کہا میرا خیال ہے کہ والد نے تصویر کو اس خیال سے کہیں چھپا دیا ہے کہ اوس کی عدم موجودگی سے میں شفیق کے خیال سے بیگانہ بن جاؤں اور اوس کو بھلا دوں۔ آہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ میں شفیق کو بھلا دوں۔ اور اپنے دل سے اوس کے خیال کو نکال ڈالوں۔ اوس کی محبت میرے جسم کی رگ رگ میں پیوستہ اور اعضا میں خون کی طرح جاری وساری ہے۔

بختیار۔ محترم خاتون گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اطمینان رکھو میں جب تک تصویر کو ہم پہونچاؤں گا۔ مجھے چین نہ پڑے گا۔ اور اس سیفٹی پن کا حال بھی جس طرح ممکن ہوگا معلوم کروں گا۔ خواہ اس میں مجھے کتنی ہی تکلیف و زحمت اٹھانی پڑے۔

زبیدہ۔ دنیا میں تمھارے سوائے میرا ہمدرد کون ہے جس پہ میں بھروسہ کرسکوں میں بہت خوش ہوں گی اگر تم نے تصویر حاصل کرنے اور سیفٹی پن کے یہاں تک پہونچنے کی کیفیت معلوم کرنے کی خدمت انجام دی۔ لو یہ سیفٹی پن لے جاؤ اور مالک ہوٹل

کے حوالہ کر کے واقعہ پھر دریافت کرو کہ یہ کیونکر اوس کے پاس پہونچی - اگر کوئی نئی بات معلوم ہو تو مجھے آگاہ کرنا -
بختیار نے سیفٹی پن کو لے لیا اور کمرہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ پاشا دروازہ پر ملا اور بختیار سے یہ معلوم کر کے کہ اس وقت زبیدہ کی طبیعت اچھی ہے خوش ہو گیا۔
اور زبیدہ کے کمرہ میں داخل ہوا - دیر تک باپ بیٹی میں ادھر اودھر کی باتیں ہوتی رہیں - اثنا ر گفتگو میں پاشا نے دیکھا کہ اور دونوں کی نسبت آج زبیدہ کی طبیعت اچھی ہے - اوسے یہ محسوس کر کے مسرت ہوئی اور اوس نے اوس کا دل بہلانے کے لیے کہا -
بیٹی آج بعض ضروری کاموں کی وجہ سے میں تم سے نہیں مل سکا۔ تمھیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی -
زبیدہ - ہاں ابا جان آج دن بھر آپ تشریف نہیں لائے - تکلیف تو مجھے نہیں ہوئی لیکن یہاں پڑے پڑے جی گھبرا گیا -
پاشا - بیٹی میں خود اس کا خیال کر رہا تھا انشاء اللہ اب ہم کہیں سیر و تفریح کے لیے ہوٹل سے باہر نکلا کریں گے - بیروت میں ایک ڈاکٹر ہیں - جن کا نام ڈاکٹر ملسن ہے اور جو نہایت خلیق بذلہ سنج اور اپنے فن میں مشہور ہیں - انھوں نے ہمیں اپنے گھر بلایا ہے -
زبیدہ - کیا آپ سے اون سے کچھ پہلا تعارف ہے -
پاشا - نہیں پہلے سے تو تعارف نہیں - میں نے اون کو تمھاری خرابی صحت کے متعلق مشورہ لینے کے لیے بلایا تھا - اونھوں نے تمھاری حالت معلوم کر کے بہت کچھ ہمدردی فرمائی - بیٹی ڈاکٹر صاحب نہایت خلیق ہیں اور مجھے اون کے اعلےٰ اخلاق نے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے -
زبیدہ - انھوں نے پہلی ہی ملاقات میں اس قدر بے تکلفی کیونکر پیدا کر لی - کہ آپ کو اپنے گھر بلایا - یوروپین لوگوں کا تو یہ دستور نہیں ہے -
پاشا - بیٹی اگرچہ وہ یوروپین ہیں - لیکن پچاس برس سے بیروت میں رہتے ہیں - اور اب اون کے اخلاق و عادات، تمدن و معاشرت سب یہیں کے لوگوں کے سے ہو گئے

ہیں - یہاں کی زبان بے تکلف بولتے ہیں اور زبان کے محاورات اور امثال پر انھیں پورا عبور حاصل ہے میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہر بات میں یہاں کی ایک مثال بیان کر دیتے ہیں۔کسی زبان پر اتنا عبور اہل زبان ہی کو حاصل ہوتا ہے - اور باوجود اِس کے کہ وہ بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن اون کے عزم و ہمت اور استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا ہے - نہایت پر لطف باتیں کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر تم اون کے پاس بیٹھ کر تھوڑی دیر بھی اون کی باتیں سنو تو تمام غم والم دور ہو جائے لیکن چونکہ ہمارے مذہب میں پردہ فرض ہے اس لیے میں یہ پسند نہیں کرتا - کہ تم اون سے ملو یا اون کے پاس بیٹھو۔ کل انشاء اللہ جب ہم اون کے گھر چلینں گے تو تم ان کی بیوی سے ملنا۔ بہت ممکن کہ اون کی بیوی کو بھی ڈاکٹر صاحب کے اخلاق میں سے کچھ حصہ ملا ہو - اور تم اون سے مل کر خوش ہو۔"

زبیدہ - بہت بہتر کل ضرور اون کے ہاں چلینں گے۔

دیر تک اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں - اور جب رات خاصی گذر گئی - تو دونوں اپنی اپنی جگہ پلنگوں پر جا کر سو رہے - آج زبیدہ خلاف معمول نہایت آرام سے سوئی - صبح اُٹھ کر پاشا نے زبیدہ کو خوش پایا - جس سے اوسے بے حد مسرت ہوئی۔"

٦۴

ہوٹل کا باورچی

مختیار زبیدہ کے کمرہ سے نکل سیفٹی پن ہاتھ میں لیے ہوئے سیدھا مالک ہوٹل کے پاس پہونچا اور سیفٹی پن اُس کے حوالہ کرتے ہوئے کہا۔

محترم خاتون اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی ہیں اور دریافت کیا ہے کہ اگر تم کو معلوم ہو تو اس کارخانہ یا کاریگر کا نام انھیں بتلا دیا جائے جہاں یہ تیار ہوئی ہے وہ اسی قسم کی

سیفٹی پن تیار کرانا چاہتی ہیں۔

مالک ہوٹل - میں تم سے پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ یہ یورپ کی بنی ہوئی ہے ایک انگریز سیاح ہوٹل میں آکر ٹھہرا تھا وہ ہدیہ کے طور پر دے گیا ہے۔ افسوس ہے کہ میں نے اوس سے کارخانہ کا نام نہیں پوچھا ورنہ ضرور بتا دیتا۔"

بختیار - اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو میں یہ دریافت کروں کہ کیا آپ اس سیفٹی پن کو فروخت کر سکتے ہیں۔

مالک ہوٹل - نہیں نہیں - ایسی چیز جو ہدیہ کے طور پر ملی ہو فروخت نہیں کی جا سکتی البتہ یہ ممکن ہے کہ اگر خاتون اس کو قبول فرمائیں تو اون کے نذر کی جا سکتی ہے۔

بختیار - خاتون شاید اس طرح لینا پسند نہ کریں۔

یہ کہکر بختیار نے مالک ہوٹل کو سلام کیا اور واپس چلا آیا۔ اثنائے راہ میں اوسے خیال آیا کہ شام کو فرصت کے وقت وہ ہوٹل کے باورچی سے جس سے اوس نے ان دونوں میں خاصی شناسائی پیدا کر لی تھی۔ جا کر ملیگا۔ شاید وہاں کوئی نئی خبر معلوم ہو رات کو کاموں سے فارغ ہو کر ۸ بجے کے قریب بختیار باورچی کے پاس پہونچا۔ جو ایک چوکی پر بیٹھا ہوا تھا۔

اور سامنے ایک چھوٹی سی بوتل رکھی ہوئی تھی جس میں سفید سا کوئی عرق تھا۔ بختیار نے بوتل اور اس کے قریب ہی ایک پیالہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ شراب ہے۔ باورچی اس وقت ننگے سر بیٹھا ہوا تھا۔ بختیار کو دیکھتے ہی اوس نے نہایت تپاک سے اوس کو بٹھایا۔ بوتل میں سے ایک پیالہ بھر کر پیش کیا بختیار نے پیالہ اوس کے ہاتھ سے لے لیا لیکن موقع پاکر زمین پر شراب کو گرا دیا۔ باورچی شراب پیتا جاتا تھا اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اوس نے بوتل خالی کر دی۔ بختیار نے اوس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کہا۔

دوست یہ ہوٹل نہایت اچھے موقع پر واقع ہے۔ گرمیوں کے موسم میں تو یہاں بڑا لطف رہتا ہوگا۔ دریا سے قریب تر ہونے کی وجہ سے طبیعت یہاں بہت خوش اور بشاش رہتی ہے۔

باورچی - (شراب کے نشہ میں گنگناتے ہوئے) بے شک یہ ہوٹل بہت اچھی جگہ

واقع ہے۔ لیکن ہمارے لیے تو یہاں کا موسم سرما مفید ہے۔ اس موسم میں کثرت سے مسافر ہوٹل میں آتے ہیں۔ اور دور دور کے لوگ آکر ٹھہرتے ہیں۔

سیاحوں اور مسافروں کا ذکر آجانے سے بختیار خوش ہوگیا۔ اور سیفٹی پن کی کیفیت معلوم کرنے کی اُمید بندھ گئی۔ گفتگو کو ڈھنگ پر لانے کے لیے اوس نے کہا۔

کیا سرما کے موسم میں مسافر و سیاح یہاں زیادہ آتے ہیں یہ تو عجیب بات ہے آخر اس موسم میں مسافروں کے زیادہ آنے کا سبب۔

باورچی۔ بات یہ ہے کہ سرما میں جو لوگ یہاں آتے ہیں وہ عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو بیت المقدس حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ چونکہ بیروت راستہ میں پڑتا ہے۔ اس لیے وہ یہاں اترتے ہیں۔ اور پھر یافہ ہوکر بیت المقدس جاتے ہیں۔ اسی طرح فصل ربیع میں کوہ لبناں کی زیارت کرنے والے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ لبنان پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے درخت موجود ہیں یہاں ٹھہر کر لبنان جاتے ہیں۔ یہ لوگ نہایت فیاضی سے روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ہمیں ان سے بہت کچھ ملجاتا ہے۔

بختیار۔ ان لوگوں سے تمھیں کیا کیا چیزیں مل جاتی ہیں۔ کپڑے زیور یا زر نقد

باورچی۔ سب چیزیں ملتی ہیں کپڑے بھی روپیہ اور زیور بھی۔

بختیار۔ عبود۔ (باورچی کا نام) ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق ہی دیتا ہوگا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ کچھ زیادہ رقم یا کوئی قیمتی زیور اور کپڑا تو بہت کم ہاتھ آتا ہوگا اور میرے نزدیک تم اور چیزوں کی نسبت زر نقد کو زیادہ پسند کرتے ہوگے۔

عبود۔ (مسکرا کر) ہاں ہاں یہ بالکل درست ہے۔ مجھے تمام چیزوں سے خواہ وہ کیسی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں زر نقد زیادہ پسند ہے۔

بختیار۔ عبود بھلا یہ تبلاؤ مثلاً تمھیں کوئی شخص ایک سیفٹی پن دے تو کیا تم اوسپر بھی زر نقد کو ترجیح دوگے۔

عبود۔ بے شک۔ سیفٹی پن میرے کس کام کی۔ میں یوروپین لباس نہیں پہنتا کہ سیفٹی پن لگاؤں میں تو سادہ لباس پہنتا ہوں۔ پاجامہ اور کرتہ بس۔ اگر مجھے یوروپ

کے لباس کا کپڑا یا کوئی زیور بلجاتا ہے تو میں اوس کو بیچ ڈالتا ہوں۔ اور میں قیمتی سے قیمتی چیزوں کو روپیہ کے مقابلہ میں وقعت نہیں دیتا۔

بختیار۔ عبود معاف کرنا کیا یہ تم بالکل سچ کہہ رہے ہو۔

عبود۔ میں نے ایک بات بھی جھوٹ نہیں کہی۔ اگر تم کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو ہوٹل کے مالک خواجہ ببول سے دریافت کر لو۔ وہ تمھیں تبلا دے گا۔ کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے یا جھوٹ ابھی تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے کہ میں سوڈان سے ....

آہ سوڈان ....

یہ کہہ کر عبود نے ایک آہ سرد کھینچی اور خاموش ہو گیا۔ گویا کوئی دردناک واقعہ اُسے یاد آگیا اور بے اختیار اوس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

بختیار متعجب اور حیرت میں تھا کہ سوڈان کے ذکر نے کیوں یکایک اوس کی حالت بدل دی۔ سوڈان کا نام سن کر بختیار کے دل میں عبود کی پوری بات سُننے کا شوق پیدا ہوا اور عبود کی طرف دیکھ کر کہا۔

بھائی عبود کیا سوڈان تم گئے ہو۔

عبود۔ ہاں میں سوڈان گیا ہوں اور اس ملک سے اچھی طرح واقف ہوں"۔

یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگا۔ بختیار کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور تسکین دیتے ہوئے اوس نے کہا۔

کیا سوڈان میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے جس کی یاد سے تمھاری حالت غیر ہو جاتی ہے۔ اور تم بے اختیار رونے لگتے ہو۔

عبود۔ آہ بختیار کیا پوچھتے ہو میں سوڈان میں ایک مصیبت عظمیٰ میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ خداوند تعالےٰ اس مہدی کو غارت کرے۔ جس نے مجھے میرے آقا سے چھڑا کر تباہ و برباد کر دیا ہے۔

بختیار۔ کیا تم سوڈان ہی کے رہنے والے ہو یا کہیں باہر سے سوڈان گئے تھے"۔

عبود۔ (آنسوؤں کو رومال سے پونچھتے ہوئے) مین مصر سے سوڈان گیا تھا۔ میرا دستور تھا کہ میں جاڑوں کے موسم میں سیاحوں کے ساتھ اون کو سیر کرانے

مصر جایا کرتا تھا۔ سنہ ۱۸۸۳ عیسوی میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ کوئی سیاح مجھے نہ مل سکا۔ اور موسم ختم ہو جانے پر بادل شکستہ میں بیروت واپس آنے کے لیے تیار تھا کہ ایک خبر ملی کہ جنرل ہیکس سپاہ لے کر مہدی سے لڑنے جا رہے ہیں۔ اتفاق سے جنرل مذکور کے ایک افسر نے مجھے خدمتگاروں میں ملازم رکھ لیا اور اون کے ساتھ مصر سے روانہ ہو کر میں خرطوم پہونچا۔ کچھ عرصہ تک میں اپنے آقا کے ساتھ خرطوم میں رہا۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ میرا آقا اپنے معمولی لباس سے مختلف لباس پہنے میرے پاس آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوس نے گویا کوئی بھیس بدلا ہے میں نے تبدیل لباس کی وجہ پوچھی تو کہا۔

عبود میں جنرل ہیکس کے حکم سے ایک مہم پر ابیض جا رہا ہوں۔ جہاں مہدی رہتا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ تمھیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ تم میری واپسی تک یہیں ٹھہرو اور میرے اسباب کو اپنی حفاظت میں رکھو۔

آہ بختیار افسوس ہے کہ میرا آقا جو نہایت شریف اور غریب پرور تھا اپنی مہم سے واپس نہیں آیا۔ میں بہت دنوں تک خرطوم میں ٹھہرا رہا اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ جنرل ہیکس اور اوس کی تمام سپاہ کو مہدی کے لوگوں نے تباہ و برباد کر دیا اور ایک بھی اون کے ہاتھوں سے بچ کر واپس نہ آیا تو میں گھبر اگیا۔ اور دل نے رائے دی کہ اب یہاں سے واپس چلو۔ چنانچہ میں اپنے آقا کے کپڑوں اور ضروری سامان کو لے کر بیروت کے ارادہ سے خرطوم سے روانہ ہوا۔ بیروت آنے کے لیے بربر کا راستہ تھا۔ جس میں سواکن پڑتا تھا۔ اور اس زمانہ میں سواکن کی حالت خطرہ سے خالی نہ تھی۔ آخر میں نے بھیس بدلا۔ اور تمام غیر ضروری سامان کو وہیں چھوڑ کر اور صرف قیمتی چیزوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا "

۶۵

مشرقی سوڈان

راستہ میں مجھے بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سی پہاڑیوں اور نشیبی میدانوں سے بھوک اور پیاس کی مصیبت اٹھاکر سفر پورا کیا راستہ معلوم نہ تھا۔ جدھر منھ اٹھتا تھا چلا جاتا تھا۔ غرض بڑی تکلیفیں اُٹھاکر بربر پہونچا۔ اور بربر سے ایک شخص کے ساتھ جو سواکن کی طرف جا رہا تھا روانہ ہوا۔ اس شخص کو حسین پاشا نائب حاکم بربر نے کسی اہم خدمت پر بھیجا تھا۔ ہم نے آدھا راستہ طے کرلیا۔ تو معلوم ہوا کہ سواکن کا راستہ بند ہے۔ اور مہدی کا سردار عثمان دغنہ سواکن سے قریب فوجیں لیے پڑا ہے

یہ معلوم کرکے کہ سواکن کا راستہ بند ہے ہم بہت پریشان ہوئے۔ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ میرا ساتھی چونکہ سوڈان کا رہنے والا تھا اس لیے اوس کے لیے یہ بہت آسان تھا کہ وہ مہدی کے متبعین کا سا لباس اختیار کرکے اس خطرہ سے نکل جائے لیکن میرے لیے یہ بھی دشوار تھا کیونکہ میں سوڈانی زبان سے پورے طور پر واقف نہ تھا۔ ان وجوہ سے میری پریشانی اور بڑھ گئی اور میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ اس خطرہ سے مجھے بچانے کی کوئی تدبیر نکالے۔ اوس نے خود بھی متبعین مہدی کا سا لباس پہنا اور مجھے بھی پہنایا۔ اور سوڈانی زبان میں جس قدر میں کسی قدر واقف تھا ضروری باتیں مجھے سکھادیں۔ اور بتلایا کہ اگر ہم گرفتار ہوجائیں تو اپنے کو مہدی کا مرید بتلائیں۔

اس قرار داد اور تبدیل لباس کے بعد ہم آگے بڑھے اور سنکات کے قریب جس کے قلعہ میں مصری فوج تھی اور مہدی کے متبعین نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ پہونچے۔ میرے ساتھی نے مجھے بتلایا کہ جو مصری فوج قلعہ میں ہے اوس کو مہدی کے گروہ سے بچانے اور اوس کو مدد پہونچانے کے لیے مصری

فوج کا ایک دستہ "ہیکر پاشا" کی ماتحتی میں آرہا ہے۔ ان مشکلات اور خطرات کو دیکھ کر میں نے اپنے ساتھی کو رائے دی کہ آگے بڑھنے اور سواکن کی طرف سفر کو جاری رکھنے سے یہ بہتر ہے کہ ہم اس وقت سنکات میں چلے جائیں۔ کیونکہ میں نے سنا تھا کہ مہدی کے ایک فوجی افسر عثمان دغنہ نے سواکن کے تمام قرب و جوار پر قبضہ کر لیا ہے اور اوس کی فوجیں وہاں پڑی ہیں۔

میرے ساتھی نے میری رائے کو پسند کیا اور رات کو ہم نے سنکات کے قلعہ کے قریب پہنچ کر بلند آواز سے پناہ و امن کا مطالبہ کیا۔ محافظوں نے ہم کو امن دیا۔ اور ہم شہر میں چلے گئے۔ رات ہم نے قلعہ کے قریب ہی گذاری اور صبح اٹھ کر شہر میں گئے۔

سنکات کوئی بڑا شہر نہیں ہے۔ اور نہ کچھ عالی شان عمارتیں اوس میں ہیں۔ رعایا ذخیرۂ خوراک کے کم ہو جانے سے پریشان حال تھی۔ اور چونکہ راستہ بالکل بند تھا اس لیے ذخیرۂ خوراک کی بہم رسانی بہت مشکل تھی۔ شہر کے لوگوں نے جب ہم کو دیکھا تو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور مہدی کی سپاہ اور جرنیل ہکس اور اوس کی سپاہ کے مارے جانے کے حالات ہم سے پوچھنے لگے

۶۶

سنکات کی محافظ سپاہ کا افسر

میں اپنے رفیق سفر کے ساتھ شہر میں پھر رہا تھا کہ ایک سپاہی نے آکر مجھ سے کہا کہ توفیق بک شہر کی محافظ سپاہ کے افسر تم کو بلاتے ہیں۔ میں سپاہی کے ساتھ ہو لیا۔ جو مجھ کو ایک دیوان خانہ میں جہاں توفیق بک بیٹھا ہوا تھا لے گیا۔

کمرہ میں داخل ہوتے ہی مجھے بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ توفیق بک نے مجھ سے جرنیل ہیکر کی فوج کے حالات دریافت کیے میں نے کہا کہ مجھے جرنیل ہیکر کی سپاہ کے

متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ آپ کی مدد کو آرہی ہے اور آپ کو مہدی کی سپاہ کے محاصرہ چھڑانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

توفیق نے یہ سن کر سر کو ہلایا اور کہنے لگا کہ کیا جرنیل ہیکر ہماری مدد کو آرہے ہیں۔ اون کے ساتھ عورتیں ہیں یا مرد جو ہمیں مہدی کے گروہ سے چھڑائیں گے۔

یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا اور کمرہ میں ادھر سے اودھر ٹہلنے لگا۔ توفیق بک کی ان حرکتوں کو میں حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن مجھے اس کی جرأت نہ تھی۔ کہ میں اس کا سبب دریافت کرتا دیر تک ٹہلتے رہنے کے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔ اوس کے غضبناک چہرہ کو دیکھکر میں خوفزدہ تھا۔ اور ارادہ کر رہا تھا کہ موقعہ ملے تو یہاں سے نکل جاؤں لیکن یہ امر مشکل تھا۔ سگرٹ پیتے ہوئے توفیق بک نے اوس فوجی افسر کی طرف جو اوس کے داہنے پہلو پر کھڑا تھا دیکھ کر کہا۔

جرنیل ہیکر سپاہ لے کر ہمیں بچانے اور مہدی کی سپاہ کے ہاتھوں سے چھڑانے آرہے تھے۔ لیکن اب انھوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور اوس مصری محافظ سپاہ کو جو توکر میں مہدی کے محاصرہ میں پڑی ہے۔ مہدویوں سے چھڑانے کے لیے درتوکر کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ آہ مجھے افسوس ہے کہ یہ کیسی مصری سپاہ تھی یہ مرد تھے یا عورتیں جرنیل ہیکر جب سپاہ کو لے کر مقام تیب کے چشموں کے قریب پہونچے تو مہدویوں نے ادھر اودھر سے جمع ہو کر اون پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سی سپاہ کو تباہ و برباد کر دیا۔ میں نے سنا ہے کہ جرنیل ہیکر کی سپاہ اور افسروں نے دشمنوں کے مقابلہ میں کوئی بہادری نہیں دکھائی۔ اور نہ پوری طرح مدافعت کی۔ بلکہ تمام سپاہ نے دشمن سے مرعوب ہو کر ہتھیار ڈال دئے۔ اور رحم کی درخواست کرنے لگے گویا وہ عورتیں ہیں۔ جو رحم کی درخواست کر کے اپنی جان بچانا چاہتی ہیں۔ عربوں نے کسی کی التجا پر کان نہیں دھرا اور جو سامنے آیا موت کے گھاٹ اُتار دیا آخر اس کا نتیجہ یہ ہی نکلنا چاہیئے تھا کہ جرنیل ہیکر کی تمام سپاہ تباہ و برباد گئی اور ہم بدستور محاصرہ میں گرفتار ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

افسر نے توفیق بک کے غصہ کو فرو کرنے کے لیے تسلی آمیز الفاظ سے اطمینان دلایا۔ اور ظاہر کیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے جلد ہماری مدد کو مصری حکومت اور فوج

پہنچی گی۔ توفیق بک نے کہا۔

مجھے اپنا خیال نہیں میں موت سے نہیں ڈرتا۔ لیکن مجھے اس کا افسوس ہے کہ حکومت مصر نے ایک ایسی فوج کی کچھ امداد نہیں کی جس نے اپنی شجاعت و دلیری سے اپنے شرف کو قائم رکھا اور دشمن کی پوری مدافعت کرتی رہی۔ اور اس وقت تک دشمن سے اپنے کو بچائے ہوئے ہے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ عثمان وغنہ مہدوی سپاہ کے افسر نے کتنی مرتبہ مجھ سے اس کی خواہش کی ہے کہ میں شہر کو اس کے حوالہ کر دوں۔ جس کے معاوضہ میں وہ میرے اور میری سپاہ کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کرتا ہے لیکن میں نے اوس کی خواہش کو ہمیشہ نفرت کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ اور کبھی اس ذلیل خیال کو دل میں جگہ نہیں دی ہے۔

توفیق بک جوش و خروش کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا غصہ سے اوس کی آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں۔ اور شدۃ غضب سے ہاتھ پانوں تھرتھرا رہے تھے۔ مذکورہ بالا الفاظ ختم کر کے توفیق بک اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر کمرہ میں ٹہلنے لگا۔

توفیق بک کو غضبناک دیکھکر میری روح فنا ہو رہی تھی۔ خوف سے حالت ناگفتہ بہ تھی اور مجھ میں اتنی قدرت نہ تھی کہ میں وہاں سے اوٹھ کر باہر نکل جاؤں

ماتحت افسر نے جس سے توفیق بک باتیں کر رہا تھا توفیق بک کو زیادہ غضبناک پاکر بطور تسکین کہا۔

محترم افسر اطمینان رکھئے اگر خدا نے چاہا تو ہماری مدد کے لیے مصر سے جلد سپاہ آئیگی حکومت مصر ہماری طرف سے غافل نہیں ہے۔ اور ہم کو زیادہ عرصہ تک وہ اس مصیبت میں مبتلا نہ رکھے گی۔

توفیق بک کے غصہ کو ان الفاظ نے اور تیز کر دیا اور اوس نے زمین پر پانوں مار کر کہا ؛؛

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اسی طرح صبر کیے بیٹھے رہیں اور ان مصیبتوں کا مقابلہ کرتے رہیں۔ جن کی ہم میں قوت نہیں ہے۔ نہیں نہیں نہ اب ہم سے زیادہ صبر ہو سکتا ہے اور نہ ہم میں زیادہ عرصہ تک دشمن کو روکنے کی قوت ہے۔ عنقریب ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو جنرل ہیکس اور اوس کی سپاہ کا ہوا ہے۔ جرنیل ہیکس کی سپاہ کی حالت

ہم سے بہت مختلف تھی۔ وہ مرکز حکومت سے بہت دور تھا اور اوسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں کہاں ہوں۔ اس لیے اگر حکومت اوس کو مدد نہ پہونچا سکی۔ اور وہ دشمن سے اپنے کو نہ محفوظ رکھ سکا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے لیکن ہماری حالت تو ایسی نہیں ہے۔ حکومت کو ہمارا حال اچھی طرح معلوم ہے۔ اور مرکز حکومت سے ہم بہت قریب ہیں۔ اس لیے ہمارے مصائب کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ سپاہ محافظ اور شہر کے باشندوں کی اس وقت کیا حالت ہے۔ ذخیرہ خوراک ہم پہونچانے کا راستہ اون پر بند ہے کھانے کی چیزیں بالکل ختم ہوگئی ہیں اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ لوگوں نے اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے بھوک کی آگ کو بجھایا ہے۔ کیا تم اس سے بھی زیادہ کسی مصیبت کا انتظار کر رہے ہو۔ خیال تو کرو۔ اس سے زیادہ صبر اور کیا ہو سکتا ہے۔ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ ذخیرہ خوراک ختم ہو چکا ہے۔ اور کوئی ذریعہ نہیں کہ کوئی چیز ہم پہونچائی جا سکے لیکن حکومت کی مصلحتیں خدا جانے کس بات کی منتظر ہیں اور وہ خدا جانے کیا کرنا چاہتی ہے"

بختیار اگرچہ سیفٹی پن کا حال معلوم کرنے کے لیے بے چین تھا۔ لیکن عبودج واقعات بیان کر رہا تھا۔ ان کی دلچسپی اوسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ خاموشی سے عبود کی داستان کو سنتا رہے۔ اس لیے وہ پوری توجہ سے عبود کی داستان کو سننے لگا۔

عبود نے سلسلۂ گفتگو میں کہا۔

بختیار توفیق بک کے خلوص، حکومت سے عقیدت اور وفاداری کی کیفیت کو دیکھ کر میں حیرت میں رہ گیا۔ توفیق بک بہادر تھا شریف تھا۔ اور کسی طرح نہیں چاہتا تھا کہ ہتھیار ڈال دینے اور اپنی سپاہ کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دینے کی ذلت کو گوارا کرے میں توفیق بک کی حسرت آمیز باتوں کو سن رہا تھا۔ اور دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر توفیق بک محافظ سپاہ کو دشمن کے حوالہ کر دے تو وہ ملامت کے قابل نہیں وہ مجبور تھا اور بالکل مجبور تھا اور کوئی صورت بچاؤ یا کچھ عرصہ تک محاصرہ میں رہنے کی باقی نہیں رہی تھی۔

غرض توفیق بک دیر تک کمرہ میں ٹہلتا رہا - اور پھر کمرہ سے باہر نکلکر چلا گیا - میں بھی خاموش کمرہ سے نکلکر باہر آیا اور اپنے ساتھی محمود کے پاس پہونچا -

ہم سنکات ہی میں تھے کہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن توفیق بک نے محافظ سپاہ کے تمام افسروں کو جمع کر کے حسب ذیل تقریر اون کے سامنے کی -

دشمنوں نے ہمارا محاصرہ کر رکھا ہے - اور چاروں طرف سے ہم کو گھیرے پڑے ہیں - حکومت نے جو فوج ہماری مدد کے لیے بھیجی تھی - افسوس ہے کہ وہ اس وقت تک نہیں پہونچی اور کیفیت یہ ہے کہ ذخیرہ خوراک بالکل ختم ہو گیا ہے - شہر کے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں - اگر ہم چند روز اسی طرح محاصرے میں رہے - تو یقیناً بھوکوں مر جائیں گے - اس لیے اب دو صورتیں ہمارے سامنے ہیں - ایک تو یہ کہ ہم مسلح ہو کر قلعہ سے نکلیں اور دشمن کا مقابلہ بہادری سے کریں - اور حکومت پر یا تو اپنی جانیں قربان کر کے اس مصیبت سے نجات حاصل کریں یا دشمن کو تباہ و برباد کریں اور اپنے کو آزاد کر لیں - دوسری صورت یہ ہے کہ ہم بغیر لڑے بھڑے ہتھیار ڈال کر اپنے کو دشمن کو حوالہ کر دیں - لیکن یہ صورت ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی - اس لیے کہ عثمان وغنہ سے ہمیں یہ امید نہیں کہ وہ ہمیں زندہ چھوڑ دے گا - یقیناً وہ ہم کو قتل کر دے گا - دونوں صورتیں تمھارے سامنے ہیں جس کو تم چاہو پسند کر لو اور اپنی رائے سے مجھے آگاہ کرو -

تمام ماتحت افسر اپنے افسر اعلیٰ کی شہامت و شجاعت سے بہت متاثر ہوئے اور سب نے توفیق بک کی رائے سے اتفاق کیا - اور اوس نے نہایت اطمینان کے ساتھ سب کو مخاطب کر کے کہا -

میری رائے تو یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے شہر کو تباہ و برباد کریں اور پھر دروازہ کھول کر شجاعت و دلیری سے دشمن کا مقابلہ کریں - اور آخر دم تک نعرہ سلطان معظم توفیق پاشا کے نام سے مقابلہ کرتے رہیں - یہاں تک کہ خدا ہمارے اور اون کے درمیان فیصلہ فرما دے خدا پر ہم کو بھروسہ رکھنا چاہیئے - اور دل میں اس کا یقین کہ موت سے ہر شخص کو دوچار ہونا ہے - اور یہ کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے - جو ایک ساعت آگے پیچھے نہیں ہو سکتا -

بختیار نہ پوچھو میری اوس وقت کیا حالت ہوئی۔ جبکہ توفیق بک کے اس ارادہ سے مجھے آگاہی ہوئی۔ میں لڑائی کے اصول سے بالکل ناواقف تھا۔ اور ہتھیار اٹھانا تک نہ جانتا تھا مجھے اس وقت اپنے یہاں (سندکات) آنے پر بہت افسوس ہوا۔ یہی حالت میرے ساتھی محمود کی تھی۔ آخر دونوں نے مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ رات کو یہاں سے بھاگ کر مہدی کی سپاہ میں چلے جائیں۔ اور وہاں سے سواکن پہونچنے کا کوئی موقع بہم پہونچائیں۔

آدھی رات کے قریب ہم نے مرقعیات کندھے پر ڈالیں اور مہدویوں کو لباس پہنکر چپ چاپ شہر سے باہر نکلے اور عثمان وغنہ کے لشکر میں پہونچکر ہمنے کہا کہ ہم راستہ بھول کر سندکات کے قریب پہونچ گئے تھے۔ سندکات کی محافظ سپاہ نے ہمکو دیکھکر ہم پر گولیاں برسائیں۔ اور ہم بڑی جدوجہد کے بعد اون کی گولیوں سے بچ کر یہاں پہونچے سپاہیوں نے ہماری خوب خاطر ومدارات کی رات ہم نے لشکر میں بسر کی اور صبح سویرے اوٹھکر سواکن کی طرف روانہ ہوئے۔ سواکن پہونچنے نہ پائے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ توفیق بک شہر کا دروازہ کھول مسلح سپاہ کے ساتھ شہر سے باہر نکلا۔ مہدویوں نے اون پر حملہ کیا اور سب کو اپنی بے پناہ تلواروں اور نیزوں سے ہلاک کردیا۔ مجھے توفیق کے مارے جانے کا بھی اتنا ہی افسوس ہے۔ جتنا اپنے آقا کی گمشدگی کا۔ خیر میں سواکن پہونچا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہوکر سوئز کی طرف روانہ ہوا مختصر یہ کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہاں بیروت پہونچ گیا۔

خداوند تعالےٰ ان مہدویوں کو غارت کرے۔ جنھوں نے مجھ کو میرے آقا سے جدا کردیا۔ میں اپنے آقا کی مہربانیوں کو کبھی نہ بھولونگا۔ مجھ پر وہ بڑی مہربانی کرتا۔ اور خوش رکھتا تھا۔ بیروت پہونچنے پر بھی مجھے اپنے آقا کی یاد بے چین کرتی رہی اور آخر غم غلط کرنے کے لیے میں نے شراب کا شغل اختیار کیا۔ جواب میری زندگی کے لیے ایک ضروری چیز بن گئی ہے

بختیار نے اس داستان غم کو نہایت غور سے سنا اور جب عبود نے اپنی داستان کو ختم کیا تو بختیار نے کہا۔

عبود۔ قسم ہے خدا کی تمھاری داستان عبرت انگیز اور عجیب وغریب ہے۔

لیکن تم نے اپنے بیان میں اون چیزوں کا ذکر نہیں کیا - جو تم سوڈان سے ساتھ لائے تھے -

عبود - میں سوڈان سے اپنے آقا کے کچھ کپڑے لایا تھا - ان کپڑوں میں ایک جوڑ اوسیفٹی پن بھی تھی سیفٹی پن کا حال معلوم کرکے بختیار کا دل زور زور حرکت کرنے لگا - لیکن اس نے اپنی حالت کو درست کرکے عبود سے پوچھا -

تم نے اپنے آقا نام نہیں بتایا -

عبود - تعجب کی بات یہ ہے کہ میرا آقا اگرچہ ایک انگریزی افسر تھا - لیکن وہ ایسی بے تکلف عربی بولتا تھا جیسی کہ مصر والے بولتے ہیں - اوسکا نام کپتان شفیق تھا -

شفیق کا نام سنکر بختیار کا دل زیادہ دھڑکنے لگا - اور شفیق کی موت کے خیال نے اسکا چہرہ زرد کردیا - اُسنے عبود سے پھر یہ سوال کیا عبود تمھیں اپنے آقا کے متعلق پھر کوئی اطلاع ملی -

عبود - اگر مجھے اپنے آقا کی کوئی خبر ملتی تو میں سوڈان ہی کیوں چھوڑتا - افسوس ہے کہ مجھے اس وقت تک اوس کی کوئی خبر نہیں ملی -

بختیار - تم نے بیان کیا ہے کہ تمھارا آقا جرنیل ہکس کی سپاہ کے ساتھ نہیں گیا تھا - بلکہ فوج کی روانگی سے پہلے ہی کسی خدمت پر چلا گیا تھا - اس لیے بہت ممکن ہے کہ وہ اب تک محفوظ اور زندہ ہو -

عبود - اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ وہ زندہ ہے تو جس طرح ممکن ہو اوس کو ڈھونڈھکر اس کے پاس پہونچوں - مجھے اپنے آقا سے بہت محبت ہے - اور میں کسی وقت بھی اوس کو نہیں بھولتا - بختیار نے اس کے بعد سلسلہ گفتگو کو ختم کردیا - اور جیب سے کچھ رقم نکالکر عبود کے حوالہ کرتے ہوئے کہا -

عبود میرے آقا حضور پاشا تم سے بہت خوش ہیں - اور انھوں نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں تمھاری کچھ خدمت کرتا رہوں -

عبود - خداوند تعالیٰ حضور پاشا کو زندہ وسلامت اور ہمیشہ خوش وخرم رکھے

اس کے بعد بختیار عبود سے رخصت ہوکر باہر نکلا اور چاہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو زبیدہ کو سیفٹی پن اور شفیق کے حالات سے آگاہ کرے - عبود کی کوٹھری سے باہر نکلکر اوس نے سُنا کہ شہر کا گھنٹہ دس بجا رہا ہے اس لیے وہ یہ خیال کرکے کہ زبیدہ سو گئی

ہون گی - اور اگر سوئی نہ ہوں گی تو پاشا اون کے پاس ہوں گے - اپنی کوٹھری میں چلا گیا"

۶۷

ڈاکٹر کا گھر

رات کو دیر تک زبیدہ سیفٹی پن اور شفیق کی تصویر کے متعلق غور و فکر اور بختیار کے واپس آنے اور کوئی نئی خبر لانے کا انتظار کرتی رہی - صبح اٹھ کر ناشتہ کیا اور ٹھیک دس بجے پاشا اور زبیدہ گاڑی پر سوار ہو کر ڈاکٹر کے ہاں روانہ ہوئے

زبیدہ آج کسی قدر خوش تھی - بہترین لباس اوس نے زیب تن کیا تھا اس وقت اوس کا رنگ جو طویل غم والم سے زرد ہو گیا تھا - کسی قدر صاف تھا - وقار چہرہ سے نمایاں تھا -

بختیار نے جو گاڑی والے کے پاس بیٹھا تھا - گاڑی والے سے دریافت کیا کہ کیا تم ڈاکٹر نلسن کا مکان جانتے ہو -

گاڑی والا - ہاں جانتا ہوں - اور بیروت میں کون ایسا شخص ہے جو اون سے واقف نہیں وہ غریبوں کے باپ اور بیکسوں کے حامی و مددگار ہیں شہر کا بچہ بچہ اون سے واقف ہے -

بختیار - اچھا گاڑی انھیں کے مکان پر لے چلو -

آدھے گھنٹے میں گاڑی شہر سے باہر نکلکر ایک وسیع و طویل سڑک پر پہونچی - اور ایک بڑے دروازہ میں جس کی چہار دیواری کے اندر ایک بڑا مینار تھا داخل ہوئی - دروازہ بالکل سادہ تھا - چہار دیواری کے صدر میں ایک اور دروازہ تھا - گاڑی اس دروازہ پر جاکر ٹھہر گئی اور ایک خادم جو دروازے پر کھڑا انتظار کر رہا تھا گاڑی کے ٹھہرتے ہی آگے بڑھا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر پاشا کا استقبال کیا - اور

پاشا کو ساتھ لے کر مکان میں داخل ہوا۔ دروازہ سے گذر کر پاشا اور زبیدہ ایک وسیع صحن میں پہونچے جس کے چاروں طرف کوٹھریاں تھیں اور درمیان میں دو حوض۔ صحن کے ایک جانب لکڑی کا ایک دروازہ تھا اور اس کے ادھر دوسر ایک باغیچہ جس کے سامنے دریا لہریں لے رہا تھا۔ ڈاکٹر کا مکان بلحاظ منظر نہایت دلفریب تھا۔ اور کسی قدر بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے ایک وسیع و سرسبز میدان سے زیادہ مشابہ تھا۔

صحن سے گذر کر خادم اور اوس کے ساتھ پاشا اور زبیدہ ایک اور دروازہ میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے ایک کمرہ میں پہونچے۔ جس کے وائیں جانب ایک چھوٹا دروازہ تھا۔ اور ڈاکٹر ٹلسن کے کتبخانے کو جانے کے لیے اوس میں سے گذر کر جانا پڑتا تھا۔ خادم نے دروازہ میں داخل ہو کر ڈاکٹر کو پاشا کے آنے کی اطلاع دی۔ اور پھر ڈاکٹر کی بیوی کو جاکر آگاہ کیا کہ پاشا کی صاحبزادی تشریف لے آئی ہیں۔

ڈاکٹر اپنے کمرہ سے نکلا اور پاشا کا استقبال کر کے اپنے کتبخانہ میں لے گیا اور اوس کی بیوی زبیدہ کو خوش آمدید کہکر مکان میں لے گئی۔

زبیدہ نے دیکھا کہ ایک نہایت وسیع صاف وستھرا فرش وفرش سے آراستہ مکان ہے۔ مکان کی نفاست اور ڈاکٹر کی بیوی کے حسن اخلاق سے اوسے بہت خوشی ہوئی۔ مسرت سے اوس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اور وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنے غم و الم کو بھول گئی۔

ڈاکٹر کی بیوی زبیدہ سے اس طرح ملی کہ جیسے پہلے سے اوس سے تعارف ہے۔ اُس کی خاطر و مدارات میں اُسنے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ فوراً قہوہ منگایا۔ اور پھر اپنی بیٹیوں کو اوس سے ملایا۔

پاشا ڈاکٹر کے کتب خانہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کتب خانہ بہت سی قیمتی کتابوں سے آراستہ تھا۔ اور ایسی شان کا تھا۔ جیسا کہ علماء و فضلاء کا کتب خانہ ہوتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر کو سادہ لباس میں دیکھکر پاشا حیرت میں رہ گیا۔ ڈاکٹر اس وقت اگرچہ یوروپین لباس پہنے تھا۔ لیکن کاندھے پر ایک

عربی سیاہ عبا پڑی تھی۔ سر پر یوروپین ٹوپی کے بجائے نیلگوں مخمل کی کامدار ٹوپی تھی۔ جس میں پھندنا لگا ہوا تھا۔"

پاشا کے بیٹھتے ہی ڈاکٹر نے قہوہ اور موسمی پھلوں سے پاشا کی تواضع کی اور پھر دونوں باتوں میں مشغول ہو گئے۔ پاشا نے ڈاکٹر کی باتوں سے اندازہ کیا کہ ڈاکٹر کی معلومات نہایت وسیع ہیں معاملات سیاست میں وہ عبور کامل رکھتا ہے۔ اور ملک شام کے حالات سے خوب واقف ہے۔

آدھا دن گذر گیا۔ لیکن ڈاکٹر کی باتوں میں پاشا کو وقت کا گذرنا محسوس بھی نہ ہوا۔ جب شہر کے گھنٹہ نے بارہ بجائے تو پاشا اُٹھا اور ڈاکٹر سے اجازت چاہی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ کھانا کھا کر تشریف لے جائیے گا۔ پاشا نے اول تو انکار کیا لیکن ڈاکٹر کا اصرار انکار پر غالب آیا۔

کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر اور ادھر اودھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ باتوں کے سلسلہ میں ڈاکٹر نے زبیدہ کی کیفیت پوچھی پاشا نے کہا۔

خدا کا شکر ہے کہ کل سے اوس کی حالت اچھی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ آپ کی بیگم سے مانوس ہو کر جلد اپنے غم والم کو بھول جائیگی۔

ڈاکٹر۔ اگر میرے مکان میں رہنے سے اون کی صحت اور طبیعت درست ہو جاے تو مکان حاضر ہے بے تکلف تشریف لے آئیے۔

پاشا نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور معذرت چاہی۔

ایک بجے پاشا اور زبیدہ ڈاکٹر کے ہاں سے رخصت ہوئے اور گاڑی پر سوار ہو کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔"

S. A. Malik

۶۸

گاڑی والے سے جھگڑا

گاڑی روانہ ہوئی - پاشا اور زبیدہ ڈاکٹر اور اوس کی بیوی کے اخلاق اور برتاؤ کی تعریف کرتے جا رہے تھے - بختیار باہر گاڑی والے کے پاس بیٹھا تھا کہ یکایک مدرسہ طبیہ کے قریب پہونچ کر گاڑی کے گھوڑے کسی چیز سے بھڑک کر بگڑے - گاڑی والے نے ہرچند اِن کو روکا - اور آگے بڑھانا چاہا لیکن آگے نہ بڑھے پاشا اور زبیدہ گاڑی سے اتر پڑے - اور بختیار کو حکم دیا کہ گاڑی والے کا کرایہ دیدو اور دوسری گاڑی لے آؤ-

گاڑی والے نے پاشا کو مخاطب کر کے کہا -

حضور میری گاڑی میں کیوں نہیں چلتے - گھوڑے ابھی ٹھیک ہوئے جاتے ہیں "

پاشا - تمھارے گھوڑے بھڑک گئے ہیں اور اندیشہ ہے کہ کہیں گاڑی کو اولٹ نہ دیں -

گاڑی والا - کیا میری گاڑی خراب ہے اور آپ کو آرام نہیں دے سکتی -

پاشا - نہیں نہیں - میرا منشاء یہ نہیں ہے - بلکہ تمھارے گھوڑے بدک جانے سے مجھے اس کا اندیشہ ہوگیا ہے کہ کہیں کوئی خطرہ پیش نہ آئے -

گاڑی والا - واہ حضور یہ بھی کوئی بات ہے - میری گاڑی کے گھوڑے تو اتنے عمدہ اور بہتر ہیں کہ بیروت بھر میں ان کے مقابلہ کے گھوڑے نہ نکلیں گے -

پاشا - تم جو کچھ کہتے ہو وہ بالکل درست ہے لیکن میں معذور ہوں کہ تمھاری گاڑی میں سوار نہیں ہو سکتا - تم اپنا پورا کرایہ لے لو اور اگر کچھ اور مطلوب ہو تو کہو میں بخوشی دینے پر آمادہ ہوں "

گاڑی والا - حضور میں کوئی محتاج اور فقیر نہیں ہوں کہ آپ سے کچھ مانگوں - بس

صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ میری گاڑی میں سوار ہو کر دیکھیں کہ میرے گھوڑے کیسے ہیں۔ اور کتنی اچھی اون کی رفتار ہے۔ بیروت میں ایک بھی تو گھوڑا ان کے مقابلہ کا نہیں۔"

پاشا۔ میں تمھاری اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ بے شک تمھارے گھوڑے نہایت اچھے ہیں۔

گاڑی والا۔ تو پھر آپ کیوں سوار نہیں ہوتے۔

پاشا۔ میں اب سوار ہونا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد پاشا نے کرایہ دے کر گاڑی والے کو رخصت کر دیا اور بختیار کو دوسری گاڑی لانے کے لیے بھیجا۔ بختیار دوسری گاڑی لینے گیا۔ اور پاشا و زبیدہ مدرسہ طبیہ کی عمارت کے سامنے ٹہلنے لگے۔ کچھ زیادہ دیر انھیں اس طرح ٹہلتے ہوئے نہ گذری تھی کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا اور بارش ہونے لگی۔ پاشا بارش سے بچنے کے زبیدہ کو لے کر مدرسہ طبیہ میں چلا گیا۔

مدرسہ طبیہ بیروت کی عمارت ایک بہترین موقع پر واقع ہے۔ اور قابل دید عمارت ہے۔ پاشا مدرسہ میں داخل ہو کر ایک کمرہ میں چلا گیا۔ اور بختیار کا انتظار کرنے لگا۔ آدھا گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن بختیار واپس نہیں آیا۔ پاشا کو بختیار کی تاخیر سے اضطراب پیدا ہوا کیونکہ گاڑی لانے میں اتنی تاخیر ناممکن تھی۔ بیروت میں گاڑیاں کثرت سے ہیں اور بازاروں میں ہر وقت پھرتی رہتی ہیں۔

مدرسہ کا دربان ایک معزز شخص کو کمرہ میں دیکھ کر دو کرسیاں اٹھا لایا اور کمرہ میں رکھ کر پاشا اور زبیدہ سے اون پر بیٹھ جانے کی استدعا کی۔ پاشا اور زبیدہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور بختیار کا بے چینی کے ساتھ انتظار کرنے لگے۔ بہت دیر ہو گئی اور بختیار واپس نہیں آیا۔ یہانتک کہ مدرسہ کی گھڑی نے چار بجائے اور ساتھ ہی مدرسہ کی چھٹی کا گھنٹہ بجا۔ مدرسہ کے اساتذہ اور لڑکے جوق جوق مدرسہ سے نکل کر گھروں کو جانے لگے۔ یکایک پاشا نے گاڑی کی گڑگڑاہٹ سنی فوراً پاشا باہر نکلا اور دیکھا کہ ایک گاڑی مدرسہ کے دروازہ پر کھڑی ہے۔ لیکن بختیار اوس کے ساتھ نہیں ہے پاشا نے دربان سے دریافت کیا یہ کس کی گاڑی ہے۔ دربان نے بتلایا کہ یہ گاڑی مدرسہ

کے ایک مدرس ڈاکٹر جمیس کی ہے۔ پاشا یہ معلوم کرکے واپس ہونے والا تھا۔ کہ ایک شخص نے جو یوروپین لباس پہنے ہوئے تھا پاشا کو سلام کیا۔ پاشا نے سلام کا جواب دیکر غرض دریافت کی اس شخص نے کہا۔

ممکن ہے کہ آپ کا خادم دیر سے آئے کیونکہ گاڑی یہاں قریب میں کم ملتی ہے وہ شہر گیا ہوگا۔ وہاں سے گاڑی لائے گا۔ اس لیے آپ میری گاڑی پر جہاں جانا چاہیں تشریف لیجائیں۔ پاشا نے اول تو عذر کیا۔ لیکن پھر قبول کرلیا۔

ڈاکٹر جمیس نے جس کی گاڑی تھی زبیدہ کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے اوس نے ارادہ کیا کہ پاشا کے ساتھ خود بھی گاڑی میں سوار ہوجائے لیکن زبیدہ کو دیکھکر وہ اس ارادہ سے باز رہا۔ اور کوچمین کو حکم دیا کہ جہاں آپ جانا چاہیں پہونچا آؤ۔

پاشا نے کوچمین سے کہا کہ بسول کے ہوٹل کو چلو۔ تھوڑی دیر میں گاڑی ہوٹل پہونچ گئی۔ اور پاشا و زبیدہ گاڑی سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہوئے۔ بختیار یہاں بھی نہ تھا پاشا اور زبیدہ بختیار کی گمشدگی سے بہت پریشان ہوئے۔ زبیدہ پاشا سے زیادہ پریشان تھی اس لیے اوس نے باپ سے کہا کہ جلد بختیار کو تلاش کیا جائے۔ پاشا نے ہوٹل کے مالک کو بلاکر واقعہ سنایا اور بختیار کے تلاش کیے جانے کی خواہش ظاہر کی۔

۶۹

ناگوار مہمان

زبیدہ نے رات بہت بے چینی سے گذاری سیفٹی پن کے متعلق کوئی خبر معلوم ہونے کا وہ جس بے چینی سے انتظار کررہی تھی۔ اس میں بختیار کی گمشدگی کے سبب توقف پیدا ہوجانے سے اوسے بہت تکلیف ہوئی۔ صبح سویرے ہی ہوٹل کا ایک خادم آیا اور پاشا سے کہا کہ پولس کا ایک سپاہی آپ کو بلاتا ہے۔ پاشا نے باہر نکل کر دیکھا کہ سپاہی ایک کاغذ لیے کھڑا ہے پاشا نے کاغذ سپاہی سے لیکر پڑھا۔ معلوم ہوا کہ بختیار پولس کی

نگرانی میں ہے۔ پاشا نے کپڑے پہنے اور سپاہی کے ساتھ تھانہ کو روانہ ہوا۔ جو حدیقہ حمیدیہ کے قریب تھا۔ افسر تھانہ نے پاشا کا استقبال کر کے عزت سے کرسی پر بٹھایا۔ اور کہا۔

کل شام آپ کا خادم ایک مصری شخص سے بازار میں لڑتا پکڑا گیا۔ آپ کا خادم اور وہ شخص جس سے وہ لڑ رہا تھا۔ اور جس نے اپنا نام عزیز بتایا ہے۔ دونوں میری نگرانی میں ہیں۔

پاشا عزیز کا نام سن کر چونک پڑا۔ اور اس کے یکایک یہاں پہنچنے پر اوسے تعجب ہوا۔ لیکن اوس نے اپنی حیرت کو ظاہر نہ ہونے دیا اور افسر تھانہ سے کہا۔

میرا خادم اور وہ شخص جس سے وہ لڑتا ہوا پکڑا گیا ہے دونوں ایک جگہ کے رہنے والے ہیں کسی بات پر لڑ پڑے ہوں گے۔ اس لیے اگر وہ مصالحت کر لیں تو آپ اِن کو چھوڑ دیں۔

افسر نے پاشا کی تجویز کو قبول کیا۔ اور دونوں کو سامنے لانے کا حکم دیا۔ بختیار اور عزیز دونوں حاضر کیے گئے۔ پاشا نے عزیز کو دیکھ کر سلام کیا اور کہا۔

عزیز تم یہاں کہاں بختیار سے کیونکر تمھارا جھگڑا ہوا۔

عزیز۔ محترم پاشا میں کل شام بیروت پہونچا۔ اور آپ کو تلاش کرنے کے لیے شہر میں نکلا کہ اتفاق سے میری نظر بختیار پر پڑی۔

عزیز اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ بختیار نے غضبناک ہو کہا۔

خاموش بے ادب خاموش۔ واللہ تو اس قابل ہے کہ قتل کیا جائے۔

افسر تھانہ نے بختیار کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ عزیز جو کچھ بیان کرنا چاہتا ہے اس کو سن لو اور پھر کچھ کہنا۔

عزیز نے کہا کہ میں کل شام کو بازار میں پھر رہا تھا کہ میں نے بختیار کو ایک جانب تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے آواز دی تاکہ اوس سے آپ کا پتہ دریافت کروں۔ بختیار نے مجھے دیکھتے ہی گالیاں دینی شروع کیں۔ اور سخت و سست الفاظ کہہ کر بازار میں میری بڑی توہین کی۔ میں نے بھی اس کی گالیوں کا جواب دیا۔ اور آخر یہ مجھ سے لپٹ گیا کہ یکایک سپاہیوں نے ہم دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اور تھانہ میں

لا کر بند کر دیا۔

پاشا۔ بیٹا اس کا خیال نہ کرو۔ بختیار سے غالباً سہواً ایسا ہوا۔ ممکن ہے اس نے تمہیں نہ پہچانا ہو۔ اور نادانستگی میں اس سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہو۔

بختیار۔ حضور پاشا ہرگز ایسا نہیں ہوا۔ میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور میں نے اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ اگر کوئی دوسرا شخص ہوتا تو مجھے ہرگز اتنی جرأت نہ ہوئی۔ یہ بڑا پاجی ہے اور اس سے بھی زیادہ اہانت و ذلت کا مستحق ہے۔ جتنی کہ ہوئی۔

پاشا۔ بختیار خاموش رہو۔ میں یہاں مصالحت کرانے اور پولس کی نگرانی سے تم کو رہا کرانے کے لیے آیا ہوں۔

بختیار۔ حضور مجھے ایسے قید خانہ میں جہاں یہ بھی ہو بڑی خوشی سے رہنا منظور ہے

پاشا نے غصہ ہو کر بختیار کو جھڑکا اور کہا۔

بس زیادہ باتیں نہ کرو اور دونوں مصالحت کر کے جھگڑے کو طے کر لو۔ کس قدر افسوس ہے کہ تم دونوں ایک شہر کے رہنے والے ہو کر اس طرح لڑتے ہو۔

پاشا کی استدعا پر افسر تھانہ نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ پاشا نے افسر تھانہ کا شکریہ ادا کیا اور دونوں کو ساتھ لے کر تھانہ سے باہر نکلا۔

بختیار عزیز کو دیکھ کر غصہ سے بیتاب ہو رہا تھا۔ اور دل میں کہتا جاتا تھا۔ برا ہو ان نامراد سپاہیوں کا جنھوں نے درمیان میں پڑ کر مجھے اپنے ارادوں کے پورا کرنے کا موقع نہ دیا۔ کاش یہ سپاہی درمیان میں نہ پڑتے اور میں اس نامراد کا خاتمہ کر دیتا۔

تینوں ہوٹل کی طرف جا رہے تھے اور پاشا عزیز سے نہایت اخلاق سے باتیں کرتا جا رہا تھا۔ پاشا نے اثناء گفتگو میں اس کے بیروت آنے کا سبب پوچھا تو عزیز نے کہا۔

محترم پاشا قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی کہ آپ کے یہاں آنے کے بعد سے مصر میں میرا جی بالکل نہیں لگا۔ بہت دنوں سے ارادہ کر رہا تھا کہ بیروت پہونچوں اور جناب کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن سوء اتفاق کہ میں اپنے ارادہ میں

بعض اسباب کی وجہ سے جلد کامیاب نہ ہو سکا۔ بہر حال یہاں صرف جناب سے ملنے حاضر ہوا ہوں۔ امید کہ زبیدہ خاتون خیریت سے ہوں گی۔

پاشا۔ ہاں وہ اچھی طرح ہے۔

بختیار ان باتوں کو سن رہا تھا اور غصہ سے بیتاب تھا۔ راستہ بھر وہ عزیز کو غضبناک نگاہوں سے دیکھتا رہا وہ بار بار افسوس کرتا تھا۔ کہ موقع ہاتھ سے نکل گیا اگر پاشا ساتھ نہ ہوتا تو وہ یقیناً عزیز کو مار ڈالتا۔ عزیز بھی کن انکھیوں سے بختیار کی غضب آلود نگاہوں کو دیکھتا اور سہما ہوا پاشا کے ہمراہ چل رہا تھا۔ ہوٹل کے قریب پہونچ کر پاشا نے عزیز سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ٹھہرا ہے عزیز نے کہا۔ کہ ابھی تک اُس نے کوئی مقام اپنے قیام کے لیے تجویز نہیں کیا ہے اور پھر کچھ توقف کے بعد ظاہر کیا کہ لوگ اس ہوٹل کو بہترین ہوٹل بتاتے ہیں میرا ارادہ یہیں ٹھہرنے کا تھا۔ میں کل شام کو بیروت پہونچا ہوں۔ اپنا اسباب ساحل کے قریب ایک قہوہ خانہ میں رکھ کر آپ کو تلاش کرنے کے لیے آیا تھا۔ کہ یہ نادر واقعہ پیش آگیا۔

پاشا۔ اچھا تم اپنا اسباب کسی سے منگالو۔ اور یہیں میرے پاس قیام کرو۔

زبیدہ بے چینی کے ساتھ والد کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ یکایک کمرہ کے دروازہ پر اوسے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ اور وہ فوراً دروازہ پر پہونچی۔ تاکہ باپ سے بختیار کا حال دریافت کرے۔ کمرہ کا دروازہ کھولتے ہی اس کی نظر عزیز پر پڑی جو پاشا کے ساتھ ساتھ تھا۔ عزیز کو دیکھتے ہی اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا۔ اور وہ فوراً دروازہ بند کر کے واپس آگئی اور پلنگ پر پڑ رہی اور دل میں کہنے لگی۔

آہ یہ موذی یہاں بھی آگیا۔ خداوند تعالیٰ اس کو غارت کرے۔ یہاں یہ کیونکر آیا۔

چند ہی منٹ کے بعد کمرہ کا دروازہ کھلا اور پاشا اور اس کے پیچھے پیچھے بختیار کمرہ میں داخل ہوئے۔ بختیار نے اول زبیدہ کو سلام کیا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اوس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ زبیدہ نے پوچھا۔

بختیار تم کہاں رہے۔ تمہارے گم ہو جانے سے ہم بہت پریشان تھے۔

بختیار۔ محترم خاتون خداوند تعالی آپ کو خوش رکھے۔ کیا عرض کروں ایک اتفاقی واقعہ پیش آگیا تھا۔ جو خیریت سے گذر گیا۔

بختیار نے یہ الفاظ دانت پیس کر ادا کیے۔ اور سر کو خفیف سی جنبش دی زبیدہ سمجھ گئی کہ کوئی خاص بات ہے جو تنہائی میں معلوم ہو گی۔

بختیار یہ کہکر کمرہ سے باہر چلا گیا۔

پاشا زبیدہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اس کو غمگین پاکر ادھر اودھر کی باتوں سے اس کا دل بہلانے لگا۔ زبیدہ باپ کی باتوں کو غور سے سن رہی تھی اور بے چینی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ وہ عزیز کے متعلق کیا کہتا ہے پاشا نے سلسلہ گفتگو میں عزیز کے بیروت آنے کا ذکر کیا۔ زبیدہ کے چہرہ کا رنگ عزیز کا نام سن کر زرد ہو گیا۔ اور غصہ کے آثار چہرہ سے نمودار ہوئے۔

پاشا نے زبیدہ کے تغیرات کو غور سے دیکھا اور مسکراکر کہا۔

بیٹی کیوں کیا میں نے کوئی بات ایسی کہی ہے جس پر تمھیں غصہ آگیا۔ یہ یکایک تمھاری چہرہ پر غصہ کے آثار کیوں کر پیدا ہو گئے۔

زبیدہ۔ نہیں ابا جان مجھے غصہ نہیں آیا۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ یکایک میرے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔

پاشا۔ عزیز صرف ہم سے ملنے یہاں آیا ہے۔ اور کئی مرتبہ تمھاری حالت دریافت کر چکا ہے۔

زبیدہ اس ذکر سے بالکل غضبناک ہو گئی اور غضب و غصہ کے آثار کو ظاہر ہونے سے نہ روک سکی۔ اور باپ سے کہا۔

ابا جان اوس کے یہاں آنے سے فائدہ جب اوس کی عیاریوں نے قلوب میں کوئی گنجائش نہیں رکھی تو وہ فضول کوئی امید رکھتا ہے۔

پاشا۔ (مسکراکر) بیٹی کیا ابھی تک عزیز کی طرف سے تمھارا دل صاف نہیں ہوا۔

زبیدہ۔ ابا جان جب تک میں زندہ ہوں نہ میرا دل صاف ہو سکتا ہے اور نہ میں ایسے شخص کے ذکر کو سن سکتی ہوں۔

پاشا - زبیدہ کیا تم اپنا وہ معاہدہ بھول گئیں - اس وقت تو تمھاری صحت اچھی نہیں ہے - لیکن جس وقت تم نے معاہدہ کیا تھا اوس وقت تو تم اچھی تھیں ۔"

زبیدہ - اباجان کونسا معاہدہ اور کس چیز کا معاہدہ -

پاشا - عزیز کے متعلق بیٹی اوس ناگوار واقعہ کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ عزیز کی حالت بالکل بدل گئی ہے وہ مجھ سے نہایت محبت رکھتا ہے - اور اخلاص و عقیدت سے ملتا ہے -

گذشتہ واقعات کے تذکرہ نے زبیدہ کی حالت پر بڑا اثر ڈالا - اوس کا دل بھر آیا - بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے - باپ کی بات کا جواب نہ دے سکی - اور شدت غم سے نڈھال ہو کر فرش پر گر پڑی - اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی -

پاشا نے بہت کچھ تسلی آمیز الفاظ کہے - لیکن زبیدہ پر اون کا کچھ بھی اثر نہ ہوا - پاشا یہ دیکھکر غضبناک ہوگیا اور جھڑک کر کہا -

زبیدہ بس رونا دھونا موقوف کرو - کیا ابھی تک تمھارے دل میں ایک مردہ شخص کی محبت پائی جاتی ہے اور تم زندوں پر مردوں کو ترجیح دیتی ہو ۔"

زبیدہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا - اور برابر روتی رہی - پاشا نے دوبارہ پھر کہا اوس کا بھی اوس نے جواب نہیں دیا - اور پاشا غصہ سے بیتاب ہوکر اور زبیدہ کو اوس کے حال پر چھوڑ کر کمرہ سے باہر چلا گیا -

S. A. Malik

۲۰

اُمید کی جھلک

پاشا کے چلے جانے کے بعد زبیدہ دیر تک روتی رہی اور پھر دل میں کہنے لگی -

آہ میں ہی کس قدر بدنصیب ہوں - بے مہر زمانہ تو نے آہ مجھے ان ذلتوں کے برداشت

کرنے کے لیے زندہ رکھا ہے اور اس (شفیق) فرشتہ کو سوڈان کی طرف بھیج کر ایک بدبخت بدخصال دخائن کے پنجہ میں پھنسانا چاہتا ہے۔ پیارے شفیق تو کہاں ہے۔ کیا اتنے مصائب اُٹھانے اور جدائی کی تکلیفوں کو برداشت کرنے کے بعد بھی مجھے تیری زیارت نصیب نہ ہوگی کیا میری آنکھیں کبھی تیری زیارت کی عزت حاصل کریں گی۔

یہ کہہ کر وہ پھر بے اختیار رونے لگی۔ شدۃ غم سے اوس کی حالت متغیر ہوگئی اور وہ روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ کچھ دیر بعد جب اوسے ہوش آیا تو نہایت درد کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

شفیق پیارے شفیق میں جب تک زندہ ہوں تیری محبت اور تیری یاد میرے دل سے نہ جائے گی۔ خواہ تو زندہ ہو یا عالم بقا کا سفر اختیار کر چکا ہو مجھے تمام دنیا سے تو زیادہ محبوب ہے۔ کوئی قوت نہیں جو میرے دل سے تیری محبت کو نکال سکے۔ کمبخت عزیز آہ یہ ذلیل دخائن کیا چیز ہے آہ تو کہاں ہے۔ میں تجھے کہاں پاؤں گی۔ آہ کیا اب دنیا میں تجھ سے ملاقات نہ ہوگی۔

اس کے بعد عزیز کی نسبت اوس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

بدبخت نامراد خائن بے غیرت تو کیا چیز ہے اور تیری کیا حقیقت ہے کہ تو زبیدہ آہ اوس زبیدہ پر جو شفیق کو اپنا دل دے چکی ہے دسترس پا سکے۔

پھر باپ کو مخاطب کر کے کہا۔

پیارے باپ آہ تم اپنی بیٹی آہ اکلوتی بیٹی پر خفا ہوے کیوں؟ میں نے کیا قصور کیا ہے کہ میں آپ کی نگاہوں میں معتوب ہوں۔ میں وہی پیاری بیٹی ہوں۔ جس کی تم قسم کھایا کرتے ہو۔ اور جس کی زندگی کو اپنی زندگی کا مدار قرار دیتے تھے۔ یکایک کیا ہوا۔ کہ تم مجھ سے خفا ہو گئے۔ مجھ پر غصہ آیا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شفیق آہ اوس فرشتہ سے اس شیطان کو بدل لوں اور شیطان کو فرشتہ پر ترجیح دے کر اس کو قبول کر لوں۔ کیا تمھارا یہ مقصد ہے کہ میں اوس بہادر، خلق مجسم، اور سرچشمۂ مروت کو بھول جاؤں اور اس ذلیل، مکار، دغاباز اور کمینہ کو پسند کر لوں یہ کبھی نہیں ہو سکتا"۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ شفیق اب دنیا میں موجود نہیں ہے تو مجھے بھی شفیق

کے بعد اپنی زندگی عزیز نہیں ہے میں زندگی سے بیزار ہوں اور شفیق کے بعد میری زندگی بیکار ہے
۔ ایسی طرح اپنے دل سے باتیں کر رہی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی اور اس نے غور سے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔
محترم خاتون ڈرو نہیں میں آپ کا خادم بختیار ہوں۔
زبیدہ نے دروازہ کھولدیا۔ اور بختیار کمرہ میں داخل ہوا۔ غصہ سے اوس کی آنکھیں اس وقت سرخ تھیں اور ہاتھ شدۂ غضب سے تھرتھرا رہے تھے۔ کمرہ میں داخل ہوکر اوس نے زبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور تسلی دینے لگا۔
زبیدہ نے جھڑک کر کہا۔
بختیار بس خاموش رہو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو زندگی مجھے پیاری نہیں ہے اور ایسی حالت میں زندہ رہنا عبث ہے جبکہ شیر کی کچھاریں ناپاک کتا در آنا چاہتا ہے کیا وہ (شفیق) شیر مر گیا ہے۔ آہ کاش اس وقت کوئی مجھے یہ پتا دیتا کہ شفیق کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا تاکہ میں اپنی روح کو اس پر فدا کر دیتی۔
بختیار نے زبیدہ کو بہت زیادہ غمگین اور مضطرب پاکر تسکین دہ لہجہ میں کہا۔
خاتون محترم خاتون گھبراؤ نہیں، آپ نے بہت تکلیفیں اوٹھائی ہیں۔ اور غم و الم نے آپ کی حالت بد سے بدتر کر دی ہے۔ لیکن اب مسرت کا وقت دور نہیں ہے انشاء اللہ جلد آپ کے تمام غم و الم دور ہو جائیں گے۔ اور راحت و مسرت نصیب ہوگی۔

S.A. Malik

زبیدہ چونک پڑی اور کہا۔
کیا کوئی نئی خبر لائے ہو؟
بختیار۔ ہاں ایک تازہ خبر ملی ہے۔ آپ اپنی حالت درست کریں اور غور سے سنیں تو تو عرض کروں
زبیدہ نے رومال سے آنسو پونچھے اور اطمینان سے بیٹھ کر کہا تبلاؤ کیا خبر ہے۔
بختیار۔ خاتون میں جو کچھ عرض کرتا ہوں غور سے سنئے یہ (عزیز) خائن و مکار جب سے یہاں آیا ہے۔ میرے جسم میں انتقام کا خون جوش مار رہا ہے میں موقع ڈھونڈھ رہا ہوں کہ

جس وقت موقع مل گیا اس کو مار ڈالوں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل تک اگر موقع بہم نہ پہونچا تو انشاء اللہ پرسوں تک اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اور اس کے بعد میں بھی جلد یا بدیر دنیا کو چھوڑ دوں گا۔ دوسری بات جو اس سے زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ جو سیفٹی پن مالکہ ہوٹل کے پاس ہے میں نے تحقیقات سے معلوم کر لیا ہے کہ وہ محترم شفیق ہی کی ہے۔

زبیدہ۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور میں نے اوسے دیکھتے ہی معلوم کر لیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر یہ اس کے پاس کیونکر پہونچی۔

بختیار۔ جو شخص سیفٹی پن کو یہاں لایا ہے اتفاق سے وہ مجھے مل گیا ہے۔

زبیدہ۔ وہ کہاں ہے؟ کیا یہاں سے کچھ دور ہے؟

بختیار۔ وہ یہاں سے بہت قریب بلکہ اسی ہوٹل میں ہے۔

زبیدہ۔ وہ کون شخص ہے کیا کرتا ہے کیا اوس نے شفیق کے کچھ اور حالات بتائے ہیں۔

بختیار۔ وہ ہوٹل کا باورچی ہے اوس نے بیان کیا ہے کہ جناب شفیق جنرل ہیکس کی سپاہ کے ساتھ نہیں گئے بلکہ ....

زبیدہ۔ ہائیں کیا وہ جنرل ہیکس کی سپاہ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ پھر وہ کہاں گئے ہیں۔

بختیار۔ خرطوم سے ان کو خفیہ طور پر مہدی کے حالات معلوم کرنے کے لیے ابیض بھیجا گیا تھا۔

زبیدہ۔ کیا وہ زندہ ہیں۔

بختیار۔ کوئی معتبر خبر نہیں۔ لیکن قیاس کہتا ہے کہ وہ ضرور زندہ ہیں۔

زبیدہ نے ان خبروں کو بڑی دلچسپی و شوق سے سنا۔ چہرہ سے بشاشت ٹپکنے لگی۔ اور وہ کمرہ کے عرض میں ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ ٹہلتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی۔ شفیق میرے پیارے شفیق کیا تو زندہ ہے۔ بختیار ہاں کہو کہ وہ زندہ ہے۔ خدا کرے وہ زندہ ہو۔ بختیار ہاں ابیض کا کچھ حال بتلاؤ۔ خدا تمھیں خوش رکھے۔ بختیار پر زبیدہ کے خلوص اور محبت کا بڑا اثر پڑا۔ جواب میں آمین کہی۔ اِس

کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اور زبیدہ کی پاکیزگی قلب کا حال دیکھ کر رقت اس پر طاری تھی۔ زبیدہ کو پاس بٹھا کر اوس نے تمام واقعات جو عبود سے سنے تھے۔ بیان کیے۔ زبیدہ نے پوری توجہ سے بختیار کے بیان کو سنا اور پھر کہا۔

بختیار اب تمھاری کیا رائے ہے۔

بختیار۔ سب سے پہلے تو میں اس مکار و دغاباز کو قتل کروں گا۔ اور پھر آپ جو ارشاد فرمائیں اوس کو عمل میں لاؤں گا۔

زبیدہ۔ بہتر ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کو جلد غارت کرے۔ تم پہلے اس کا قصہ پاک کر دو۔ لیکن ....

کچھ دیر تک زبیدہ خاموش کچھ سوچتی رہی اور پھر کہا۔

بختیار نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں تم اس کے قتل کا ارادہ چھوڑ دو پیارے شفیق نے وصیت کی ہے کہ اوس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیا تم وصیت کے خلاف کرو گے؟

بختیار نے گردن اٹھائی اور کہا۔

جناب شفیق کی وصیت کے خلاف کچھ کرنا اگرچہ مجھے ناگوارہ ہوگا لیکن چونکہ یہ پاجی اُن کے مارے جانے کی خبر سن کر بہت خوش ہوا ہے۔ اس لیے میں اس کو زندہ چھوڑنا نہیں چاہتا۔

زبیدہ۔ نہیں۔ وہ کیا خوش ہوگا۔

بختیار۔ محترم خاتون آپ کو معلوم نہیں ہے۔ جس روز جرنیل ہیکس اور ان کی سپاہ کے مارے جانے کی خبر آئی ہے اس نے آپ کو ایک خط لکھا تھا۔ جو اتفاق سے آپ کے ہاتھ میں پڑنے کے بجائے مجھے مل گیا۔ میں نے اس کو دیکھا۔ اور پھاڑ کر پھینک دیا۔ اوس میں اس پاجی نے لکھا تھا کہ تم جس کو محبوب رکھتی ہو وہ مارا گیا۔ اور مجھے یہ کہنے کا موقعہ ملا کہ دشمن کی موت کے بعد ایک دن کی راحت بھی بڑی راحت ہے۔

زبیدہ۔ یہ کب۔

بختیار نے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ زبیدہ واقعہ معلوم کر کے کچھ خاموش رہی اور پھر کہا۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو شفیق کے وسیع اخلاق ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم اپنے ارادہ سے باز رہیں خیر اب سب سے مقدم کام یہ ہے کہ ہم شفیق کو تلاش کریں۔ ممکن ہی ہماری کوشش کامیاب ہو جائے

S.A. Malik

۱۷

جبر و تشدد

زبیدہ اور بختیار باتوں میں مشغول تھے کہ دروازہ پر قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی بختیار سمجھ گیا کہ پاشا آرہا ہے۔ دونوں خاموش ہو گئے۔ پاشا غضبناک کمرہ میں داخل ہوا زبیدہ پر نظر ڈالی۔ اور یہ دیکھ کر کہ اوس کی آنکھیں خون کبوتر ہو رہی ہیں۔ اوس کا غصہ اور بڑھ گیا۔ بختیار کو اشارہ کیا کہ باہر چلا جائے۔ بختیار کے چلے جانے کے بعد اس نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زبیدہ پر بھی ایک نظر ڈالی اور کہا۔

زبیدہ غم و الم کی کوئی انتہا بھی ہے آخر تم کب تک اُس مردے کو روتی رہوگی ہوش میں آؤ۔ سوچو اور سمجھو کیا تم چاہتی ہو کہ میں یہاں اجنبی شہر میں ذلیل و خوار ہو جاؤں۔

زبیدہ۔ ابا جان خدا نہ کرے آپ ذلیل ہوں یہ آپ نے کیا فرمایا۔

پاشا۔ ہاں تم مجھے ذلیل کرنا چاہتی ہو۔ میں تمہارے فائدہ کے لیے جو تجویز سوچتا ہوں اور تمھاری راحت و آسائش کا جو سامان کرتا ہوں تم اوس کو پسند نہیں کرتیں۔ تمھیں غیرت نہیں آتی کہ میری تجاویز کو رد کر دیتی ہو۔ اور جو میں کہتا ہوں۔ اوسے منظور نہیں کرتی۔ اپنی ضد پہ اڑی ہوئی ہو اور اس مردے کا خیال نہیں

چھوڑتی ہو۔

زبیدہ۔ اباجان مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس قسم کی باتوں سے میرا دل نہ دُکھاؤ یہ باتیں مجھے بہت تکلیف دیتی ہیں اور میرا قلب ان سے بہت متاثر ہوتا ہے۔

پاشا۔ اچھا لیکن یہ کیوں؟ کیا تم ابھی تک اس کا یقین رکھتی ہو کہ شفیق واپس آئے گا۔ زبیدہ اس خیال کو دل سے نکال ڈالو۔ کہیں مردے بھی زندہ ہوئے ہیں۔"

زبیدہ۔ اباجان مجھے ابھی شفیق کی موت کا یقین نہیں۔

پاشا کرسی سے کھڑا ہوگیا۔ اور غضبناک لہجہ میں کہا۔

ہائیں کیا تم کو اب تک یقین نہیں۔ تعجب ہے کیا تم اِس وقت یقین کروگی جب اوس کی نعش اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگی۔

زبیدہ۔ اباجان۔ آہ شفیق کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو کہ وہ زندہ ہے اور جلد واپس آجائے گا۔"

پاشا۔ اگر میں اوس کو زندہ کہوں تو کیا وہ زندہ ہوجائیگا۔

زبیدہ۔ اباجان میں پہلے عرض کرچکی ہوں۔ کہ خواہ حقیقت حال کچھ ہی ہو لیکن میں شفیق کو مردہ نہیں سمجھتی اور اپنی امیدوں کو اوس کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے ہوں خداوند تعالےٰ قادر مطلق ہے اور ہر چیز پر اوسے پوری قدرت و دسترس حاصل ہے۔ آپ کیوں بار بار اوس کو مردہ کہتے ہیں۔ خدا کرے وہ زندہ ہو بہر حال جو کچھ ہو۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔"

پاشا۔ کیا تم میری بات کو مانوگی اور جو کچھ میں کہوں اوس پر عمل کروگی۔"

زبیدہ۔ اباجان یہ آپ کیا فرماتے ہیں میں آپ کے ہر ایک حکم کو مانوں گی۔ اور اسپر عمل کرنا ذریعہ سعادت خیال کرونگی۔ البتہ ایک بات ....

پاشا۔ یہ بالکل لغو ہے۔ میں کوئی بات اپنی رائے کے خلاف نہیں سننا چاہتا۔ میں جو کچھ تم سے کہوں گا۔ تم کو اوس پر عمل کرنا پڑے گا۔ اور ضرور کرنا پڑے گا۔ تم میں نافرمانی کے جذبات موجزن ہیں اور بدستور اپنے خیال اور ضد پر قایم ہو۔ افسوس زبیدہ تمھیں غیرت نہیں آتی میں نے تمھیں پالا پرورش کیا۔ اور تم جب کسی قابل ہوئیں تو تم میری ہی نافرمانی کرنے لگیں۔ کیا پرورش و تربیت کا یہی ثمرہ ہے جو مجھے مل رہا ہے۔

زبیدہ نے پاشا کی بات کا جواب نہیں دیا۔ رومال سے آنسو پونچھے اور خاموش بیٹھی رہی پاشا نے خاموش پاکر پھر کہا۔

زبیدہ بولو جلد بولو۔ کیا تم اپنی ضد پر قائم رہوگی اور میرا کہنا نہ مانوگی۔

زبیدہ۔ اباجان میں آپ کی حقیر بیٹی ہوں اور میری زندگی آپ کے قبضہ میں ہے۔ اگر میری جان آپ کے کسی کام آسکے تو مجھے عذر نہیں میں بڑی خوشی سے آپ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے آمادہ ہوں لیکن۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پاشا کا چہرہ شدۃ غضب سے سرخ ہوگیا اور جھڑک کر کہا۔

زبیدہ خاموش تم اپنی ضد سے باز نہیں آتیں۔ میں لیکن ویکن کچھ نہیں سنا چاہتا تم اپنے دل سے شفیق کا خیال نکال ڈالو اور عزیز سے خلوص کے ساتھ ملو۔"

زبیدہ۔ اباجان میرے دل میں ہر ایک شخص کے لیے جگہ ہے اور میں ہر ایک سے خلوص کے ساتھ ملتی ہوں۔ میں عزیز کے ساتھ کوئی بُرا سلوک کرنا نہیں چاہتی لیکن آخر خلوص کا نتیجہ۔

پاشا۔ میں اس وقت صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ تم عزیز سے خلوص کے ساتھ ملو اس کے نتائج سے تمھیں پھر کسی وقت آگاہ کروں گا۔ جاؤ منھ ہاتھ دھوؤ اور رنج وغم کو دور کرو خیالی امیدوں کو چھوڑ دو مجھے حیرت وتعجب ہے کہ تمھارے دل میں کیوں اس قدر عناد عزیز کی جانب سے بیٹھ گیا ہے۔ شفیق کو میں بُرا نہیں کہتا۔ وہ ضرور ایک نیک طبیعت انسان تھا۔ لیکن نہیں معلوم وہ مسلمان تھا یا مسیحی۔ مصر کا باشندہ تھا یا کسی اور جگہ کا۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ وہ زندہ ہے۔ تب بھی تمھیں اس کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ہمارے برابر کا نہیں بلکہ ہماری شان وحیثیت سے بہت کمتر درجہ کا ہے تو کیا ایسی صورت میں یہ مناسب ہے کہ اوس سے کسی قسم کا تعلق پیدا کیا جائے۔"

پاشا کی یہ باتیں زبیدہ کے دل میں تیر کی طرح جا کر لگیں۔ لیکن اوس نے صبر کیا اور خاموش کمرہ سے باہر نکل کر منھ ہاتھ دھویا۔ وہ جانتی تھی کہ اوس کے باپ کا منشا کیا ہے۔ لیکن اوس نے جھگڑے کو طول دینا مناسب نہ سمجھ کر خاموشی اختیار کی۔ لیکن ساتھ ہی مستحکم ارادہ کرلیا کہ وہ باپ کے ارادوں کو پورا نہ ہونے

دیگی - خواہ کچھ ہی کیوں نہ پیش آئے -

۶۷

خواب مقناطیسی

مُنہ ہاتھ دھوکر زبیدہ کمرہ میں داخل ہوئی - پاشا کسی قدر اوس کو بشاش پاکر خوش ہوگیا اور اوس کی اون امیدوں میں جو وہ عزیز کے ساتھ زبیدہ کا نکاح کرکے اوس کے مال و دولت اور جائداد پر قابض ہوجانے کے متعلق باندھے ہوئے تھا - جان پڑگئی - کمرہ سے نکلا اور عزیز کے پاس جو اس کے انتظار میں تھا پہونچا - عزیز پاشا کو خوش پاکر بیحد مسرور ہوا - اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ زبیدہ راضی ہوگئی ہے - اور اب وہ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے گا "

پاشا نے کرسی پر بیٹھکر کہا -

زبیدہ کی آج کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر نرم پڑگئی ہے اور وہ نفرت و درشتگی اوس کے مزاج میں نہیں پائی جاتی - جو پہلے تھی - لیکن اس کے وعدوں پر ابھی پورا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ شفیق کی یاد ابھی اس کے دل سے محو نہیں ہوئی ہے "

عزیز - خیر یہ کوئی بات نہیں ہے شفیق کی محبت چونکہ دل میں بیٹھ گئی ہے - اس لیے زبیدہ کا اوس کو یاد رکھنا قدرتی بات ہے لیکن اب آخر کیا ہو سکتا ہے - شفیق مارا گیا - اور دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آسکتا اس لیے اصول حفظانِ صحت کے مطابق ہمارا فرض یہ ہونا چاہیے - کہ ہم زبیدہ خاتون کی تسلی و تشفی کریں - اور شفیق کے خیال کو ان کے دل سے نکال دیں ورنہ بہت ممکن ہے کہ یہ غم و الم ان کی صحت کو خراب کردے "

پاشا - عزیز تم نے سچ کہا - بیشک اب شفیق کی محبت اور یاد سے کیا فائدہ وہ دنیا مین نہیں ہے - اور نہ دنیا میں دوبارہ آسکتا ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ زبیدہ کو کون

سمجھائیے وہ ضدی ہے اور جو بات اوس کے خیال میں بیٹھ جاتی ہے اوس سے باز نہیں آتی - میں جس قدر کوشش اس کی کرتا ہوں کہ شفیق سے اوس کو نفرت ہو جائے - اور شفیق سے اس کا دل پھر جائے - اوسی قدر اوس کی محبت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے -

عزیز - اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آتی ہے اگر ہم اس طریقہ کو جو میرے ذہن میں ہے اختیار کرلیں تو ان تمام مشکلات کا خاتمہ ہو جائے - اگر محترم پاشا اجازت دیں تو میں عرض کروں "

پاشا - ہاں بیان کرو "

عزیز - محترم پاشا حال ہی میں میں نے کسی ماہوار علمی رسالہ میں ایک مضمون خواب مقناطیسی کے موضوع پر دیکھا ہے یہ ایک نیا علم ہے جس کا چرچا میں نے فرانس میں بھی سنا تھا - لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہ تھا - اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ ایک قسم کی مصنوعی نیند ہے جس سے آج کل ڈاکٹر بہت کام لیتے ہیں - ڈاکٹر مریض کو مصنوعی نیند میں لانے کے لیے آنکھوں کے ذریعہ یا مریض کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اوس پر اثر ڈالتے ہیں - اور وہ بالکل غافل ہو کر سو جاتا ہے - ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ معمول یا مریض جب سو جاتا ہے تو اس سے تمام کیفیت اوس کے مرض کی اور اوس مرض کا کامل علاج دریافت کرلیا جاتا ہے - اور مریض تمام باتیں نیند میں بیان کر دیتا ہے - ڈاکٹر یہ بھی کہتے ہیں کہ معمول سے غیب کی باتیں اور نامعلوم چیزیں اگر دریافت کی جائیں تو وہ ان کو بھی بتا دیتا ہے - اس علم کے جاننے والوں کا یہ بھی تجربہ ہے کہ عامل حالت عمل میں معمول پر پورا اقتدار اور اثر رکھتا ہے - وہ معمول سے جو خواہش کریگا معمول اس کو پورا کرے گا - یہاں تک کہ معمول سے اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنے دل سے فلاں شخص کی محبت نکال ڈالے اور فلاں شخص سے محبت کرے وہ ایسا ہی کرے گا - اور قوت و کیفیت عمل کے زوال پر بھی اوس کا اثر رہے گا - یعنی جس شخص کو وہ محبوب رکھتا تھا - اب اوس سے اوسے نفرت ہو جائیگی لیکن اس انقلاب کی وجہ اوسے معلوم نہ ہوگی - کہ کیوں اوس کا دل پھر گیا - اور وہ محبت جو پہلے تھی وہ کیا ہوئی -

پاشا یہ سن کر حیرت میں رہ گیا اور متعجب ہو کر کہا۔
عزیز کیا یہ صحیح ہے اور خواب مقناطیسی کے عامل کون لوگ ہیں۔
عزیز۔ محترم پاشا ہیں۔ نے جو کچھ عرض کیا ہے بالکل صحیح ہے۔ یہ لوگ عموماً طبیب ہوتے ہیں لیکن مصر و بیروت وغیرہ کے اطبا بہت کم اس علم سے واقف ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نیا علم ہے۔ اور ان ملکوں میں نہیں آیا ہے۔ البتہ یورپ میں اس کے جاننے والے بہت ہیں"۔
پاشا۔ عزیز خواب مقناطیسی کا اثر کیا تمام لوگوں پر یکساں ہوتا ہے۔
عزیز۔ نہیں سب پر یکساں اثر اس کا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے زیادہ متاثر عورتیں ہوتی ہیں۔ اور ان سے زیادہ نوعمر لڑکیاں۔ لڑکوں جوانوں اور بوڑھوں پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن عورتوں سے کم۔
پاشا۔ اگر زبیدہ پر خواب مقناطیسی کا اثر ڈالا جائے۔ تو یقین ہے کہ ہماری تمام مشکلات کا خاتمہ آسانی سے ہو جائے گا۔ کیا بیروت میں کوئی اس کا جاننے والا دستیاب ہو سکتا ہے۔
عزیز۔ محترم پاشا ہیں۔ نے عرض کیا نا کہ ان ممالک میں اس کے جاننے والے بہت کم بلکہ بالکل نہیں ہیں۔ لیکن یورپ سے کوئی جاننے والا یہاں بلایا جا سکتا ہے۔
پاشا کا ذہن اس کام میں مدد لینے کے لیے ڈاکٹر نلسن کی طرف منتقل ہوا اور اس نے عزیز سے کہا۔
بیروت کے ایک مشہور طبیب ڈاکٹر نلسن ہیں۔ جن سے مجھے تعارف کی عزت حاصل ہے۔ اور وہ مجھ سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم اس معاملہ میں اون کی طرف رجوع کریں۔
عزیز نے دل میں خیال کیا کہ اگر ڈاکٹر نلسن سے اس معاملہ میں مشورہ لیا گیا تو وہ یقیناً پاشا کو اس ارادہ سے باز رکھے گا۔ کیونکہ خواب مقناطیسی شرعاً و عرفاً ممنوع ہے اور پھر اوس کا کام بگڑ جائے گا۔ اس لیے اوس نے کہا۔
ڈاکٹر نلسن بے شک ایک قابل و لایق طبیب ہیں اور بیروت میں ان کو سب مانتے ہیں۔ لیکن وہ چونکہ بوڑھے ہیں۔ اِس لیے وہ یہ عمل نہیں کر سکتے عامل

کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جوان اور قوی ہو۔ تاکہ معمول پر اثر ڈال سکے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جب آپ کا ارادہ ہو مجھ سے فرمادیں میں کسی جاننے والے کو یورپ سے بلوالوں گا۔

پاشا۔ بہتر ہے۔ تم یورپ سے کسی جاننے والے کو بلالو۔

عزیز خوش ہوگیا۔ اور غور کرنے لگا کہ کس شخص کو وہ اس کام کے لیے تجویز کرے اور پھر پاشا سے اسباب لے آنے کی اجازت حاصل کر کے باہر چلا گیا۔ پاشا خواب مقناطیسی کا حال معلوم کر کے بہت خوش تھا۔
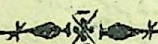
S.A. Malik

۴۳

شفیق کی تلاش

پاشا کے چلے جانے کے بعد زبیدہ عزیز کی عیاریوں سے نجات پانے کے معاملہ پر غور کر رہی تھی۔ کہ بختیار کمرہ میں داخل ہوا اور زبیدہ نے وہ تمام باتیں اُسے سنائیں جو پیش آئی تھیں۔ بختیار نے تمام واقعہ سن کر کہا۔

خاتون اگر ہم اوس عہد پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ جو شفیق سے کیا گیا ہے تو خدا کے فضل و کرم سے ہمیں اُمید ہے کہ کوئی ہمارا کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔ اور مضبوطی سے اپنے عہد پر قایم رہیں۔ مین نے جناب شفیق کی تلاش کا ایک ذریعہ پیدا کر لیا ہے۔ خدا اوس میں کامیابی بخشے۔

زبیدہ۔ وہ کیا ذریعہ ہے۔

بختیار۔ میں نے عبود کو اس پر راضی کر لیا ہے کہ وہ سوڈان جائے اور جناب شفیق کی خبر جس قدر جلد ممکن ہو لائے۔ میں نے کچھ روپیہ اوس کو پیشگی راستہ کے مصارف کے لیے دے دیا ہے۔ اور کامیاب واپس آنے پر اور روپیہ دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ حقیقت حال سے تو میں نے اوس کو آگاہ نہیں کیا۔ البتہ یہ کہدیا ہے کہ وہ میرا ایک خط لے جائے۔ اور جناب شفیق کی خدمت میں پیش کر دے۔ اگر خود

پیش کرنا ناممکن ہو تو اون تک جس طرح ممکن ہو پہونچا دے۔

زبیدہ۔ وہ کہاں تلاش کرنے جائے گا۔ سوڈان تو ایک بڑا ملک ہے۔

بختیار۔ عبود یہاں سے سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کو جائیگا۔ جہاں آجکل گارڈن پاشا مقیم ہیں۔ اور سوڈان کا مسئلہ حل کرنے میں مصروف ہیں۔ اور وہاں سے وہ جناب شفیق کا حال معلوم کریگا۔

زبیدہ۔ بختیار تم نے معقول تجویز نکالی ہے۔ خدا کامیاب فرمائیے۔

عبود کے پاس شفیق کی ایک تصویر تھی۔ جو اوسے کہیں مل گئی تھی۔ وہ اس کو نہایت احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا۔ اور اس کو دیکھکر شفیق کو یاد کرلیا کرتا تھا۔ بختیار نے جب اُس سے اس کا ذکر کیا کہ وہ شفیق کو تلاش کرنے کے لیے سوڈان جائے تو وہ بڑی خوشی سے اس پر راضی ہوگیا۔ اور سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوا لیکن روانگی سے پہلے اوس نے مالک ہوٹل کی خوشامد کرکے سیفٹی پن کو دوگنے داموں پر بختیار کو دلوا دیا۔ بختیار نے ایک معقول رقم عبود کو مصارف کے لیے دی۔ اور روانگی کے وقت زبیدہ کا حسب ذیل خط اوس کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ اسکو نہایت احتیاط سے رکھنا اور جناب شفیق کی خدمت میں پیش کردینا۔

میری جان اور روح کے مالک پیارے شفیق!

میں یہ خط تم کو بیروت سے لکھ رہی ہوں۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو۔ جب سے تم گئے ہو کوئی خبر نہیں ملی۔ میں نے تمھاری جدائی میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور جدائی کے اس طویل عرصہ میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرا کہ میں تمھیں بھولی ہوں۔ تمھاری محبت نے مجھے ہدف بنا رکھا ہے۔ لیکن با ایں ہمہ میں اپنے عہد پر قائم ہوں۔ اور جب تک زندہ ہوں عہد کو نہ توڑوں گی۔ پیارے طویل جدائی کے بعد کب مجھے یہ مسرت و راحت حاصل ہوگی۔ کہ میری آنکھیں تمھیں دیکھیں اور حسرت دیدار دل سے نکلے۔ تمھاری کوئی خبر نہ ملنے سے میری اُمیدیں کمزور ہوگئی ہیں۔ اور میں اس دنیا میں تمھاری ملاقات سے بالکل مایوس ہوگئی تھی۔ لیکن حامل عریضہ ہذا کے بیان سے میری امید دل میں پھر جان پڑ گئی ہے اس شخص نے تمھارے ابیض جانے اور وہاں سے اب تک واپس نہ آنے کے تمام

حالات مجھے سنائے۔ اور ان واقعات کے سننے سے میری امیدوں کی خشک کھیتی پھر ترو تازہ ہو کر لہلہانے لگی"۔ خدا کرے میری یہ امید پوری ہو کہ میں تم سے دنیا میں پھر ملوں۔ اور اپنی آنکھوں کو تمھارے دیدار سے سیراب کروں۔ اگر خدا نے میری سن لی اور میری امیدیں بر آئیں تو دنیا میں مجھ سے بڑھکر کون خوش نصیب ہوگا۔ لیکن اگر میری امید پوری نہیں ہوئی۔ اور خاکم بدہن تم نے دنیا کو خیر باد کہہ دیا ہو توانشاء اللہ میں بھی عالم آخرت میں جلد سے جلد تم سے آکر ملوں گی۔ اور یہی میرے لیے بہتر ہوگا۔ اس لیے کہ دنیا کے مصائب سے میں تنگ آگئی ہوں اور اب تکالیف کا تحمل دشوار ہے۔ میری صحت بالکل خراب ہوگئی ہے۔ اور میں زندگی سے عاری آگئی ہوں۔ موت جس سے لوگ ڈرتے ہیں۔ مجھے پیاری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ مونس درہما ہے۔ جو ناقابل برداشت مصائب کی راہ سے بچا کر راحت وسکون کی شاہراہ دکھاتی اور تکالیف سے محفوظ رکھتی ہے۔ پیارے اب مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں اس ناپاک اور ذلیل ترین دشمن (عزیز) کے مکائد وفریب کا برابر مقابلہ کرتی رہوں۔ یہ دغاباز چاہتا ہے۔ کہ مجھ پر دسترس پاجائے۔ اور میرے دل سے تمھاری محبت کو نکال دے۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ ہر چند کہ اوس نے اپنی عیاریوں سے میرے باپ کو پورے طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اور وہ اس کی باتوں میں آکر مجھ پر سختی کرتے اور دھمکا کر مجھے اس پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ میں تمھاری محبت کو دل سے نکال دوں اور اوس کے پیام کو منظور کرلوں۔ آہ میرے باپ کو کیا ہوگیا ہے۔ کہ وہ اپنی بیٹی کو ایک ایسے امر پر مجبور کرتے ہیں جو اوس سے ناممکن ہے۔ تمھاری موت کا یقین دلا دلا کر میرے والد مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں تمھیں بھول جاؤں لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تمھیں بھول جاؤں۔ اور تمھاری محبت کو دل سے نکال دوں۔ آہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس دل میں تمھاری محبت ہو اس میں کسی دوسرے کے لیے گنجائش نکالی جائے۔

پیارے شفیق اگر میرا یہ عریضہ تمھارے ہاتھوں تک پہونچ جائے۔ اور میری خوش قسمتی تمھیں اطمینان سے اسے پڑھنے کا موقعہ دے تو تم کو چاہیے کہ تمام کام چھوڑ کر مجھے مصائب سے چھڑانے اور دشمن کے زبردست چنگل سے نکالنے کے لیے

یہاں پہونچو میں اس وقت موت وحیات کے درمیان معلق ہوں - اور تمھاری مدد کے
بغیر مجھے اس خطرہ سے نجات ملنی ناممکن ہے -

زبیدہ

بیروت بسول ہوٹل
یکم مئی سنہ ۱۸۹۴ عیسوی

عبودو نے ہوٹل کی ملازمت سے استعفیٰ دیدیا - اور جہاز پر سوار ہوکر مصر پہونچا -
اور وہاں سے ریل کے ذریعہ اسیوط، اور اسیوط سے ایک اونٹ کرایہ کرکے خشکی کی
راستہ سے دنقلا کی طرف روانہ ہوا - دنقلا میں اس وقت مصطفےٰ بک حاکم تھا ماہ
جون کے آخر میں عبودو دنقلا پہونچا - شہر میں ایک اضطراب اور بے چینی پھیلی ہوئی
تھی - اور باشندے لڑائی کی تیاریاں کر رہے تھے - عبودو نے لوگوں سے اضطراب کا
سبب دریافت کیا - معلوم ہوا - کہ درویشوں کی فوج مقام دیہ پر پڑی ہے دنقلا
سے اس کے مقابلہ کے لیے سپاہ جا رہی ہے - عبودو کا خیال تھا کہ دنقلا سے خرطوم
تک کا راستہ مامون ومحفوظ ہوگا - لیکن یہ معلوم کرکے کہ مہدی کی سپاہ راستہ
میں پڑی ہے - وہ بہت پریشان ہوا - وہ اسی پریشانی میں بازار میں پھر رہا تھا
اور چاہتا تھا کہ راستے کی حالت کسی سے دریافت کرے ایک جگہ چند شامی تاجروں
کو بیٹھا پاکر وہ ان کے پاس گیا - اور کیفیت دریافت کی - انھوں نے تبلایا کہ راستہ
محفوظ نہیں ہے کوئی شخص تنہا تو کیا جماعت کے ساتھ بھی نہیں جا سکتا درویشوں
نے خرطوم کا محاصرہ کر رکھا ہے - اور اطراف میں ہر جگہ درویش پھیلے ہوئے ہیں
عبودو یہ سن کر تردد میں پڑ گیا - اور اس کی پریشانی بڑھ گئی - ایک تاجر نے اس کی
حالت دیکھکر پوچھا -

کیا تم خرطوم جانا چاہتے ہو - اس خطرہ کے زمانہ میں ایسا کیا کام درپیش ہے کہ تم
وہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو -

عبودو - میں اپنے آقا کے پاس جانا چاہتا ہوں جو خرطوم میں ہیں -

تاجر - نہیں آج کل تم کسی طرح خرطوم نہیں جا سکتے - درویش تمام اطراف میں پھیلے ہوئے
ہیں - اور کوئی قوت ایسی نہیں ہے کہ ان کو قتل وغارت گری سے روک سکے - اور

خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہماری سپاہ اس وقت تک اون کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ لیکن اُمید ہے کہ جلد مصطفےٰ بک جو ایک بہادر افسر ہیں ان پر حملہ کر کے اون کو قتل و غارت کر دیں گے۔ اور پھر راستہ بالکل مامون و محفوظ ہو جائے گا۔ مصطفےٰ بک کی جرأت و شجاعت اور ہمت سے قوی اُمید ہے کہ وہ درویشوں پر غالب آئیں گے۔ وہ برابر نماز اور دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ عبود اور تاجر میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ بازار میں سے فوج کا ایک دستہ گذرا۔ فوج کے پیچھے ایک نحیف الجثہ افسر گھوڑے پر سوار جا رہا تھا جس کی رکاب میں کئی سوار تھے۔ عبود نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔

تاجر۔ یہی تو مصطفےٰ بک ہیں جو درویشوں سے لڑنے کے لیے جا رہے ہیں۔

فوج کے گذر جانے کے بعد عبود نے تاجر سے کہا۔

تو میں کسی طرح اس وقت خرطوم نہیں جا سکتا۔ تمھاری رائے میں مجھے اب کیا کرنا چاہئے

تاجر۔ میری رائے میں تم اوس وقت تک یہیں ٹھہرو جب تک کہ بالکل امن نہ ہو جائے۔ عنقریب لڑائی کی خبروں سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کب تک خرطوم کا رستہ مامون و محفوظ ہو جائیگا۔ تم راستہ میں امن ہو جانے تک میرے گھر میں قیام کرو۔

عبود۔ میں آپ کی اس ہمدردی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ تم کو خوش رکھے۔

یہ تاجر شام کا رہنے والا تھا۔ اور عرصہ سے ترک وطن کر کے دنقلا میں رہتا تھا عبود جلد اوس سے مانوس ہو گیا۔ اور تاجر بھی اپنے وطن کے آدمی سے بہت خوش ہوا اور اوس کو اپنے گھر لے گیا۔

تاجر کا مکان نہایت مختصر اور مٹی کا بنا ہوا تھا۔ چھوٹا سا ایک دروازہ تھا جس میں آدمی جھک کر داخل ہوتا تھا۔ عبود نے شام کا کھانا کھایا اور چونکہ تھکا ہوا تھا۔ اس لیے سویرے ہی سو گیا۔ صبح اوٹھ کر خرطوم پہونچنے کے وسائل پر غور کرنے لگا۔ لیکن کوئی صورت خرطوم تک پہونچنے کی نظر نہ آئی۔ چند روز اس نے نہایت تکلیف اور پریشانی میں گذارے کہ یکایک اُسے خبر ملی کہ مصطفےٰ بک کی سپاہ نے درویشوں پر نمایاں فتح حاصل کی ہے۔ اور وہ دشمن کو پیچھے ہٹا رہا ہے۔ عبود یہ سن کر خوش ہو گیا۔

اور اس معمولی کامیابی سے وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ اب راستہ خطرہ سے محفوظ ہوگا۔ وہ فوراً روانگی پر تیار ہو گیا۔ تاجر نے منع کیا۔ اور کہا چند روز وہ صبر کرے۔ انگریزی فوج گارڈوں پاشا کی امداد اور خرطوم کو محاصرہ اور درویشوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے آرہی ہے۔ جو دنقلا ہو کر خرطوم جائے گی۔ اوس کے ساتھ خرطوم چلے جانا۔ لیکن وہ نمانا اور ایک رہنما کو ہمراہ لے کر خرطوم کی طرف روانہ ہوا۔ اور دنقلا سے روانہ ہو کر ایک دن کی مسافت طے نہ کی تھی کہ عربوں کی ایک جماعت نے راستہ میں اوسے لوٹ لیا اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر دنقلا پہونچا۔ اور اپنی عجلت پر بہت نادم ہوا۔ اوس کے تاجر دوست نے اوسے بہت ملامت کی اور کہا جب تک مصری فوج نہ آئے اس وقت تک یہیں رہو اور خرطوم جانے کا نام نہ لو!!

خرطوم کیطرف درویشوں کی روانگی

ناظرین عبود کو مصری فوج کے آنے کا انتظار کرنے دیجئے اور ابیض چل کر شفیق کا حال معلوم کیجیے۔ جہاں وہ نہایت بے چینی اور تکلیف کے ساتھ زندگی کے دن گذار رہا ہے۔ ایک دن صبح کو اوسے معلوم ہوا کہ مہدی نے حکم دیا ہے کہ کل صبح کو تمام سپاہ میدان میں جمع ہو۔ دوسرے دن صبح کو تمام سپاہ ایک وسیع میدان میں جمع ہوئی۔ مہدی اپنے خلفاء اور امراء کے ساتھ باہر نکلا اور میدان میں پہونچ کر فوج کے وسط میں کھڑا ہو گیا۔ شفیق نے حسن سے اس اجتماع کا سبب پوچھا۔ جس نے کہا کہ مہدی سپاہ کو خرطوم بھیج رہا ہے اور یہ اجتماع سپاہ کو ضروری احکام دینے اور جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لیے ہوا ہے۔ مہدی نے درمیان میں کھڑے ہو کر ایک موثر تقریر کی۔ جس میں لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا۔ اور ضروری احکام دیئے۔

اس کے بعد مہدی نے افسر فوج کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ وہ جلد سے جلد سپاہ لے کر

S.A. Malik

خرطوم پہونچے اور محاصرہ کرنے والوں کو مدد پہونچائیے۔ خرطوم کا محاصرہ کرنے والی مہدوی سپاہ کے افسر الوجیہ، ولد النجومی احمد المہدی، امیر فیصل، امیر عبدالقادر، امیر مصطفےٰ بن الفقی الامین اور شیخ ابیض وغیرہ تھے۔ مہدی نے ان سب پر امیر ولد النجومی کو جو مہدوی سپاہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ سپہ سالار مقرر کرکے خرطوم جانے والی سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ مہدی کے میدان سے چلے جانے کے بعد سپاہ منتشر ہوگئی شفیق اور حسن بھی میدان سے لوٹے راستہ میں شفیق نے پوچھا کہ اب وہ کیا کرے۔

حسن۔ کل امیر ولد النجومی سپاہ لے کر خرطوم روانہ ہوگا۔ تم بھی اوس کے ہمراہ اون مخروں کے ساتھ جانے والے ہیں چلے جاؤ۔"

شفیق تمھیں معلوم ہے ولد النجومی کتنی سپاہ لیکر روانہ ہوگا۔

حسن۔ ۲۰ ہزار درویش امیر ولد النجومی کے ہمراہ جائینگے۔

شفیق۔ کیا یہ درویش خرطوم کا محاصرہ کرنے کے لیے جارہے ہیں۔"

حسن۔ ہاں اور خرطوم کا محاصرہ تو اسی وقت سے شروع ہوگیا تھا جبکہ جرنیل ہکس کی سپاہ کو ہلاک کرکے درویش یہاں واپس آئے ہیں۔ جنرل گارڈن خرطوم پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ درویش خرطوم پہونچ گئے۔ اور ام درمان اور خرطوم دونوں کا محاصرہ کرلیا۔ اس وقت خرطوم محاصرہ میں ہے۔ اور بڑے بڑے تمام درویش خرطوم میں موجود ہیں۔ اور جنرل گارڈن اور مصری سپاہ کو گھیرے پڑے ہیں۔ یہ سپاہ انھیں کی مدد کے لیے جارہی ہے۔ تاکہ محاصرہ اور سخت ہوجائے۔ اور جنرل گارڈن اور مصری سپاہ مجبور ہو کر شہر کو اون کے حوالہ کردے۔

شفیق حسن کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چلوگے۔

حسن۔ ہاں میں شاید خرطوم نہ جاسکوں۔ کیونکہ اس وقت تک مجھے کوئی حکم نہیں ملا ہے۔ کاش میں تمھارے ساتھ چلتا۔ خیر اگر میں نہ جاسکوں تو کوئی مضایقہ نہیں میں خوش ہوں کہ تم خرطوم میں داخل ہوجاؤ۔ اور مصری سپاہ کی حفاظت میں پہونچکر اس مرقعیہ سے جس نے تمھاری زندگی تلخ کردی ہے نجات پاجاؤ

شفیق خوش ہوگیا اور درویشوں کے ہاتھوں سے نجات پاجانے کی اُمید نے اس کے چہرہ پر رونق پیدا کردی حسن سے رخصت ہوکر اپنے حجرہ میں پہونچا۔ اور روانگی کی

تیاریاں کرنے لگا۔ دوسرے دن امیر ولد النجومی کی ماتحتی میں ابیض سے درویشوں کی جمعیت اس شان سے روانہ ہوئی کہ آگے آگے نقارے اور ڈھول والے ڈھول بجاتے جارہے تھے اُن کے پیچھے سوار جن میں ماتحت افسر اور امراء بھی تھے۔ اون کے پیچھے پیدل اور یہ سب اپنے مخصوص درویشوں کے لباس میں تھے۔ سب سے پیچھے عورتوں اور بچوں کا گروہ تھا۔

شفیق حسن سے رخصت ہوکر درویشوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ درویشوں کے پاس عرصہ تک رہنے سے اگرچہ شفیق اوس کھانے کا عادی ہوگیا تھا۔ جو درویش کھاتے تھے لیکن درویشوں کی طرح وہ ایک دو دن تک پیاسا رہنے کا عادی نہ تھا اور درویش سفر میں پانی بہت کم رکھتے تھے۔ اس لیے راستہ میں کہیں کہیں پانی نہ ملنے سے اوسے سخت تکلیف ہوئی۔ خرطوم کے قریب پہونچ کر امیر ولد النجومی نے اطراف خرطوم کے تمام درویشوں کو کہلا بھیجا کہ وہ فوراً حاضر ہوں۔ دو تین روز میں اطراف کے تمام درویش آکر جمع ہوگئے اور اب درویشوں کی مجموعی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہوگئی۔ امیر ولد النجومی نے درویشوں کی متعدد جماعتیں بنائیں اور ہر ایک کو خرطوم کے ایک جانب محاصرہ کے لیے روانہ کر دیا۔

۵

S. A. Malik

خرطوم کا محاصرہ

خرطوم بحر ازرق اور بحر ابیض کے سنگم پر واقع ہے دریائے نیل اور بحر ازرق وابیض کے سنگم کے درمیان ایک جزیرہ اور کچھ میدان واقع ہے جزیرہ کا نام توتی ہے جزیرہ خرطوم اور بحر ازرق وابیض کے سنگم کو پیش نظر رکھکر خرطوم زاویہ مثلث کا ضلع جنوبی ہوتا ہے۔ جس کے شمال میں دریائے نیل ہے جو خرطوم اور جزیرہ توتی اور اوس کے ملحقہ میدان کے درمیان حد فاصل ہے۔ مغرب میں بحر ابیض اور جنوب میں وسیع جنگل اور خشکی کا علاقہ ہے۔ بحر ازرق اور بحر ابیض کے درمیان

جنوب میں خوشکی کا علاقہ ہے۔ اوس پر ایک بلند دیوار اس طرح بنائی گئی ہے کہ ایک جانب سے وہ بحر ازرق پر منتہی ہوتی ہے۔ اور دوسری جانب بحر ابیض کے کنارے پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اِس اعتبار سے شمال اور غرب میں دو دریاؤں سے اور جنوب میں اس دیوار سے خرطوم گھرا ہوا ہے۔ شفیق جب خرطوم میں پہلے مرتبہ آیا تھا تو اس دیوار کو اوس نے دیکھا تھا لیکن ابیض سے واپس آ کر اوسے معلوم ہوا کہ دیوار کے نیچے ایک بڑی خندق بھی بنائی گئی ہے"۔

امیر ولد النجومی کی سیاہ پہونچنے سے خرطوم کا محاصرہ اور سخت ہو گیا۔ اوس نے ایک جماعت کو جنوب کے خشک علاقہ کی طرف مقرر کیا اور دوسری کو جزیرہ توتی کے ملحقہ میدان میں روانہ کیا۔ جو خرطوم کے بالکل سامنے تھا۔ اور خود ایک معقول جمعیت کے ساتھ دیوار کی سمت میں رہا۔ خرطوم کے اس طرح محاصرہ میں جانے سے جرنیل گارڈن اور شہر والوں پر ایک مصیبت نازل ہو گئی۔ ذخیرہ خوراک کی بہم رسانی کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ اور جو جنس جمع تھی وہ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی۔

شفیق خرطوم والوں کی حالت وقتاً فوقتاً معلوم کرتا رہتا تھا۔ محاصرہ کے سخت ہو جانے سے اوسے معلوم ہوا کہ خرطوم والوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے اور وہ انگریزی اور مصری سپاہ کے آنے کا بہت بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ اسی طرح تین مہینہ محاصرہ کو گذر گئے لیکن مصری سپاہ نہیں آئی۔ اور خرطوم والے بھوکوں مرنے لگے۔ ایسی حالت میں شفیق نے بھی بھاگ کر خرطوم میں داخل ہو جانے کو مناسب نہیں سمجھا۔ اور خیال کیا کہ خرطوم والوں کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اگر انگریزی و مصری سپاہ جلد نہ آئی تو وہ اپنے کو مہدویوں کے حوالہ کر دیں گے۔ اگر وہ بھاگ کر خرطوم میں داخل ہو گیا۔ تو خرطوم والوں کے ساتھ وہ بھی گرفتار ہو جائے گا۔ اور پھر ایک بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا۔ جس سے نجات مشکل ہو گی وہ جب اس معاملہ پر غور کرتا۔ تو بہت پریشان ہوتا۔ اور کوئی بات مفید مطلب نظر نہ آتی۔ کبھی وہ خیال کرتا کہ اگر وہ یہاں سے نکل کر خرطوم میں نہ چلا گیا تو اوسے مہدویوں کے ساتھ مصریوں اور انگریزوں سے لڑنا پڑے گا۔ اور یہ گویا اپنی ہی حکومت

سے مقابلہ ہوگا۔

کچھ عرصہ بعد خود مہدی بھی ابیض سے مزید سپاہ لے کر خرطوم آپہونچا۔ اور درویشوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی۔ اب شفیق کو یقین ہوگیا کہ اگر جلد انگریزی و مصری فوج مدد کے لیے نہ آئی تو خرطوم پر مہدی کا قبضہ ہو جائیگا۔ یہ حالت دیکھکر اوس نے بھاگنے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن اپنے دوست حسن سے جو مہدی کے ساتھ خرطوم سے آیا تھا مشورہ لینا مناسب سمجھا اور اس سے دریافت کیا۔

حسن کیا رائے ہے کیا میں خرطوم میں بھاگ کر چلا جاؤں۔

حسن۔ (مسکراکر) دوست اگر بھاگنے میں کوئی فائدہ نظر آتا تو تم سے پہلے خرطوم میں داخل ہو جانے کی کوشش میں کرتا۔ خرطوم کی حالت اس وقت قابل اطمینان نہیں ہے طویل محاصرہ نے خرطوم والوں پر مصیبت برپا کر رکھی ہے۔ ذخیرہ خوراک ختم ہوگیا ہے انگریزی و مصری سپاہ کے آنے کی بھی کوئی خبر نہیں ہے۔ اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ خرطوم والے اب زیادہ عرصہ تک صبر نہیں کر سکتے اور عنقریب شہر کو وہ درویشوں کے حوالہ کر دیں گے اس لیے یہ بہتر ہے کہ بالفعل بھاگنے کے خیال کو ترک کر دو۔ اور دیکھو کہ مشیت ایزدی کیا دکھاتی ہے۔

شفیق نے حسن کی رائے کو قبول کیا اور موقعہ کا انتظار کرنے لگا۔ ایک دن وہ بیٹھا ہوا خاموش کچھ سوچ رہا تھا کہ حسن اوس کے پاس مسکراتا ہوا آیا اور کہا شفیق کیا سوچ رہے ہو۔

شفیق۔ آہ عرصہ سے گھر کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی والدین کی یاد بہت ستاتی ہے آہ وہ قاصد بھی ابھی تک واپس نہیں آیا۔ جو خط لے کر گیا تھا کہ اوس سے کچھ حال معلوم ہوتا!!

حسن۔ میں اس وقت تم کو یہی خوشخبری دینے آیا ہوں کہ قاصد آگیا ہے۔ میں اوس کو تمھارے پاس بھیجدیتا ہوں۔ تم اوس سے حالات معلوم کر لینا۔ یہ کہکر حسن چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر میں قاصد شفیق کے پاس پہونچا۔ اور بیان کیا کہ میں آپ کا خط لے کر مصر پہونچا اور انگریزی قنصل کے دفتر میں جاکر آپ کے والد کو تلاش کیا لیکن وہ وہاں نہ ملے اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنا تمام اثاث البیت فروخت کر کے مصر سے ہجرت

کر گئے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں گئے ہیں قیصل کے دفتر سے واپس ہو کر میں پاشا کے ہاں گیا۔ وہ بھی مکان پر نہ تھے معلوم ہوا کہ وہ آج کل ملک شام میں ہیں۔ پاشا کی بیوی موجود تھیں آپ کا خط میں ان کو دے آیا ہوں لیکن انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔

شفیق پر کوہ الم ٹوٹ پڑا اور وہ والدین اور زبیدہ کو یاد کر کے زار زار رونے لگا۔ جب حالت کچھ درست ہوئی تو قاصد سے مصر کی حالت دریافت کی۔ قاصد نے کہا کہ مصری فوج تیار ہو رہی ہے اور خرطوم اور جنرل گارڈن کو درویشوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے آرہی ہے۔ شفیق اگرچہ بہت مغموم تھا لیکن مصری سپاہ کے آنے کی خبر معلوم کر کے وہ خوش ہو گیا اور قاصد کو اجرت دے کر رخصت کر دیا۔ اور خود حسن کے پاس پہونچا حسن نے پوچھا۔

کہو کوئی نئی بات معلوم ہوئی۔

شفیق۔ ہاں ایک خبر غم آلود اور ایک خبر مسرت آمیز۔

حسن۔ وہ کیا۔

شفیق۔ دوست حسن ایک راز کی بات ہے اگر تم اس کی حفاظت کر سکو تو میں بیان کروں۔ سوڈان بھر میں کسی کو اس خبر کا علم نہیں۔ یہاں تک کہ جنرل گارڈن کو بھی۔

حسن۔ شفیق یہ کیا کہہ رہے ہو کیا تمھیں میرے اخلاص میں شک ہے تم بالکل اطمینان رکھو۔

شفیق۔ مجھے تم پر پورا اعتماد ہے اور اسی وجہ سے میں تمھیں اس خبر سے آگاہ کیے دیتا ہوں۔ قاصد نے مجھے بتلایا ہے کہ مصری فوج مصر سے روانہ ہو چکی ہے۔ اور نیل کے راستہ سے خرطوم آرہی ہے اور جلد اوس کے یہاں پہونچنے کی امید کی جاتی ہے۔

حسن۔ (چونک کر) کیا یہ صحیح۔

شفیق۔ بالکل درست خدا کا شکر ہے کہ ہماری نجات کا وقت قریب آگیا ہے بولو حسن اب کیا ارادہ ہے۔ میں اب زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اور جلد سے جلد خرطوم میں داخل ہو جانا چاہتا ہوں"!

حسن۔ شفیق ابھی ٹھہر و عجلت مناسب نہیں ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ جلدی میں کام خراب ہو جاتا ہے اور اطمینان سے کام کرنے میں برکت و سلامتی ہے۔

شفیق۔ کیا تمھارے نزدیک اب بھی کوئی خطرہ ہے۔ انگریزی اور مصری سپاہ ہماری چھڑانے کے لیے آرہی ہے۔ اور تمھیں معلوم ہے کہ مہدی نے اس کا اقرار کیا ہے کہ انگریزی و مصری سپاہ کے آجانے کے بعد وہ خرطوم کا محاصرہ قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے میری رائے میں ہمیں جلد سے جلد خرطوم کے اندر چلے جانا چاہیے۔ تاکہ ہم جنرل گارڈن کی پناہ میں پہونچکر نجات کا ذریعہ نکالیں"۔

حسن۔ میری رائے میں اس قدر عجلت کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ ابھی چند روز ہم کو اور صبر کرنا چاہیئے"۔

شفیق۔ حسن اگر تم جانے پر راضی نہ ہو تو میں مجبوراً کل پرسوں تک تنہا نکل جاؤنگا۔

حسن نے شفیق کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ اور سمجھا کر اوس سے اوس پر راضی کرلیا کہ چند روز اور صبر کیا جائے۔

انگریزی و مصری سپاہ کی آمد

چند روز کے بعد مہدی کو معلوم ہوا کہ انگریزی اور مصری سپاہ مقام کورتی پر پہونچ گئی ہے اور صحرائے بیوضہ کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ تاکہ مقامات متمہ اور شندی پر پہونچ کر خرطوم پہونچنے کی راہ نکالے۔ مہدی نے یہ معلوم کرکے اپنی سپاہ کا ایک حصہ موسے کے ماتحتی میں وے کرابی طلیح کی طرف جو مقام متمہ سے ادھر واقع ہے روانہ کیا۔ تاکہ وہ انگریزی سپاہ کا راستہ منقطع کردے اور نیل پر پہونچنے سے اوس کو روکے۔ شفیق کو یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ مصری و انگریزی سپاہ قریب آگئی ہے۔ اوس کا جی چاہتا تھا کہ اب خرطوم میں چلا جائے لیکن یہ معلوم کرنے کے لیے کہ مہدوی سپاہ

اور انگریزی و مصری سپاہ کے درمیان کیا واقع ہونے والا ہے۔ وہ ٹھہر گیا۔ اور خبروں کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

۲۰۔ جنوری کو اوس نے مہدی کے لشکر میں یکایک توپوں کی آوازیں سنیں وہ گھبرا کر باہر نکلا تاکہ معلوم کرے کہ یہ توپیں کس لیے چھوڑی جا رہی ہیں۔ باہر نکل کر وہ حسن سے ملا اور حقیقت حال سے آگاہی چاہی۔

حسن ابھی کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ درویشوں کی ایک جماعت اون کے قریب سے گذری جن کے ہاتھوں میں انگریزی ٹوپیاں۔ انگریزی کپڑے اور ہتھیار وغیرہ تھے۔ اور وہ انھیں اچھالتے اور خوش ہوتے جا رہے تھے۔ شفیق درویشوں کو اس حال میں دیکھکر ڈر گیا اور معاً اس کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ انگریزی و مصری سپاہ پر درویشوں نے فتح حاصل کی ہے اور یہ مال غنیمت ہے۔ جو وہ لوٹ کر لائے ہیں۔ گھبرا کر اوس نے حسن سے پوچھا کہ کیا درویشوں نے کوئی فتح حاصل کی ہے۔

حسن۔ شفیق گھبرانے کی کوئی بات نہیں واقعہ یہ ہے کہ ابی طلیح میں درویشوں کو شکست ہوئی ہے۔ اور انگریزی و مصری سپاہ نے اونھیں سخت نقصان پہونچایا ہے۔ مہدی کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے درویشوں کے خوش کرنے اور واقعہ کو مخفی رکھنے کے لیے یہ حرکت کی ہے کہ انگریزوں سے حاصل کیا ہوا پہلا مال غنیمت درویشوں کو دے کر یہ مشہور کر دیا کہ ابی طلیح میں ہمیں انگریزوں پر فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ مال غنیمت وہاں سے آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اوس نے توپوں کی سو شلک کا حکم دیا جو کامیابی کی ایک علامت ہے درویشوں میں اس مصنوعی خبر سے بہت خوشی ہوئی ہے اور اس سے ان کی ہمتیں بڑھ گئی ہیں۔"

شفیق۔ اچھا اب کیا ارادہ ہے۔ اب تو مصری سپاہ بہت قریب آگئی ہے۔ اور تمھارے بیان کے مطابق ابی طلیح میں اوس نے دشمنوں پر کامیابی بھی حاصل کر لی ہے۔

حسن۔ جو تمھاری رائے ہو لیکن مین نے سنا ہے کہ مہدی نے اپنے تمام خلفا و امرا اور مقربین کو آج صبح مشورہ کے لیے بلایا ہے اس وقت تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا مشورہ کر رہا ہے۔ بہرحال شام کو معلوم ہو جائیگا۔ بہتر ہے کہ ہم اس مشورہ سے

آگاہ ہوکر کوئی ارادہ کریں۔

شفیق ۔ اگر یہ مشورہ خفیہ ہوا تو تمھیں کیونکر معلوم ہو جائیگا۔

حسن ۔ مہدی کے مقربین میں میرا ایک خاص دوست ہے جو مجھ سے کوئی بات مخفی نہیں رکھتا اوس سے مجھے معلوم ہو جائے گا کہ کیا مشورہ ہوا ہے ۔ اور مشورہ میں کیا طے ہوا ہے کل صبح جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں اوس سے تمھیں آگاہ کروں گا۔

شفیق ۔ بہتر ہے۔

دوسرے دن صبح کو شفیق حسن کے پاس پہونچا۔ اوس نے آج مستحکم ارادہ کرلیا تھا کہ وہ مہدی کے لشکر سے نکل کر خرطوم میں داخل ہو جائے گا حسن سے ملتے ہی اوس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

حسن نے کہا اچھا اطمینان سے بیٹھو تاکہ میں تمھیں تبلاؤں کہ کل مہدی نے اپنے خلفاء اور امراء کے مشورہ سے کیا طے کیا ہے۔

شفیق حسن کے قریب بیٹھ گیا ۔ اور حسن نے بیان کیا کہ

مہدی کے حکم سے کل صبح جب اوس کے تمام خلفاء اور امراء جمع ہو گئے تو اول اوس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور پھر ان کو مخاطب کر کے کہا۔

کل خواب میں حضور سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لاکر مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ ہم لوگ خرطوم چھوڑ دیں اور ابیض واپس چلے جائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انگریزی قوم ایک ایسی قوم ہے جس پر تم غالب نہیں آسکتے ۔ تم نے اس کا اندازہ اس سے کرلیا ہو گا کہ جنرل گارڈن تنہا مہینوں سے محاصرہ میں پڑا تمھاری مدافعت کر رہا ہے ۔ لیکن ابی طلیح میں ہماری سپاہ نے انگریزوں پر خاصی کامیابی حاصل کی ہے ۔ اس سے امید بندھتی ہے کہ ان پر ہم غالب ہوں گے ۔ تم اس مسئلہ پر غور کرو اور مجھے رائے دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ میری رائے میں حضور والا کی ہدایت پر عمل پیرا ہونا ہمارے لیے ضروری اور بمنزلہ ایک فرض کے ہے۔

مہدی کی رائے سے تمام لوگوں نے اتفاق کیا لیکن امیر محمد عبدالکریم نے خرطوم کو چھوڑ کر ابیض واپس جانے کی مخالفت کی اور کہا۔

ہم خرطوم پر اپنی پوری پوری قوت سے حملہ کریں گے - اگر ہمیں کامیابی ہوئی - اور خرطوم پر ہم نے قبضہ کر لیا تو ہمیں اس کا یقین رکھنا چاہیئے کہ پھر انگریز ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے - انگریزوں کی قوت سے ہم خوب واقف ہیں - لیکن اگر خدانخواستہ وہ ہم پر کامیاب ہوگئے تو ہم بآسانی ابیض کو لوٹ جائیں گے اور خرطوم کو چھوڑ دیں گے -

امیر عبدالکریم کی پر جوش تقریر نے خلفاء اور امراء پر بہت اثر ڈالا اور سب نے اپنی رائے کو واپس لے لیا اور عبدالکریم کی رائے کو پسند کر کے قرار دیا کہ اس مسئلہ پر پھر ایک دفعہ غور کر لیا جائے -

شفیق - اب تو یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ مہدی اپنے میں مقابلہ کی قوت نہیں پاتا اور اس کی تمام کوششیں تباہ برباد ہوگئیں - اب ہمارے لیے کونسا امر مانع ہے کہ ہم خرطوم نہ جائیں "-

حسن - پیارے دوست افسوس ہے کہ میں بالفعل جانے سے مجبور رہوں اور کسی طرح تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا - البتہ تمہارے لیے اب کوئی امر مانع نہیں ہے - تم جاؤ خداوند تعالیٰ تمہیں صحیح و سلامت خرطوم میں پہونچا دے - اگر خدا نے موقعہ دیا تو انشاء اللہ پھر ہم دونوں ملیں گے - اور اس کے بعد کوئی چیز ہم کو جدا نہ کر سکے گی -

---

۷۷

S. A. Malik

خرطوم محاصرہ میں

جب سورج غروب ہو گیا اور درویش مغرب کی نماز پڑھنے میں مصروف ہوئے تو شفیق درویشوں کے لشکر سے آہستہ آہستہ باہر نکلا اور خرطوم کی طرف روانہ ہوا - اور شہر پناہ کے دروازۂ مسلمیہ کے قریب پہونچکر لاٹھی پر سفید رومال باندھا اور ہوا میں اڑایا شہر پناہ کی محافظ سپاہ نے طلب امن کی علامت دیکھکر دروازہ کھول دیا - اور شفیق اندر داخل ہوا - شہر پناہ کے عرض و استحکام اور خندق کو دیکھ کر جو نہایت گہری اور چوڑی

تھی شفیق نے دل میں کہا کہ شہر پناہ کے اس قدر استحکام اور خندق کو دیکھتے ہوئے بآسانی یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ درویش خرطوم پر قبضہ نہیں پا سکتے۔
شفیق کے اندر داخل ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور محافظ سپاہ کا ایک سپاہی اوس کو قلعہ کے افسر کے پاس لے گیا۔ افسر نے شفیق کو درویشوں کے لباس میں دیکھکر یہاں اوس کے آنے کی غرض دریافت کی۔ شفیق نے کہا کہ وہ جرنل گارڈن سے ملنا چاہتا ہے۔ افسر اوس کو خود اپنے ہمراہ لے کر شہر (خرطوم) کی طرف روانہ ہوا۔ شہر پناہ اور خرطوم کے درمیان دو ڈھائی میل کا فاصلہ تھا اور شہر پناہ دائرۂ قوسی کے مشابہ تھی۔ جو ایک طرف بحر ازرق کے کنارہ تک اور دوسری جانب بحر ابیض تک چلی گئی تھی۔ شہر پناہ کا یہ طول تقریباً چھ میل کا تھا۔
افسر شفیق کو ہمراہ لیکر مشرق کی سمت گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جہاں جنرل گارڈن مقیم تھے روانہ ہوا شفیق نے گورنمنٹ ہاؤس کے جانب شہر پناہ کی دیوار پر دیکھا کہ مصری سپاہ کی متفرق جماعتیں قریب قریب پڑی ہیں۔ اور بندوقیں تین تین چار چار کی تعداد میں کھڑی ہیں۔ سپاہ نہایت کمزور اور فاقہ زدہ ہے۔ چہرے بھوک اور خوف سے زرد ہیں سپاہی شفیق کو درویشوں کے لباس میں دیکھکر خوش ہو گئے۔ چہروں پر مسرت سے تازگی پیدا ہو گئی۔ اور انھوں نے خیال کیا کہ درویشوں نے شاید اپنے آدمی کو بھیجکر خفیہ طور پر معاملہ طے کرنا چاہا ہے۔ اون کا خیال تھا کہ انگریزی اور مصری سپاہ کے آنے کی خبر معلوم کر کے مہدی ضرور صلح کر لے گا لیکن اس امر سے وہ متحیر تھے کہ کل جو توپیں مہدی کے لشکر میں چھوڑی گئی تھیں۔ وہ اس بات کو ظاہر کرتی تھیں کہ انھیں کہیں فتح حاصل ہوئی ہے۔ بہر حال وہ حیرت زدہ بھی تھے۔ اور خوش بھی تھے۔ اور شفیق کو غور سے دیکھ رہے تھے ان سپاہیوں میں سوڈانی ہاشی بزدق اور مصری ہر قسم کے لوگ تھے شفیق کو جب غور سے انھوں نے دیکھا اوس کے چہرہ پر مسرت کے آثار پائے اور اوس کے چہرے کا رنگ بھی درویشوں سے مختلف پایا۔ اس لیے وہ شفیق کی طرف بڑھے تاکہ اوس سے کچھ پوچھیں لیکن افسر نے اون کو روک دیا اور اپنی اپنی جگہ واپس چلے جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب لوگ جو شفیق کے ساتھ دور تک چلے آئے تھے واپس چلے گئے۔

شفیق نے شہر میں داخل ہو کر دیکھا کہ بازار بالکل بند ہیں اور بجز بعض محافظ سپاہیوں اور فقیروں کے جو سڑک کے کناروں پر پڑے بھوکوں مر رہے تھے۔ اور کوئی نہیں ہے ایک فقیر نے جو بھوک سے بہت بیتاب تھا شفیق کو دیکھکر بلند آواز سے کہا۔

افسوس ہے تم پر کہ مسلمان ہو کر خدا سے نہیں ڈرتے اور ہم پر اتنی سختی کر رکھی ہے کہ ہم ذخیرۂ خوراک ختم ہو جانے سے بھوکوں مر رہے ہیں۔ اگر تمھارا آقا (پیشوا) حقیقتاً مہدی ہے تو وہ مسلمانوں کو بھوکوں مارنے کی کیونکر جرأت کرتا ہے۔ مہدی کا تو یہ کام نہیں کہ مسلمانوں پر اس قسم کا ظلم و ستم روا رکھے۔

شفیق فقیر کی بات سن کر مسکرایا اور خاموش چلا گیا۔ ان زہرہ گداز فقروں سے اوس کا دل بھر آیا۔ لیکن ساتھ ہی شہر کی تباہ حالت دیکھکر وہ ڈرا بھی کہ کوئی دل چلا اوس کو مار نہ ڈالے!

افسر شہر پناہ نے گورنمنٹ ہاوس کے دروازہ پر پہونچ کر محافظ سپاہیوں سے دریافت کیا کہ جرنیل گارڈن کہاں ہیں۔ محافظوں نے تبلایا کہ وہ مشرقی سمت کی شہر پناہ کے قلعہ بوری کو دیکھنے گئے ہیں۔ اور وہاں سے غالباً شہر پناہ کی محافظ سپاہ کو دیکھنے جائیں گے اور شہر کے مغربی قلعہ موگران کو جو دریائے نیل کے کنارہ پر واقعہ ہے دیکھیں گے۔

شفیق نے دریافت کیا کہ کس وقت جرنیل مذکور واپس آئیں گے۔ محافظوں نے کہا کہ غروب آفتاب تک واپس آجائیں گے۔ کیونکہ رات کو اعیان شہر سے اون کو کچھ مشورہ لینا ہے۔

افسر شہر پناہ نے شفیق کو گورنمنٹ ہاوس کے محافظوں کے سپرد کر دیا اور واپس چلا گیا۔ محافظوں نے اوس کو ایک کوٹھری میں پہونچا دیا۔ اور وہ جرنیل گارڈن کی واپسی کا نہایت بیچینی سے انتظار کرنے لگا۔

تنہا بیٹھے بیٹھے اوسے خرطوم کی موجودہ حالت کا خیال آیا۔ شہر کی بدتر حالت اور باشندوں کی مصیبت کا اوس پر بڑا اثر پڑا اور وہ تعجب کرنے لگا۔ کہ مصری سپاہ نے باوجود اس علم کے کہ خرطوم محاصرہ میں ہے۔ آنے میں کیوں دیر کی لیکن معاً اوسے خیال آیا کہ انگریزی و مصری سپاہ آرہی ہے اور جلد خرطوم کو وہ محاصرہ کے مصائب

سے نجات دے گی - چند روز کی تکلیف اور ہے اور جہاں خرطوم والوں نے مہینوں تکالیف اُٹھائی ہیں وہاں چند روز کی تکلیف اور سہی - وہ یہ خیال کر کے بہت خوش ہوا کہ مصری سپاہ کے آنے سے مہدی بہت متاثر ہوا ہے اور انگریزوں سے ڈر کر بھاگ جانا چاہتا ہے - وہ جب یہ خبر جنرل گارڈن کو سنائے گا - تو وہ بہت خوش ہوگا - اس کے بعد اوسے یہ تصور بندھا کہ وہ نجات پاکر مصر پہونچ گیا ہے - اس خیال نے اوسے والدین اور زبیدہ کو یاد دلایا - دل بھر آیا اور فوراً سینہ سے لگی ہوئی زبیدہ کی تصویر نکالنے کے لیے ہاتھ ڈالا - کہ یکایک بہت سے آدمیوں کے اندر داخل ہونے کی آواز آئی اور وہ اس طرف متوجہ ہوگیا اور کان لگا کر سنا - کہ آنے والے لوگ جرنیل گارڈن کو دریافت کر رہے ہیں - ان میں سے کچھ لوگ عربی بول رہے تھے اور بعض فرنچ وغیرہ شفیق نے کھڑکی سے جو مکان کے صحن کی جانب تھی - جھانک کر دیکھا کہ اکابر و اعیان کی ایک جماعت صحن میں کھڑی ہے شفیق نے غور سے لوگوں کو دیکھا - ان میں سے بعض ایسے شخص تھے جن کو وہ جانتا تھا اور دیکھتے ہی ان کو پہچان لیا - ان میں مسٹر پور نامہ نگار لنڈن ٹائمز بھی تھے - جو جنرل ہیکس کے ساتھ آئے تھے اور خرطوم میں رہ گئے تھے - ان کے علاوہ احمد بک علی نقولا لیونٹیڈ ٹین یونانی قنصل، ابراہیم بک خوری - فتح اللہ جہامی ایک شامی تاجر ڈکٹر نقولا ایک انسپکٹر محکمہ حفظان صحت سوڈان ان سب کو وہ جانتا تھا اور بھی کچھ لوگ تھے جن سے وہ واقف نہ تھا -

یہ سب لوگ صحن میں کھڑے انگریزی سپاہ کے اب تک نہ آنے پر افسوس کر رہے تھے ان کی باتوں سے شفیق کو معلوم ہوا کہ وہ جرنیل گارڈن سے آخری فیصلہ کا مشورہ کرنے آئے ہیں ؛؛

شفیق ان سب لوگوں کی باتیں سن رہا تھا کہ ایک اور شخص سرکاری وردی پہنے ہوئے صحن میں پہونچا - شفیق نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ مسٹر جیس جرنیل گارڈن کا پرائیوٹ سیکرٹری ہے - سب لوگوں نے اوس کا استقبال کیا اور وہ تمام جماعت کو ایک وسیع کمرے میں لے گیا عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا اور جنرل گارڈن کے واپس آنے کا انتظار کیا جانے لگا -

۷۸

جرنیل گارڈن اور خرطوم کے باشندے

صحن سے لوگوں کے چلے جانے کے بعد شفیق پھر اپنے افکار میں مشغول ہو گیا۔ غروب آفتاب کے بعد اوس نے گھوڑوں کے قدموں کے آواز سنی اور قیاس سے معلوم کیا کہ جنرل گارڈن آ گئے۔ اوس نے کھڑکی سے صحن پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ جنرل مذکور [illegible] صحن میں ٹہل رہے ہیں تھوڑی دیر تک وہ خاموش ادھر ادھر ٹہلا کیے اور پھر کمرہ میں جانے کے ارادہ سے سیڑھیوں پر چڑھے پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھا تھا کہ شفیق نے جرنیل مذکور کو مخاطب کر کے انگریزی میں کچھ کہا۔ جرنیل ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اوسے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ اور وہ پھر زینے پر چڑھنے لگا۔ شفیق نے دوبارہ آواز دی۔ جرنیل پھر ٹھہر گیا۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا۔ اس لیے وہ یہ معلوم نہ کر سکا کہ آواز دینے والا کون ہے اس لیے اوس نے کہا۔

تم کون ہو۔

شفیق۔ میں انگریزی سپاہ کا ایک افسر ہوں۔

جنرل گارڈن کا دل "انگریزی سپاہ" کا جملہ سن کر تیزی سے حرکت کرنے لگا کیونکہ انگریزی سپاہ کے اب تک نہ آنے سے اوس کا وظیفہ "انگریزی سپاہ" کا جملہ ہو گیا تھا وہ سیڑھیوں سے اترا اور روشنی منگا کر شفیق کے پاس پہونچا۔ اور دیکھا کہ ایک شخص درویشوں کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ لیکن اوس کا چہرہ سوڈانیوں کا سا نہیں ہے۔ جرنیل گارڈن اوس کو ہمراہ لے کر باہر نکلے اور اوس کمرہ میں جہاں کا بر داعیان جمع تھے پہونچے۔ تمام لوگ شفیق کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ کچھ دریافت کرے۔ جنرل گارڈن نے بیٹھ کر تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

تم لوگ درویشون کے لباس میں اس شخص کو دیکھ کر تعجب نہ کرو۔ یہ ایک شیر ہے جو بھیڑوں کی کھال میں چھپا ہوا ہے۔
شفیق نے جنرل گارڈن کے الفاظ ختم ہوتے ہی عمامہ اور مرقعیہ کو اوتار کر ڈال دیا۔ اور سب لوگ حیرت میں رہ گئے کہ حقیقت میں وہ درویش نہیں ہے۔
جنرل گارڈن نے شفیق کو مخاطب کر کے کہا۔
نوجوان تمہارا کیا نام ہے۔ اور یہاں آنے سے تمہاری کیا غرض ہے"
شفیق۔ میرا نام شفیق ہے اور مشیت ایزدی یا تقدیر مجھے یہاں لے آئی ہے۔ یہ جملہ تمام کر کے اوس نے اول سے آخر تک اپنا تمام واقعہ سنایا۔ اور جب اوس نے بیان کیا کہ مہدی کے لشکر میں توپوں کا چھوڑا جانا محض مصنوعی کارروائی تھی اور یہ کہ مہدی نے اپنے خلفاء اور امراء پر یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ انگریزوں پر فتح حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے خرطوم کا محاصرہ اُٹھا کر ابیض کو واپس چلنا چاہیئے۔ تو جنرل گارڈن نے زمین پر پائوں مار کر کہا کہ۔
کیوں میرے دوستوں کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ مہدی کا مقصد ان توپوں کے چھوڑنے سے ہمیں دھوکہ دینا اور درویشوں میں جوش پیدا کرنا ہے۔ اور یہ اصلیت کچھ بھی نہیں مجھے پہلے بھی یہ ایک عورت سے جس کو میں نے تحقیق حالات کے لیے بھیجا تھا معلوم ہو چکا تھا۔ بہر حال ہمیں اس کا یقین ہے کہ انگریز ضرور فتحیاب ہوں گے خواہ ان کی تعداد درویشون سے کم ہی کیوں نہ ہو"
شفیق اور جرنیل کی باتوں اور بیان کردہ واقعات کا لوگوں پر بڑا اثر پڑا۔ وہ گھبراہٹ و پریشانی جواں کے چہروں سے نمایاں تھی جاتی رہی اور وہ اس طرح غور سے شفیق کو دیکھنے لگے کہ گویا وہ ان کے لیے فرشتۂ رحمت بن کر آیا ہے۔ اور اوس سے مہدی اور اوس کی سپاہ کے حالات دریافت کرنے لگے۔ شفیق نے تمام واقعات و حالات تفصیل سے بیان کیے اور آخر میں کہا کہ
عرب نہایت شجاع اور بہادر ہیں۔ موت سے بالکل نہیں ڈرتے مہدی پر اُن کا اعتقاد ہے۔ اوس کی بات وحی الٰہی کی برابر خیال کرتے ہیں اور خصوصاً اوس بات کو بڑے گہرے اعتقاد سے سنتے ہیں۔ جو وہ رسول اکرم محمد مصطفٰے صلعم کے واسطہ

سے بیان کرتا ہے۔ جیساکہ میں نے ابھی آپ سے بیان کیا ہے۔ باین ہمہ اگر ہم صبر و استقلال کے ساتھ اون کا مقابلہ کریں تو وہ ہم پر غالب نہیں آسکتے۔ میں نے ابھی آپ سے بیان کیا ہے۔ اس وقت ہماری خوف زدہ ہے اور انگریزی و مصری سپاہ کے آنے کی خبر پاکر اوس کی ہمت شکست ہوگئی ہے۔ اگر ایسی حالت میں اوس سے مقابلہ کیا جائے گا تو وہ خرطوم کو خالی کرکے ابیض کو بھاگ جائیگا۔

قنصل یونان نے شفیق کی تقریر کو غور سے سُنا اور پھر حسرت کیساتھ کہا۔

ایسی حالت میں کہ ہماری سپاہ اور شہر کے باشندے بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہم میں مقابلہ کی تاب کہاں ہے۔ میں نے دیکھا اور سنا ہے کہ لوگ سڑکوں پر پڑے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ رہے ہیں اور سپاہ کے پاس ذخیرہ خوراک بالکل ختم ہوگیا ہے۔

فتح اللہ جہامی نے کہا کہ

محترم جرنیل تاریخ میں ایسے کسی محاصرہ کی نظیر نہیں ملتی جیساکہ خرطوم کا محاصرہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مصری سپاہ کیوں تاخیر کر رہی ہے اور جلد ہماری مدد کو نہیں پہنچتی کیا اُسے یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں۔ اور ہماری کیسی دردناک حالت ہے۔ کیا وہ اس وقت ہماری مدد کو پہونچیں گی۔ جبکہ ہمارا خاتمہ ہو جائے گا۔ آہ یہ تو بالکل اس کے مصداق ہوگا کہ تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود

ابراہیم بک فوزی نے کہا۔

جلیل القدر جرنیل ہم اس وقت یہاں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ سے اوس مصری فوج کے حالات معلوم کریں جو ہماری مدد کو آ رہی ہے۔ ہمارا صبر حد سے گذر چکا ہے ہمارے بچے اور عورتیں فاقہ کی تکلیف برداشت نہ کرکے اپنی روح خدائے بزرگ و برتر کے حوالہ کر چکے ہیں۔ استقلال کی باگ ہمارے ہاتھ سے چھوٹی جا رہی ہے اور اس وقت ہم ایک ایسی مصیبت میں ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں ہوسکتی۔ محترم جرنیل کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ اگر ہم درویشوں پر حملہ کریں تو کامیاب ہو جائیں گے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے۔ اس وقت سپاہ اور باشندوں کی حالت اتنی خراب ہے کہ اون پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ لوگ مصیبتوں کی برداشت سے عاجز آکر شہر سے نکل گئے اور دشمنوں میں جا ملے ہیں اور فاقوں

نے نوبت یہاں تک پہونچادی ہے کہ لوگوں نے جانوروں کو ذبح کر کرکے پیٹ کی آگ کو بجھایا ہے۔ بہت سے درختوں کی پتیاں اور چھالیں چبا کر زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ یا آپ کا یہ خیال ہے کہ مصری وانگریزی فوج آئے تو درویشوں سے نجات حاصل کی جائے۔ اس کا انتظار آخر کب تک دم لبوں پر ہے اور مسیحا نہیں۔ چھ مہینے سے ہم سن رہے ہیں۔ کہ انگریزی فوج آرہی ہے لیکن اس وقت تک اوس کا پتہ نہیں فرمایئے اب کیا کیا جائے"!

جرنیل گارڈن ابراہیم بک فوزی کی تقریر سے بیحد متاثر ہوا۔ تمام حاضرین پر مہربانی آمیز نظر ڈالی اور نہایت غمگین آواز میں کہا۔

آپ تمام حضرات جو فرمائیں میں اوس پر عمل کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ جو رائے آپ مجھے دین گے میں نہایت خوشی سے اوسے قبول کرونگا اور اوس پر عمل کرنا اپنا پہلا فرض خیال کروں گا۔ میں ہر طرح اس کا مستحق ہوں کہ آپ سب مجھے ملامت کریں اور برا بھلا کہیں۔ اگر آپ مجھے مکار و دغا باز اور جھوٹا کہیں گے تو واللہ مجھے اس کا ذرا بھی رنج نہ ہوگا۔ کیونکہ میں نے اس وقت تک انگریزی سپاہ کے یہاں پہونچ جانے کے متعلق جس قدر وعدے کیے وہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے۔ لیکن میں آپ لوگوں کے سامنے خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وقت تک میں نے جو کچھ کہا ہے وہ جھوٹ نہیں تھا۔ میں جھوٹ بولنے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں میں نے جس قدر وعدے کیے اور انگریزی سپاہ کے یہاں پہونچ جانے کے وقت مقرر کیے وہ میری ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ صرف ان اطلاعوں پر مبنی تھی۔ جو مجھے انگلستان سے ملتی رہی ہیں۔ محترم حضرات میں بڑی خوشی سے اس پر آمادہ ہوں کہ آپ میں سے کوئی میری خدمت انجام دیے میں اپنے عہدہ اور فرائض کو تفویض کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تاکہ مجھے یہ دیکھنے کا موقعہ ملے کہ وہ ایسی حالت میں کیا کر سکتا ہے۔ میں وعدے کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے اس وقت تک جس طرح کام کیا ہے۔ اوس سے بہتر کی کسی دوسرے سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ میں نے اپنی تمام قوت اور کوشش خرطوم کی حفاظت باشندوں اور سپاہیوں کی راحت میں صرف کر دی ہے۔ اور جو کچھ میرے امکان میں تھا۔ وہ سب کچھ کیا ہے۔ لیکن مشیت الٰہی

کو کیا کیا جائے کہ وہ ہمارے خلاف ہے میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں اور ایک آدمی کی جتنی پرواز ہوسکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ بہر حال میں آپ حضرات سے ایک دفعہ اور اس کی درخواست کرتا ہوں کہ چند روز صبر کریں انگریزی سپاہ متمہ میں پہونچ گئی ہے اور یقین ہے کہ دو تین دن میں یہاں پہونچ جائے گی۔ اور پھر ہماری مصیبتیں دور ہو جائیں گی۔

شفیق جنرل گارڈن کی تقریر اور شہر کی حالت سن کر اپنے یہاں آنے پر بہت نادم ہوا لیکن ساتھ اوس کو یہ خیال آکر کچھ اطمینان ہوا کہ انگریزی فوج قریب آگئی ہے۔ اس نے جنرل گارڈن کی طرف دیکھا جو اس وقت ٹوپی اتارے ننگے سر خاموش بیٹھا ہوا تھا شدت تاثر سے سر کے بال کھڑے ہو گئے تھے۔ اور گذشتہ مصائب و تفکرات نے تمام بالوں کو سفید کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک کمرہ میں بالکل سکوت رہا۔ اور پھر تمام لوگ واپس چلے گئے جن کو جنرل گارڈن نے صحن تک رخصت کیا۔ لوگوں کو رخصت کرکے جب جنرل موصوف دوبارہ کمرہ میں داخل ہوا تو شفیق تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔ جنرل مذکور نے شفیق کی طرف دیکھا اور کہا۔

کیا تم نے کبھی اپنی عمر میں اس قدر غفلت کا کوئی واقعہ سنا ہے۔ جیسا کہ یہ واقعہ ہے میں چھ مہینے سے برابر انگلستان کو لکھ رہا ہوں کہ جلد سے جلد ہماری مدد کو سپاہ روانہ کی جائے۔ ہماری حالت خراب ہے اور محاصرہ نے خرطوم میں مصیبتیں برپا کر رکھی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ میری آواز پر کوئی کان نہیں دھرتا اور زور و شور سے پارلیمنٹ میں اس پر بحث و مباحثہ کیا جا رہا ہے کہ سوڈان میں فوج بھیجی جائے یا نہ بھیجی جائے کئی مہینے تک مباحثہ کا سلسلہ جاری رہنے کے بعد آخر اس کا فیصلہ کیا گیا۔ کہ فوج بھیجی جائے۔ لیکن وہ فوج آج آتی ہے نہ کل مہینوں سے اوس کے آنے کی خبر ہے لیکن اس وقت تک اوس کا پتہ نہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر سپاہ اسی رفتار سے آئے گی۔ جس طرح کہ وہ آ رہی ہے تو یقیناً اس کے پہونچنے سے پہلے ہی ہم لوگ موت کا شکار ہو جائیں گے۔ افسوس ہے کہ متواتر وعدوں کے خلاف ہونے سے اب خرطوم کے باشندے میری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتے اور نہ اب ان کے قلوب میں میرا اثنا

احترام ہے بتلنا کر پہلے تھا شفیق کیا تم نے مصری فوج کی نسبت کچھ سنا ہے یا کوئی آدمی اوسکا درویشوں میں تم نے دیکھا ہے۔

یہ کہہ کر جنرل نے ٹوپی کو زمین پر ڈال دیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا پھر جیب سے سگرٹ نکالا اور جلا کر پینے لگا۔ اوس وقت جنرل گارڈن سخت اضطراب اور تردد میں تھا اور اوس کی حالت بہت خراب تھی۔ شفیق خاموش بیٹھا رہا اور ایک حرف بھی منہ سے نہ نکالا۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر جنرل نے شفیق کی طرف دیکھا اور کہا شفیق تمام معاملات کو خدا پر چھوڑ دو جو کچھ ہوگا ہو جائے گا اس کے بعد خادم کو بلایا اور حکم دیا کہ شفیق کو کپڑے دیئے جائیں تا کہ وہ درویشوں کا لباس تبدیل کرے۔ شفیق نے درویشوں کے لباس کو اُتار اور انگریزی لباس پہنا اس کے بعد جنرل گارڈن شفیق اور بعض دوسرے افسروں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ لیکن کھانا کھانے کے دوران میں سب خاموش اپنی اپنی فکروں میں رہے اور ایک حرف بھی کسی کی زبان سے نہیں نکلا۔"

۷۹

شفیق کی تصویر

شفیق کی تصویر

عشائے کے تھوڑی دیر بعد شفیق سو رہا۔ اور صبح سویرے اٹھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ جنرل گارڈن کہاں ہیں۔ ایک خادم نے بتایا کہ جنرل مذکور گورنمنٹ ہاؤس کی چھت پر کھڑے دشمن کی نقل و حرکت دوربین سے دیکھ رہے ہیں جنرل مذکور کا یہی شغل تھا جو دن کے اکثر حصہ میں جاری رہتا تھا۔ کبھی وہ نیچے آتے اور پھر کچھ دیر بعد چھت پر جا کر دوربین سے کبھی دشمن کی سپاہ کو دیکھتے اور کبھی نیل کی سطح پر اس خیال سے نظر ڈالتے کہ انگریزی فوج کا جہاز شاید آ رہا ہو جنرل گارڈن

کے شدید انتظار و اضطراب کی یہ حالت تھی۔ کہ انھوں نے مقام شندی کے اطراف
میں کچھ سپاہیوں اور جاسوسوں کو اس لیے چھوڑ رکھا تھا کہ وہ انگریزی سپاہ کے آنے
کا پتہ چلائیں۔ اور انگریزی فوج کا کوئی سپاہی مل جائے تو اوسے لیتے آئیں۔ لیکن یہ
امیدیں کسی طرح پوری نہیں ہوتی تھیں۔

شفیق کو جرأت نہ ہوئی کہ جنرل گارڈن کے پاس جائے۔ اس لیے وہ اپنی
کوٹھری میں واپس آگیا۔ اور دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر باہر نکلا اور ملاقات کے کمرہ
میں جاکر اون اخبارات اور کتابوں کو جو میز پر پڑے تھے دیکھنے لگا۔ ایک اخبار
اٹھایا ہی تھا کہ اوس کی نظر ایک تصویر پر پڑی جو اخبار کے نیچے رکھی تھی۔ تصویر
کو دیکھتے ہی اوس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا یہ اوسی کی تصویر تھی جو اوس
نے اپنے دستخط کر کے زبیدہ کو دی تھی۔ یہ دیکھ کر اوسے بے حد تعجب ہوا کہ تصویر
کا سرنداروہے۔ وہ غم اور خوف سے کانپنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور
بے خودی کی سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی۔ تصویر اوس کے سامنے تھی اور
زبیدہ کا تصور بندھا ہوا تھا۔ وہ بار بار اوس پر غور کرتا کہ یہ تصویر یہاں کیونکر
پہونچی۔ اور اس کا سر کس نے علیحدہ کر دیا۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آتی دیر تک
اسی تردد و فکر میں رہا کہ یکایک جنرل گارڈن چھت سے اتر کر ملاقات کے کمرہ
میں داخل ہوا۔ اور شفیق کو سلام کیا۔ شفیق فوراً تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور سلام
کا جواب دیا۔ شفیق اس وقت بہت مغموم تھا چہرہ سے اضطراب کے آثار نمایاں
تھے اور تصویر ہاتھ میں تھی۔ اوس نے کوشش کی کہ اضطراب کو ظاہر نہ ہونے
دے۔ لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا۔ وہ اس وقت تمام خطرات کو
بھول گیا تھا۔ اوس کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ اوس کے پر لگ جائیں اور
وہ اڑکر زبیدہ کے پاس پہونچے۔ جنرل گارڈن نے شفیق کو مغموم و مضطرب
اور بے خود سا پاکر خیال کیا کہ وہ خرطوم کے ہاتھ سے نکل جانے کے اندیشہ
میں ہے، اور خوف اوس پر طاری ہو گیا ہے۔ اوس نے تسکین دینے کے
لیے کہا ؛

پیارے کیوں رنج کرتے ہو۔ خدا کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اگر

ہمارا وقت آگیا ہے تو کوئی قوت ہمیں نہیں بچا سکتی۔ اس لیے خوف کو دل میں راہ نہیں دینی چاہیئے۔ جو کچھ خدا کو منظور ہے۔ وہی ہوگا۔ مجھے تعجب ہے کہ تم بہادر اور جوان ہو کر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو۔

شفیق نے اپنی حالت کو درست کیا اور مسکرا کر کہا محترم جنرل آپ میرے بزرگ اور افسر ہیں اور میں آپ کا خادم اس وقت جو حالت آپ کی ہے۔ وہی میری ہے اس لیے مجھے کسی بات کا خوف نہیں ہے۔

جنرل گارڈن ۔ بیٹا یہ تو ظاہر ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میں نے اپنی زندگی کے دن پورے کر لیے ہیں اس لیے میرا مارا جانا کچھ بھی افسوس کی بات نہیں لیکن تم جوان ہو تمھاری زندگی کا دور اب شروع ہوا ہے۔ تمھارا مارا جانا ضرور افسوسناک ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کسی نوجوان عورت کی محبت زندگی کو زیادہ عزیز بنا دے۔

جنرل گارڈن کے آخری الفاظ نے شفیق کے سامنے زبیدہ کی تصویر پیش کر دی اس کا دل دھڑکنے لگا اور جنرل گارڈن کے جواب میں اوس کی زبان سے کچھ نہ نکل سکا۔ وہ کوشش کر کے اپنے جذبات کو اس خیال سے کہ اس کا اضطراب کہیں اوس پر بزدلی کا الزام نہ لگا دے چھپانا چاہتا تھا لیکن نہ چھپا سکا۔ اور جنرل گارڈن نے اس کے اضطراب کو خوف پر محمول کر کے کہا

صبر کرو بیٹا صبر کرو۔ انسان دنیا میں بڑی بڑی مصیبتوں کو برداشت کرتا ہے اور سخت سے سخت خطروں میں گرفتار رہتا ہے اور ان سے پھر خدا ہی اوس کو نجات دیتا ہے

دیر تک جنرل گارڈن شفیق کو تسکین دیتا رہا۔ جب اوس کی حالت درست ہوئی تو بے اختیار دل میں یہ جوش پیدا ہوا کہ جنرل سے دریافت کرے کہ یہ تصویر یہاں کہاں سے آئی۔ لیکن اوسے اس کی جرأت نہ ہوئی۔

جنرل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سیگرٹ جلایا اور پینے لگا۔ اور بطور شغل جلے ہوئے سیگرٹ کی راکھ انگلی سے جھاڑتا رہا۔ برابر سیگرٹ پینے سے کمرہ دھوئیں سے بھر گیا تھا تنے شغل پر بھی جنرل گارڈن کے اضطراب میں فرق پیدا نہ ہوا۔ کبھی وہ

بے چین ہوکر اٹھتا اور ٹہلنے لگتا۔ اور کبھی بار بار پہلو بدلتا لیکن کسی پہلو چین نہ پڑتا۔ چہرہ شدت اضطراب سے سرخ ہوگیا تھا۔ آنکھیں خلقوں میں گردش کررہی تھیں۔ دیر تک اس کی یہی حالت رہی شفیق غور سے جرنل کی حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور خاموش بیٹھا تھا وہ کبھی توجہ ٹہلانے کے لیے کسی کتاب کے ورق الٹنے لگتا۔ گویا وہ کسی چیز کو تلاش کررہا ہے۔ ... ... اور کبھی اپنی بدنصیبی پر غور کرنے لگتا۔ اور اپنے یہاں آنے پر افسوس کرتا۔ اور کبھی تصویر کے یہاں پہونچنے پر تعجب کرتا۔ جرنیل گارڈن جب ایک سگرٹ ختم کرچکتا تو دوسرا جلالیتا۔ غرض دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ اور کوئی کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ کہ یکایک ایک سپاہی کمرہ میں داخل ہوا۔ اور جرنیل گارڈن کی طرف دیکھکر کہا۔

حضور والا بوردینی بک حاضر ہوئے ہیں۔

بوردینی بک خرطوم کا ایک تاجر تھا جس نے محاصرہ کے زمانہ میں اپنی شجاعت و شہامت کا پورا ثبوت دیا تھا جرنیل نے سپاہی کو حکم دیا کہ بوردینی بک کو اندر بھیجدو تھوڑی دیر میں بوردینی بک جو جبہ پہنے اور عمامہ باندھے تھا کمرہ میں داخل ہوا اور جرنیل کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن جنرل کو متردد و متفکر دیکھکر ڈر گیا۔ اوس کو آگے بڑھنے اور جرنیل سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جرنیل نے اوس کو دیکھکر کہا۔

میں اب کیا رائے دوں میں جو کچھ کہتا ہوں اب لوگ اوس کو نہیں سنتے۔ اور مجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ اور ایک حد تک ان کا یہ خیال ٹھیک بھی ہے۔ میں نے بہت دفعہ کہا کہ انگریزی سپاہ مدد کو آرہی ہے لیکن وہ اب تک نہیں پہونچی اور لوگوں کو میری نسبت سوءظنی کا موقعہ ملا۔ اچھا اب مجھ سے کچھ نہ پوچھو میں ان سگرٹوں کے بکسوں کو جو میرے سامنے میز پر رکھے ہوئے ہیں جلائے ڈالتا ہوں تاکہ میری توجہ کو ہٹانے کی کوئی چیز نہ رہے۔ اور لوگ مجھ پر یہ الزام نہ رکھیں کہ میں آرام سے بسر کرتا ہوں۔ بوردینی بک جنرل کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا تھا کہ جرنیل کو اس جلسہ میں لے جائے جو خرطوم کو دشمنوں کے ہاتھوں سے بچانے اور دشمنوں

کی مدافعت کے طریقے اختیار کرنے پر غور اور آخری چارہ کار پر مشورہ کرنے والا تھا۔ لیکن جنرل کو غضبناک پا کر اس کی جرأت نہ ہوئی کہ اوس سے کچھ کہے وہ جرنیل کی حالت سے بہت متاثر ہوا۔ اور خاموش واپس چلا گیا۔ بوردینی بک کے چلے جانے کے بعد شفیق نے بھی ارادہ کیا کہ کمرہ سے باہر چلا جائے۔ اور جرنیل کو تنہا چھوڑدے لیکن جرنیل کو غیظ و غضب میں پا کر وہ باہر نکلنے کی جرأت نہ کر سکا۔ جرنیل تھوڑی دیر بعد خود اٹھا دوربین ہاتھ میں لی اور کمرہ سے نکل کر گورنمنٹ ہاؤس کی چھت پر چلا گیا۔ تاکہ دشمن کی لشکر کی حالت کو دیکھے۔ خرطوم کو چاروں طرف سے گھرا ہوا دیکھ کر اور درویشوں میں جوش و خروش پا کر جرنیل کی حالت اور خراب ہو گئی شفیق کمرہ سے نکل کر سیدھا اپنی کوٹھری میں پہونچا۔ تصویر اوس کے ہاتھ میں تھی۔ اور وہ اس کے یہاں آنے کے معاملہ پر غور کر رہا تھا۔

دوپہر کے کھانا کھانے کے بعد شفیق کو آئندہ خطرہ کا خیال آیا اور اس نے مناسب سمجھا کہ درویشوں کے لباس کو احتیاط سے اپنے پاس رکھے تاکہ کسی خطرہ کے وقت وہ کام آسکے اس نے تمام کپڑوں کو لپیٹ کو احتیاط سے ایک مخفی جگہ پر رکھ دیا۔

۲۰

سقوط خرطوم

آج کی رات نہایت اضطراب و بے چینی کی رات تھی جرنیل اور شفیق دن بھر پریشان رہے اور شام کو کھانا کھا کر لیٹ رہے شفیق جرنیل کی بے چینی سے بہت متاثر تھا۔ آدھی رات تک وہ جاگتا رہا۔ اور جرنیل کی حرکات و اضطراب کو دیکھتا رہا۔ آدھی رات کے بعد وہ سو گیا۔ دو تین گھنٹے سے زیادہ نہ سویا ہوگا کہ توپوں کی ہولناک گرج نے اوسے جگا دیا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور باہر نکل کر دیکھا کہ گورنمنٹ ہاؤس کے تمام لوگ سخت پریشان اور بدحواس ہیں۔ شفیق نے جرنیل کو پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ چھت پر ہیں اور درویشوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ شفیق چھت پر پہونچا اور دیکھا کہ جرنیل سنجوابی

کے لباس میں توپوں کے پاس کھڑا ہوا گولہ باری کرا رہا ہے۔ اس وقت درویش شہر پناہ کے دروازہ کو توڑنے اور شہر میں داخل ہونے کی پوری جد وجہد کر رہے تھے"۔

تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ درویشوں کی ایک جماعت اپنی جد وجہد میں کامیاب ہو گئی اور انھوں نے مسلمیہ دروازہ کو توڑ دیا۔ اور شہر پناہ کے اندر داخل ہو گئے۔ آناً فاناً درویشوں کی جماعت بڑھتی گئی۔ اور چند منٹ میں ہزار ہا درویش شہر پناہ کے اندر داخل ہو کر شہر کی طرف بڑھنے لگے۔ گورنمنٹ ہاؤس سے شدید گولہ باری جاری تھی۔ لیکن درویشوں کو اس کی پروا بھی نہ تھی۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر درویشوں کی کثیر التعداد سپاہ شہر میں داخل ہو گئی مہدی کے علم شہر میں لہرانے لگے شفیق نے حسرت کے ساتھ مہدویوں کی کامیابیوں کو دیکھا اور دل میں کہا کہ بس اب فیصلہ ہے چند منٹ میں درویش یہاں پہونچ جائیں گے۔ اور سب کو مار ڈالینگے شفیق تردد میں پڑ گیا۔ اور جان بچانے کی فکر کرنے لگا۔ لیکن نہ اس لیے کہ اوس کو اپنی جان عزیز تھی بلکہ زبیدہ کی محبت کی وجہ سے وہ فوراً چھت سے نیچے اترا اور درویشوں کا لباس پہن لیا۔ وہ کوٹھری سے باہر نکلا ہی تھا کہ درویش گورنمنٹ ہاؤس کے قریب پہونچ گئے۔ اور اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے اور آخر دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ جرنیل گارڈن اس وقت سخت پریشان تھا۔ اور نیچے اترنے کی کوشش کر رہا تھا ایک درویش نے اوپر چڑھ کر اس کو جا لیا۔ اور نہایت جوش سے یہ کہہ کر آہ کب تک چھپا بیٹھا رہے گا۔ تیرا وقت آ پہونچا اوس پر حملہ کیا او اور زخمی کر کے نیچے گرا دیا۔ جنرل تڑپنے لگا۔ خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ اور تھوڑی دیر میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ شفیق یہ منظر نہ دیکھ سکا اور گورنمنٹ ہاؤس سے نکل کر گلیوں میں پھرنے لگا گویا وہ بھی ایک درویش ہے۔ جو خرطوم میں ابھی ابھی داخل ہوا ہے"۔

سورج ابھی نکلا نہ تھا۔ لیکن روشنی پھیل گئی تھی شفیق درویشوں کی طرح ان کے مقررہ فقرات کو بلند آواز سے کہتا اور گری پڑی چیز کو اس خیال سے اٹھاتا جا رہا تھا۔ کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ درویشوں میں بہت سے ایسے تھے۔ جو اوس سے واقف

تھے۔ لیکن انھیں اس کا علم نہ تھا کہ وہ ان ہی سے بھاگ آیا ہے۔ بلکہ وہ اوس کو درویش ہی سمجھ رہے تھے۔ گورنمنٹ ہاؤس سے نکل کر وہ کچھ زیادہ دور نہ پہونچا ہوگا کہ اوس نے دیکھا کہ ایک درویش جنرل گارڈن کا سر مہدی کے پاس لیے چلا جارہا ہے۔ مہدی نے خرطوم میں داخل ہو کر اگرچہ اس کا اعلان کردیا تھا کہ جنرل گارڈن کو قتل نہ کیا جائے بلکہ زندہ گرفتار کر کے لایا جائے۔ لیکن اوس کا وقت آپہونچا تھا اور وہ نہایت ذلت کے ساتھ مارا گیا۔"

چھ گھنٹے تک خرطوم میں قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ یہاں تک کہ جب خوب خون کی ندیاں بہ چکیں اور ہزارہا آدمی مارے جاچکے تو مہدی نے حکم دیا کہ قتل و غارتگری موقوف کی جائے۔

شفیق ڈرتا ڈرتا گلیوں میں پھر رہا تھا اور سمجھتا تھا کہ چونکہ اوس کا بھاگ آنا بہت سے لوگوں کو معلوم ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے اوس کو دیکھ لیا تو زندگی دشوار ہے مہدی اور اس کے خلفاء اوس کو فوراً ہی تو مار ڈالیں گے۔ اس لیے وہ چھپتا چھپاتا دریائے نیل کے کنارہ پر پہونچ گیا اور ایک تختہ پر بیٹھ کر جو اتفاق سے دریا کے کنارہ پر اوسے مل گیا تھا دریا کو عبور کرنے لگا۔ درویشوں نے اوس کو پار جاتے ہوئے دیکھ کر اوس پر تیر برسائے اور بندوق کی گولیاں چلائیں لیکن کوئی تیر اور بندوق کی گولی اوس کے نہ لگی۔ البتہ دوسرے کنارہ کے قریب پہونچ کر ایک تیر اوس کی ران میں آکر لگا۔ لیکن وہ برابر پاؤں سے تختہ کو چلاتا رہا یہاں تک کہ جزیرہ خلفا یا خلفایا میں پہونچ گیا اور ایک گنجان درخت کی آڑ میں ہو گیا دن اس طرح گذار رات کو باہر نکلا خوف اوس پر طاری تھا۔ کیونکہ درویش ان تمام مقامات میں پھیلے ہوئے تھے۔ رات بھر وہ جزیرہ میں پریشان پھرتا رہا اور یہ فکر کرتا رہا کہ کس طرح نجات پا کر یہاں سے نکلے

۸۱

زبیدہ کا خط

دھوپ میں پھرنے اور عرصہ تک سوڈان میں رہنے سے شفیق کا رنگ سیاہ پڑگیا تھا سوڈانی زبان اب وہ بے تکلف سوڈانی لب ولہجہ میں بول لیتا تھا۔ اور درویشوں کی تمام اصطلاحیں اوسے معلوم ہوگئی تھیں۔ اس لیے اوس پر شکل سے کسی کو یہ شبہہ ہو سکتا تھا کہ وہ درویش نہیں ہے۔ وہ جزیرہ میں پھر رہا تھا۔ تسبیح گردن میں پڑی تھی اور بلند آواز سے درود پڑھتا اور درویشوں کی فتحیابی کی دعا کرتا چلا جا رہا تھا۔ بھوک پیاس اور تکلیف نے اوس کو مضمحل کر دیا تھا اسی حالت میں وہ ایک مکان کے قریب سے گذرا شفیق اس گھر کی طرف چلا۔ یہ ایک چھوٹا سا گھر تھا جس میں تین آدمی تھے۔ شفیق کو دیکھکر انھوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے پاس بٹھایا۔ کھانا پک رہا تھا۔ ہانڈی چولھے پر چڑھی ہوئی تھی شفیق کے بیٹھتے ہی گھر والوں نے اوس کا حال دریافت کیا شفیق نے کہا کہ وہ جہاد میں شریک ہونے کے لیے آیا تھا اور خرطوم کے حملہ میں شریک تھا جس میں ایک گولی اوس کی ران میں لگی اور وہ مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے قابل نہ رہا۔ انھوں نے کہا کہ تم بڑے خوش قسمت ہو خداوند تعالیٰ تمھیں جہاد کا پورا ثواب دیگا۔ کاش ہم بھی شریک ہوتے اور ہمارے بھی گولی لگتی" پھر ان میں سے ایک نے کہا "

قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی نصاریٰ (انگریز) ہمارے حضور امام مہدی کی کرامتوں سے واقف نہیں ہیں اگر وہ جانتے ہوتے تو کبھی یہاں نہ آتے اور لڑنے کی زحمت نہ اٹھاتے اور انھیں یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

شفیق ۔ بیشک بیشک یہ لوگ بالکل واقف نہیں ہیں اور یہی سبب ہے کہ خدا نے انھیں سخت سزائیں دی ہیں اور یقین ہے کہ سقوط خرطوم کے بعد اون کی ہمتیں شکست ہوجائیں گی اور پھر وہ کبھی ادھر کا رخ نہ کریں گے۔

شفیق کی بات سن کر سب ہنس پڑے اور ایک نے کہا۔
کیا تمھیں معلوم نہیں خرطوم کبھی کا انگریزوں سے چھین لیا گیا۔ اور کیا تمھارا خیال ہے کہ انگریز یہاں آنے کا پھر ارادہ کریں گے۔ شاید تمھیں اس کا علم نہیں کہ ہمارے حضور امام مہدی نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے۔
شفیق۔ نہیں مجھے معلوم نہیں مہربانی کر کے مجھے تبلائے حضور امام نے کیا کیا ہے اوس نے کہا کہ حضور نے اون کو دنیا سے محو کر دیا ہے۔ اور اون کے سروں کو ان کے جسموں سے علیحدہ کر دیا ہے۔

نے یہ خبر سنی

شفیق۔ یہ کیونکر۔
اوس نے کہا۔
معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے یہ خبر سُنی ہی نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ سال ہمارے امیر درویشوں کو جمع کرنے کے لیے مختلف مقامات کا دورہ کر رہے تھے۔ وہ جب مقام دتبہ پر پہونچے۔ تو ایک ترکی جاسوس انھیں راستہ میں مل گیا۔ جو گارڈن کے پاس جا رہا تھا۔ ہمارے امیر کے آدمیوں نے اوس کا تمام ساماں لوٹ لیا۔ لیکن وہ نکلکر بھاگ گیا۔ اس کے سامان میں ایک تصویر بھی تھی۔ جو کسی انگریزی افسر کی تھی۔ امیر جب دورہ سے واپس آئے تو یہ تصویر انھوں نے حضور امام مہدی کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے تصویر کو لے کر تلوار سے اوس کا سر کاٹ دیا۔ اور فرمایا کہ تمام کافروں کے سر کاٹ دیئے گئے اس کے بعد اوس تصویر کو جنرل گارڈن کے پاس بھیج دیا گیا۔ تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ جو لوگ اوس کی مدد کے لیے آئیں گے اون کا بھی حشر ہوگا۔
شفیق نے اس واقعہ کو سن کر سمجھ لیا کہ وہ تصویر اسی کی تھی۔ اب اوس کی سمجھ میں یہ بھی آ گیا کہ تصویر کا سر اس لیے کاٹا گیا۔ لیکن یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہوا کہ تصویر لانے والا کون تھا اور لایا کیوں یہ خیال آتے ہی وہ پریشان ہو گیا لیکن اوس نے اپنی حالت کو درست کرنے کے لیے فوراً مہدی کے لئے بلند آواز سے دعا کی اور تینوں آدمیوں نے دعا میں ” اس کا ساتھ دیا۔
یہ سب اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ ہانڈی میں جوش آ گیا ایک شخص اٹھا اور اندر

سے لکڑی کا ایک پیالہ لایا جس کے اندر کاغذ سے لپٹی ہوئی کوئی چیز تھی کاغذ سے اوس کو نکالا اور ہانڈی کے اندر ڈال دیا۔ اور تھوڑی دیر میں ہانڈی تیار ہوگئی۔ سالن برتن میں نکالا اور سب نے مل کر کھانا کھایا شفیق چونکہ درویشوں کے کھانوں کا عادی ہوگیا تھا اس لیے اوس نے یہ کھانا رغبت کے ساتھ کھایا۔

سب کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ شفیق کی نظر اوس کاغذ پر پڑی جو پیالہ میں سے نکال کر پھینک دیا گیا تھا۔ اس کاغذ پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ شفیق اوس کی تحریر کو دیکھکر چونکا۔ کیونکہ زبیدہ کے خط سے وہ بہت مشابہ تھا۔ اور احتیاط کے ساتھ اوس خط کو اٹھاکر جیب میں رکھ لیا۔ لیکن وہ اب بیتاب تھا اور چاہتا تھا کہ جلد سے جلد اوسے پڑھے کھانا کھاکر اوس نے صاحب خانہ سے کہا۔ میں ایک ضرورت سے ذرا باہر جاتا ہوں۔ اور ابھی واپس آجاؤں گا۔ اور باہر چلا گیا۔ گھر سے ذرا دور جاکر اوس نے کاغذ کو نکالا۔ وہ حقیقت میں زبیدہ کی تحریر تھی۔ بلکہ شفیق کے نام اوس کا خط تھا شفیق نے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتا جاتا تھا۔ اور شدۃ تاثر سے روتا جاتا تھا۔ وہ حیرت میں تھا کہ یہ خط اتفاق سے یہاں میرے ہاتھ پڑ گیا۔ زبیدہ کو اور اوس کے مصائب کو وہ یاد کرکے دیر تک روتا اور اوس کی تصویر کو دیکھتا رہا۔ خط سے اوسے معلوم ہوا کہ زبیدہ بیروت میں ہے۔ اور اوس کی طرف سے بالکل مایوس ہوگئی ہے۔ خط کی تاریخ سے اوسے معلوم ہوا کہ خط کو بھیجے ہوئے دس مہینے ہوگئے ہیں۔ "وہ جب اوس وقت اوس کی طرف سے مایوس تھی تو اس مدت میں خدا جانے اوس کی کیا حالت ہوئی ہوگی" یہ خیال کرکے وہ پھر رونے لگا دیر تک اوس کی یہی حالت رہی۔ جب کچھ سکون ہوا تو وہ پھر اپنے میزبان کے ہاں پہنچا اور دن وہیں گذارا اور رات کو اون سے رخصت ہوکر آبادی سے دور جنگل میں چلا گیا۔ اور ساری رات اپنی بدنصیبی اور زبیدہ کے مصائب کا خیال کرکے روتا رہا اوسے اندیشہ ہوگیا کہ کہیں اس مدت میں زبیدہ بالکل مایوس ہوکر مر نہ گئی ہو کبھی وہ عزیز کا خیال کرکے اوس کی شرارتوں پر لعنت کرتا۔ اور اوس کے زندہ چھوڑ دینے پر افسوس کرتا"

۸۲

جہاز وِلسن

دوسرے دِن ۲۸ - جنوری ۱۸۸۵ء کو ۱۲ بجے دن کے شفیق نے جزیرہ سے دریائے نیل میں ایک جہاز آتا ہوا دیکھا جس پر انگریزی پھریرہ اُڑ رہا تھا - اوس نے معلوم کر لیا کہ یہ انگریزی سپاہ کا جہاز ہے - جو جنرل گارڈن کی امداد کے لیے آئی ہے - اوس نے دل میں کہا کہ خدا انھیں غارت کرے - اب کیا رکھا ہے - درویشوں نے خرطوم پر قبضہ کر لیا - اور جنرل گارڈن مارے گئے - جہاز کو دیکھ کر اوس نے خیال کیا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ اب جہاز پر چلا جائے - یہاں مارے مارے پھرنے سے بہتر ہے کہ جہاز میں جا کر امن حاصل کرے - وہ جہاز کو غور سے دیکھنے لگا - اور جب وہ جزیرہ کے قریب پہونچا تو اوس نے ایک فوجی اشارہ کیا - جہاز والے سمجھ گئے کہ کوئی انگریزی فوج کا آدمی ہے اور جہاز کو ٹھہرا لیا - شفیق جزیرہ سے اوترا اور جہاز پر پہونچا - لوگ اوس کو اور اوس کے لباس کو حیرت سے دیکھ رہے تھے - جہاز میں داخل ہوتے ہی سپاہی اوسے اپنے افسر کے پاس جس کا نام مسٹر چارلس ولسن تھا لے گئے افسر مذکور پستہ قد نوجوان اور ضعیف الجثہ تھا - لیکن نہایت حلیم المزاج - شفیق کے حاضر ہونے پر اوس نے دریافت کیا کہ تم کون ہو - شفیق نے اپنا تمام ماجرا اختصار کے ساتھ بیان کیا - جب ولسن کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ انگریزی سپاہ کا آدمی ہے - تو اوس نے خرطوم کا حال پوچھا - شفیق نے تمام کیفیت بیان کی - اور پھر کہا کہ اب خرطوم کی طرف جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے - خرطوم پر درویشوں کا قبضہ ہے - اور اون کی کثیر تعداد وہاں پڑی ہے - لیکن ولسن نے شفیق کے مشورہ کو قبول نہ کیا - اور جہاز کو خرطوم کی طرف لے چلا - درویشوں نے جو خرطوم کے اطراف میں دور تک پھیلے ہوئے تھے انگریزی جہاز کو دریائے نیل میں دیکھ کر دونوں جانب سے جہاز پر گولیاں برسانی شروع کیں - لیکن جہاز برابر چلتا رہا - اور خرطوم پہونچ کر اوسے شفیق کے بیان میں

تصدیق کرنی پڑی سر چارلس ولسن نے دیکھا کہ خرطوم کی تمام سرکاری عمارتوں پر درویشوں کے علم لہرا رہے ہیں۔ خرطوم کے ادھر جہاز ٹھہرا تھا اور حسرت کے ساتھ ولسن اور سپاہی خرطوم کو دیکھ رہے تھے۔ کہ گورنمنٹ ہاؤس خرطوم سے چند گولے جہاز پر آ کر گرے۔ لیکن کچھ نقصان نہیں ہوا۔ جہاز فوراً واپس ہوا۔ اور متمہ کی طرف جہاں انگریزی فوج پڑی تھی چلا"۔ دو دن کے بعد جہاز شلال سبلوکا کے قریب پہونچا اور ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ تمام لوگ گھبرا گئے اور کنارہ پر پہونچنے کی کوشش کرنے لگے۔ بڑی مشکلوں اور مصیبتوں سے لوگ جہاز سے اتر کر کنارہ پر پہونچے قریب ہی جزیرہ "وحشی" تھا۔ جہاں درویش رہتے تھے۔ شفیق اپنی اس بدنصیبی پر افسوس کرنے لگا کہ جو موقع اُسے حاصل ہوتا ہے۔ اوس میں ایک نہ ایک موقعہ ایسا پیش آ جاتا ہے کہ وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہتا ہے۔ سر چارلس ولسن جہاز کے ٹوٹ جانے اور قریب میں دشمن کے موجود ہونے سے بہت پریشان تھا کنارہ پہ پہنچ کر اوس نے افسروں کو بھیجا کہ وہ متمہ پہنچ کر حادثہ کی اطلاع دیں اور امداد طلب کریں"۔

تین روز تک تمام سپاہ جزیرہ میں پڑی رہی اور کوئی خبر متمہ سے نہیں آئی۔ چوتھے دن متمہ کی طرف سے ایک جہاز آتا ہوا دکھائی دیا۔ تمام لوگ خوش ہو گئے اور بےچینی سے جہاز کے جلد جزیرہ تک پہونچنے کا انتظار کرنے لگے۔ جہاز جزیرے تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ درویشوں نے اوس پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور جہاز کے اشارات سے معلوم ہوا کہ دشمن کی گولہ باری سے جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے اور اب وہ آگے بڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ تمام لوگ یہ معلوم کر کے افسوس کرنے لگے۔ اور دشمن کے ہاتھوں مارے جانے کا خیال دم بدم ترقی کرنے لگا۔

چار دن کی مرمت و کوشش کے بعد جہاز کا انجن درست ہوا۔ اور وہ تمام سپاہ اور سامان کو لے کر متمہ پہونچا۔ جہاں نیل کے مغربی کنارہ پر انگریزی سپاہ پڑی تھی۔ جو خرطوم کے ہاتھ سے نکل جانے پر کامیابی اور فتح سے مایوس ہو گئی تھی شفیق کو یہ معلوم ہو کر متمہ کی فوج پر سقوط خرطوم کا بڑا اثر پڑا ہے۔ اور وہ مایوس و

دل برداشتہ ہے۔ نہایت خوشی ہوئی اور اس نے خیال کیا کہ فوج اب لڑے گی نہیں اور مصر واپس چلی جائے گی۔ اور وہ بھی اوس کے ساتھ جلد سے جلد مصر پہونچ کر اپنے والدین اور زبیدہ سے ملے گا۔ اور مدتوں کی آرزوئیں پوری ہوں گی۔ دو تین روز بعد معلوم ہوا کہ سیاہ مصر واپس جانے والی ہے۔ وہ خوش ہو گیا۔ چند روز کے بعد سیاہ مصر کے ارادہ سے روانہ ہوئی۔ اور صحرا ربیوضہ کو طے کر کے کورتی کی طرف چلی تاکہ وہاں سے دریائے نیل کے ذریعہ آسانی سے مصر پہونچ سکے۔ متمہ سے چل کر چار دن میں سیاہ کورتی پہونچی اور واپسی کے حکم کا انتظار کرنے لگی۔ لیکن یکایک لندن سے تار آیا کہ سیاہ گرمیوں کا موسم کورتی میں گذار دے۔ شروع موسم سرما میں سوڈان پر پھر حملہ کیا جائے گا۔ شفیق کی آنکھوں میں یہ حکم سن کر اندھیرا آگیا۔ چند روز تک وہ وہاں رہا۔ اور پھر کوشش کر کے اس نے اپنے مصر جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ اور کورتی سے ضروری سامان لے کر قاہرہ کی طرف روانہ ہوا اور راستہ کی صعوبتیں اور ناقابل برداشت تکالیف اٹھا کر مارچ کے آخر میں قاہرہ پہونچ گیا۔

۸۳

بیروت

عبود کے سوڈان کی طرف روانہ ہو جانے کے بعد زبیدہ نہایت بے چینی سے عبود کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ باپ سے بات چیت نہ کرنے اور اوس کے ارادہ میں مزاحم ہونے کا جو جذبہ پہلے تھا وہ اگرچہ اب بھی اوس میں باقی تھا اور وہ وعدہ پر جو اوس نے شفیق سے کیا تھا مضبوطی سے قائم تھی۔ لیکن مصلحت وقت کا خیال کر کے اب وہ بظاہر باپ کے تمام احکام کی پوری اطاعت کرتی تھی۔ جس سے پاشا کو اب ذرا اطمینان ہو گیا تھا۔ اور زبیدہ نے سختی کرنی چھوڑ دی تھی۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ بآسانی زبیدہ شفیق کا خیال چھوڑ دے۔ اس لیے اسنے عزیز سے کہ جلد سے جلد مقدم

(خواب مقناطیسی کا عامل) کو بلایا جائے۔ عزیز نے اپنے ایک دوست کو پیرس لکھا لیکن عرصہ تک پیرس سے کوئی جواب نہیں آیا۔ عزیز کو یہ معلوم ہو کر کہ شفیق مارا گیا ہے اور پاشا شادی کرنے پر تیار ہے اور زبیدہ بھی کسی قدر آمادہ پائی جاتی ہے۔ اس کا تو اطمینان ہو گیا تھا کہ زبیدہ اب کسی دوسرے کے قبضہ میں نہیں جا سکتی۔ اس لیے وہ اب زیادہ عجلت نہ کرتا تھا اور بتدریج کام کو انجام پر پہونچانا چاہتا تھا لیکن یہ خلش البتہ اس کے دل میں باقی تھی کہ زبیدہ ایک روز بھی اس عرصہ میں اوس سے نہیں ملی۔ ایک دن پاشا کو مصر کی ڈاک سے اس کی بیوی کا خط ملا۔ کھول کر دیکھا تو اس میں ایک اور خط نکلا یہ خط شفیق کا تھا۔ جو اس نے ابیض سے بھیجا تھا۔ اور قاصد پاشا کی بیوی کو دے آیا تھا پاشا شفیق کا خط پڑھکر اور یہ معلوم کر کے وہ زندہ ہے تردد میں پڑ گیا اور اوسے اندیشہ پیدا ہو گیا۔ کہ شفیق زندہ واپس آگیا تو اوس کی تمام کوششیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور عزیز کی دولت پر قبضہ کرنے کی جو صورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اوس نے اس خبر کو محفوظ رکھا اور کسی سے اس اندیشہ سے ذکر تک نہ کیا کہ زبیدہ کو کہیں پتہ نہ چل جائے۔ اور وہ پھر عزیز کے ساتھ عقد سے انکار کر دے۔ اسی کے ساتھ اسے خیال پیدا ہوا کہ اگر عزیز کے ساتھ زبیدہ کا عقد کرنے میں دیر کی گئی اور اس عرصہ میں شفیق آگیا۔ تو بنا بنایا کام خراب ہو جائیگا وہ پھر تردد میں پڑ گیا۔ دیر تک غور و فکر کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ پہلے عزیز سے اُس کی جائداد کا معاملہ طے کر لینا چاہیئے۔ اس کے بعد جو صورت پیش آئے اس پر عمل کیا جائے۔ اس خیال کو پیش نظر رکھکر اوس نے عزیز کو تخلیہ میں بلایا۔ اور دیر تک مختلف قسم کی باتیں کرتا رہا۔ جن میں زبیدہ سے اوس کے عقد کا ذکر بھی تھا۔ پاشا اس وقت نہایت اخلاق سے باتیں کر رہا تھا۔ کبھی عزیز کو بیٹا کہکر مخاطب کرتا اور کبھی داماد۔ عزیز ان باتوں سے خوش تھا۔ اثناء گفتگو میں بات کو پہلو پر لانے کے لیے پاشا نے کہا۔

بیٹا اگرچہ میں اور تم دو شخص ہیں لیکن زبیدہ سے تمہارا عقد ہو جانے کے بعد چونکہ تم بمنزلہ میرے بیٹے کے ہو جاؤ گے اس لیے پھر یہ علیحدگی اور تخصیت باقی نہ رہے گی۔ اور ہم دونوں ایک ہی ہو جائیں گے تم ہی میرے تمام مال و دولت اور جائداد کے وارث ہو گے

کیونکہ زبیدہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔ جو زبیدہ کا مال ہوگا وہ تمھارا ہی ہوگا۔ اور جو تمھارا مال ہوگا وہ زبیدہ کا اس لیے اگر تم پسند کرو تو میری رائے یہ ہے کہ دونوں جائدادوں اور املاک کو ایک ہی کر دیا جائے تاکہ غیریت بالکل باقی نہ رہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ یا تو تم میری جائداد و املاک کو اپنے نام لکھالو جس کے لیے میں بخوشی تیار ہوں یا تم اپنی جائداد میرے نام لکھدو تاکہ جب تک میں زندہ ہوں اس کا انتظام کرتا رہوں۔ اور تمھیں زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

عزیز پاشا کے اس ایثار اور سچی محبت کو معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور اب اسے اس کا بالکل یقین ہوگیا کہ تمام مشکلات دور ہوگئیں اور زبیدہ سے عقد ہو جانے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں ہی اسکا جی تو یہی چاہتا تھا کہ وہ پاشاہ سے اسکی استدعا کرے کہ وہ اپنی تمام جائداد و املاک اسکے نام لکھدے لیکن یہ خیال کرکے کہ کہیں وہ اس سے کسی شبہہ میں نہ پڑجائے اور پھر بنا بنایا تمام کام بگڑ جائے اس نے اس خیال کو ظاہر نہیں کیا اور یہ سمجھکر کہ پاشا کے بعد اس کی تمام جائداد و املاک کی وارث شرعی اوس کی بیٹی زبیدہ ہی ہوگی اور زبیدہ کا مال گویا اوسی کا مال ہے اس لیے اپنی جائداد و املاک وہ پاشا کے نام لکھدینے پر آمادہ ہوگیا۔ تاکہ پاشاہ مطمئن ہوکر جلد سے جلد زبیدہ کا عقد اوس کے ساتھ کردے اور ان مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہو۔ جو وہ ڈھائی برس سے جھیل رہا ہے۔ اوس نے کہا۔ محترم چچا میرے پاس جو کچھ ہے وہ آپ ہی کا ہے آپ بمنزلہ میرے والد کے ہیں جس وقت چاہیں تمام جائداد مجھ سے لکھا لیجئے۔ مجھے کچھ عذر نہیں ہے۔ پاشا عزیز کی آمادگی سے بیحد مسرور ہوا اور اپنی کامیابی پر اسے نہایت مسرت ہوئی لیکن اس نے سادگی کے ساتھ کہا۔

بیٹا کوئی اور خیال نہ کرنا میں بالکل اس کے لیے تیار ہوں کہ اپنی تمام جائداد و املاک اور زر نقد تمھارے نام لکھدوں کیونکہ جب زبیدہ تمھاری بیوی ہوگی تو جو اس کے یا تمھارے پاس ہوگا وہ میرا ہی ہوگا۔ اور مجھے ضرورت ہی کیا ہے عمر کا زیادہ حصہ گذر چکا ہے۔ تھوڑی سی زندگی باقی ہے وہ بھی گذر جائے گی۔

عزیز۔ چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ باپ کی زندگی میں بیٹا اوس کے مال پر قابض ہو جائے میں ہر وقت اس کے لیے تیار ہوں کہ اپنی جائداد آپ کے نام لکھدوں جس وقت آپ چاہیں مجھ سے لکھالیں اگر آپ

فرمائیں تو اسی وقت لکھدوں۔

پاشا نے دوات قلم اور کاغذ سب چیزیں پہلے سے تیار کر رکھی تھیں تا کہ عزیز کی آمادگی پر فوراً اس سے لکھا لیا جائے اور آئندہ سوچنے یا غور کرنے کا موقع ہی نہ رہے۔ اس نے عزیز کو بالکل آمادہ پاکر فوراً کاغذ قلم اور دوات اس کے سامنے رکھدی عزیز کو اب کوئی چارہ نہ تھا قلم اُٹھا کر اُسنے پاشا کے حسب منشا فوراً کاغذ لکھدیا اور پاشا نے فوراً ہی دو معتبر گواہوں کو بلا کر کاغذ پر گواہی لکھائی اور کاغذ کو لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا۔ اس وقت پاشا بہت خوش تھا اور اپنی کامیابی پر نازان کاغذ کے لکھے جانے اور پاشا کے حوالہ کر دیئے جانے کے بعد عزیز کو خیال آیا کہ اس سے سخت غلطی ہوئی ہے۔ اور اب وہ بالکل بے دست و پا ہے لیکن اوس کو اس کی جرات نہ ہوسکی کہ وہ پاشا سے کاغذ واپس لے لے۔ وہ خاموش بیٹھا معاملہ کی اہمیت پر غور کرتا رہا۔ وہ اب بالکل مفلس تھا۔ اور جو دولت اس کے باپ نے چھوڑی تھی اس کی ایک کوڑی پر بھی اس کو اختیار نہ رہا تھا۔ لیکن مفلس خیال نے اس کو تسکین دی کہ چند روز بعد جب زبیدہ سے اوس کا عقد ہو جائیگا۔ وہ پھر تمام دولت کا مالک ہو جائے گا۔ اور نہ صرف اپنے مال کا بلکہ پاشا کی تمام دولت بھی اس کے قبضہ میں آئے گی۔ اس خیال نے زبیدہ کی محبت اور قدر کو اوس کے دل میں بہت بڑھا دیا۔ اور اب گویا اس کی تمام دولت عقل جسم اور جان سب کی مالک بیوی تھی اور اوس کی تمام امیدیں زبیدہ سے عقد ہو جانے پر موقوف تھیں۔

جن دنوں یہ واقعات ہو رہے تھے زبیدہ اپنے باپ کو وعدہ میں ٹالتی اور عبود کے واپس آنے کا بےچینی سے انتظار کرتی رہی فکر میں وہ ایک روز بیٹھی تھی کہ بختیار فکرمند اور غمگین چہرہ بنائے کمرہ میں داخل ہوا زبیدہ نے دیکھتے ہی دریافت کیا کیوں بختیار کیا ہوا۔

بختیار۔ محترم خاتون کوئی تردد کی بات نہیں آج عبود کا خط میرے نام آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ چونکہ درویشوں نے خرطوم کا محاصرہ کر رکھا ہے اس لیے وہ ابھی خرطوم نہیں جاسکتا۔ انگریزی سپاہ کے آنے کی جلد امید ہے اس کے آجانے پر وہ اس کے ساتھ خرطوم جائیگا۔

زبیدہ۔ تمھارا کیا خیال ہے کیا وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ بختیار مجھ سے اب زیادہ صبر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ مجھے یہ امید ہے کہ عبود اپنی کوشش

ہیں کامیاب ہو لیکن یہ ممکن ہے کہ خدائے بزرگ و برتر میرے خیال کو غلط کر دے اور وہ شفیق کو ہمراہ لے کر واپس آئے۔ اور یہ میری خوش نصیبی ہو گی اگر ایسا ہوا۔ لیکن شفیق نہ آیا تو میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اِس کے بعد کوئی لفظ زبیدہ کے منہ سے نہ نکل سکا اور وہ بے اختیار رونے لگی۔

بختیار۔ خاتون گھبراتی کیوں ہو۔ انشاء اللہ عبود کامیاب آئیگا۔

زبیدہ۔ خدا اس کو کامیاب واپس لائے۔

بختیار۔ آہ اگر عزیز یار ڈالا جاتا تو دو مصیبتوں میں سے ایک تو دور ہوتی۔

زبیدہ۔ بختیار یہ بے نتیجہ بات ہے۔ عزیز کو ہم سے نہ کچھ نفع پہونچ سکتا ہے۔ اور نہ ہم کو اس سے کوئی نقصان وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ میں اپنے اس عہد کو توڑ دوں جو میں نے شفیق سے کیا ہے۔ اگر عبود کوئی اچھی خبر لے کر آیا تو مجھے نہ اپنے والد کے مقصد کی پرواہ ہو گی۔ اور نہ اس دغا باز خائن کے مقاصد کا خیال شفیق سے میں نے معاہدہ کیا ہے۔ اور وہی میرا جائز شوہر بن سکتا ہے آہ شفیق تو کہاں ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگی۔

بختیار نے تسکین و تشفی کی اور پھر باہر چلا گیا۔

۸۴

نا امیدی

اب بانا بالکل مطمئن تھا اور شفیق کے زندہ ہونے کی خبر سے جو خطرہ اُسے لاحق ہو گیا تھا وہ عزیز سے کاغذ لکھا لینے پر جاتا رہا تھا۔ عزیز امیدیں لگائے بیٹھا تھا اور پرس سے منوم (خواب مقناطیسی کا عامل) کے آنے کا انتظار کر رہا تھا زبیدہ دن رات فکرمند رہتی تھی اور شفیق کے زندہ ہونے یا واپس آنے سے تقریباً نا امید ہو چلی تھی اسی حالت میں ایک روز اس نے خواب میں دیکھا کہ سوڈان کے ناپیدا کنار جنگل میں شفیق خون میں لتھڑا پڑا ہے اور گدھ اس کی لاش کو نوچ نوچ کے کھا

رہے ہیں۔ اِس دردناک خواب سے وہ چونک پڑی اور خوف اس پر طاری ہوگیا لیکن اس نے باپ سے یہ خواب بیان نہیں کیا اور بختیار کے آنے پر خواب کا واقعہ سنایا اور پھر کہا۔

بختیار بس اب زندگی بیکار ہے آج مجھے سنکھیا لا دو تاکہ کھاکر دنیا کے مصائب سے نجات پا جاؤں اور عالم آخرت میں اپنے پیارے شفیق سے جا کر ملوں اور پھر اس (عزیز) لعین کو مجھ پر دسترس پانے کا کوئی موقعہ ہی نہ رہے۔

بختیار۔ خاتون یہ کیا خیال ہے تم بالکل مطمئن رہو عزیز بے چارہ کیا چیز ہے جب تک بختیار زندہ ہے وہ کسی طرح آپ پر دسترس نہیں پا سکتا۔

زبیدہ۔ خیر وہ دسترس پائے یا نہ پائے میری زندگی عبث ہے دنیا میں جب میرا محبوب نہیں رہا تو میرا رہنا بھی بیکار ہے آخرت میں انشاء اللہ اطمینان سے ملاقات ہوگی تم بازار سے ابھی مجھے زہر لا دو اگر تم زہر لاکر نہ دوگے تو میں گلا گھونٹ کر مر جاؤں گی۔

یہ کہا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے لگی۔ بختیار نے فوراً اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔ اور اس ارادے سے اس کو باز رکھا اور تسکین دینے لگا اس وقت زبیدہ کی حالت بہت خراب تھی اس کی عقل جاتی رہی تھی شدۂ الم سے بالوں کو نوچتی اور پیشانی پر ہاتھ مار مار کر روتی جاتی تھی بختیار ہر چند تسکین دیتا تھا لیکن کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بختیار اس وقت بہت پریشان تھا۔ کیونکہ آج زبیدہ کی حالت بالکل مجنونانہ تھی اس سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور رونے لگا کچھ دیر بعد اسے خیال آیا کہ زبیدہ کی تائید کرکے اس کو راہ پر لایا جائے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

اچھا میں بالکل تیار ہوں آپ جو حکم دینگی اُسے بجا لاؤں گا لیکن اس وقت تو حالت درست کرو مجھ سے تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔ اور اگر بابا جان اچانک یہاں تشریف لے آئیں تو موجب خرابی ہو۔

زبیدہ۔ میری عقل زائل ہوگئی ہے اور مجھے اب کسی کا خوف نہیں ہے تم اب بہت جلد مجھے ان لوگوں میں شامل پاؤ گے جو مدتوں سے قبروں میں پڑے ہیں اور زمانہ کی رفتار نے لوگوں کے دلوں سے اُن کی یاد دور کر دی ہے۔

بختیار اپنی کوشش میں ناکام رہ کر پھر رونے لگا لیکن بادشاہ کے خوف سے جلد اُس

نے اپنی حالت کو سنبھالا اور زبیدہ کو مختلف باتوں سے تسکین دینے لگا کبھی کہتا کہ قاصد
کے واپس آنے تک تو اپنے ارادہ سے باز رہو۔ کبھی کہتا کہ قاصد خبر لے کر آرہا ہوگا۔
لیکن زبیدہ ان باتوں کو اب سنتی بھی نہ تھی اور اس کا جواب صرف یہ تھا کہ اب زندہ
رہنا بیکار ہے۔ آخر بختیار نے بالکل مایوس ہو کر کہا۔ محترم خاتون اگر مرنے ہی
کی ٹھانی ہے تو آپ کو میں آپ کے ارادوں سے نہیں روکتا بازار سے زہر لا
دیتا ہوں لیکن چند روز صبر کرو کیونکہ زہر دوا خانوں سے ڈاکٹروں کی اجازت کے
بغیر نہیں مل سکتا میں جلد کوئی تدبیر نکالوں گا اور زہر حاصل کر کے حاضر خدمت کرونگا
کیا آپ چند روز اور صبر کریں گی۔

زبیدہ۔ خیر یہ ممکن ہے لیکن تم جلد سے جلد زہر حاصل کرنے کی کوشش کرو اس
لیے کہ اب مجھے زندگی سے موت بہت معلوم ہوتی ہے شفیق کی موت کے بعد میرا زندہ
رہنا بے شرمی کی زندگی ہے۔

بختیار۔ بہتر ہے انشاء اللہ بہت جلد حاضر کروں گا لیکن اب اس وقت اپنی حالت
درست کرو۔ اور منہ ہاتھ دھو کر آرام سے بیٹھو میں ابھی زہر کی فکر میں جاتا ہوں۔

زبیدہ اٹھی ہاتھ منہ دھویا اور چونکہ ضعف بہت ہو گیا تھا پلنگ پر جا پڑی۔
بختیار اس فکر میں غرق کمرہ سے باہر نکلا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالی جائے کہ زبیدہ اپنے
ارادہ سے باز آئے۔

۸۵

اُمید
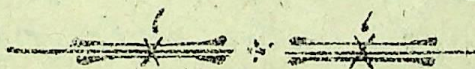
تھوڑی دیر بعد بختیار پھر زبیدہ کے کمرے میں آیا اور دیکھا کہ زبیدہ خاموش
آنکھیں بند پڑی ہے گویا وہ سو رہی ہے بختیار فرش پر بیٹھ گیا اور ان کاغذات کو جو
پلنگ کے پاس میز پر پھیل گیا تھا الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ ان کاغذوں میں سے ایک
تحریر ملی جو شفیق کے خط سے بہت مشابہ تھی یہ وہی خط تھا جو اُس نے بیش سے

بھیجا تھا اور مصر سے پاشا کی بیوی نے اپنے شوہر کے پاس بھیجا تھا۔ بختیار اس خط کو دیکھکر اس قدر خوش ہوا کہ گویا اُسے جنت مل گئی وہ غور کرنے لگا کہ یہ خط کیونکر زبیدہ کو دیا جائے اگر یونہیں دیدیا جائے تو اندیشہ ہے کہ کہیں شادی مرگ نہ پیش آئے جلد اس نے کاغذات میں سے نکال لیا اور آہستہ سے زبیدہ کی طرف چلا زبیدہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور بختیار کے چہرے پر مسرت کے آثار پاکر وہ اگرچہ شدت ضعف والم سے اس قابل نہ تھی لیکن فوراً پلنگ سے اُٹھ بیٹھی اور بختیار سے خوشی کا سبب پوچھا بختیار دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا اور زبیدہ کا دل بہلاتا رہا اور جب زبیدہ نے مکرر خوشی کا سبب پوچھا تو اس نے کہا۔

محترم خاتون خدا کا شکر ہے اور ہر طرح خیریت ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنی جان پر رحم کھاکر کچھ دنوں اور صبر وشکر سے کام لیں گی اور خدا پر بھروسہ رکھیں گی۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کے مقاصد کو پورا فرمائیگا۔

زبیدہ۔ بختیار تمھیں معلوم ہے کہ اب تک میں صبر ہی کیے بیٹھی رہی لیکن میں دیکھتی ہوں کہ اب مرجانا ہی بہتر ہے۔ مرجانے کے بعد یہ تمام مصائب ومشکلات دور ہوجائیں گے اور مجھے دنیا کے جھگڑوں سے بالکل نجات مل جائے گی۔

بختیار۔ کیا تمھیں اس کا یقین ہوگیا ہے کہ جناب شفیق زندہ نہیں ہیں۔

زبیدہ۔ اگرچہ یقین کامل نہیں لیکن جو حالات معلوم ہوے ہیں اُن سے یہ امر یقین کے درجہ تک پہونچ گیا ہے کہ اب شفیق دنیا میں نہیں ہے۔

بختیار۔ محترم خاتون آپ کا خیال غلط ہے میرا خیال ہے کہ اُن کا زندہ موجود ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

زبیدہ بختیار کے الفاظ سے چونک پڑی اور کسی قدر خوش ہوکر کہا۔

بختیار کیا کہتے ہو کیا تم نے کوئی نئی بات سُنی ہے۔

بختیار۔ کوئی نئی بات تو نہیں معلوم ہوئی لیکن بعض قرائن اور احوال ایسے ہیں جن سے کہا جاسکتا ہے کہ شفیق زندہ ہیں۔

زبیدہ۔ وہ کیا قرائن ہیں مجھے تو کوئی قرینہ ان کے زندہ موجود ہونے کا نظر نہیں آتا۔

بختیار۔ سب سے بڑا ثبوت تو اُن کے زندہ موجود ہونے کا یہ ہے کہ آپ میں اور اُن میں

بیحد محبت ہے اور آپ اور وہ اس محبت کی وجہ سے بڑی بڑی تکلیفوں اور مصائب میں مبتلا ہوئے اور خدا نے اُن سے نجات دی یہ ثبوت صریح ہے اس بات کا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو اور اُن کو زندہ رکھے گا اور دونوں کو ایک دوسرے سے متمتع ہونے کا موقع عنایت فرمائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس وقت تک شفیق کے مارے جانے کا کوئی معقول و صریح ثبوت نہیں ملا۔ صرف قیاسی خبریں ہیں جو اُن کی موت ثابت کرتی ہیں تیسری بات یہ کہ .... بختیار خاموش ہو گیا شفیق کا خط اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اب خط کا تذکرہ کرے کہ پھر وہ کسی اندیشہ سے خاموش ہو گیا۔ زبیدہ خاموشی سے بختیار کے بیان کو سن رہی تھی اور اس ذوق سے سن رہی تھی کہ اس نے کاغذ کو جو بختیار کے ہاتھ میں تھا۔ دیکھا بھی نہیں!!

بختیار کے خاموش ہو جانے پر زبیدہ نے پوچھا اور ہاں وہ تیسرا قرینہ تم خاموش کیوں ہو گئے۔ کہو۔ بختیار نے کہا۔ محترم خاتون اور تیسرا قرینہ یہ خود جناب شفیق کا خط ہے۔

یہ کہکر اس نے اپنی مٹھی کو جس میں کاغذ تھا کھول دیا۔ زبیدہ شفیق کے خط کا نام سنتے ہی پوری قوت سے اُٹھی اور بختیار کے ہاتھ سے فوراً خط اُچک لیا اس کا قلب زور زور حرکت کرنے لگا۔ بختیار نے منع کیا کہ ابھی اس خط کو نہ پڑھو۔ لیکن زبیدہ نے اس کی پروا نہیں کی اور خط کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ خط پڑھ کر اس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے اور بختیار کی طرف دیکھ کر کہا۔

بختیار کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ شفیق ابھی تک زندہ ہو گا۔

زبیدہ۔ میرا گمان غالب یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ نے انھیں جنرل ہیکش اور اس کی سپاہ کے قتل سے محفوظ رکھا تو یقیناً وہ اب بھی خدا کے فضل و کرم سے زندہ و سلامت ہوں گے۔

دیر تک زبیدہ پھر خط کو دیکھتی رہی ایک دو دفعہ نہیں بلکہ پانچ چھ مرتبہ خط کو پڑھا اور جب سیری ہو گئی تو بشاش ہو کر بختیار سے کہا۔

بختیار اب کیا کرنا چاہیئے تمھاری کیا رائے ہے۔
بختیار۔ میری رائے میں آپ کو خدا کی ذات سے امید رکھنی چاہیئے۔ خداوند تعالیٰ جامع المتفرقین ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے انشاءاللہ وہ جلد آپ سے آگر ملینگے۔
زبیدہ لیکن اس نامراد کا کیا انتظام ہوگا جو میرے باپ پر شیطان کی طرح مسلط ہے اور جس کی باتوں میں آگر میرے باپ نے اس سے وعدہ کرلیا ہے کہ میرا عقد اس کے ساتھ کردیگا بہرحال .... بختیار نے بات کاٹ کر کہا۔
میں نے آپ سے کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ آپ اُس کی طرف سے بالکل مطمئن رہیں وہ کبھی اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکتا عنقریب آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ بختیار نے آپ کے خوش کرنے کے لیے ایک کام کیا ہے۔
زبیدہ۔ اچھا تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو لیکن اس کا کیا علاج ہوگا کہ میرا باپ اس کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے ارادوں کا مؤید ہے۔
بختیار پیشانی پر بل ڈال کر مسکرایا اُس کے مسکرانے کے طرز سے ظاہر ہوتا کہ اُسے کوئی ایسی بات یاد آگئی ہے کہ جو اس کو غصہ میں لے آئی ہے اور زبیدہ کو مخاطب کرکے کہا۔
محترم خاتون حضور بادشاہ نہ صرف اس ملعون کے ارادوں کے مؤید ہیں بلکہ باہم دونوں اس معاملہ کو طے کرچکے ہیں لیکن آپ بے خوف رہیں جب تک میں زندہ ہوں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ دنیا بھر کے منوموں کو بھی یہاں لے آئے۔
آخری فقرہ ادا کرکے بختیار کو خیال آیا کہ اوسے اِس کا ذکر زبیدہ کے سامنے نہیں کرنا چاہیئے تھا وہ فوراً خاموش ہوگیا۔ اور اس غلطی پر دانتوں کے نیچے انگلی دباکر کاٹنے لگا۔
زبیدہ۔ تمھارا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے منوم کون لوگ ہیں۔
بختیار نے اس کو چھپایا لیکن جب زبیدہ نے باصرار پھر دریافت کیا تو اُس کے غصہ ہوجانے کے خوف سے کہا۔
منوم ڈاکٹروں کا ایک خاص فرقہ ہے جو خواب مقناطیسی سے کام لیتا ہے۔

زبیدہ - ہاں یہ تو میں نے بھی سنا ہے لیکن اس کے ذکر سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

بختیار - خواب مقناطیسی کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا عامل معمول پر خواب طاری کر کے اوس کے قلب اور دماغ کے اثرات کو زائل کر دے مثلاً کسی کی محبت کو عداوت اور عداوت کو محبت سے تبدیل کر دے مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس ملعون نے یورپ سے منوم کو بلایا ہے تاکہ آپ کے قلب سے جناب شفیق کی محبت کو دور کر کے اپنی محبت کا تخم لگائے۔

زبیدہ - قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی اگر تمام دنیا کے منوم بھی جمع ہو جائیں تو میرے دل سے نہ شفیق کی محبت کو نکال سکتے ہیں اور نہ اس ذلیل و کمینہ کی محبت پیدا کر سکتے ہیں - اگر میں مر بھی جاؤں تب بھی اس سے محبت نہیں کر سکتی -

بختیار - لیکن خواب مقناطیسی کا اثر عجیب و غریب ہے اور ارادہ اوس کے سامنے کوئی چیز نہیں ہے - لیکن آپ ایسا موقعہ پیش آنے پر انکار کر سکتی ہیں۔ حضور پاشا آپ سے اس کا ذکر کریں گے کہ آپ کے علاج کے لیے انھوں نے باہر سے طبیب بلایا ہے - آپ اُن سے کہہ دیں کہ میں اچھی طرح ہوں علاج کی ضرورت نہیں ہے اور غالباً یہ کافی ہوگا اور میرے نزدیک بہتر تو یہ ہے کہ آپ حضور پاشا سے یہ کہیں کہ اب کہیں دوسری جگہ تفریح کے لیے چلنا چاہیے یہاں پڑے پڑے طبیعت گھبرا گئی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اطبا نے حضور پاشا کو مشورہ دیا ہے کہ وہ آپ کو موسم سرما ختم ہو جانے پر کوہ لبنان لے جائیں اب موسم سرما ختم ہو گیا ہے - اور لبنان پر اس وقت لطف آرہا ہوگا - اور میرا خیال ہے کہ اگر آپ ذرا سکون سے کام لیں گی اور جھوٹ موٹ پاشا کی ہاں میں ہاں ملاتی رہیں گی تو غالباً انھیں منوم کے بلانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی -

زبیدہ - بختیار تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے - اچھا یہ خط واپس لے جاؤ اور ابا جان کے کاغذات میں رکھ آؤ تاکہ وہ یہ معلوم نہ کر سکیں کہ مجھے شفیق کے خط کا علم ہو گیا ہے میں لبنان کے سفر کی تیاریاں کرتی ہوں -

بختیار کے چلے جانے کے بعد دیر تک زبیدہ شفیق کے زندہ ہونے کی خبر کو معلوم کر کے خوش ہوتی رہی اور اُس کا بار بار یہ جی چاہنے لگا کہ اگر ممکن ہو تو وہ اڑ کر شفیق کے پاس پہونچ جائے۔ اُس کی مردہ امیدیں سرسبز و شاداب ہو گیئں۔ اور اوس کی صحت پر اس کا خاصہ اثر پڑا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے جب پاشا زبیدہ کے پاس آیا تو زبیدہ کو بشاش پاکر بہت خوش ہوا۔ اور اوس نے سمجھا کہ اب زبیدہ غالبًا راضی ہو گئی ہے۔ دسترخوان پر بیٹھ کر دیر تک اودھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ اور پھر کہا۔

بیٹی خدا کا شکر ہے کہ آج تمھاری طبیعت اچھی معلوم ہوتی ہے۔

زبیدہ۔ ابا جان خدا کے فضل و کرم سے اب میں اچھی ہوں۔ لیکن یہاں پڑے پڑے اب طبیعت اوکتا گئی ہے۔ اب اس ہوٹل اور شہر کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

پاشا۔ ہاں بیٹی میری بھی یہی رائے ہے۔ تم کہاں چلنا پسند کرتی ہو۔

زبیدہ۔ میں نے سنا ہے کہ کوہ لبنان کا موسم آج کل نہایت خوشگوار ہے میری رائے میں وہیں چلنا چاہیئے۔ اور پہاڑ کے قریب کسی گانوں میں گرمیوں کے مہینوں کو لبنان کے موسم کا لُطف حاصِل کرنے کے لیے بسر کرنا چاہیئے موسم گرما ختم ہو جانے پر پھر بیروت واپس آجائیں گے۔ میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ خداوند تعالےٰ مجھے پھر کامل صحت عنایت فرمائے۔

پاشا خلاف اُمید زبیدہ سے یہ سنکر بہت خوش ہوا اور خیال کیا کہ زبیدہ کو اپنی صحت کا خیال پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ شفیق کو بھولتی جاتی ہے۔

۸۶

قریۂ عالیہ

کھانا کھا کر پاشا فوراً عزیز کے پاس پہونچا۔ مسرت کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے اور وہ آج بہت خوش تھا۔ اطمینان سے بیٹھ کر اس نے وہ تمام باتیں جو زبیدہ اور اُس کے درمیان ہوئی تھیں عزیز سے بیان کیں عزیز یہ باتیں سنکر جامہ میں پھولا نہ سمایا اور کہا۔

تو آپ لنبان تشریف لے جائیں گے میرے لیے کیا حکم ہوتا ہے۔

پاشا۔ تمہارا ساتھ چلنا تو مناسب نہیں البتہ دو چار روز بعد وہاں آسکتے ہو ہم قریۂ عالیہ جا رہے ہیں۔ جو یہاں سے تقریباً ۲ گھنٹہ کا راستہ ہے اس کے بعد پاشا نے بختیار کو بلا کر حکم دیا کہ تمام ضروری چیزیں فراہم کر لی جائیں۔ غرض دو روز بعد پاشا زبیدہ اور بختیار گاڑی میں سوار ہو کر قریۂ عالیہ روانہ ہوئے اور ایک مکان لیکر وہاں رہنے لگے

زبیدہ لنبان کی بلندی اور شادابی دیکھکر بہت خوش ہوئی اور لبنان کی آب ہوا سے اُس کی صحت پر اچھا اثر پڑا وہ اکثر اپنے والد یا بختیار کے ساتھ باہر نکلجاتی اور جنگل کے پُرلطف مناظر کی سیر سے لطف اُٹھاتی جنگل میں ہزار ہا خودرو پھلوں کے درخت تھے ان کے پھلوں کو کھاتی اور روح پرور ہوا سے جس سے بہتر ہوا دنیا میں نہیں ہے راحت حاصل کرتی تھی۔

دو مہینہ میں زبیدہ کی حالت بہت کچھ بدل گئی۔ متواتر غم والم سے جو ضعف پیدا ہوگیا تھا جاتا رہا۔ پھول سے رُخسارے جو زرد ہو کر بے رونق ہوگئے تھے۔ پھر تر و تازہ ہوگئے اور آنکھیں۔ جو شفیق کی جُدائی میں روتے روتے بے نور ہوگئیں تھیں ان میں نور آگیا۔ غرض زبیدہ کی صحت پھر عود کر آئی عزیز بھی کچھ دنوں کے بعد پاشا کے پاس پہونچ گیا جس کو پاشا نے ایک دوسرے مکان میں ٹھہرا دیا

پاشلا سے وہ جب زبیدہ کی حالت میں بین فرق کا ذکر سنتا تو بہت خوش ہوتا آپ
اُسے یہ آرزو بھی نہ رہی تھی کہ زبیدہ اس سے ملے کیونکہ آب اُسے اطمینان کامل ہوگیا
تھا پاشا نے اب منوم کی ضرورت نہ پاکر عزیز کو مشورہ دیا کہ وہ اب منوم کو نہ بلائے کیونکہ
زبیدہ کی حالت خود بخود بدل رہی ہے وہ شفیق کو بھولتی جاتی ہے اور اس کیطرف
رغبت پیدا ہوتی جاتی ہے عزیز نے پیرس کو اس مشورہ کے بعد اطلاع دی کہ بالفعل
منوم کی ضرورت نہیں ہے اس لیے اُسے نہ بھیجا جائے ' زبیدہ خوش رہتی اور اکثر
چشموں پہاڑ کے میدانوں اور جنگلوں میں سیر و تفریح کر کے دل بہلاتی تھی لیکن جب
کبھی شفیق کا خیال آتا تو غمگین و بے چین ہوتی تھی۔

ستمبر کے مہینہ میں وہ ایک روز بختیار کو لیکر تفریح کے لیے نکلی اور ایک ٹیلہ پر چڑھکر
جس کے اطراف میں انجیر اکروم اور کشمکش کے درخت تھے بیٹھ گئی۔

سورج غروب ہو رہا تھا اور شفیق پھول رہی تھی جس کی سرخی سامنے بحر روم کے
پانی پر پڑکر ایک پر لطف منظر پیش کر رہی تھی۔ سورج کے غروب ہوجانے پر مغرب میں مختلف
رنگ افق پر نمودار تھے جن کا عکس بحر روم کے کناروں پر عجب بہار دکھا رہا تھا۔
زبیدہ ان مناظر کو دیکھکر خوش تھی اور ٹیلوں پر بیٹھی ہوئی کچھ غور کر رہی تھی۔ اُسے
اس وقت زمانۂ گذشتہ کی کچھ باتیں یاد آگئیں۔ شفیق کی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگی۔
اُس کے حالات اور زندگی کے خطرات سامنے آگئے ان خیالات نے اس پر بُرا اثر
ڈالا آنکھوں میں آنسو بھر آئے بہت دیر تک ضبط کیے بیٹھی رہی لیکن آخر ضبط نہ
ہو سکا اور رونے لگی۔ بختیار نے آرزوہ دلگیر اور روتا ہوا پاکر زبیدہ کو تسکین
دی اور اودھر اودھر کی باتوں سے دل بہلانے لگا زبیدہ نے دلگیر آواز میں کہا آہ
بختیار اب میرا قلب اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ زیادہ مصائب نہیں اُٹھا سکتا اس
وقت میرے قلب کی حالت بالکل ایک تنکے کی سی ہے جو ہوا سے اِدھر اُدھر اُڑتا
پھرتا ہے کسی ایک جگہ قرار نہیں پکڑتا۔ آہ میرا کیا حال ہوگا اگر میرا پیارا
شفیق آہ ... ... رقت اُس پر طاری ہوگئی اور آگے کچھ نہ کہہ
سکی تھوڑی دیر بعد پھر کہا۔
آہ بختیار اس وقت کیا ہوگا جبکہ شفیق زندہ یہاں تک نہ پہونچا۔ آہ مجھے اب تک

اُس کے زندہ ہونے کا یقین نہیں ہے - ہر چند کہ اس کا خط میں نے پڑھ لیا ہے لیکن مجھے اوس کے زندہ ہونے میں تردد ہے اور یہ تردد میرے لیے نہایت تکلیف دہ ہے اس کے علاوہ ہر وقت یہ کوفت رہتی ہے کہ یہ (عزیزہ) بے غیرت ابھی تک میری طرف مائل ہے - حالانکہ میں نے اس پر ظاہر کر دیا ہے کہ میں اس کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی اور یہ امر تو کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ اس کی طرف مائل ہوں جب مجھے اُس سے اس قدر نفرت ہے تو مجھے اس بات سے بہت اذیت ہوتی ہے کہ وہ میری نقل وحرکت کی نگرانی کرتا اور میرے حرکات وافعال کو دیکھتا رہتا ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ خیال ہے کہ میرے والد اس کی رائے سے متفق ہیں اور ممکن ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو عمل میں لانے کے لیے عجلت سے کام لیں اور مجھ پر ایک بلائے عظیم نازل ہو ہر چند کہ ابا جان اب میری طرف سے مطمئن ہیں اور اب وہ عجلت سے کام نہ لیں گے - لیکن اگر انھوں نے جلد اس کا ارادہ کیا تو بجز اس کے میرے لیے کوئی صورت نجات نہیں ہے کہ میں بھی اپنے ارادوں کو پورا کروں اور زہر کھا کر اس جھگڑے کو ہمیشہ کے لیے فیصل کر دوں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں پڑنے سے جس کو میں پسند نہیں کرتی میرا مر جانا ہزار درجہ بہتر ہے -

زبیدہ درد کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے بختیار نے بات ختم ہوتے ہی کہا -

محترم خاتون اس قدر مایوس نہ ہو دل کو ٹھہراؤ اور اطمینان رکھو تم پر کوئی قبضہ نہیں پا سکتا انشاء اللہ جلد وہ دن آنے والا ہے کہ یہ تمام مصیبتیں ختم ہو جائینگی اور مسرت وراحت نصیب ہوگی رہا آپ کا یہ خیال کہ حضور پاشا شائد نکاح میں جلدی کریں اُس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ حضور پاشا پر یہ ظاہر نہ ہونے دیں کہ آپ اُس ذلیل خائن سے نفرت رکھتی ہیں - بلکہ خوش اور بشاش رہیں اور اُن کے خیالات اور ارادوں کی مخالفت نہ کریں کیونکہ یہ بہت ممکن ہے کہ اگر آپ کی طرف سے مخالفت اور نفرت کا اظہار کیا گیا تو وہ اس کام میں جلدی کریں اور اس سے تو آپ بالکل مطمئن رہیں کہ اگر معاملہ دگرگوں ہوا تو میں عزیز کے ٹکڑوں

ہیں عدم آباد پہونچا دوں گا۔ عزیز کا مار ڈالنا میرے نزدیک کوئی بڑا کام نہیں۔ آپ کی عصمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اِس شخص کو مار ڈالنا میرے نزدیک اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ گلاس بھر کر پانی پینا اور اوس کو مار ڈالنے سے میرے ضمیر کو ذرا بھی اذیت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ ہر طرح قتل کا مستحق ہے۔ بہر حال ابھی عجلت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اُس وقت تک بالکل خاموش رہنا چاہیئے جب تک کہ اس کا موقعہ نہ آسے وہ جب اس قدر خائف ہے کہ آپ کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تو کیا ضرورت ہے کہ اس کو قتل کر کے حکومت کے مجرم بنیں اور حضور پاشا کے بھی معتوب لیکن اگر آپ کو اُس سے ذراسی اذیت پہونچی تو میں اِسے کو فوراً ہی قتل کر دوں گا۔ خواہ وہ قلعہ اور مستحکم مضبوط مقامات ہی میں کیوں نہ ہو اس کے بعد جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جاے گا۔

زبیدہ۔ بختیار قتل کا ذکر نہ کرو مجھے اس کا تصور ہی تکلیف دیتا ہے خیر اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شفیق کا حال کیونکر معلوم کیا جائے آہ کیا میں شفیق کو دنیا میں پھر دیکھ سکوں گی۔

یہ کہکر وہ رونے لگی۔

بختیار۔ (کچھ غور کر کے) خاتون بہتر تو یہ ہے کہ ہم حضور پاشا کو برابر یہ مشورہ دیتے رہیں کہ وہ مختلف شہروں اور مقامات میں سفر کریں متواتر سفر میں رہنے سے یقیناً نکاح کا معاملہ رُک جائے گا۔ اور تاخیر کا موقعہ پیدا ہوتا رہے گا اور قاہرہ کی واپسی تک نکاح ملتوی رہے گا۔ اور قاہرہ ہم اوس وقت تک نہ جائیں جب تک کہ جناب شفیق کے حال سے پوری پوری آگاہی نہ ہو جاے۔"

۸۷

انکشاف اسرار

بختیار کے مشورہ کو زبیدہ نے پسند کیا اور کسی قدر بشاش ہو کر کہا۔

خداوند تعالیٰ تمھیں خوش رکھے بختیار تم نے معقول مشورہ دیا۔ آؤ اب گھر واپس چلیں سورج غروب ہو گیا ہے اور تاریکی پھیلی جاتی ہے۔

دونوں ٹیلہ سے اترے اور گاؤں کی طرف چلے راستہ میں بختیار کی نظر ایک شخص پر پڑی جو سڑک پر جا رہا تھا اس کے لباس سے پہچانا کہ پوسٹ مین (قاصد) ہے جو بیروت سے آرہا ہے۔ زبیدہ کو اس سے آگاہ کیا زبیدہ نے کہا جاؤ دوڑ کر دیکھو وہ کوئی خط لایا ہوگا ممکن ہے میری اماں کا خط ہو۔ بختیار دوڑ کر قاصد کے پاس پہونچا قاصد نے بختیار کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور ڈاک کے تھیلہ میں سے خط نکالتے ہوئے کہا حضور پاشا کے دو خط ہیں یہ کہکر اس نے دو خط نکالکر بختیار کو دیے جن میں سے ایک خط وزنی تھا اور دوسرا ہلکا زبیدہ نے دونوں خطوں پر نظر ڈالی اور بھاری خط کو دیکھ کر کہا اس میں اور بھی کوئی خط بند معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے اماں نے مجھے علیحدہ خط لکھا ہو اور وہ اس کے اندر ہو یہ کہکر دونوں گھر کی طرف چلے اور پاشا کو جو ڈاک کے انتظار میں گھڑیاں گن رہا تھا دونوں خط حوالے کیے پاشا نے اطمینان سے بیٹھکر زبیدہ کے سامنے ہی خط کھولے ایک خط پڑھ کر دوسرا کھولا جس میں ایک اور خط پرانی قسم کے موٹے کاغذ کا نکلا۔ زبیدہ خاموش باپ کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ تاکہ چہرے کے رنگ سے خطوط کی کیفیت معلوم کرے خط پڑھتے پڑھتے پاشا کے چہرے پر حیرت و تعجب کے آثار ظاہر ہوئے۔ زبیدہ کا دل زور زور حرکت کرنے لگا۔ اور وہ خط کا حال معلوم کرنے کے لیے بے چین نظر آنے لگی لیکن درمیان میں کچھ دریافت کرنا مناسب نہ جانا دونوں خط پڑھ کر پاشا خاموش کچھ غور کرتا رہا اور پھر کسی فکر میں مستغرق کمرہ میں دیر تک ٹہلتا رہا زبیدہ باپ کے

کسی فکر میں پڑ جانے سے سمجھی کہ کوئی خاص بات ہے نہ وہ اٹھی اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اُسے ان خطوط کا کچھ زیادہ خیال نہیں ہے ادھر ادھر کچھ شغل کرتی رہی پھر تھوری دیر میں وہ آئی پاشا نے ایک خط کو کسی محفوظ جگہ میں رکھ دیا اور دوسرا وہیں پڑا تھا۔ زبیدہ نے باپ کو کسی قدر مطمئن پاکر پوچھا اباجان یہ خط کہاں سے آئے ہیں خیریت تو ہے۔

پاشا۔ ہاں بیٹی سب خیریت ہے تمھاری والدہ اچھی طرح ہیں اور انھوں نے لکھا ہے کہ وہ یہاں آنا چاہتی ہیں۔

زبیدہ۔ یہ کیوں۔

پاشا۔ وہ چاہتی ہیں کہ موسم گرما یہیں بسر کریں۔ اور پھر اپنے والدین سے ملنے دمشق جائیں۔

زبیدہ۔ خدا اُن کا آنا مبارک فرمائے اباجان اُنکو جلد بلا لیجیے یہاں اُن کے آجانے سے مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ کیوں اباجان آپ اُن کو بلائیں گے۔

پاشا۔ اچھا میں کل لکھوں گا کہ وہ یہاں چلی آئیں۔

اس طرف سے مطمئن ہوگے وہ دوسرے خط کے متعلق جس کو پاشا نے چھپا لیا تھا کچھ دریافت کرنا چاہتی تھی لیکن جرأت نہ ہوئی۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد زبیدہ نے بختیار سے خطوط کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر ممکن ہو تو اس خط کو حاصل کیا جائے۔

بختیار۔ آپ مطمئن رہیں میں انشاء اللہ جلد حاصل کرنے کی کوشش کروں گا

زبیدہ۔ میں چاہتی ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو اوس خط کو حاصل کرکے معلوم کرُں کہ اس میں کیا ہے۔

بختیار۔ انشاء اللہ آج ہی رات کو جس طرح ممکن ہوگا نکال لاؤں گا۔

زبیدہ۔ بہتر ہے خداوند تعالیٰ تمھاری کوشش میں تمھیں کامیابی بخشے۔

بختیار چلا گیا اور زبیدہ سونے کے لیے پلنگ پر لیٹ گئی لیکن نیند نہ آئی اضطراب کا یہ عالم تھا کہ ذراسی آہٹ ہوئی اور وہ چونک پڑی ۱۲ بج گئے نہ نیند کا پتہ ہے نہ بختیار کا ۲ بجے کے بعد بختیار آہستہ آہستہ کمرہ میں داخل ہوا زبیدہ پلنگ سے اُٹھی شمع روشن کی اور بختیار سے خط لے کر پڑھنا شروع کیا لکھا تھا۔

پیاری بیگم

میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اُس صندوق اور ان خون بھرے بالوں کا قصہ ایک نہایت دردناک قصہ ہے جس کو میں نے آج تک کسی سے بیان نہیں کیا حالانکہ اس واقعہ کو تیس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں میرا ارادہ تھا کہ میں ابھی اس حکایت کو اس وقت تک بیان نہ کروں جب تک کہ خداوند تعالےٰ اس کا موقعہ نہ دے لیکن تمھارے اصرار اور اس بحری سفر نے جو ہم کو درپیش ہے مجھے اس پر آمادہ کر دیا کہ اُس کو لکھ کر تمھارے حوالے کر دوں تاکہ تم اس راز سے اس وقت جبکہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں واقف ہو سکو اور میرے حسب و نسب کو معلوم کر سکو اس لیے تم اس وقت تک کہ میں دنیا میں موجود ہوں اس کے پڑھنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔

پیاری بیگم سب سے پہلے میں اپنا حسب و نسب بیان کرتا ہوں اور میری زندگی کے واقعات میں ان بالوں اور صندوق کا حال آجائے گا۔ میں دمشق کا رہنے والا ہوں جو ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے اور اپنے ماں باپ کا اکلوتا لڑکا ہوں میری صرف ایک بہن ہے ہم دونوں بہن بھائی آرام و آسایش سے اپنے گھر رہتے اور ماں باپ کے سایہ میں زندگی بسر کرتے تھے کہ سنہ ۱۸۶۰ء میں دمشق میں ایک خونریز حادثہ پیش آیا یہ حادثہ لبنان کے ہولناک و خونریز حادثہ کے سلسلہ میں تھا جس میں بہت سے مسیحی زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے تھے۔ دمشق کے حادثہ کا واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۵ء میں سلطان عبد المجید (مرحوم) نے ایک قانون بنایا جو فوجی خدمت سے تعلق رکھتا تھا۔ دمشق کے مسیحیوں نے اس قانون کی مخالفت کی احمد پاشا والی دمشق نے مسیحیوں کی شکایات کو آستانہ لکھ بھیجا جس کے جواب میں آستانہ نے ہدایت کی کہ مسیحیوں کو قانون کی پیروی کی ہدایت کی جائے اور مخالفین کو تادیب اس ہدایت پر دمشق کے علماء سے استصواب کیا گیا اور بجز چند علماء کے سب نے فتویٰ دیا کہ مسیحیوں کو تادیب کی جائے۔

اسی سلسلہ میں ایک روز پیر کے دن صبح کے وقت جامع اموی کے قریب باب البرید کے تمام حصہ میں باغیانہ شورش پیدا ہو گئی۔ میں بھی باب البرید میں رہتا تھا میں نے دیکھا کہ تمام لوگوں نے دوکانیں بند کر دی ہیں اور ہتھیار اٹھائے جوش و غضب میں بھرے ہوئے جا رہے ہیں میں نے بھی اپنی دوکان بند کر دی اور میرے سر میں بھی

یہی سودا سمایا کہ مسیحیوں کے مقابلہ میں گورنر نے جو بازاروں میں بعض مسلمانوں کی اہانت کی ہے اس کا بدلہ لیا جائے چنانچہ میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ ہولیا۔ اس شورش کا اصل سبب مجھے معلوم نہ تھا اور صرف سنی سنائی باتوں پر میرے دماغ میں یہ سودا سماگیا تھا کہ مسیحیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اہانت کی گئی ہے غرض ہم لوگ مسیحیوں کے گھروں میں گھس گئے اور جو سامنے آیا اُس کو مار ڈالا میری عمر اُس وقت بیس سال کی تھی۔ آہ میں نے اس شورش میں ایسے ایسے کام کیے ہیں جن کو کسی شریعت اور مذہب اور کسی پیغمبر نے جائز قرار نہیں دیا ہے خداوند تعالےٰ میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

غرض میں اسی طرح مسیحیوں کو قتل کرتا ہوا غضبناک ایک مسیحی کے گھر میں داخل ہوا۔ میرے تمام کپڑے خون میں بھرے ہوئے تھے اور بہت سی خونریزی کے بعد بھی میرے غصہ و غضب میں کمی نہیں آئی تھی جوش انتقام میں میں اندھا ہو رہا تھا خنجر میرے ہاتھ میں تھا گھر میں گھستے ہی میرا سامنا ایک نوجوان سے ہوا جو میرے قدموں پر گر پڑا اور نہایت عاجزی سے کہنے لگا کہ مجھے قتل کر دو لیکن خدا کے لیے مکان کے اندر نہ جاؤ آہ مجھے کس قدر افسوس ہے کہ میں نے اُس کی عاجزی کا بھی خیال نہ کیا اور اُس کے رونے اور گڑگڑانے نے مجھ پر کچھ بھی اثر نہیں کیا غصہ میں میں نے اُسے ٹھکرا دیا اور مکان کے اندر جانے کے لیے آگے بڑھا وہ نوجوان میرے پیچھے پیچھے تھا اور کہتا آرہا تھا کہ خدا کے لیے تم مجھے قتل کر دو اور گھر میں نہ جاؤ وہاں کوئی نہیں ہے صرف ایک لڑکی ہے جو میری منسوبہ ہے اس کو کوئی اذیت نہ پہونچانا تم گھر کی تمام چیزیں لے لو اور مجھے بھی قتل کر دو لیکن خدا کے لیے اس کو اذیت نہ دو۔

نوجوان کی ان باتوں پر رحم آنے کے بجائے مجھے اور غصہ آگیا اور میں نے اس کے پہلو میں ایک خنجر مار کر اوسے گرا دیا تکلیف سے وہ چلانے لگا اور پھر رُو رُو کر کہا میری پیاری میں تم پر فدا ہوتا ہوں اور تمھیں خدا کو سونپتا ہوں۔ میں نے نوجوان کے الفاظ کو سنا بھی نہیں اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ دالان میں ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہے اس قدر خوبصورت گویا ایک چاند ہے مناسب اعضا لمبے لمبے سیاہ بال بڑی بڑی آنکھیں نوجوان کی آواز سنکر وہ دوڑی اور زخمی نوجوان کی لاش پر جو دم توڑ رہا تھا

جاگری اور سر کے سیاہ و چمکدار بالوں کو نوچ نوچ کر بلند آواز سے کہا میرے پیارے میں تم پر صدقہ خداوند تعالیٰ تمھیں محفوظ رکھے۔

میں آگے بڑھا کہ لڑکی کو زخمی نوجوان سے علٰحدہ کروں میں نے اس کے سر کے بال پکڑ کر اوٹھایا آہ میں نے دیکھا کہ وہ مردہ ہے اور اوس کی روح جسم سے پرواز کر چکی ہے یہ واقعہ دیکھ کر میری حالت بدل گئی اور میں وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا گویا میں مخمور ہوں دیر تک میں اسی طرح کھڑا رہا اور پھر دل میں کہا آہ میں نے ان دونوں کو بلا وجہ قتل کیا ہے لڑکی کے بال اوس وقت تک میرے ہاتھ میں تھے۔

پیاری بیگم یہ اوسی لڑکی کے بال ہیں جو تم نے خون میں لتھڑے ہوئے دیکھے ہیں۔ اور میں نے بطور یادگار یا عبرت حاصل کرنے کے لیے رکھ چھوڑے ہیں غرضکہ میری حالت اس وقت نہایت خراب تھی میں پچھتاتا اور اپنی حرکت پر نفرین کرتا ہوا گھر سے باہر نکل جانے کے ارادہ سے آگے بڑھا کہ یکایک مغربی لوگوں کی ایک جماعت جن کے آگے آگے اعلےٰ قسم کا لباس پہنے ایک جلیل القدر شخص تھا مکان میں داخل ہوئی ہتھیار ان کے جسم پر لگے ہوئے تھے میں نے آگے والے شخص کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ امیر عبدالقادر جزائری ہے امیر اور اوس کے آدمی جن کی تعداد چار سو کے قریب تھی مسیحیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے شہر میں پھر رہے تھے اور مسیحیوں اون کی عورتوں اور بچوں کو اون کے گھروں سے نکال نکال کر مقام عمارہ بھیج رہے تھے تاکہ وہاں وہ قتل و غارت سے محفوظ رہ سکیں امیر عبدالقادر اسی طرح شہر میں پھرتا پھرتا اتفاق سے یہاں پہونچ گیا اور دو نعشوں کو صحن میں دیکھکر مجھ سے کہا اے شقی القلب جاہل یہ تو نے کیا کیا۔ میں خوف سے کانپنے لگا اور اپنے فعل پر مجھے بے حد ندامت ہوئی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا کوئی چارہ کار نہ تھا جان چونکہ بہت عزیز ہوتی ہے اس لیے میں نے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن امیر عبدالقادر کے آدمیوں میں سے ایک نے بڑھکر مجھے پکڑ لینا چاہا اور میں نے اوس سے بچنے کے لیے اُس کے سینہ میں خنجر بھونک دیا وہ گر پڑا اور میں جان بچانے کے لیے مکان کے اندر بھاگا۔ خوف سے یہ حالت تھی کہ مجھے اس کا احساس بھی نہ ہوا کہ میں کدھر جا رہا ہوں امیر نے مجھے بھاگتے ہوے

دیکھکر اپنے آدمیوں سے کہا پکڑ لو پکڑ لو اس کو فوراً گرفتار کر لو یا قتل کر ڈالو یہ شقی قتل کا مستحق ہے گھر میں گھس کر میں ایک کھڑکی سے باہر نکل گیا اور بھاگ کھڑا ہوا اور جدھر منہ اٹھا بھاگا چلا گیا۔

آہ اس وقت میری بری حالت تھی ایک طرف اس گناہ عظیم کا خیال تھا جو مجھ سے سرزد ہوا اور دوسری جانب امیر عبد القادر کے انتقام کا خوف نوجوان اور اس لڑکی کی تصویر میرے سامنے تھی خوف سے میرا دل کانپ رہا تھا اور چہرہ زرد تھا غرض دمشق سے باہر دور جاکر رات بسر کی اور ایک مقام پر چھپ کر اپنے اور حادثے کے متعلق نتائج کا انتظار کرنے لگا چند روز تک میں چھپا رہا اور اس عرصہ میں مجھے معلوم ہوا کہ بابعالی نے اس حادثہ کی تحقیقات کے لیے فراد پاشا کو آستانہ سے بھیجا ہے چند روز بعد معلوم ہوا کہ امیر عبد القادر میری تلاش میں ہے تاکہ مجکو حادثہ کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی کے سپرد کردے اور کمیٹی مجھ پر حکم قتل لگاے جس کا میں شرعاً وعرفاً ہر طرح مستحق تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ اب دمشق میں رہنا ممکن نہیں ہے تو میں چپ چاپ مصر چلا آیا اور مناسب خیال کیا کہ انگریزی قنصل کی ملازمت اختیار کرکے مصر میں زندگی بسر کروں تاکہ مجھے انگریزی حکومت کی حمایت نصیب ہو اور خطرہ سے کچھ تو امون ہو جاؤں اس خیال کے مطابق میں انگریزی قنصل خانے میں ملازم ہو گیا اور ترقی کرتے کرتے اس عہدے پر جس پر میں اس وقت کام کر رہا ہوں پہونچ گیا۔ میرا اصلی نام عبد الرحمٰن تھا جس کو میں نے بدل کر ابراہیم کر لیا تھا تاکہ میرے نام سے مجھے کوئی پہچان نہ لے۔

میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس وقت تک میں اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کروں گا جب تک کہ امیر عبد القادر دمشق سے چلا نہ جاے یا اس کو موت آجاے اور یا میں مرجاؤں تم نے کئی مرتبہ مجھ سے اس راز کو دریافت کیا لیکن میں نے اپنے عہد کے خلاف کرنا کسی طرح مناسب نہ سمجھا اب کہ ہم دریا کے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ میں اس سفر میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں اس لئے میں یہ راز لکھکر تمھارے حوالہ کرتا ہوں اور تمھیں آگاہ کرتا ہوں کہ میرے ماں باپ زندہ ہیں اور دمشق میں موجود

ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری بہن کی شادی ایک غیر ملکی شخص سے جو بڑا امیر اور دولت مند ہے ہو گئی ہے۔

پیاری بیگم میرے مرنے کے بعد جب تم ان واقعات سے واقف ہو تو میرے پیارے بیٹے شفیق سے کو بھی ان سے آگاہ کر دینا تاکہ وہ اپنے دادا اور دادی سے دمشق جا کر ملے اور وہ اپنے پوتے کو دیکھکر خوش ہو جائیں میرے والد کا نام .... ہے اور وہ محلہ .... میں جو بازار .... میں واقع ہے رہتے ہیں اس راز کو معلوم کر لینے کے بعد تم کو سب سے پہلے یہ کام کرنا چاہیے کہ اُس صندوق کو جس میں وہ بال رکھے ہیں معہ اون تمام چیزوں کے جو اُس میں ہیں جلا دینا۔ والسلام"۔

۸۸

دمشق

زبیدہ اس خط کو پڑھکر کانپنے لگی۔ اُوس کا دل زور زور حرکت کرنے لگا اور تمام جسم سرد پڑ گیا بختیار کو مخاطب کر کے اُوس نے کہا۔ بختیار تمھیں معلوم ہے یہ خط کس کا ہے یہ خط میرے پیارے شفیق کے والد کا ہے وہ انگریزی قنصل میں ملازم ہیں اور شفیق اُن کا اکلوتا بیٹا ہے اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو مجھ سے چھپایا جاتا آخر ابا جان نے مجھ سے اس کو کیوں چھپایا۔

بختیار۔ (مسکرا کر آہستہ سے) اس کا ایک خاص سبب ہے۔

زبیدہ۔ وہ کیا۔

بختیار نے ایک اور کاغذ نکالا اور زبیدہ کو دیکر کہا۔

لو اسکو پڑھو یہ آپ کی والدہ کا خط ہے اس سے تمھیں سارا حال معلوم ہو جائے گا۔

زبیدہ نے کاغذ لے لیا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا۔

آپ کو میرے بھائی کے لاپتہ ہونے کا حال معلوم ہی ہے جو سنہ ۱۸۶۰ عیسوی کے حادثۂ دمشق میں شریک تھا اور اسی وقت سے گم ہے عریضۂ ہذا کے ساتھ جو خط ملفوف

ہے اُس کے پڑھنے سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس کا لکھنے والا میرا بھائی ہے میں اس خط کو آپ کی خدمت میں بھیجتی ہوں آپ اس کو پڑھ کر اپنی رائے سے مطلع فرمایئے ممکن ہو آپ اوس سے واقف ہوں، میں آپ کے پاس آیا چاہتی ہوں تاکہ اپنے والدین سے بھی مل لوں اور بھائی کے متعلق بھی گفتگو کروں ۔

زبیدہ چونک پڑی اور حیرت تعجب کے لہجہ میں کہا ۔

بختیار شفیق تو میرا عزیز آہ وہ تو میرا ماموں زاد بھائی ہے کاش پہلے سے اس کا علم ہوتا ۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اور اس عجیب اتفاق پر دیر تک غور کرتی رہی اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں کو یاد کیا اور اب اوس کی نظر میں شفیق کی عظمت بہت زیادہ ہو گئی ۔

بختیار ۔ محترم خاتون آپ کو یقین ہو کہ شفیق آپ کے ماموں زاد بھائی ہیں ۔

زبیدہ ۔ ہاں مجھے خوب یاد ہو ایک دفعہ میری ماں نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ اون کے ایک حقیقی بھائی تھے جو حادثۂ دمشق میں گم ہو گئے تھے اور وہ میرے پیارے شفیق کے والد ہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ابا جان نے اس راز کو مجھ سے مخفی رکھا ہے تاکہ میری جذبات برانگیختہ نہ ہو جائیں ۔

بختیار ۔ بہتر ہے کہ ہم اس راز پر ابھی پردہ پڑا رہنے دیں اور حضور پاشا کو اس کا علم نہ ہونے دیں کہ ہم اس سے واقف ہو گئے ہیں جب آپ کی والدہ تشریف لے آئیں تب اون سے اس کا پورا حال معلوم کرنا ۔ اچھا لاؤ اب میں ان کاغذات کو وہیں رکھ آؤں جہاں سے لایا ہوں ؟

زبیدہ نے دونوں خط بختیار کے حوالہ کیے اور وہ ان کو لے کر باہر چلا گیا اور زبیدہ پلنگ پر لیٹ گئی اور شفیق کے تصور سے دل بہلانے لگی ۔

دوسرے دن حسب معمول زبیدہ بختیار کو ساتھ لیکر روم کے جنگل میں تفریح کے لیے گئی اور کل کی باتوں کا ذکر نکالا بختیار نے کہا ۔

خاتون میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عنقریب خداوند تعالے آپ کی تمام مصیبتیں دور کر دیگا اور آپ کو مسرت حاصل ہو گی جناب شفیق اور آپ کی پاک محبت ہی اور بغیر علم قرابت کے دونوں میں محبت ہو جانا اس کا ثبوت ہے کہ خداوند تعالے آپ کو ثمرات محبت سے

خوش کام بنائے گا میرے نزدیک اب یہ مناسب ہے کہ آپ حضور پاشا سے بار بار محترم بیگم کو یہاں بلانے کا ذکر کریں تاکہ اُن کے یہاں تشریف لے آنے سے دمشق جانے کا موقع ملجائے اور پھر وہاں جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔

جنگل سے واپس آکر زبیدہ نے باپ سے کہا کہ وہ اس کی ماں کو جلد بلالیں۔ پاشا زبیدہ کو خوش رکھنا چاہتا تھا اور اُس کی رائے کو اس خیال سے کہ وہ عزیز کو پسند کرلے اور اوس سے نکاح پر راضی ہوجائے فورًا مان لیتا تھا۔ پاشا نے زبیدہ کی خواہش کے مطابق اُس کی والدہ کو لکھدیا کہ فورًا چلی آؤ۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد وہ آگئیں۔ زبیدہ ماں سے ملکر بہت خوش ہوئی اور اس راز کا ذکر کرکے اس نے ماں کو بتایا کہ اُن کے بھائی شفیق کے والد ہی ہیں ماں یہ معلوم کرکے بہت مسرور ہوئی اور کہا۔

خداوند تعالیٰ جلد مجھے بھائی سے ملائے اور شفیق کو بھی خدائے بزرگ و برتر جلد سوڈان سے واپس لائے۔"

موسم گرما ختم ہوگیا سردی شروع ہوگئی اور برف خوب پڑنے لگی اب چونکہ لبنان کے علاقہ میں رہنا ناگوار ہونے لگا اس لیے پاشا نے بیوی سے مشورہ کیا اور آخر دمشق جانے کی رائے قرار پائی۔ تاکہ موسم سرما وہاں بسر کیا جائے۔

پاشا نے آدمی بیروت بھیجکر شام کے علاقہ میں گاڑی چلانے والی کمپنی سے ایک عمدہ گاڑی منگوائی اور اُس پر سوار ہوکر دمشق کی طرف روانہ ہوئے اسباب غیر ضروری اور ملازموں کو یہیں چھوڑ دیا گیا۔ اور عزیز کو ہدایت کی گئی کہ وہ عقب سے دمشق آجائے راستہ میں بہت سے پُرلطف مناظر دیکھنے میں آئے۔ منتہائے نظر تک سبز گھاس کا مخملی فرش تھا اور خود رو پودوں میں سُرخ گندم گون عنابی سفید زرد قسم قسم کے پھول کھل رہے تھے پاشا اور زبیدہ ان مناظر سے بیحد محظوظ ہوئے راستہ میں گاڑی تھوڑی دیر ایک جگہ جہاں ہوٹل بنا ہوا تھا ٹھہری اور آرام لینے کے بعد پھر روانہ ہوئے مغرب کے بعد گاڑی دمشق پہونچی۔ چونکہ رات ہوچکی تھی اس لیے شب کو ایک ہوٹل میں قیام کیا اور صبح اُٹھکر پاشا زبیدہ کے نانا کے گھر گیا۔ زبیدہ کے نانا اور نانی کو غم والم نے بوڑھا کر دیا تھا سر کے بال سفید ہوگئے تھے پاشا ان کو دیکھکر نہ پہچانا اور نہ اُنھوں نے پاشا کو پہچانا کیونکہ عرصہ دراز کے بعد ملنے کا اتفاق ہوا تھا پاشا نے حقیقت سے ان کو آگاہ کر دیا دونوں پاشا کو

معلوم کرکے خوش ہوگئے۔ اور پیار کرنے لگے اور اپنی بیٹی کا حال دریافت کیا پاشانے کہا وہ خیریت سے ہیں اور یہیں موجود ہیں میں آپ کو دیکھنے آیا تھا اور ابھی اُن کو لے آتا ہوں۔

تھوڑی دیر میں پاشا گیا اور زبیدہ اور اوس کی ماں کو ہوٹل سے لے آیا ماں باپ اپنی بیٹی اور نواسی سے مل کر کس قدر خوش ہوئے اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ۲۲-برس کے بعد انھیں اپنی بیٹی کو دیکھنے کا اتفاق ہوا زبیدہ کو دونوں نے جی بھر کر پیار کیا اور اُس کی پیاری پیاری قبول صورت دیکھکر بہت خوش ہوئے۔

پاشا نے موسم سرما دمشق میں بسر کیا عزیز بھی دمشق پہنچ گیا تھا اور اپنی امیدوں کو قائم کیے ہوئے تھا کبھی کبھی اوس کے دل میں پاشا کے مواعید سے شک پیدا ہو جاتا اور اوس کا جی چاہتا کہ پاشا سے ایفاے وعدہ کا ذکر کرے لیکن اس کی جرأت نہ ہوتی کبھی یہ خطرہ اوس کے قلب میں گزرتا کہ کہیں پاشا اس کی جائداد کو غصب نہ کرے وہ اپنے کاغذ لکھدینے پر بہت نادم ہوتا اور خیال کرتا کہ اب وہ ایک کوڑی کا بھی مالک نہیں ہے لیکن اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرتا۔

فصل ربیع شروع ہو جانے پر پاشا نے مصر کی واپسی کا ارادہ کیا اور اپنے خسر اور خوشدامن سے کہا کہ وہ بھی اس کے ساتھ مصر چلیں اور وہیں رہیں اور ظاہر کیا کہ اب دمشق میں اون کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے اونھیں مصر میں رہنا چاہیئے ممکن ہے کہ اون کا بیٹا اونھیں وہاں مل جائے کیونکہ دمشق اوس کا آنا ممکن نہیں ہے اسی سلسلہ میں اوس نے اوس خط کا ذکر کیا جو اوسے اپنی بیوی سے ملا تھا وہ اس پر راضی ہوگئے اور تمام جائداد اور اثاثہ کو فروخت کردیا بیٹے کے خط کو پڑھ کر ان کا غم پھر تازہ ہوگیا اور اب دمشق کے قیام میں وہ تکلیف محسوس کرنے لگے۔

۸۹

وادی

قرن

شروع اپریل ۱۸۸۵ء میں دو گاڑیوں پر سوار ہو کر تمام کنبہ بعلبک کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہاں ایک روز قیام کر کے بعلبک کا قلعہ دیکھیں اور پھر وہاں سے بیروت روانہ ہوں"۔

ایک گاڑی میں زبیدہ اس کا نانا نانی جو زبیدہ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے سوار تھے اور دوسری میں پاشا اس کی بیوی اور بختیار، عزیز سے پاشا نے کہدیا تھا کہ وہ بعلبک جا رہا ہے وہ بھی بعلبک روانہ ہو جائے۔

پاشا کی گاڑی آگے تھی اور زبیدہ کی گاڑی پیچھے دونوں گاڑیاں صبح سویرے ہی دمشق سے روانہ ہوئیں چونکہ سفر طویل تھا اور راستہ نا ہموار اس لیے پاشا نے گاڑی والوں کو حکم دیا کہ تیزی سے چلیں تاکہ راستہ میں رات نہ ہو جائے اور چوروں وغیرہ سے انھیں نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ تین گھنٹہ تک گاڑیاں بہت تیزی سے چلتی رہیں کہ یکایک زبیدہ کی گاڑی کے گھوڑے کسی چیز سے بھڑک گئے۔ اور آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے لگے راستہ ڈھلوان تھا اور کنارے پر ایک گہرا غار تھا گاڑی والے کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر گھوڑوں کو نہ روکا گیا تو گاڑی گڑھے میں گر پڑیگی اُس نے بہت کوشش کی کہ گھوڑوں کو درست کرے لیکن ان کا بھڑکنا اور شرارتیں کرنا نہ رکا مجبور ہو کر سواریوں کو گاڑی سے اتار دیا گیا لیکن اب بھی گھوڑے شرارت سے باز نہ آئے اور ان کی شرارت سے گاڑی کو کسی قدر نقصان پہونچا گاڑی والے نے قریب کے پڑاؤ سے جو گاڑی والوں کے ٹھہرنے آرام کرنے اور گھوڑے بدلنے کا مقام تھا مدد کے لیے آدمیوں کو بلایا اور گھوڑوں کو گاڑی سے علیحدہ کیا گیا پاشا اپنی گاڑی سے اُتر کر زبیدہ کی گاڑی کو دیکھنے آیا۔ اور گاڑی والے کو حکم دیا کہ جلد گاڑی کی مرمت کی جائے وقت بہت گزر گیا ہے اندیشہ ہے کہ کہیں رات راستہ ہی میں نہ ہو جائے اور اس خطرناک راستہ میں ڈاکوؤں سے سابقہ پڑے

گاڑی کی جلدی جلدی مرمت کی گئی اور ظہر کے بعد گاڑی پھر روانہ ہوئی مرسلوں کے اسٹیشن پر جاکر ان گھوڑوں کو بدل دیا گیا مرسلون سے روانہ ہوکر گاڑی تھوڑی ہی دور پہونچی ہوگی کہ ایک اور ڈھلوان راستہ پڑا جس کے منتہی پر ایک گہری وادی تھی جو دو پہاڑوں میں گھری ہوئی تھی اور وادی کے ساحل پر راستہ کی ایک جانب ایک پرانی عمارت تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی پاشا اور بختیار نے اس ہولناک عمارت کو تعجب اور خوف کی نظر سے دیکھا یکایک چند آدمی اس عمارت کے اندر سے نکلے اور عمارت کے سامنے کھڑے ہوکر گاڑیوں کو دیکھنے لگے گاڑیاں برابر چل رہی تہیں تھوڑی دیر میں اوس مقام سے گزر گئیں لیکن بختیار نے دیکھا کہ وہ اشخاص جو خالی عمارت سے نکلے تھے آہستہ آہستہ گاڑیوں کے پیچھے پیچھے چلے آرہے ہیں بختیار ڈر گیا۔ لیکن اس نے کسی پر اپنے خوف کو ظاہر نہین کیا اور گاڑی والے کو تاکید کی کہ وہ گھوڑوں کو تیزی سے چلائے یہاں تک کہ ڈھلوان راستہ طے کرکے گاڑی وادی میں داخل ہوئی دونوں طرف پہاڑیاں تھیں جو راستہ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور اس قدر اونچی اور باہم ملی ہوئی تھین کہ نظر اوپر اُٹھا کر دیکھنے سے آسمان نظر نہ آتا تھا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور وادی میں بالکل اندھیرا ہوگیا تھا۔ وادی میں داخل ہوتے ہی گاڑی والے نے بختیار کو مخاطب کرکے کہا۔

یہی وہ مشہور وادی قرن ہے جو ڈاکوؤں کا معدن ہے اب سے پہلے یہاں یہ حالت تھی کہ بہت مشکل سے راستہ طے کیا جاتا تھا اور مسافر ہر وقت یہاں سے گزرتا ہوا خطرہ میں رہتا تھا لیکن جب سے گاڑی چلانے کی کمپنی قائم ہوئی ہے راستہ کی حفاظت کا پورا انتظام کیا گیا ہے مسلح سوار ہر وقت ادہر ادہر پھرتے رہتے ہیں اور مسافرون اور گاڑیوں کی حفاظت کرتے ہیں اس کے علاوہ حکومت نے بھی راستہ کی حفاظت کا معقول انتظام کر دیا ہے۔ اور جگہ جگہ فوجی سوار مقرر کر دیے ہیں تاکہ آنے جانے والون کو ڈاکوؤں کے حملے سے محفوظ رکھیں تم نے راستہ میں جا بجا سرکاری سپاہیون کو پھرتے دیکھا ہوگا یہ سپاہی راستہ کے محافظ ہیں۔

پاشا گاڑی والے کی یہ تمام باتین سن رہا تھا جب وہ سپاہیوں کے ذکر پر پہونچا تو پاشا نے کہا ہاں جگہ جگہ ہم نے محافظ سپاہیوں کو دیکھا ہے۔ یہ فقرہ ختم کرتے ہی پاشا

کے دل میں ڈاکوؤں کا خیال آیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا اس کا خوف یہ خیال کر کے اور بڑھ گیا کہ اس کے ساتھ عورتیں اور بوڑھے آدمی ہیں جو کسی طرح ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔ وادی قرن کا ذکر گاڑی والے کی زبان سے سنکر تمام لوگوں پر خوف طاری تھا اور وہ دعا کر رہے تھے کہ جلد یہ راستہ ختم ہو۔

گاڑی راستہ مخدوش ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور تمام مسافر خوف زدہ تھے کہ یکایک راستہ میں کسی چیز سے ڈر کے گھوڑے بھڑکے اور پاشا کی گاڑی کا ایک پہیہ نالی میں جو سڑک کے کنارے پر تھی گر گیا ہر چند کوشش کی گئی کہ گاڑی کو نالی سے نکال کر آگے بڑھائیں۔ لیکن ادہر تو گھوڑے بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹتے تھے اور ادہر پہیہ نالی سے نہ نکلتا تھا آخر پاشا بختیار اور دونوں گاڑی والوں نے ملکر گاڑی کا پہیہ سڑک پر چڑھایا اور گھوڑوں کو تھپک کر درست کیا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور گاڑی والے خشمگین نگاہوں سے پاشا کی طرف دیکھ رہے تھے اور آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ آج عجیب منحوس شخص سے سابقہ پڑا ہے خدا خیر کرے پاشا نے ان الفاظ کو سنا لیکن خاموش رہا اور گاڑی والوں کو خوش کرنے کے لیے اُن سے اخلاق کے ساتھ باتیں کرنے لگا سگرٹ نکال کر ان کو دیے اور انعام کا وعدہ کیا لیکن ان باتوں کا گاڑی والوں پر کچھ بھی اثر نہ ہوا وہ بدستور غصہ میں تھے اور غضبناک نگاہوں سے پاشا کو دیکھ رہے تھے۔

بختیار نے وادی قرن کی لوٹ مار کے بہت سے واقعات سنے تھے اس لیے اوس نے گاڑی والوں کی بہت خاطر کی اور ان کی تعریف کر کے اون کے غصہ کو دھیما کیا غرض غروب آفتاب کے بعد گاڑی پھر روانہ ہوئی اب خاصی سردی ہو گئی تھی۔ سب نے گرم کپڑے پہن لیے تھے اور کپڑوں میں لپٹے لپٹائے بیٹھے تھے۔ صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہر شخص خوف سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔
زبیدہ کی گاڑی بدستور پیچھے چلی آ رہی تھی لیکن اوس کے دروازے بند تھے اور وہ وادی کے ہولناک منظر سے مامون تھے لیکن وادی کے خطرہ سے خوف ان پر بھی طاری تھا"۔

گاڑیوں کی لالٹینیں روشن کردی گئی تھیں بختیار پاشا کی گاڑی کے سامنے بیٹھا تھا گاڑی والے آج کے منحوس دن کو بُرا بھلا کہتے گھوڑوں کو ہانکے لیے جارہے تھے۔

یہاں سے نکل کر گاڑیاں تھوڑی ہی دور گئی ہوں گی کہ بختیار نے گاڑیوں کے پیچھے قدموں کی آہٹ سُنی مڑکر پیچھے دیکھا تو ہی شخص تھے جو عمارت سے نکلے تھے اور گاڑیوں کیطرف دوڑے چلے آرہے تھے بختیار نے گاڑی والوں سے کہا کہ گھوڑوں کو تیزی سے چلاؤ گاڑی کے پیچھے آدمی آرہے ہیں بختیار نے بات پوری بھی نہ کی تھی کہ اُن آدمیوں نے آگے پہونچکر گھوڑوں کو روک دیا بختیار نے انکو للکارا اور سامنے سے ہٹ جانے اور راستہ چھوڑ دینے کو کہا جسکے جواب میں انہیں سے ایک نے کہا۔

بہتر ہے کہ تم جو کچھ تمھارے پاس ہے ہمارے حوالہ کردو۔ اور جان بچا کر لیجاؤ۔

بختیار۔ ہمارے پاس سوائے تلواروں اور طپنچوں کے اور کچھ نہیں ہے سامنے سے ہٹ جاؤ اور خاموش چلے جاؤ۔ ورنہ گولی سے اڑ دیئے جاؤ گے۔

ایک ڈاکو۔ (مسکرا کر) ہم پھر کہتے ہیں کہ مقابلہ بے فائدہ ہے جو کچھ زر نقد تمھارے پاس ہے وہ ہمیں دیدو اور جان سلامت لے جاؤ یہی تمھارے لیے مناسب ہے تم چند آدمی ہو ہم سے کیا مقابلہ کروگے ہماری یہ تلوار (تلوار کھینچ کر) تمھارا فیصلہ کردینے کے لیے کافی ہے۔

بختیار گاڑی سے کود پڑا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا اور کودتے ہی اوس نے یہ کہتے ہوئے ڈاکو پر گولی چلائی۔

ہم تلواروں سے نہیں ڈرتے ہیں ہمارا یہ ریوالور تمھیں بھون ڈالے گا بہتر ہے تم فوراً راستہ چھوڑ دو اور چپ چاپ چلے جاؤ ورنہ سب کو یہیں ڈھیر کردونگا۔

ہر چند کہ بختیار ڈاکوؤں سے مقابلہ کر رہا تھا لیکن اپنے آقا اور اس کے متعلقین کی طرف سے ڈر رہا تھا کہ کہیں ڈاکو اون پر حملہ نہ کردیں۔ بختیار کے ساتھ گاڑی والے بھی ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنے میں شریک تھے

ڈاکوؤں نے دونوں گاڑیوں پر غور سے نظر ڈالی اور یہ معلوم کرکے کہ بجز گاڑی والوں اور اس ملازم کے اور کوئی جری شخص اُن سے مقابلہ کرنے والا نہیں ہے

یہ معلوم کر کے ان میں سے ایک پہاڑی کی طرف چلا گیا اور چند منٹ میں ایک گروہ مسلح ڈاکوؤں کا نمودار ہوا گاڑی والے خوف سے کانپنے لگے۔ بختیار نے ان کو خوف زدہ پاکر کہا:۔

اگر تم دونوں میری مدد کرو تو میں ان تمام کو ایسا مزا چکھاؤں کہ یہ عمر یاد رکھیں۔ میں تمھیں پاشا سے معقول انعام دلواؤں گا۔ آؤ تم میرے ساتھ اس سے مقابلہ کرو انشاءاللہ چند منٹ میں یہ بھاگتے نظر آئیں گے۔

بختیار کے جوش دلانے سے دونوں کوچبین خنجر نکال کر بڑھے اور بڑے جوش کے ساتھ ان پر یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم بھی بہت سے آدمی ہیں حملہ آور ہوئے بختیار نے دو ڈاکوؤں کو ریوالور سے گرا دیا لیکن بھاگنے کے بجائے انھوں نے مزید استقلال سے کام لیا اور بختیار پر ان میں سے ایک نے حملہ کر کے اُس کے بازو کو زخمی کر دیا لیکن وہ برابر مقابلہ پر جما رہا۔

بختیار کے طمنچہ چلانے سے گاڑیوں کے گھوڑے بھڑک بھڑکے اور پاشا و زبیدہ پر اور خوف طاری ہو گیا بختیار اور گاڑی والوں کے ساتھ ڈاکوؤں کا یہ جھگڑا ہو ہی رہا تھا کہ کچھ ڈاکو وہاں سے ہٹ کر گاڑی کے پاس آئے لالٹینیں بجھا دیں اور پاشا سے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے فوراً دو۔ بچئے پاشا نے کہا کہ ہم تمام چیزیں دینے پر آمادہ ہیں اگر وہ اس کا اقرار کر دیں کہ ان کو کوئی اذیت نہ دی جائے گی اور وہ راستہ چھوڑ دیں گے۔

یہ باتیں ادھر ہو رہی تھیں کہ بختیار ایک ڈاکو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر گر گیا اور کوچبین جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور تمام ڈاکو پاشا کی گاڑی کے پاس آ کر جمع ہو گئے پاشا اپنی گاڑی سے اُترا اور دوسری گاڑی سے زبیدہ کا نانا اُتر کر آیا اور دونوں ڈاکوؤں کی خوشامد کرنے اور کہنے لگے کہ ہم تمام مال و اسباب دینے پر آمادہ ہیں بشرطیکہ تم ہمیں کوئی اذیت نہ دو کیونکہ ہمارے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔

ڈاکو عورتوں کا نام سنکر دوسری گاڑی کی طرف بڑھے ایک لکڑی جالی اور گاڑی کی کھڑکی کھول کر دیکھا ڈاکو زبیدہ کے حسن و جمال کو دیکھکر کہنے لگے کہ اچھا تم تمام مال ہمارے حوالہ کر دو اور اس لڑکی کو دے دو ہم تمھیں چھوڑ دیں گے اور کسی قسم کی

اذیت نہ پہونچائیں گے پاشا نے بہت خوشامد کی اور کہا کہ تم جس قدر مال و دولت چاہو میں دے سکتا ہوں لیکن اس لڑکی کو نہ لو لیکن ڈاکو اس پر راضی نہ ہوئے۔ زبیدہ زار زار رو رہی تھی اور اس کی نانی بھی لیکن اون ظالموں پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوتا تھا آخر ایک ڈاکو نے زبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے اوسے کھینچ لیا اور وہ گاڑی کے نیچے آکر گر پڑی۔ اور زور زور سے رونے اور ڈاکوؤں کی خوشامد کرنے لگی۔ لیکن ڈاکون نے اُس کے رونے اور خوشامد کرنے کا خیال بھی نہ کیا۔ اور اوس کو کھینچ کر زمین پر ڈال دیا تاکہ ہاتھ پانوں باندھ کر اوس کو اٹھا لے جائین اور پھر گاڑی میں سے مال نکالنے کے لیے سب گاڑی کی طرف بڑھے"!

۹۰

مدد

ڈاکو لوٹ میں مصروف تھے اور پاشا وغیرہ خاموش گاڑیوں سے باہر کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے غریب زبیدہ زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی اور ایک ڈاکو اوس کے سر پر کھڑا تھا کہ یکایک گھوڑوں کے سرپٹ دوڑے آنے کی آواز آئی پاشا کو خیال ہوا کہ راستہ کی محافظ سیاہ کے لوگ مدد کو آگئے ڈاکوؤں سے نجات پا جانے کی امید اوس کے دل میں پیدا ہوئی ڈاکوؤں نے گھوڑوں کے ادہر دوڑے آنے کی آواز سنکر جلدی جلدی گاڑی سے چیزیں نکالیں پاشا کے کپڑون اور جیبون کو ٹٹولا اور ایک ڈاکو زبیدہ کو کمر پر ڈال کر لے جانے کے لیے اُٹھانے لگا زبیدہ نے چلا کر کہا خدا کے لیے مجھکو چھڑ دوائے خدا کے بندو مجھپر ظلم نہ کرو۔ خدا سے ڈرو۔

زبیدہ کے فقرے ختم نہ ہوئے تھے کہ مسلح سواروں کی ایک جماعت ڈاکوؤں کے سر پر پہونچ گئی۔ اور ڈانٹ کر کہا۔

ٹھہرو ٹھہرو اے کتو ٹھہرو۔

پاشا کو پورا یقین ہوگیا کہ سوار محافظ سیاہ کے لوگ ہین اُس کی ہمت بڑھ گئی اور اب

وہ زبیدہ کو ڈاکوؤں سے چھڑانے کے لیے لپکا سواروں نے پہونچتے ہی ڈاکوؤں پر گولیان چلائین اور ڈاکو تمام سامان اور زبیدہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے جب میدان بالکل خالی ہوگیا تو سوار جو شمار میں پانچ تھے گاڑیوں کی طرف متوجہ ہوے زبیدہ ڈاکوؤں کے بھاگتے ہی زمین سے اٹھی اور گاڑی میں جا بیٹھی پاشا نے سواروں کی طرف دیکھا جو کوفیہ (ایک قسم کا شامی رومال جو سر پر لپیٹ لیا جاتا ہے) پہنے ہوے تھے اور اون کے اوپر فوجی وردی تھی پاشا نے آگے بڑھ کر اون کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر آپ ہم کو بعلبک تک یا کم از کم کسی قریب کی آبادی تک پہونچا دیں تو بہت زیادہ موجب مشکوری ہوگا - اس کے بعد کہا کہ چونکہ ہم کو ڈاکوؤں میں گھرا ہوا پاکر بھاگ گئے ہیں اور ہم راستہ سے بالکل ناواقف ہیں اس کے علاوہ راستہ بھی پُرخطر ہے اور ہمیں اس وقت آپ کی امداد کی سخت ضرورت ہے سواروں نے پاشا کی خواہش کو منظور کرلیا "

اِس کے بعد پاشا نے کہا میرا ایک خادم ہے جس کو ڈاکوؤں نے زخمی کرکے گرادیا ہے بڑی مہربانی ہوگی اگر اس کی تلاش اور اوٹھانے میں آپ مجھے مدد دیں گے دو سوار گھوڑے سے اوترے اور پاشا کے ساتھ میدان میں بختیار کو ڈھونڈھنے لگے اندھیری رات سنسان مقام اور سردی کا وقت پاشا کی بہت خراب حالت تھی بختیار زخمی ایک جگہ پڑا ہوا ملا - پاشا نے حال پوچھا اوس نے بتایا کہ مونڈھے اور ران پر گہرے زخم لگے ہین - اور اوس میں اتنی قوت نہین ہے کہ کھڑا ہوسکے تینوں نے مل کر بختیار کو اٹھایا اور گاڑی میں لٹا دیا - دو سوار کوچبانوں کی جگہ بیٹھے اور بقیہ گاڑیوں کے آگے پیچھے ہولیے - اور گاڑیان روانہ ہوئین -

زبیدہ دیر تک حادثہ کے اثر سے متاثر اور کانپتی رہی - اُسے یہ معلوم کرکے بہت رنج ہوا کہ بختیار زخمی ہوگیا - تھوڑی دیر میں گاڑیاں وادی سے نکل گیئین اور حدیدہ کے اسٹیشن پر پہونچین جہان دونوں کوچوان موجود تھے - پاشا نے ان کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور اون کے اس طرح بھاگ جانے پر ان کو بہت ملامت کی کوچوانوں نے معذرت چاہی اور کہا کہ ہم اس لیے بھاگ کر نہیں آئے تھے کہ جان بچائیں - بلکہ غرض یہ تھی کہ اسٹیشن پہونچ کر حادثہ کی اطلاع دیں تاکہ یہاں سے آپ کی مدد

کو آدمی بھیجے جائین۔

یہان گھوڑے بدلے گئے لالٹینیں روشن کی گئیں اور کوچوان اپنی اپنی گاڑی کو لے کر آگے بڑھے اور پانچوں سوار گاڑیون کے آگے پیچھے ساتھ ساتھ روانہ ہوے ان میں سے ایک سوار زبیدہ کی گاڑی کے سامنے تھا۔ زبیدہ کے نانا نے حدیدہ کے اسٹیشن پر روشنی میں دیکھا کہ سوار فوجی لباس کے بجاے عام شہری لباس زیب تن کیے تھا اوس وقت تو اوس نے اس کا کچھ زیادہ خیال نہیں کیا لیکن اب جو اوس کو گاڑی کے سامنے دیکھا تو اوس نے اس کا حال معلوم کرنا چاہا سوار کی طرف اوس نے اشارہ کیا اور وہ جب گاڑی کے بالکل قریب آگیا تو اُس سے ان اطراف کے کچھ حالات دریافت کیے لیکن اوس نے کوئی جواب نہیں دیا اور بالکل خاموش رہا۔ زبیدہ کا نانا سوار کے خاموش رہنے سے حیرت میں رہ گیا۔ اور دوسرے سوار کو اوس نے اشارہ سے بلاکر پوچھا کیا تم اس سوار کا کچھ حال بتا سکتے ہو۔ میں نے اوس سے یہاں کے اطراف کا حال دریافت کیا تھا لیکن اوس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سوار نے کہا کہ یہ سوار اور ہم سب آدمی محافظ سپاہ کے آدمی نہیں ہیں اس لیے ان اطراف کے حالات ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔

زبیدہ کا نانا۔ اچھا تو پھر تم لوگ کون ہو۔

سوار۔ یہ سوار ایک مسافر ہے جو بیروت سے دمشق جارہا ہے یہاں ایک آبادی کے قریب یہ ہمارا ہم سفر ہوگیا ہے اور ہم لوگ لبنان کے سپاہی ہیں جو سرکاری کام سے دمشق جارہے ہیں چونکہ رات ہوگئی تھی اور یہ سوار راستہ سے واقف نہ تھا اور جلد سے جلد دمشق پہونچنا چاہتا تھا اس لیے یہ ہمارے ساتھ ہولیا اس شخص کے اخلاق اور باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت کریم النفس اور شریف انسان ہے ہم سب لوگ اسٹیشن حدیدہ پر ذرا ٹھہرے تھے کہ آپ کی گاڑی کے کوچوانوں نے آکر بیان کیا کہ آپ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا ہے۔ اور مدد کی ضرورت ہے فوراً یہ شخص گھوڑے پر سوار ہوکر آپ کی مدد کو چل دیا اور ہم بھی اس کے ساتھ فوراً روانہ ہوے اور موقعہ پر پہونچ کر اوس نے جو کام کیا اور ڈاکوؤن پر حملہ کرکے اونھیں بھگایا ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ہم سب نے بھی کبھی اتنی جرأت نہیں کی اس کے اخلاق اور کریم النفسی کا ثبوت اس سے بھی مل سکتا ہے کہ باوجودیکہ دمشق

پہونچنے گی اسے بہت جلدی تھی لیکن آپ کی امداد کے لیے اس نے اس کا بھی خیال نہیں کیا اور اپنا کام حرج کر کے آپ کی امداد کو مقدم سمجھا اور اب بھی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کے ساتھ ہے حالانکہ اس تاخیر سے اسے پورے ایک دن کا وقفہ دمشق پہونچنے میں ہو جائے گا۔"

زبیدہ کا نانا سوار کی شہامت کے حالات سنکر حیرت میں رہ گیا اور جی میں کہا کہ آبادی میں پہونچ کر وہ اپنے داماد (پاشا) سے یہ تمام حالات بیان کریگا۔ اور سوار کی امداد کا شکریہ ادا کیا۔"

زبیدہ نانا کے قریب بیٹھی ہوئی سوار کی جرأت و شہامت کا حال تعجب و حیرت سے سن رہی تھی سوار کی جرأت و شہامت کا ذکر سن کر اوسے شفیق یاد آگیا اور وہ رونے لگی چونکہ گاڑی میں اندھیرا تھا اس لیے زبیدہ کے رونے کا پتہ کسی کو نہ چلا۔

ادھر زبیدہ کا نانا سوار سے باتوں میں مصروف تھا اور دوسری جانب پاشا اپنے قریب والے سوار سے باتیں کر رہا تھا اس سوار نے بھی وہی باتیں پاشا سے بیان کیں جو اس سوار نے اپنے ساتھی کے متعلق زبیدہ کے نانا سے بیان کی تھیں۔ پاشا نے اس کی شہامت و جرأت پر آفرین کہی اور بہت خوش ہوا جس سوار کے متعلق یہ باتیں ہو رہی تھیں وہ خاموش زبیدہ کی گاڑی کے پیچھے اپنی فکر میں مستغرق چلا جا رہا تھا اور اوسے خبر بھی نہ تھی کہ کس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں وہ خیال کر رہا تھا کہ دمشق پہونچنے میں خاصی دیر ہو گی کیونکہ ان مسافروں کے پہونچانے کے بعد اوسے پھر اپنا سفر شروع کرنا پڑے گا۔

دونوں گاڑیاں چل رہی تھیں کہ پاشا نے سواروں کو باہم یہ باتیں کرتے سنا کہ ہم حزنیہ پہونچ گئے۔ یہاں سے بعلبک چار گھنٹہ کا راستہ ہے پاشا نے یہ سنکر ایک سوار سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ بقیہ رات ہم یہیں کہیں قریب کی آبادی میں بسر کریں گاڑی کی حرکت سے میں دیکھتا ہوں کہ میرے ملازم کو سخت تکلیف ہو رہی ہے اس کے بعد پوچھا کہ یہاں قریب میں کوئی آبادی ہے سوار نے کہا کہ ہاں یہاں سے آدھے گھنٹہ کے فاصلہ پر ایک آبادی ہے پاشا نے ارادہ کیا کہ کوچوان کو آبادی کی طرف گاڑی لے چلنے کی ہدایت کرے کہ بھتیار زخموں کی تکلیف سے کراہنے لگا اور ظاہر کیا کہ

وہ گاڑی میں اب ایک لمحہ بھی آرام نہیں پا سکتا۔ پاشا نے گاڑیوں کو رکوا دیا اور ایک سوار سے کہا میں آپ کی عنایت و مہربانی اور مدد کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مہربانی فرما کر آپ ذرا ادھر ادھر دیکھئے کہ قریب میں کوئی گھر ہے میرے نوکر کو سخت تکلیف ہے اور اب وہ گاڑی میں اس سے آگے نہیں جا سکتا ہے" سوار مکان کی تلاش میں روانہ ہوا"

گاڑیوں کے ٹھہرتے ہی زبیدہ کپڑوں میں لپٹی لپٹائی اپنی گاڑی سے اتری اور پاشا کی گاڑی کے پاس پہونچ کر باپ سے بختیار کی حالت دریافت کی پاشا نے کہا خیریت ہے معمولی زخم ہے انشاءاللہ جلد آرام ہو جائے گا زبیدہ اپنی گاڑی میں بختیار کا حال دریافت کر کے چلی گئی۔ سوار جو مکان دیکھنے گیا تھا واپس آیا اور پاشا سے کہا کہ قریب ہی ایک وسیع مکان ہے جس میں تمام آدمی بآرام رات بسر کر سکتے ہیں پاشا اور اس کے تمام متعلقین گاڑیوں سے اتر پڑے دو سواروں نے گھوڑوں سے اتر کر بختیار کو اٹھایا اور سب کے سب اوس مکان کی طرف روانہ ہوئے وہ سوار جس کا قصہ دوسرے سواروں نے پاشا اور زبیدہ کے تانا سے بیان کیا تھا گھوڑے کو دوڑا کر اوس مکان پر سب سے پہلے پہونچا۔ اور مکان کے دروازہ پر پہونچکر آواز دی۔ ایک شخص سیاہ لبادہ جسم پر ڈالے باہر نکلا یہ شخص لبادہ میں اس طرح لپٹا ہوا تھا کہ چہرہ تک صاف نظر نہ آتا تھا سر کے بال شانوں پر پڑے تھے اور داڑھی سینہ تک تھی سوار نے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ کوئی راہب (عیسائیوں میں جو لوگ تارک الدنیا ہو جاتے ہیں انکو راہب کہا جاتا ہے) ہے دروازہ سے باہر آکر سوار سے اوس کی غرض دریافت کی۔ سوار نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک زخمی ہے جس کی حالت اس وقت اتنی خراب ہے کہ ہم گاڑی پر بھی نہیں لے جا سکتے اس لیے ہم تمھارے پاس آئے ہیں اگر مہربانی کر کے تم اپنے مکان میں ہمیں رات بسر کر لینے دو تو بڑا احسان ہو گا اور اس کا اجر خدا انھیں دے گا۔ یہ شخص کچھ دیر تک سر نگوں کچھ سوچتا رہا۔ اور پھر سر اٹھا کر کہا بہتر ہے تشریف لے آیئے غریب خانہ حاضر ہے اس کے بعد اس نے بلند آواز سے کہا۔

اچھا یہاں آؤ اور زخمی کو یہاں تک لانے میں انکو مدد دو۔

یہ آواز سنکر ایک شخص جو ویسا ہی لباس پہنے تھا جیسا کہ یہ شخص پہنے تھا باہر آیا اور

اور دوڑ کر گاڑی کی طرف چلا تاکہ زخمی کو لانے میں مدد دے ۔ سوار مکان والے سے ٹھہرنے کی اجازت حاصل کر کے پاشا کے پاس پہونچا اور پاشا کو آگاہ کیا کہ صاحب مکان نے رات بسر کرنے کی اجازت دیدی ہے ۔ غرض بختیار کو لے کر سب کے سب مکان میں پہونچے اور سواروں کے سوائے تمام آدمی مکان کے اندر چلے گئے ؟

۹۱

عجیب و غریب اتفاق

اطمینان سے تمام لوگوں کو مکان میں پہونچا کر پاشا نے ارادہ کیا کہ باہر جا کر سواروں کا شکریہ ادا کرے اور خصوصاً اُس سوار کا جس کی جرأت و شہامت کا ذکر اوس نے دوسرے سوار سے سنا تھا کہ یکایک بختیار زخموں کی تکلیف سے کراہنے لگا ۔ اور پاشا اُس کے دیکھنے اور زخموں کے باندھنے میں مشغول ہو گیا اور باہر نہ آسکا اور اپنے خسر سے کہا کہ وہ باہر جا کر سواروں کو یہین بلا لائین اور پھر زبیدہ ، زبیدہ کی ماں اور نانی سے کہا کہ وہ کوٹھری میں چلی جائین ؟

زبیدہ کے نانا نے باہر نکل کر سواروں کو بلایا لیکن معلوم ہوا کہ وہ اپنے گھوڑوں کے لیے چارہ کا انتظام کرنے گئے ہیں بوڑھا (زبیدہ کا نانا) جنگل کی طرف گیا تاکہ سواروں کو بلا کر لائے اور اون کے پاس پہونچکر اوسی اجنبی سوار کو جس کا ذکر اوس نے سنا تھا دریافت کیا وہ بوڑھے کے پاس آیا بوڑھے نے اوس کا ہاتھ پکڑ لیا اور مکان کی طرف اوس کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا دروازہ کے قریب پہونچ کر اوس نے دائین جانب ایک چبوترہ دیکھا جس پر بوریا بچھا ہوا تھا اور جس کے سامنے وسیع سرسبز میدان تھا دونوں چبوترے پر جا کر بیٹھ گئے بوڑھے نے جیب سے سگرٹ نکالے اور سلگا کر دونوں پینے لگے ۔ سوار ابھی تک عبا میں لپٹا ہوا تھا ۔ اور چہرہ صاف نظر نہ آتا تھا بوڑھے نے اطمینان سے بیٹھ کر کہا ۔

محترم نوجوان ہم آپ کے بہت مشکور ہیں کہ آپ کی مدد سے ہماری جانیں بچ گئیں ڈاکوؤں سے ہمیں بچانے میں آپ نے جس جرأت و شہامت سے کام لیا ہے اوس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کی اس عنایت کا کوئی معاوضہ کر سکیں۔

سوار۔ میں نے جو کچھ کیا ہے کسی معاوضہ کے خیال سے نہیں کیا ہے میری یہ خدمت خالصتاً لوجہ اللہ ہے ممکن ہے خداوند تعالیٰ میرا یہ فعل پسند فرما کر مجھے ....

بوڑھا۔ (سوار کے لب و لہجہ اور گفتگو میں مصری الفاظ پاکر) آپ کا لب و لہجہ بتاتا ہے کہ آپ شائد مصر سے آ رہے ہیں۔

سوار۔ جی ہاں میں مصر سے آ رہا ہوں اور دمشق جانے کا ارادہ ہے۔

بوڑھا۔ کیا دمشق میں آپ کی کچھ رشتہ داری ہے۔

سوار۔ جی نہیں میرا کوئی رشتہ دار دمشق نہیں ہے البتہ میرے کچھ مصری دوست کئی مہینہ سے وہاں مقیم ہیں میں انھیں سے ملنے جا رہا ہوں۔

بوڑھا۔ آپ اپنے دوستوں کے نام بتا سکتے ہیں میں دمشق ہی سے آ رہا ہوں۔ ممکن ہے ان میں سے کسی کو میں جانتا ہوں اگر آپ کو ان کا نام بتانے میں کچھ تامل ہو تو میرے اس سوال کی جرأت کو معاف کیجئے گا۔

سوار۔ (چہرے پر سے کسی قدر کپڑا ہٹاکر) نہیں نہیں آپ کے سوال کا جواب دینے میں مجھے کوئی تامل نہیں لیکن میرے دوست یہاں کے رہنے والے نہیں بلکہ مصری ہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ ان سے واقف نہ ہوں گے۔

بوڑھا۔ میرے داماد جن کو تم نے ابھی ابھی میرے ساتھ دیکھا ہوگا وہ بھی مصر ہی کے رہنے والے ہیں اور حال ہی میں دمشق آئے تھے ممکن ہے وہ آپ کے دوستوں میں سے کسی سے واقف ہوں۔ اپنا جملہ پورا کر کے بوڑھا اٹھا اور مکان میں جاکر اپنے داماد کو بلا کر لایا پاشا (بوڑھے کا داماد) بھی سردی کی وجہ سے کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا اور چہرہ صاف نظر نہ آتا تھا پاشا نے سوار کے پاس بیٹھ کر اوس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی معذرت چاہی کہ زخمی ملازم کی مرہم پٹی میں مصروف ہونے کی وجہ سے وہ اس وقت تک ادائے شکریہ کے لیے حاضر نہ ہو سکا سوار پاشا کی معذرت اور اظہار شکریہ کو گردن جھکائے سنتا رہا پاشا کے الفاظ ختم ہوتے ہی بوڑھے نے کہا۔

ہمارے یہ محترم کریم فرما مصر سے تشریف لا رہے ہیں - اور دمشق کا ارادہ ہے وہاں انکے کچھ مصری دوست ہیں جن سے آپ ملنے جا رہے ہیں -

پاشا - (بات کاٹ کر) محترم سوار آپ جب باتیں کر رہے تھے تو میں نے آپ کے لب ولہجہ اور زبان میں مصر کی بو پائی کیا آپ مصر ہی کے رہنے والے ہیں اور دمشق میں آپ کے جو دوست مقیم ہیں وہ کون لوگ ہیں -

سوار - مصر کا ایک معزز خاندان ہے جو .... پاشا کے نام سے مشہور ہو -

سوار کے الفاظ ختم نہ ہونے پائے تھے کہ پاشا اپنا نام سوار سے سنکر آگے بڑھا اور سوار پر غور سے نظر ڈال کر کہا -

جس پاشا کا آپ ذکر فرماتے ہیں وہ تو میں ہی ہوں

سوار نے پاشا کو غور سے دیکھا اور پھر کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا -

محترم پاشا میرے محترم چچا یہ کہکر اوس نے پاشا کے ہاتھ چومے -

پاشا کچھ دیر سوار کو غور سے دیکھتا رہا اور پھر باوجود تاریکی کے اوس نے پہچان لیا کہ سوار جو اوس سے ہمکلام ہے شفیق ہے - وہ حیرت اضطراب یاس اور ناامیدی کے دریا میں غوطے کھانے لگا لیکن یہ معلوم ہو کر کہ شفیق اوس کے سامنے ہے اس سے صبر بھی نہ ہو سکا اوس نے شفیق کو سینہ سے لگا لیا اور اس کی آنکھوں اور پیشانی پر بوسہ دیا شفیق نے فوراً گھر کے آدمیوں کی خیریت پوچھی اگرچہ اوس کا مقصد صرف زبیدہ کی خیریت سے تھا پاشا نے کہا سب بخیریت ہیں اور تم جلد ان سے ملو گے - پاشا اور شفیق دونوں چبوترے پر بیٹھ گئے اور باہم باتیں ہونے لگیں پاشا نے کہا -

یہ عجیب اتفاق ہے ہم اور آپ دور سے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اس وقت تک ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا -

شفیق - میں چونکہ دمشق پہونچنے کی دھن میں تھا جہاں آپ کے قیام کی مجھے خبر ملی تھی اس لیے میں نے کسی اور بات کا خیال بھی نہیں کیا اس کے علاوہ چونکہ سب لوگ گرم کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے اور چہرہ صاف نظر نہ آتا تھا اس لیے شناخت کا موقعہ نہ مل سکا -

پاشا نے چاہا کہ زبیدہ کے ناتے شفیق کا تعارف کرائے کہ یکایک مکان کے اندر ایک

شور و غوغا بلند ہوا اور پاشا اجازت حاصل کرکے فوراً مکان کے اندر دوڑا گیا تاکہ شور و غوغا کا سبب معلوم کرے۔ اندر پہنچ کر اوس نے دیکھا کہ اس کی بیوی زبیدہ کی نانی اور صاحب خانہ کی بیوی جو سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھی ایک دوسرے سے گلے مل مل کر رو رہی ہیں اور ایک دوسرے کو بوسہ دے رہی ہیں پاشا حیرت میں رہگیا اور اس کا سبب دریافت کیا لیکن تھا اس کی نظر اپنی خوشدامن پر پڑی جو بیہوش ہوکر گر پڑی تھی اور یہ کہہ رہی تھی۔

آہ میرے لخت جگر اے میری آنکھوں کے تارے پیارے بیٹے عبد الرحمن تم زندہ ہو۔

صاحب خانہ کی بیوی نے جلدی جلدی بڑھیا کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیے اور آہستہ سے فرش پر لٹا دیا۔

پاشا کو عورتوں کی باہم باتوں سے معلوم ہوا کہ صاحب خانہ اوس کی بیوی کا وہی بھائی ہے جو دمشق کے حادثہ میں گم ہوگیا تھا پاشا نے یہ معلوم کرکے اپنی بیوی کے بھائی کے چہرے پر جو وہیں کھڑا تھا غور سے نظر ڈالی اور وہ یہ دیکھکر حیرت میں رہگیا کہ وہ تو ابراہیم شفیق کے والد ہیں دیر تک وہ حیرت میں کھڑا رہا اور اس عجیب و غریب اتفاق پر غور کرتا رہا۔ ان اتفاقات نے پاشا کو مبہوت کردیا۔ اور دیر تک وہ خاموش ایک جگہ کھڑا رہا پاشا کی بیوی نے اوس کو مبہوت پاکر کہا۔

یہی میرے وہ بھائی ہیں جو حادثہ دمشق میں گم ہوگئے تھے اور جن کو میں نے پچیس ۲۵ برس سے نہیں دیکھا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم غمزدوں کو برسوں کے بعد اون سے ملایا پاشا نے سب کو مبارکباد دی اور اظہار مسرت کیا اور چاہا کہ شفیق کا ذکر بھی اس موقع پر کردے لیکن یہ خیال کرکے کہ کہیں شادی مرگ نہ ہوجائے وہ خاموش رہا زبیدہ کی ماں زبیدہ اور ابراہیم دیر تک ایک دوسرے سے مل مل کر روتے رہے اور آخر جب سب اطمینان سے بیٹھے تو ابراہیم نے کہا۔

آہ آہ کمبخت آسمان نے میری کمر توڑدی اور میرے شفیق کو کھدر کردیا آہ کیا اچھا ہوتا کہ اس وقت شفیق آہ شفیق بھی یہاں ہوتا آہ اگر میرے جگر کا ٹکڑا میری آنکھوں کا نور۔ میری اُمیدوں کا مرکز آہ میرا پیارا شفیق آج یہاں ہوتا تو پوری خوشی ہوتی

اور بوسوں کے بچھڑے ہوؤں کے ملنے سے اس سے بہت زیادہ مسرت حاصل ہوتی جتنی کہ اب ہوئی۔ آہ بدبخت زمانے تیرا بُرا ہو کہ تو نے میرے پیارے شفیق کو مجھ سے جدا کر دیا آہ میری زندگی اب بیکار ہے۔.........

یہ کہکر ابراہیم زور زور سے رونے اور چہرے پر طمانچے مارنے لگا پاشا نے پھر ارادہ کیا کہ شفیق کی موجودگی سے آگاہ کرے لیکن پھر اس خطرہ سے کہ کہیں کوئی حادثہ پیش نہ آجائے خاموش ہوگیا اور ابراہیم کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

گھبرائیے نہیں صبر لیجئے جس خداوند تعالےٰ نے یہ مسرت بخش ہے اور پچیس برس کے بچھڑے ہوؤں کو ملایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ شفیق سے آپ کو ملا دے خدا کا شکر ہے کہ اُس نے آپ کا غم دور کرنے اور دل بہلانے کا یہ سامان پیدا کر دیا ہے آپ اپنی بہن والدہ اور والد سے ملئے اور غم والم کو دور فرمائیے انشاءاللہ شفیق بھی جلد آجائیگا اس کے بعد کہا میں باہر جاکر آپ کے والد کو بھیجتا ہوں آپ ان سے ملئے یہ کہکر وہ باہر چلا گیا اور حیوترہ تک نہ پہونچا تھا کہ زبیدہ کا نانا راستہ میں مل گیا اور شور وغوغا کی وجہ پوچھی پاشا نے بتدریج تمام واقعہ بیان کیا۔ بوڑھا دوڑا ہوا مکان کے اندر گیا اور ابراہیم کو سینہ سے لگا کر رونے لگا یہاں تک کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا پاشا کی بیوی نے چہرہ پر پانی چھڑکا اور کچھ دیر بعد اُسے ہوش آگیا اور سب اطمینان سے بیٹھکر باتیں کرنے لگے۔

پاشا مکان سے نکل کر شفیق کے پاس پہونچا۔ اس عجیب وغریب اتفاق نے اُس کو بہت زیادہ متاثر کر دیا تھا چہرے سے اوس کے آثار نمایاں تھا پاشا کے پہونچتے ہی شفیق نے کیفیت دریافت کی پاشا نے کہا خیریت ہے اور اس کے بعد کہا ذرا ٹھہر جائیے اور میرا انتظار کیجئے۔ میں صحیح صحیح خبر لے کر آتا ہوں تاکہ آپ کو آگاہ کر دوں۔

پاشا پھر مکان کے اندر چلا گیا اور دروازہ کو بند کر دیا اس وقت مکان میں پاشا کے خسر خوشدامن پاشا کی بیوی زبیدہ ابراہیم اور اوس کی بیوی سب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور شفیق کی خبر نہ ملنے سے سب غمگین تھے پاشا سب کے درمیان میں کھڑا ہوگیا اور کہا۔

اب یہاں کس کی کمی ہے تاکہ اُس کے یہاں آجانے سے یہ اجتماع کامل ہو جائے۔

سب نے یکزبان ہوکر کہا شفیق شفیق۔
بختیار قریب ہی ایک کوٹھری میں فرش پر پڑا ہوا تھا جب اوس نے شفیق کا نام سُنا تو اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور پھر اُٹھ کر آہستہ آہستہ وہاں پہونچا جہاں یہ سب لوگ جمع تھے اور چلا کر کہا۔

میرے محترم آقا شفیق کہاں ہیں۔
دوسری طرف سے ابراہیم کا خادم احمد بھی یہی کہتا ہوا کمرہ میں داخل ہوا۔ پاشا نے بختیار کو دیکھ کر کہا۔
بختیار تم بہت زخمی ہو وہاں سے اُٹھ کر یہاں کیوں چلے آئے۔
بختیار نے کہا۔
محترم پاشا زخم تو کوئی چیز نہیں ہیں شفیق کے صحیح وسلامت تشریف لانے کی خبر سُن کر تو میں قبر سے اوٹھا چلا آؤں گا۔ خدا کے لیے جلد یہ خوش خبری سُنایئے کہ وہ کہاں ہیں۔
زبیدہ نے بختیار کے الفاظ سنکر خیال کیا کہ یقیناً شفیق آگیا ہے وہ رونے لگی اور شفیق کی صورت اس کی نظروں میں پھرنے لگی۔
بختیار نے پھر پاشا سے پوچھا۔
محترم پاشا کیا جناب شفیق یہاں نہیں ہیں۔
پاشا۔ اگر میں شفیق کو یہاں لے آؤں تو تم لوگ مجھے کیا دو گے۔
سب نے خیال کیا کہ پاشا مذاق کر رہا ہے لیکن بختیار نے پاشا کے الفاظ سنکر کہا۔
محترم پاشا میرے پاس سوائے روح کے اور کیا رکھا ہے۔ روح میں آپ کی نذر کر دوں گا۔

احمد نے کہا نہیں نہیں بلکہ ہم اپنی روح کو پیارے شفیق اور اپنے آقا پر قربان کر دیں گے۔
زبیدہ ان باتوں کو سن رہی تھی اور رو رہی تھی اور جذبات محبت اوسے بیچین کر رہے تھے۔
عبد الرحمن (ابراہیم کا اصلی نام) نے آنکھوں سے آنسو پونچھ کر کہا۔

پاشا میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ہم لوگوں کو زیادہ غم والم میں نہ رہنے دینگے اور حقیقت حال سے جلد آگاہ فرمائیں گے اس وقت تک جو صدمات ہم نے اٹھائے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں اور یہ صدمات ومصائب ہی کا نتیجہ ہے کہ میں تارک الدنیا ہو کر اس جنگل میں آپڑا ہوں۔

پاشا۔ اچھا تھوڑی دیر توقف کرو میں صحیح حال معلوم کرکے آپ کو آگاہ کروں گا۔

یہ کہکر پاشا باہر نکل گیا اور پھر سب آدمی باتوں میں مصروف ہوگئے اب باتوں کا سلسلہ صرف شفیق کے متعلق تھا اکثر کی رائے تھی کہ پاشا مذاق کر رہے ہیں اور ہم کو باتوں سے خوش کرنا چاہتے ہیں ورنہ اصلیت کچھ بھی نہیں۔

پاشا شفیق کے پاس پہونچا اور اس کے قریب خاموش بیٹھ گیا شفیق نے کہا۔

محترم پاشا آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ اپنے گھر کے لوگوں سے مجھے ملنے کی عزت بخشیں گے کیا اس وقت موقع ہے۔

پاشا۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو مکان میں لے چلوں چند باتیں آپ سے دریافت کرلینی ضروری ہیں امید ہے کہ آپ شافی جواب دینگے

شفیق۔ فرمائیے۔

پاشا۔ آپ کو شاید یاد ہوگا کہ آپ جب مجھ سے مصر میں سوڈان آنے سے پہلے ملے تھے۔ اوس وقت میں نے آپ سے آپ کے والد کے حالات اور خاندان کی کیفیت دریافت کی تھی آپ نے اوس وقت کوئی جواب معقول نہیں دیا اور یہ بتایا کہ آپ کے والد کا وطن کہاں ہے۔

شفیق کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا بولنا چاہتا تھا لیکن بولا نہ گیا۔ کچھ دیر وہ غور کرتا رہا اور پھر حالت درست کرکے کہا۔

محترم پاشا مجھے امید ہے کہ آپ مجھے وہ مصائب یاد نہ دلائیں گے جن میں میں مبتلا ہوں۔ آہ مجھے تو اس وقت یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ میرے والدین کہاں ہیں مصر میں میں نے لوگوں سے دریافت کیا تھا کہ میرے والدین کہاں چلے گئے تو معلوم ہوا کہ کسی کو پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہجرت کر گئے البتہ بعض قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ لبنان کی طرف تارک الدنیا ہو کر ہجرت کر گئے ہیں جب میں والدین کا صحیح پتہ معلوم کرنے

مجھے واپس ہو گیا تو آپ کا پتہ دریافت کیا معلوم ہوا کہ آپ شام کے علاقہ میں ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مصر سے روانہ ہو کر آپ سے تو ملاقات ہو گئی اب والدین کی تلاش باقی ہے خداوند تعالیٰ ان اُن سے بھی جلد ملائے کیا محترم پاشا کو کچھ معلوم ہے کہ میرے والدین مصر سے ہجرت کر کے کہاں چلے گئے ہیں اور اس علاقہ میں ہیں تو کہاں مقیم ہیں۔

پاشا۔ افسوس ہے کہ یہاں پہونچنے تک مجھے ان کا کچھ بھی حال معلوم نہیں تھا اور جتنا کہ آپ کو معلوم ہے اس سے بھی واقف نہ تھا۔

شفیق۔ (گھبرا کر) تو کیا اس وقت کوئی اطلاع آپ کو ملی ہے۔

پاشا۔ ہاں ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بہت قریب ہیں۔

شفیق۔ (کھڑے ہو کر) فرمائیے خدا کے لیے جلد فرمائیے وہ کہاں ہیں آہ اے میرے ماں باپ تم کہاں ہو۔

پاشا۔ بیٹا گھبراؤ نہیں بیٹھو میں بتاتا ہوں۔ وہ یہاں سے بہت قریب ہیں صبح کو میں تمہارے ساتھ آدمی کر دوں گا جو تمہیں ان کے پاس پہونچا دے گا۔

شفیق۔ محترم پاشا صبح تک مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ میں ابھی ان کے پاس جانا چاہتا ہوں اگر آپ میری رہبری کریں اور اُن کے قیام کی جگہ سے مجھے آگاہ فرمائیں تو مجھ پر بڑا احسان کریں خدا کے لیے جلد بیان فرمائیے مجھ سے اب صبر نہیں ہو سکتا۔

پاشا۔ (ہنس کر) بیٹا تم تو بہت مضطرب ہو بیٹھو بیٹھو وہ یہیں اسی مکان میں ہیں۔

شفیق۔ کیا اسی مکان میں۔ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں محترم پاشا سچ سچ بتائیے کیا واقعی میرے والدین اس مکان میں ہیں یا آپ مذاق فرما رہے ہیں۔

پاشا۔ بیٹا تم خواب نہیں دیکھ رہے ہو تمہارے والدین واقعی یہاں ہیں اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔ اس کے بعد پاشا نے تمام واقعہ سنایا۔

پاشا کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ شفیق مکان میں داخل ہونے کے لیے جلدی سے آگے بڑھا لیکن پاشا نے روک دیا اور کہا۔

ٹھہرو ابھی اندر نہ جاؤ پہلے میں تمہارے والدین کو تمہارے واپس آجانے کی خبر پہونچا دوں اور پھر تمہیں لیجا کر ان سے ملاؤں تاکہ شادی مرگ کا حادثہ پیش نہ آئے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ تم دروازہ پر خاموش کھڑے رہنا اور جب میں بلاؤں تب اندر آنا۔

۹۲

بچھڑے ہوؤں کا ملنا

پاشا مکان کے اندر پہونچا اور شفیق کو دروازہ کے باہر چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا اور کمرہ میں داخل ہوکر سب کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ سب کے سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چہروں سے انقباض کے آثار نمایاں تھے پاشا نے عبدالرحمن (ابراہیم) اور اس کی بیوی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"اب آپ یہ سیاہ ماتمی لباس اُتار ڈالئے آپ کے خوش ہونے کا بلکہ سب کے خوش ہونے کا وقت قریب آگیا ہے"!

پاشا کے الفاظ سنکر سب چونک پڑے اور ہمہ تن گوش ہو کر سننے کے لیے تیار ہو گئے کہ اب پاشا کیا کہنے والے ہیں لیکن وہ اپنے الفاظ ختم کر کے دروازہ کی طرف پلٹا اور دروازہ کے باہر نکل گیا اور پھر تھوڑی دیر میں شفیق کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرہ میں داخل ہوا شفیق کو دیکھ کر سب مبہوت رہ گئے۔ اور انھیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ خواب دیکھ رہے ہیں یا بیداری میں ہیں شفیق کی بھی یہی حالت تھی۔ شفیق اور پاشا کھڑے تھے سب لوگ دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور خاموش تھے سکوت طاری تھا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ متاثر شفیق کے والدین تھے جو بے حس وحرکت ایک حالت پر قائم تھے اور شفیق کی طرف دیکھ رہے تھے زبیدہ جس نے دنیا میں آنکھ کھولکر شفیق کی محبت کو دل میں جگہ دی تھی اور عشق کی بدولت بڑے بڑے مصائب برداشت کیے تھے اسوقت اپنے پیارے کو اپنے سامنے دیکھ رہی تھی اور خاموش، حیرت زدہ تھی۔

دیر تک سکوت وحیرت کی یہی کیفیت رہی آخر شفیق کے والدین نے شفیق کو سینے سے لگا لیا خوب جی کھولکر چوما اور پیار کیا۔ دونوں ماں باپ پیار کرتے جاتے تھے اور اور روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے آہ میرے پیارے بیٹے آہ میرے جگر کے ٹکڑے تو کہاں تھا آہ ہم نے تو تیری جدائی میں دنیا کو چھوڑ دیا اور یہ لباس پہن لیا خدا کا شکر ہے کہ اوس نے پھر صحیح وسلامت تجھے ہم سے ملا دیا۔

زبیدہ کی حالت اس وقت عجیب تھی ایک طرف شرم اظہار جذبات کے مانع تھی اور دوسری جانب محبت بے چین کیے دیتی تھی ہر چند اوس نے اپنے جذبات کو روکا اور صبر کیا لیکن زمام صبر آخر ہاتھ سے چھوٹ ہی گئی اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔

شفیق .... شفیق .... آہ کیا تم زندہ ہو آہ میرے راحت قلب تو کہاں تھا یا اللہ میں خواب دیکھ رہی ہوں یا واقعی میرا پیارا شفیق میرے سامنے موجود ہے۔

شفیق خاموش تھا اور سب کی باتیں سن رہا تھا۔ کمرہ میں ایک شور برپا تھا اور سب خوشی کے آنسوؤں سے رو رہے تھے بختیار شفیق کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑا اور پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

خداوند تعالیٰ تیرا ہزار ہزار شکر ہے تو نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اگر اس خوشی میں مجھے موت بھی آجائے تو میں بڑی خوشی کے ساتھ اپنی جان ملک الموت کے حوالہ کر دوں۔ اس کے بعد شفیق کے پاس پہونچا اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پروانہ دار شفیق کے گرد پھرنے لگا۔ یہی حالت احمد کی تھی جو بار بار شفیق کے ہاتھوں قدموں پیشانی اور شانوں وغیرہ کو بوسہ دیتا اور کہتا جاتا تھا۔

خداوند تعالےٰ کا شکر ہے کہ آپ کو صحیح و سلامت ہم تک پہونچا دیا ہم پر یہ اُس کا بہت بڑا فضل و کرم ہے۔

اس کے بعد بوڑھا (زبیدہ کا نانا) اُٹھا اور اپنے پوتے (شفیق) کو سینہ سے لگایا اور خوب پیار کیا اسی طرح اوس کی دادی نے اوس کی آنکھوں پر بوسہ دیا اور پیار کیا اور پھر بوڑھے نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

آؤ ہم سب خدا کی درگاہ میں عاجزی سے اوس کے فضل و کرم پر دعا مانگیں اور سجدہ شکر کریں کہ اوس نے مدتوں کے بچھڑے ہوؤں کو اطراف عالم سے اس جگہ جمع کر کے ملایا ہے۔ سب اُٹھے وضو کیا اور نماز شکرانہ نہایت خضوع و خشوع سے ادا کی اس کے بعد پھر سب لوگ بیٹھکر باتیں کرنے لگے۔ ان میں شفیق کی داستان نہایت پُر لطف عجیب و غریب اور دردناک تھی۔ صبح تک اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں اور فجر کی نماز کے بعد سب کا مشورہ یہ قرار پایا کہ یہاں سے بعلبک اور پھر بیروت

اور وہاں سے مصر چلنا چاہیئے۔ اور مصر میں قیام کرکے آرام و آسایش سے زندگی بسر کرنا چاہیئے۔

غرض نماز کے بعد عبد الرحمن (ابراہیم) اور اوس کی بیوی نے سیاہ ماتمی لباس اُتار ڈالا اور سفید کپڑے پہن لیے عبد الرحمن نے سر کے لمبے لمبے بالوں کو تراش کر اپنی ہیئت درست کی۔

پاشا رات بھر عزیز کے معاملہ پر غور کرتا رہا اور کافی غور و تامل کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ عزیز ہر طرح اس کا مستحق ہے کہ اوس سے بڑا سلوک کیا جاے وہ نہایت ذلیل خائن اور پاجی ہے اور مناسب ہے کہ اوس کی تمام جائداد و املاک پر جس کا اُس نے کاغذ لکھدیا ہے قبضہ کر لیا جاے اور اُس کو جواب صاف دیدیا جاے کہ اوس نے میری بیٹی اور شفیق کو جس قدر تکلیفیں دی ہیں اوس کا انتقام اسی طرح لیا جا سکتا ہے کہ اُس کو ایک ایک کوڑی سے محتاج کر دیا جائے۔

صبح کو سویرے ہی شفیق نماز سے فارغ ہوکر اپنے ساتھی سواروں کے پاس گیا ان کی بہت تعریف کی اور ان کی خدمت کا شکریہ ادا کیا الغرض تمام امور سے فراغت کرکے سب لوگ گاڑیوں پر سوار ہوکر بعلبک روانہ ہوے اور دس گیارہ بجے کے قریب بعلبک پہونچکر ہوٹل میں اُترے تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر تمام کنبہ شہر کی سیر کو نکلا اور دن بھر سیر کرتا رہا بعلبک کا مشہور قلعہ جس کی نظیر نوعیت کے لحاظ سے دنیا میں نہیں ہے سب لوگ دیکھکر بہت خوش ہوے۔ بعلبک کے قلعہ میں بڑے بڑے پتھروں کا ایک ایسا ذخیرہ ہے جو دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ پتھر کس طرح بلندی پر چڑھاے گئے ہوں گے ایک مشہور پتھر وہ حجر حبلی ہا ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اتنا بڑا اور بھاری ہے کہ اوس کے اُٹھانے کے لیے چھ ہزار آدمی درکار ہوتے ہیں۔

بختیار تنہا ہوٹل میں پلنگ پر پڑا سوتا رہا کیونکہ زخموں کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ تھا دوپہر کے بعد اوس نے ایک شخص کی آواز سنی جو عزیز کی آواز سے بہت مشابہ تھی اوسے تعجب ہوا اور پھر غور سے سنا اور معلوم ہوا کہ عزیز ہی ہے جو پاشا کو دریافت کر رہا ہے اس کا دل انتقام کے جوش سے دھڑکنے لگا اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر اس وقت عزیز یہاں آ جاے تو خوب اوس کے زخموں پر

ننگ پاشی کا موقعہ ملے اور وہ شفیق کے واپس آجانے اور تمام گم گشتہ کنبہ کے ملنے کی خبر سے اوسے صدمہ پہونچائے اور اوس کی حالت دیکھ کر خوش ہو۔
بختیار یہ آرزو ہی کر رہا تھا کہ عزیز اوس کے کمرے میں داخل ہوا اول تو بختیار کو دیکھکر وہ جھجکا اور پھر یہ دیکھکر کہ وہ دوپہر میں سو رہا ہے اوسے تعجب ہوا اوس نے ذرا جرأت کی آگے بڑھا اور نہایت نرمی و آہستگی سے دریافت کیا کہ اس وقت سونے کا کیا سبب ہے۔ بختیار نے کہا کہ وادئی قزن میں ہم پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا۔ میں اون سے مقابلہ کرنے میں زخمی ہو گیا ہوں۔ اور زخم گہرے ہیں۔
عزیز۔ (چونک کر) ہائیں کیا ڈاکوؤں نے گاڑیوں پر حملہ کیا تھا پھر کس طرح اون سے نجات ملی زینب خاتون کو تو خدا نکردہ کوئی اذیت نہیں پہونچی۔
بختیار۔ (مسکراتے ہوے) ڈاکوؤں کی ایک معقول تعداد نے ہم پر حملہ کیا تھا اور قریب تھا کہ وہ ہمارا تمام مال و اسباب چھین کر لے جائیں کہ یکایک بہادر افسر اور شجاع و دلیر سردار ہماری مدد کو پہونچ گیا اور ہمیں اون کے ہاتھوں سے بچایا۔
عزیز۔ وہ کون شریف بہادر تھا کیا تم نے اوس کے حالات معلوم کئے تھے۔
بختیار۔ وہ کوئی غیر نہ تھا اتفاق وقت دیکھئے وہ ہمارا ہی عزیز تھا۔
عزیز۔ کون نام تو بتاؤ۔
بختیار۔ میں نام اس وقت بتاؤں گا جبکہ تم مجھ سے عاجزی سے دریافت کروگے۔
عزیز۔ خدا کے لیے پریشان نہ کرو تمھیں خدا کی قسم جلد بتاؤ۔
بختیار۔ وہ جناب شفیق تھے جو یکایک ہماری مدد کو پہونچے اور ہم سب کو موت سے بچالیا۔
عزیز پر شفیق کا نام سنکر ایک بجلی سی گری وہ حیران رہ گیا چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور ہاتھ پاؤں خوف سے کانپنے لگے لیکن اس نے ضبط کر کے کہا۔ بختیار مذاق نہ کرو سچ سچ بتاؤ وہ کون شخص تھا جس نے اپنی جرأت و شہامت سے تم کو بچایا۔
بختیار۔ میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں اگر تمھیں یقین نہ ہو تو ذرا توقف کرو سب لوگ ابھی سیر سے واپس آتے ہوں گے تم خود دیکھ لینا یہ جملہ ختم کر کے بختیار نے عزیز کی حالت دیکھی اور بہت خوش ہوا اور پھر کہا۔

صرف یہی خبر اہم نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک اور اہم خبر ہے جس کو سن کر تمھیں بہت رنج ہوگا۔

عزیز۔ وہ کیا خدا کے لیے صاف صاف اور جلد بتاؤ۔

بختیار۔ جناب شفیق جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ مسیحی ہیں اور ان کے خاندان اور وطن کا پتہ نہیں ہے درحقیقت زبیدہ خاتون کے ماموں کے لڑکے ہیں۔ یعنی زبیدہ خاتون کی والدۂ محترم اور جناب شفیق کے والد بزرگوار دونوں بہن بھائی ہیں۔

عزیز کی آنکھوں میں یہ حالات سنکر دنیا تاریک ہوگئی وہ حیرت میں رہ گیا اور خیال کرنے لگا کہ کیا بختیار کی باتیں صحیح ہیں یہ تو بالکل عجیب و غریب حالات ہیں اس کو شبہہ ہوا کہ بختیار صرف جلانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے اصلیت اس کے خلاف ہے اسپر وہ خاموش ہو گیا اور بے چینی سے پاشا کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تاکہ خود اس سے حقیقت حال دریافت کرے۔

اضطراب و بے چینی نے اس کی حالت خراب کر دی اور جب زیادہ صبر نہ ہو سکا تو وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور ہوٹل کے دروازے پر کھڑا ہو کر پاشا کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔"

۹۳

دغابازی و خیانت کا انجام

غروب آفتاب کے قریب پاشا کا کنبہ سیر سے واپس آیا۔ عزیز نے دیکھا کہ ایک جماعت آرہی ہے شفیق اور زبیدہ پہلو بہ پہلو باتیں کرتے چلے آرہے ہیں اور دونوں کے ہاتھوں میں خوشنما پھولوں کا ایک ایک گلدستہ ہے پاشا شفیق کے ایک جانب مسکراتا آرہا ہے یہ دیکھ کر عزیز کا قلب زور زور حرکت کرنے لگا۔ اور اب اوسے یقین ہو گیا کہ بختیار نے جو کچھ کہا تھا بالکل درست تھا اوس کی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اور اب اسے اس میں تامل کا کوئی پہلو نظر نہ آیا کہ زبیدہ اوس کی دسترس سے باہر ہے اور وہ اب

کسی طرح اوس پر قبضہ نہیں پا سکتا۔ معاً اوسے اوس کاغذ کا خیال آیا جو اوس نے پاشا کو لکھدیا تھا ان تمام خیالات نے اوس کی حالت پر بڑا اثر ڈالا شدۃ تاثر سے کبھی اس کا جسم جلتے توے کی مانند ہوجاتا تھا اور کبھی ناکامی سے بالکل برف کی مانند وہ کچھ دیر تو بحس و حرکت کھڑا غور کرتا رہا اور جب ناکامی کے خیال نے اوس کے دل و دماغ کو معطل کردیا اور جسم کی قوت گھٹنے لگی تو وہ کھڑا نہ رہ سکا اور ہوٹل کے کمرے میں جاکر پلنگ پر گر پڑا سردی سے دیر تک کانپتا رہا اور پھر بخار چڑھا اور دو گھنٹہ میں بخار ایک سو دو درجے بھی بڑھ گیا ہوٹل کے منیجر نے اوس کی یہ حالت دیکھکر ڈاکٹروں کو بلایا ڈاکٹروں نے عزیز کی حالت پر غور کرکے قرار دیا کہ حالت خطرناک ہے مریض کو کوئی سخت صدمہ پہونچا ہے اگر چوبیس گھنٹہ اس پر گزر گیے تو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ بچ جائے گا ورنہ جانبری مشکل ہے۔

ہوٹل بھر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ایک مسافر کی یکایک حالت ہوگئی ہے یہاں تک کہ پاشا کو بھی یہ خبر ملی پاشا اور اس کی بیوی کو معلوم تھا کہ عزیز دمشق سے آکر ہوٹل میں ٹھہرا ہوگا اس لیے اس نے دریافت کیا کہ مریض مسافر کا نام کیا ہے جب اوسے معلوم ہوا کہ وہ عزیز ہی ہے تو وہ فوراً اٹھا اور عزیز کے کمرہ میں پہونچا کمرہ بند تھا اور ڈاکٹروں نے منع کردیا تھا کہ مریض کے پاس کسی کو نہ آنے دیا جائے پاشا کے پہونچنے پر ڈاکٹر نے معذرت چاہی اور کہا کہ مریض کی حالت خطرہ سے خالی نہیں ہے اور اوس کے پاس ایسی حالت میں جانا مریض کے لیے اور خطرہ بڑھا دے گا شفیق کو جب عزیز کا حال معلوم ہوا تو اسی اس سے اسی قدر تکلیف ہوئی جتنی کہ ایک عزیز کو ہوتی ہے اور اسے خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں خدانخواستہ عزیز صدمہ سے مر نہ جائے بختیار اور احمد عزیز کی خبر پاکر بہت خوش تھے کیونکہ دونوں کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔

پاشا ڈاکٹروں کے منع کردینے سے واپس چلا آیا وہ اس وقت اگرچہ خوش نہ تھا۔ لیکن خاموش تھا اور دل ہی دل میں خیال کررہا تھا کہ اگرچہ عزیز نے بہت سے برے کام بھی کیے ہیں اور شفیق و زبیدہ کو اس کی دغابازیوں اور شرارتوں سے بہت تکلیف اوٹھانی پڑی ہے لیکن خود بھی اوس نے زبیدہ سے عقد کرنے کے لیے سفر کی زحمتیں اوٹھانے کے علاوہ اپنی تمام جائداد و املاک میرے سپرد کردی ہے معاً اوسے خیال آیا کہ اگر

وہ مر گیا تو بڑی آسانی سے اُس سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اس کی تمام جائداد و املاک مفت میں ہاتھ آئے گی۔

سب لوگوں میں اگر عزیز سے کسی کو ہمدردی تھی تو وہ شفیق تھا جو اس کی خطرناک حالت پر افسوس کر رہا تھا اور یہ خیال کرکے تو اسے بہت ہی رنج تھا کہ اس کی علالت اور خطرناک حالت کا سبب وہی ہے شام کا کھانا اس نے اسی غم میں نہ کھایا۔ اور رات کا زیادہ حصہ عزیز کی بیماری کے متعلق پاشا سے باتوں میں گزارا پاشا اور شفیق باہم عزیز کے متعلق باتیں کر رہے تھے کہ ہوٹل کے ایک نوکر نے آکر اطلاع دی کہ مریض کی حالت اب کسی قدر اچھی ہے اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ چند منٹ کے لیے آپ مریض کے پاس جا سکتے ہیں پاشا اور شفیق اُٹھے اور عزیز کے پاس پہنچے جو اس وقت تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھا تھا اور بخار کی شدت سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

عزیز نے کمرہ میں قدموں کی آہٹ پاکر گردن اُٹھائی اور پاشا اور شفیق کو دیکھ کر اوس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوس نے اشارہ سے دونوں کو پلنگ کے قریب بلایا اور ڈاکٹر کو جو کمرہ میں موجود تھا اشارہ سے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے آپ باہر چلے جائیں۔

اب کمرہ میں صرف عزیز۔ پاشا۔ اور شفیق تھے شفیق اور پاشا پلنگ کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عزیز کی حالت دیکھ کر دونوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ اور دونوں افسوس کر رہے تھے شفیق پاشا سے زیادہ متاثر تھا اور اس کے دل سے عزیز کی تمام دغابازیوں اور خیانتوں کا خیال جاتا رہا تھا اور شفقت و مہربانی کی نظروں سے عزیز کو دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک تینوں خاموش بیٹھے رہے اور عزیز نے ذرا اپنی حالت کو درست کر کے اوپر نظر اٹھائی اور کچھ کہنا چاہا لیکن ضعف اور خشکی سے آواز منہ سے نہ نکل سکی۔ شفیق نے دریافت کیا کہ کیا کسی چیز کی ضرورت ہے عزیز نے اشارہ سے کہا کہ تھوڑی دیر توقف کیجیے میں ذرا اپنا سانس درست کر لوں۔

تھوڑی دیر بعد عزیز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے اُس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ ہاتھ میں لے لیا ہاتھ نہایت گرم تھا اور کپکپا رہا تھا اس کے بعد دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے اوس کو بھی اپنے ہاتھوں میں لے لیا شفیق کے ہاتھوں کا سہارا لے کر عزیز نے چاہا کہ اُٹھے لیکن شدت ضعف سے نہ اُٹھ سکا اور آخر پاشا نے اس کو اُٹھا کر اور اُس کی

کمر اور شانون کو اپنے جسم کا سہارا دیکر بٹھایا۔

عزیز نے اطمینان سے بیٹھ کر شفیق کو اپنی طرف کھینچا اور سینہ سے لگاکر اُس کی پیشانی آنکھوں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور رونے لگا۔

پاشا اور شفیق پر عزیز کے رونے کا بڑا اثر پڑا۔ اور وہ بھی رونے لگے دیر تک یہی حالت سب پر طاری رہی اس کے بعد جب کچھ سکون ہوا تو عزیز نے شفیق کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جن سے پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے قصور کی معافی چاہتا ہی اور بہت نادم ہی۔

شفیق نے کہا عزیز گھبراؤ نہیں گزری ہوئی باتوں کا خیال نہ کرو تم نے جو کچھ کیا ہی یہ ایک انسانی غلطی ہے ہم صدق دل سے تمھارے لیے دعا کرتے ہیں کہ تم اچھے ہو جاؤ

عزیز۔ پیارے شفیق میں نے جو ارتکابات کیے ہیں اُن کی سزا موت سے بھی زیادہ ہے خداوند تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا ہے کہ صرف موت کی سزا دیتا ہی میں نے جو جرم کیے ہیں خداوند تعالیٰ مجھے اوس کی سزا خود دے رہا ہی شائد وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے جرموں کی سزا دینے میں تمھارے ہاتھ ملوث و ناپاک ہوں میں نہایت عاجزی سے پیارے دوست تم سے معافی چاہتا ہوں۔ خدا کے لیے میری حالت کو دیکھو اور مجھے معاف کر دو میں تو دنیا کو چھوڑنے والا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ دُنیا چھوڑنے سے پہلے تم سے معافی مانگ لوں میرا جرم نہایت سخت ہے۔ میں نے بڑی شقاوت سے کام لیا ہے اور تم کو بڑی بڑی تکلیفیں دی ہیں خدا کے لیے تم مجھے معاف کر دو۔ میں اپنے کیے کی سزا پا رہا ہوں تم نے ہمیشہ میرے جرموں اور دغا بازیوں سے چشم پوشی کی ہی اور مجھے کبھی نقصان پہونچانے کا ارادہ نہیں کیا ہے لیکن خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہی اوس نے تمھارے صبر کا مجھ سے بدلہ لیا اور میں خوش ہوں کہ یہ بدلہ بیجا نہیں ہی کیونکہ اس کا میں ہر طرح مستحق ہوں۔

عزیز کے الفاظ سنکر شفیق بے اختیار رونے لگا اور عزیز کیطرف رحم آمیز نظروں سے دیکھ کر ک[illegible]
پیارے جو کچھ گزر گیا ہے اس کا خیال دل سے دور کر دو خ[illegible]
کے جرمون اور گناہوں کو بخش دیتا ہے ا[illegible]
سب خدا ہی کی طرف سے ہے [illegible]

تکلیف دہ ہو زمین میری ہی خباثتوں اور جرموں سے ناپاک ہو گئی ہے اور میرا زمین پر رہنا زمین کو بھی ناگوار ہے موت پیاری موت آ اور مجھے میرے جرموں کی سزا دے ناپاک زندگی سے میں تنگ آ گیا ہوں اور زندگی مجھے دو بھر ہو رہی ہے۔

اس کے بعد عزیز پاشا کی طرف متوجہ ہوا او کہا۔

محترم پاشا میرے جرموں سے درگزر اور سچے دل سے معاف کر دو۔ اور اُس حور ارضی (زبیدہ) سے میری خطائیں معاف کرا دو میں نے اُس کو بڑی تکلیفیں پہونچائی ہیں اور میری وجہ سے اوس کو بڑے بڑے مصائب اٹھانے پڑے ہیں آہ میں نے اُس کی زندگی کو تلخ کر دیا ہے اور اوس کو بہت سی اذیتیں دی ہیں لیکن اوس نے کبھی مجھے نقصان پہونچانے کا ارادہ نہیں کیا اور اوس شخص کی محبت پر جس کی جوتی کے برابر بھی میں نہیں ہوں مضبوطی سے قائم رہی آہ اگر میں اوس حور ارضی کو اس وقت یہاں پاتا تو اس کی جوتیوں کو چومتا اور اپنے جرموں اور ارتکابات کی معافی چاہتا تاکہ مرنے میں مجھے آسانی ہوتی اور دل پر یہ بوجھ نہ رہتا کہ اس نے مجھے معاف نہیں کیا۔

آہ جناب پاشا میں دیکھ رہا ہوں کہ دوزخ میرے سامنے ہے اور اس کے شعلے میرے لیے بھڑک رہے ہیں فرشتۂ موت میری روح ۔ آہ میری ناپاک روح نکالنے کے لیے کھڑا ہے خدا کے لیے میرے گناہوں کو معاف کر دو اور زبیدہ سے بھی معاف کرا دو ورنہ میری روح ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیگی

پاشا۔ بیٹا اطمینان رکھو خداوند تعالے تمھیں صحت عنایت فرمائے گا تم اپنی خطاؤں پر نادم ہو یہی کافی سزا ہے جو تمھیں خدا نے دی ہے خداوند تعالی توبہ کرنے والوں کی توبہ اپنے حبیب خاتم الانبیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قبول فرماتا ہے اور پھر گناہ کو اد اکر دیتا ہے کہ گویا انھوں نے گناہ کیا ہی نہیں۔

نظر اٹھ

دریافت کیا کہ کیا کسی چیز کی ضر

میں ذرا اپنا سانس درست کر لوں۔

تھوڑی دیر بعد عزیز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے ہاتھ میں لے لیا ہاتھ نہایت گرم تھا اور کپکپا رہا تھا اس کے بعد دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے اوس کو بھی اپنے ہاتھوں میں لے لیا شفیق کے ہاتھوں کا سہارا لیکر عزیز نے چاہا کہ اٹھے لیکن شدۂ ضعف سے نہ اٹھ سکا اور آخر پاشا نے اس کو اٹھا کر اور اُس کی

خدا ان کو معاف نہ کرے تو کوئی تعجب کی بات نہین میرے لیے موت ہی بہتر ہے اور میں اب زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں میری آنکھیں نہیں اُٹھتین کہ میں اس پاک دامن عفت و عصمت کی دیوی (زبیدہ) اور جناب شفیق جیسے غیور صابر چشم پوش کی طرف دیکھ سکوں نہیں نہیں میں زندگی نہیں چاہتا اے خدا موت اے پاک پروردگار موت - جلد مجھے دنیا سے اٹھا تاکہ دنیا میرے ناپاک جسم سے پاک ہو جاے -

عزیز نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت جوش اور درد کے ساتھ کہے اور بیچارہ بے ہوش ہو کر پلنگ پر گر پڑا شفیق فوراً باہر گیا - اور ڈاکٹر کو بلا کر عزیز کو دکھایا ڈاکٹر نے کہا کہ فوراً سر پر برف باندھی جاے اور نبض دیکھ کر کہا کہ حالت خطرہ سے خالی نہیں ہے پاشا اور شفیق پریشان ہو گیے ڈاکٹر نے حالت خطرناک پاکر کہا کہ مریض کو تنہا چھوڑ دیا جاے پاشا اور شفیق ڈاکٹر کی ہدایت کے بموجب کمرہ سے باہر نکل آئے اور اپنے کمرے میں چلے گیے - پاشا کا تمام کنبہ پاشا کی واپسی اور عزیز کی حالت معلوم کرنے کا منتظر تھا پاشا اور شفیق روتے ہوے کمرے میں داخل ہوئے پاشا کی بیوی نے آگے بڑھ کر عزیز کا حال پوچھا پاشا نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو باتیں عزیز سے ہوئی تھیں وہ سب سنائیں عزیز کے خیالات کے اس انقلاب نے سب کو اوس کا ہمدرد بنا دیا اور سب صدق دل سے اسکے لیے دعائیں کرنے لگے -

رات اسی اضطراب و بیچینی میں گزری صبح کو سویرے اُٹھکر شفیق عزیز کے کمرہ میں پہونچا اور ڈاکٹر سے حالت پوچھی ڈاکٹر نے کہا کہ اس وقت مریض سو رہا ہے رات اوسے نیند آیا تھا بخار کم ہو گیا ہے اور اب کوئی خطرہ نہیں ہے شفیق یہ معلوم کرکے وا[...]
کے حال سے اطلاع دی زبیدہ اپنے پیارے کی اس شہامت [...]
کی ہمدردی سے متاثر ہو کر اب اوس کی د[...]

دن چڑھے ہوٹل کا ملا[...]
اس سے مل سکتے [...]
صا[...]

ضرور پوری کریں گے ممکن ہی کہ وہ میری حالت کو دیکھکر مجھ پر رحم فرمائیں اور میرے جرموں کو معاف کر دین خداوند تعالیٰ پاک بی بیوں کی دعائیں قبول کرتا ہی۔

باشانے عزیز کی خواہش کے مطابق زبیدہ کو بلایا زبیدہ اپنی ماں اور نانا نانی کے ساتھ رقعہ پہنے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی عزیز زبیدہ کو دیکھکر رونے لگا اور رقت خیز لہجہ میں کہا۔

اے حور ارضی میں نہایت ادب سے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ سچے دل سے میرے جرموں کو خدا کے لیے معاف کر دو میں بہت بڑا دغا باز مکار اور خائن ہوں میں نے آپ کو بہت اذیتیں اور تکلیفیں پہونچائی ہیں اگرچہ میرے جرم اس قابل نہیں ہیں کہ معاف کیے جائیں مگر مجھے آپ کی رحمدلی سے امید ہے کہ آپ معاف فرماویں گی میں اب دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور زمیں کو اپنے ناپاک وجود سے پاک کر دینے والا ہوں بس میری آخری آرزو یہی ہی کہ آپ مجھے سچے دل سے معاف کر دین تاکہ دوزخ کا عذاب مجھ پر ہلکا ہو جائے میں اقرار کرتا ہوں کہ شفیق بیشک آپ کے شوہر بننے کے قابل ہین خداوند تعالیٰ آپ دونوں کو خوش اور دنیا کے مصائب و آفات سے محفوظ رکھے اور دنیا میں ہمیشہ آپکو سترین حاصل ہوں تاکہ آپ اون تکلیفون کو بھول جائیں جو میری وجہ سے آہ مجھ کمبخت کیوجہ سے آپ کو اُٹھانی پڑی ہیں۔

یہ کہکر عزیز زار زار رونے لگا اور اسقدر رویا کہ اُسکے بستر کا ایک حصہ آنسوؤں سے بالکل تر ہو گیا زبیدہ خاموش ایک طرف کھڑی تھی عزیز کی باتوں نے اُسپر بڑا اثر کیا اور رونے لگی اُسکا دل اب عزیز کیطرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اور اُسنے سچے دلسے اُسکے جرمونکو معاف کر دیا۔

ہوپی گاس نے عزیز کو مخاطب کر کے کہا۔

خاتم الانبیا حضرت رسول اللہ نے ہم پر بڑا اثر کیا ہی اور ہم خلوص و خشوع سے خدا کی جناب [illegible] دعا کرتا ہے کہ گویا انھوں گناہ نیت [illegible] تمکو جلد سے جلد شفا عطا فرمائے مجھے یقین [illegible] نہوگی اور وہ بھتیں کوئی نقصان [illegible] لکھو کہ ہم میں سے

دریافت کیا کہ کیا کسی چیز کی ضرورت

میں ذرا اپنا سانس درست کر لوں۔

تھوڑی دیر بعد عزیز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے ہاتھ میں لے لیا ہاتھ نہایت گرم تھا اور کپکپا رہا تھا اس کے بعد دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا شفیق نے اوس کو بھی اپنے ہاتھوں میں لے لیا شفیق کے ہاتھوں کا سہارا لیکر عزیز نے چاہا کہ اُٹھے لیکن شدت ضعف سے نہ اُٹھ سکا اور آخر باشا نے اس کو اُٹھا کر اور اُس کی